عمران سیریز
کوڈواک

چند باتیں

معزز قارئین ۔ سلام مسنون ۔ نیا ناول "کوڈ واک" آپ کے ہاتھوں میں ہے ۔ اس ناول میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران ایک اہم راز کی تلاش میں علیحدہ علیحدہ کام کرتے ہیں ۔ اس راز کی تلاش میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تین ٹیمیں بیک وقت مختلف ممالک میں کام کرتی ہیں جن میں ایک ٹیم تو عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہے جبکہ دیگر دو ٹیمیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران پر مشتمل ہیں ۔ پھر یہ کہانی اس قدر تیزی سے آگے بڑھتی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی دونوں ٹیمیں آپس میں مل جاتی ہیں لیکن عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ علیحدہ ہی کام کرتا رہتا ہے پھر جیسے جیسے یہ دونوں ٹیمیں آگے بڑھتی ہیں ویسے ہی سسپنس بڑھتا چلا جاتا ہے اور دونوں ٹیمیں مسلسل الجھتی چلی جاتی ہیں لیکن آخر کار جب اس راز کا سرا عمران کے ہاتھ میں آتا ہے تو اس وقت عمران پر یہ انکشاف ہوتا ہے کہ وہ باوجود اپنی بے پناہ ذہانت اور تیز ترین کارکردگی کے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں شکست کھا گیا ہے ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اس کے مقابل جس کارکردگی کا مظاہرہ کیا اس کا اعتراف عمران کو بہرحال کرنا پڑا اور پھر عمران کی زندگی میں شاید پہلی بار وہ لمحہ آگیا جب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سارے ممبران نے عمران کی شکست پر اس

کا کھلے عام مذاق اڑانا شروع کر دیا اور عمران کے پاس سوائے سر جھکانے کے اور کوئی چارہ کار نہ رہا۔ لیکن عمران اپنی واضح اور مکمل شکست کو برداشت کر بھی سکا یا...... اور اسی میں ہی اس کہانی کا حسن پنہاں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ لمحہ بہ لمحہ بڑھتے ہوئے سسپنس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے درمیان ذہانت اور کارکردگی کے انتہائی تیز رفتار مقابلے پر مبنی یہ دلچسپ اور دلکش کہانی آپ کے معیار پر پوری اترے گی اپنی آرا سے مجھے ضرور مطلع کیجئے کیونکہ آپ کی آرا میرے لئے ہمیشہ مشعل راہ رہی ہیں لیکن کہانی کے مطالعے سے پہلے اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیجئے۔

اسلام آباد سے آصف حسین عابد صاحب لکھتے ہیں "آپ کا ناول "فور سٹارز" بے حد پسند آیا ہے۔ آپ کے اس ناول میں فور سٹارز نے پاکیشیائی معاشرے میں کینسر کی طرح پھیلے ہوئے منشیات کے خوفناک سیٹ اپ کے خلاف جس انداز میں جدوجہد کی ہے وہ یقیناً قابل داد ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس پر مبنی یہ نیا گروپ واقعی ایک نئے افق کی نشاندہی کرتا ہے اس طرح قارئین کو منشیات کے اس کینسر کے پھیلاؤ۔ اس کے نٹ ورک اور اس میں شامل افراد کی صحیح حقیقت کا ادراک ہوا ہے اور یقیناً قارئین کو اس برائی کے خلاف جدوجہد کرنے اور اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے کام کرنے کا حوصلہ ملے گا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اس فور سٹارز کے ذریعے پاکیشیائی معاشرے میں موجود دیگر بھیانک جرائم پر بھی ضرور قلم اٹھائیں گے۔

آپ کے یہ ناول ان برائیوں اور بھیانک جرائم کے خلاف جہاد کا درجہ رکھتے ہیں "۔

محترم آصف حسین عابد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ فور سٹارز گروپ نے جس میدان میں کام کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے وہ واقعی قابل تحسین ہے۔ ہوس زر نے ہمارے معاشرے میں جس خوفناک انداز میں بھیانک جرائم کو فروغ دیا ہے اس کے خلاف اپنی اپنی سطح پر کام کرنا ہم سب کا اولین فرض ہے کیونکہ برائی کو صرف برائی سمجھنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ ہمارا دین ہر برائی کو روکنے کا بھی حکم دیتا ہے اس لئے معاشرے کو ہر قسم کی برائیوں سے پاک کرنے اور موجودہ دور کے نوجوانوں کو جرائم سے باز رکھنے اور آئندہ نسلوں کو اس لعنت سے دور رکھنے کے لئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنی اپنی سطح پر اس برائی کے خلاف باقاعدہ جدوجہد کرنی پڑے گی اور مجھے اس موضوع پر قارئین کے خطوط پڑھ کر بے حد مسرت ہوئی ہے کہ فور سٹارز گروپ کی اس جدوجہد نے قارئین میں برائی کو نہ صرف برائی سمجھنے بلکہ اسے روکنے کا حوصلہ پیدا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ ایک بڑی کامیابی ہے۔ میں انشاء اللہ فور سٹارز گروپ کی دیگر بھیانک جرائم اور معاشرتی برائیوں کے خلاف جدوجہد پر مبنی ناول وقتاً فوقتاً آپ کی خدمت میں پیش کرتا رہوں گا۔

سکھر سے اجمل حسین صاحب لکھتے ہیں۔ آپ کا ناول فور سٹارز بے حد پسند آیا ہے۔ اس ناول میں جہاں معاشرتی برائیوں اور جرائم کے

خلاف جدوجہد کا سبق ملتا ہے وہاں ہمیں گم گشتہ عمران بھی دوبارہ نظر آنے لگ گیا ہے اس ناول میں مزاح اور ایکشن کی فراوانی نے حقیقتاً بےحد لطف دیا ہے اور وہ عمران جو انتہائی پیچیدہ اور بین الاقوامی جرائم کے خلاف جدوجہد کرتے ہوئے خود بھی انتہائی سنجیدہ ہونے پر مجبور ہو گیا تھا ایک بار پھر اپنے پرانے روپ میں نظر آنے لگا ہے ۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ اس گروپ کے کارناموں پر مبنی مزید ناول بھی جلد از جلد لکھیں گے تاکہ ہم ایک بار پھر عمران کے مزاح اور دلچسپ ایکشن سے لطف اندوز ہو سکیں ۔

محترم اجمل حسین صاحب ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ ۔ آپ نے عمران کے مزاح اور دلچسپ حرکتوں کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے بے شمار قارئین نے بھی اپنے خطوط میں انہی خیالات کا اظہار کیا ہے بلکہ ایک صاحب نے تو اپنے خط میں فور سٹارز گروپ کو عمران کی واپسی کا نام دیا ہے ۔ میں آپ کا اور دیگر قارئین کا بے حد مشکور ہوں جنہوں نے اس ناول پر اپنی بے پناہ پسندیدگی کا اظہار کیا ہے ۔ انشاء اللہ فور سٹارز گروپ کے کارناموں پر مبنی دیگر ناول بھی آپ کو اسی طرح پسند آئیں گے ۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

سیاہ رنگ کی نئے ماڈل کی بیوک سڑک پر اس طرح چل رہی تھی جیسے پانی بہتا ہے ۔ کار کا سسپنشن کا سسٹم اس قدر شاندار تھا کہ اندر بیٹھے ہوئے افراد کو سڑک پر موجود گڑھوں کے باوجود معمولی سا دھچکہ محسوس نہ ہو رہا تھا ۔ کار کے آگے پاکیشیا کا جھنڈا پوری آب و تاب سے لہرا رہا تھا باوردی فوجی ڈرائیور بڑے مؤدبانہ انداز میں ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا اس کے ساتھ والی سیٹ پر جولیا بیٹھی ہوئی تھی اس نے سفید اور سبز رنگ کی لائنوں والا انتہائی باوقار اور خوب صورت لباس پہنا ہوا تھا ۔ کانوں میں سنہرے رنگ کے بالے تھے بالوں کی جدید تراش خراش نے جولیا کی خوب صورتی میں کچھ اور اضافہ کر دیا تھا ۔ وہ بھی بڑے مؤدبانہ انداز میں سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی عقبی سیٹ پر ڈارک براؤن سوٹ میں ملبوس پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو براجمان تھا اس کے چہرے پر سیاہ رنگ کا مخصوص نقاب تھا وہ

بڑے باوقار انداز میں کار کے ایک کونے میں بیٹھا ہوا تھا جب کہ دوسرے کونے میں گہرے نیلے رنگ کا کوٹ براؤن رنگ کی پتلون اور سفید رنگ کی قمیض پہنے عمران بھی سکڑے ہوئے اور سہمے ہوئے انداز میں بیٹھا ہوا تھا اس نے سرخ رنگ کی ٹائی باندھ رکھی تھی۔ وہ اس طرح بیٹھا ہوا تھا جیسے کسی نے اسے نادیدہ رسیوں سے جکڑ کر یہاں بٹھا دیا ہو وہ بار بار پہلو بدلنے کی کوشش کرتا لیکن ہر بار پہلو بدلنے کی بجائے صرف کسمسا کر رہ جاتا اس کی آنکھیں اس طرح حلقوں میں چاروں طرف گردش کر رہی تھیں جیسے سرچ لائٹس گردش کرتی ہیں چہرے پر حماقت کا آبشار سا بہہ رہا تھا اس کا انداز بالکل ایسا تھا جیسے زندگی میں پہلی بار ایسی جدید کار میں بیٹھا ہو کار کے آگے پیچھے فوج کے چاق وچوبند مسلح جوانوں پر مشتمل چار جیپیں چل رہی تھیں اور یہ قافلہ خاصی تیز رفتاری سے ایک پہاڑی سڑک پر سفر کر رہا تھا سڑک کے دونوں اطراف میں حد نظر تک ویران پہاڑیاں نظر آرہی تھیں۔ سڑک پر کبھی کبھی کوئی ٹرک یا بس نظر آجاتی تھی۔ ورنہ سڑک عام طور پر سنسان رہتی تھی۔

"مم۔ مم۔ میوزک نہیں چل سکتا اس خاموشی سے مجھے وحشت سی ہو رہی ہے"...... اچانک عمران کے منہ سے گھٹی گھٹی سی آواز نکلی۔ لیکن نہ ہی جولیا نے مڑ کر دیکھا اور نہ ہی پاس بیٹھے ہوئے ایکسٹو نے اس کی بات کا کوئی جواب دیا عمران چند لمحے ہونٹ بھینچے بیٹھا رہا۔ پھر اچانک خاموشی میں طبلہ بجنے کی آواز سنائی دینے لگی طبلہ بڑے دلکش

انداز میں بج رہا تھا اور عمران کے چہرے پر یک لخت جیسے انتہائی اطمینان و سکون کے تاثرات سے چھا گئے۔ اس کا منہ انتہائی تیزی سے چل رہا تھا کیونکہ طبلہ کی آواز وہ خود ہی ہونٹوں کی مدد سے نکال رہا تھا

"خاموش رہو"...... اچانک ایکسٹو کی انتہائی سرد آواز سنائی دی اور طبلہ کی آواز ایک دھچکے سے رک گئی۔

"یہ۔ یہ۔ تو پاکیشیائی کلچرل میوزک ہے"...... عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اب اگر تمہارے منہ سے ایک لفظ بھی نکلا تو یہ پہاڑیاں ہی تمہارا مدفن ہوں گی۔ خاموش بیٹھے رہو"...... ایکسٹو کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔ اور عمران اس طرح سہم گیا جیسے کسی معصوم سے کبوتر کو بھیانک ترین بڑی سی خونخوار بلی نظر آگئی ہو جب کہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی ہوئی جولیا کا جسم بھی ایکسٹو کے لہجے سے اس طرح کانپا جیسے اس کے جسم میں سردی کی تیز لہر سی دوڑ گئی ہو۔

"مم۔ مم۔ مدفن۔ خدا کی پناہ۔ جیتے جی مدفن۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ تو ظلم ہے۔ کہ کسی زندہ انسان کو مدفون کر دیا جائے اور وہ بھی ان ویران و سنسان اور بے آباد پہاڑیوں میں چلو کوئی نخلستان ہو۔ کھجور کے درخت ہوں سبزہ ہو۔ میٹھے پانی کا چشمہ ہو غزالی آنکھوں والی خوب صورت خواتین وہاں رہتی ہوں تو چلو زندہ انسان کا ایسے مدفن میں گزارہ ہو جائے گا مگر یہ ویران پہاڑیاں"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہنا شروع کر دیا لیکن بڑبڑاہٹ کے باوجود اس کا لہجہ اس قدر بلند

تھا کہ اس کے الفاظ واضح طور پر سب کے کانوں تک پہنچ رہے تھے۔

"پلیز عمران ۔ خاموش بیٹھو ۔ یہ پاکیشیا کی عزت و وقار کا سوال ہے"...... اچانک جولیا نے مڑ کر انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا کی عزت کا سوال ۔ یعنی فرنٹ سیٹ پر عزت اور عقبی سیٹ پر وقار ہو تو بے چارہ عمران سوال بن کر رہ جاتا ہے اور سوال بھی ایسا جس کا جواب صرف خاموشی ہو سکتا ہے ویسے خاموشی کو نیم رضا کہا جاتا ہے لیکن عزت کے معاملے میں تو میں مکمل رضا مند ہوں ۔ البتہ وقار کے معاملے میں واقعی نیم رضا مندی ہی ہونی چاہیے ورنہ وقار کا کوہ گراں اگر بے چارے سوال پر گر پڑا تو سوال خیال میں بدل جائے گا اور خیال خواب میں ۔ اور خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوتے لیکن سوال یہ ہے کہ ایسے خواب ہی کیوں دیکھے جائیں جن کی تعمیر کی جائے تو خود خواب دیکھنے والا شرمندہ ہو کر رہ جائے کیوں جناب میں ٹھیک کہہ رہا ہوں"...... عمران کی زبان میرٹھ کی قینچی سے بھی زیادہ تیزی سے چل رہی تھی۔

"تم خاموش نہیں بیٹھو گے"...... ایکسٹو کے لہجے میں اس بار غصے کی شدت نمایاں تھی۔

"بب ۔ بب ۔ بیٹھوں گا بالکل بیٹھوں گا جناب ۔ بلکہ بیٹھا ہوں قطعی خاموش ۔ ایک دم خاموش بچ ۔ جیسے ۔ مس جولیا بیٹھی ہیں کیوں مس جولیانا فٹزواٹر ۔ میں خاموش بیٹھا ہوں ناں ۔ آپ بے شک پوچھ لیں جناب مس جولیا سے"...... عمران بھلا کہاں خاموش بیٹھنے والا تھا

لیکن اس بار ایکسٹو نے کوئی جواب نہ دیا کیونکہ کار ایک موڑ مڑتے ہی تیزی سے گھوم کر ایک سائیڈ روڈ پر پہنچ کر اترنے لگی اور نیچے پہاڑیوں کے درمیان فوج کا ایک چاق وچوبند دستہ اس طرح کھڑا نظر آ رہا تھا جیسے کسی بڑی شخصیت کو گارڈ آف آنر پیش کرنے کے لئے کھڑا ہو ۔ ان کے ہاتھوں میں بھاری مشین گنیں تھیں۔

"یہ ۔ یہ ۔ فائرنگ اسکواڈ تو نہیں ہے اوہ پلیز ۔ بس آخری بار معاف کر دیجئے اب نہیں بولوں گا آپ کو آپ کے وقار کا واسطہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی ہوئی مس عزت کا واسطہ ۔ مم ۔ مم ۔ معاف کر دیجئے مم ۔ مم ۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ میرا مطلب ہے مستقبل میں پیدا ہونے والے چھوٹے چھوٹے بچوں پر رحم کھائیے"...... عمران نے انتہائی خوف زدہ سے انداز میں کہنا شروع کر دیا ۔ لیکن اسی لمحے کار ان فوجیوں کے سامنے پہنچ کر رک گئی ۔ آگے جانے والی دو فوجی جیپیں سائیڈوں پر ہٹ کر رک گئی تھیں اسی لمحے ڈرائیور بجلی کی سی تیزی سے نیچے اترا اور اس نے گھوم کر ایکسٹو کی سائیڈ والا دروازہ کھول دیا ۔ اور ایکسٹو بڑے باوقار انداز میں کار سے نیچے اتر آیا فرنٹ سیٹ سے جولیا بھی اتر کر نیچے کھڑی ہو گئی تھی ۔ عمران بھی دوسری طرف سے نیچے اترا اور بڑی خوف بھری نظروں سے سامنے کھڑے ہوئے مسلح فوجیوں کو دیکھنے لگا ایکسٹو کے کار سے نیچے اترتے ہی فوجیوں نے مخصوص انداز میں سیلوٹ کیا ۔ اور پھر وہ دو حصوں میں تقسیم ہو کر مارچ کرتے ہوئے ایکسٹو کے عقب میں آ کر کھڑے ہو گئے اسی لمحے عقبی جیپ سے

ایک فوجی کرنل نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ایکسٹو کی طرف بڑھ آیا۔

"تشریف لائیے جناب"...... کرنل نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ایکسٹو کے اثبات میں سرہلانے پر وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔

اس سے کچھ فاصلہ دے کر ایکسٹو بڑے باوقار انداز میں چل رہا تھا اس کے پیچھے جولیا اور اس کے ساتھ عمران تھا اور ان کے عقب میں مسلح فوجی مارچ کرتے ہوئے آرہے تھے عمران بار بار مڑ کر عقب میں آتے ہوئے فوجیوں کو بڑی خوف زدہ نظروں سے دیکھتا اور پھر ایک جھٹکے سے منہ سامنے کر لیتا۔

"یہ فائرنگ اسکواڈ اب عقب سے گولی مارنے لگے ہیں"۔ عمران نے بڑے سہمے ہوئے لہجے میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"خاموش رہو۔ ورنہ......" جولیا نے غصے سے آنکھیں دکھاتے ہوئے غرا کر کہا تو عمران اور زیادہ سہم گیا۔

"مم۔ مم۔ ابھی تو وہ قبول ہے کی گردان بھی نہیں ہوئی تم ابھی سے ......" عمران نے اسی طرح سہمے ہوئے لہجے میں احتجاج کرتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے چیف ایکسٹو اور اس سے آگے جانے والا فوجی کرنل ایک چٹان کے سامنے رک گئے اور ان کے رکنے کی وجہ سے عمران اور جولیا کو بھی رکنا پڑا۔ کرنل نے آگے بڑھ کر اس چٹان کے ایک حصے پر پہلے دایاں ہاتھ رکھا اور پھر بایاں ہاتھ پھر پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا تقریباً دو منٹ تک کھڑا رہنے کے بعد پھر آگے بڑھا اس نے اس بار پہلے اپنا بایاں ہاتھ چٹان کے اس حصے پر رکھا پھر دایاں ہاتھ رکھا اور

ایک بار پھر پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا چند لمحوں بعد گڑگڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی چٹان کا ایک حصہ صندوق کے ڈھکن کی طرح اوپر اٹھتا چلا گیا اور کرنل آگے بڑھ گیا اس کے پیچھے ایکسٹو اور اس کے عقب میں عمران اور جولیا بھی آگے بڑھ گئے لیکن مسلح فوجی باہر ہی رک گئے تھے یہ ایک طویل سرنگ نما راستہ تھا جو مصنوعی انداز میں بنایا گیا تھا اس راستے کا اختتام ایک دیوار پر ہوا کرنل نے آگے بڑھ کر اپنے دونوں ہاتھ اس دیوار پر رکھے تو دیوار کھٹاک کی آواز سے درمیان سے پھٹ کر دونوں سائیڈوں میں غائب ہو گئی۔ دوسری طرف چار فوجی کرنل کھڑے تھے۔ انہوں نے ایکسٹو کو فوجی سیلوٹ کیا۔ یہ ایک ہال نما کمرہ تھا۔ جس میں دونوں اطراف میں میزیں اور کرسیاں موجود تھیں، جن پر مائیک لگے ہوئے تھے۔

"تشریف رکھیئے چیف۔ ایک فوجی کرنل نے جو ان سب میں سینیئر تھا۔ دائیں طرف کی میز کے پیچھے رکھی ہوئی اونچی نشست کی کرسی کو خود اذب سے پیچھے کھسکاتے ہوئے کہا۔ اور ایکسٹو خاموشی سے اس کرسی پر بیٹھ گیا۔ ایکسٹو کے دائیں طرف جولیا اور بائیں طرف عمران بھی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ جب کہ وہ پانچوں کرنل ان کے سامنے دوسری طرف موجود میزوں کے پیچھے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اور وہ دیوار جسے کھول کر وہ باہر سے آئے تھے۔ ان کے عقب میں بند ہو گئی تھی۔

"میرا نام کرنل شہباز خان ہے۔ اور میں اس میزائل فیکٹری کا

انچارج ہوں ۔یہ میرے ساتھی ہیں، کرنل افتخار، کرنل اعظم ، کرنل
ناصر اور کرنل ہاشم ۔ان میں سے ہر ایک اس فیکٹری کے ایک ایک
سیکشن کا انچارج ہے اور میں سب کی طرف سے پاکیشیا سیکرٹ سروس
کے چیف کو فیکٹری میں خوش آمدید کہتا ہوں ۔اور مجھے فخر بھی ہے کہ
چیف نے یہاں خود تشریف لانے کے لئے ہمیں وقت دیا" ...... کرنل
شہباز نے رسمی فقرے ادا کرتے ہوئے کہا۔

"کرنل شہباز تمہید کی ضرورت نہیں ہے ۔مقصد پر آیئے" ۔چیف
نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر میں فیکٹری کا مختصر سا تعارف کرا دوں" ...... کرنل شہباز
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی میز کے کنارے کا ایک بٹن
دبایا تو دائیں طرف دیوار پر ایک سکرین روشن ہو گئی اور اس پر
فیکٹری کے ایک شعبے کا منظر ابھر آیا۔ کرنل شہباز ساتھ ساتھ تفصیل
بتاتا جا رہا تھا ایکسٹو، عمران اور جولیا خاموش بیٹھے سکرین پر نظر آنے
والی مشینری اور ان کے بارے میں تفصیل سنتے رہے ۔ فیکٹری واقعی
انتہائی جدید تھی ۔اس کے حفاظتی انتظامات بھی فول پروف تھے ۔جب
تعارف مکمل ہو گیا تو سکرین آف ہو گئی ۔

"آپ نے فیکٹری دیکھ لی چیف ۔اس میں جو میزائل تیار ہو رہے
ہیں ۔ان کا کوڈ نام ایم میزائل ہے ۔ایم میزائل ایک ایسی ایجاد ہے
جس کا جواب ابھی سپر پاورز کے پاس بھی نہیں ہے ۔ یہ خالصتاً
پاکیشیائی سائنسدانوں کی ایجاد ہے اور ایک لحاظ سے اس ایم میزائل

کو آپ اکیسویں صدی کا ہتھیار کہہ سکتے ہیں ۔اس میزائل کا تجربہ بھی
ہو چکا ہے اور تجربہ کامیاب رہا ہے اس میزائل میں استعمال ہونے والا
خام مال بھی پاکیشیا میں ہی دستیاب ہے اس لئے اس سلسلے میں ہمیں
کسی قسم کی کوئی پریشانی نہ تھی لیکن ایک روز پہلے ایک ایسی پریشانی
کا سامنا ہوا جس کا کوئی حل ہمارے پاس نہ تھا گزشتہ روز ایک
سائنسدان ڈاکٹر خالد نے مجھ سے ملاقات کی اور مجھے بتایا کہ فیکٹری کے
اس شعبے کے ماسٹر کمپیوٹر میں فیڈ شدہ اس شعبے کی حد تک فارمولے کی
ایڈجیسٹمنٹ کے لئے ماسٹر فارمولے کی ضرورت ہے ۔ایسا چونکہ تقریباً
ہر چھ ماہ بعد ہوتا رہتا ہے اس لئے یہ سب ایک معمول کی بات تھی
مکمل فارمولا جسے ہم ماسٹر فارمولا کہتے ہیں سپیشل سٹور میں محفوظ کیا گیا
ہے اور وہ براہ راست میری تحویل میں ہے چنانچہ میں نے ماسٹر فارمولا
سپیشل سٹور سے منگوایا لیکن سپیشل سٹور سے جو اطلاع ملی وہ اس قدر
حیرت انگیز تھی کہ محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً میرے ہاتھوں کے طوطے اڑ
گئے کیونکہ ماسٹر فارمولا مکمل طور پر غائب ہو چکا تھا میں نے فوراً
سپیشل سٹور کی خود جا کر چیکنگ کی لیکن ماسٹر فارمولا واقعی غائب تھا
میں نے آؤٹ ماسٹر کمپیوٹر کو چیک کیا تو انتہائی حیرت انگیز اطلاع
سامنے آئی کہ ماسٹر فارمولا سپیشل سٹور سے باہر نہیں لے جایا گیا
کیونکہ فارمولا کسی بھی شکل میں سپیشل سٹور سے باہر لے جایا جاتا تو
آؤٹ ماسٹر کمپیوٹر کو لازماً اس کی اطلاع مل جاتی یہاں ہم نے ایسے ہی
پیچیدہ حفاظتی انتظامات کئے ہوئے ہیں اب صورت حال یہ تھی کہ ماسٹر

فارمولا غائب بھی تھا اور سپیشل سٹور سے باہر بھی نہیں لے جایا گیا تھا
پھر ماسٹر فارمولا کہاں تھا میں نے سپیشل سرچنگ مشین کی مدد سے
پورا اسپیشل سٹور چیک کر لیا لیکن فارمولا وہاں موجود نہ تھا میں بے حد
پریشان ہو گیا چنانچہ میں نے اس سلسلے میں ہنگامی میٹنگ کال کی اس
میٹنگ میں یہ طے کیا گیا کہ ہم فوری طور پر اس بارے میں صدر
مملکت کو رپورٹ دیں کیونکہ یہ فیکٹری براہ راست صدر صاحب کے
کنٹرول میں ہے تاکہ اسے ہر طرح سے محفوظ رکھا جائے۔ ہم پانچوں
کرنلز کو بظاہر ریٹائر کر دیا گیا ہے لیکن ہم یہاں ڈیوٹی دے رہے ہیں۔
صدر صاحب نے ہمیں بتایا کہ وہ اس سلسلے میں سیکرٹ سروس کے
چیف سے بات کریں گے کیونکہ اس فارمولے کے سلسلے میں وہ ان
کے علاوہ اور کسی پر اعتماد کرنے کو تیار نہ تھے چنانچہ صدر صاحب کی
طرف سے ہمیں اطلاع دی گئی کہ سیکرٹ سروس کے چیف اپنے خاص
نمائندے اور ڈپٹی چیف کے ہمراہ خود فیکٹری میں تشریف لا رہے ہیں
اس پر ہم نے کرنل ہاشم کو جو سیکورٹی انچارج ہیں آپ کو لے آنے کے
لئے صدر صاحب کی ہدایت پر بھجوا دیا اور اب آپ یہاں موجود ہیں"۔
کرنل شہباز نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"صدر مملکت نے جب اس بارے میں تفصیل بتائی تو فیکٹری کی
اہمیت کے پیش نظر میں نے مناسب سمجھا کہ میں خود یہاں آؤں ورنہ
ایسے معاملات میں میرے آدمی کام کرتے رہتے ہیں"...... ایکسٹو نے
سپاٹ لہجے میں کہا۔

"تھینک یو سر۔ اب میں آپ کو سپیشل سٹور اور اس میں نصب
انتہائی جدید مشینری کے بارے میں ایک فلم دکھاتا ہوں تاکہ آپ اس
سلسلے میں پوری تفصیل سے آگاہ ہو سکیں"...... کرنل شہباز نے کہا
اور اس نے ایک بار پھر میز پر موجود بٹن دبایا تو سکرین ایک بار پھر
جھماکے سے روشن ہو گئی اور پھر سپیشل سٹور اور اس میں نصب انتہائی
جدید مشینری کے بارے میں تفصیلات سامنے آنے لگیں۔ عمران
نہایت غور سے یہ سب کچھ دیکھتا رہا جب سکرین غائب ہوئی تو اس
نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"آپ نے ملاحظہ فرما لیا ہو گا کہ ایسے جدید ترین حفاظتی انتظامات
کے باوجود فارمولا غائب ہو چکا ہے اور اگر یہ فارمولا ہمیں نہ ملا تو ایم
میزائل کی تیاری بند ہو جائے گی اور اگر یہ فارمولا ہمارے دشمن یا
دوست ممالک کسی کے بھی ہاتھ لگ گیا تو پاکیشیا کے حفاظتی حصار
میں دراڑ پڑ جائے گی اور پاکیشیا کی سلامتی کے لئے انتہائی نقصان دہ ہو
گا"۔ کرنل شہباز نے کہا۔

"کیا سپیشل سٹور کی مشینری کو صرف آپ آپریٹ کرتے ہیں کرنل
شہباز"...... عمران نے پہلی بار سنجیدہ لہجے میں کہا تو کرنل شہباز نے
چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔

"جی ہاں صرف میں۔ لیکن ہم پانچوں کرنلز بھی اسے آپریٹ کر سکتے
ہیں۔ ہم پانچوں کرنلز فیکٹری کے ہر معاملے کے بارے میں یکساں
معلومات رکھتے ہیں تاکہ کسی ایک کے اچانک کسی حادثے سے دوچار

ہونے کی صورت میں فیکٹری بند نہ ہو جائے ۔ لیکن فی الحال میں ہی آپریٹ کر رہا ہوں "...... کرنل شہباز نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا ان کے لہجے میں ہلکی سی ناگواری کا تاثر نمایاں تھا۔

" کرنل شہباز یہ میرے خصوصی نمائندہ مسٹر علی عمران ہیں اور یہ ڈپٹی چیف آف سیکرٹ سروس مس جولیانا فٹز واٹر "...... ایکسٹو نے عمران اور جولیا کا تعارف کراتے ہوئے کہا ۔ شاید یہ بات ایکسٹو نے بھی محسوس کی تھی کہ کرنل شہباز کو عمران کی مداخلت ناگوار محسوس ہو رہی تھی۔

" علی عمران اوہ اوہ تو آپ ہیں علی عمران اوہ آئی ایم سوری آپ کے کارناموں کی تعریفیں تو میں نے بے حد سنی ہوئی ہیں لیکن آپ سے تعارف پہلی بار ہو رہا ہے ۔ اس لئے حقیقت یہ ہے کہ آپ کی مداخلت مجھے اچھی نہیں لگ رہی تھی "...... کرنل شہباز نے بڑے کھلے دل سے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

" شکریہ کرنل اب یہ بتا دیں کہ ماسٹر فارمولا تھرٹی ون زیرو سکس ڈسک میں بند تھا یا تھرٹی تھری الیون ون سکس ڈسک میں "۔ عمران نے کہا تو کرنل شہباز کے ساتھ ساتھ باقی کرنلز کے چہروں پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے ۔

" اوہ ۔ آپ اس جدید ترین مشینری کے بارے میں اس قدر جانتے ہیں ۔ حیرت ہے ۔ ویسے فارمولا تھرٹی ون زیرو سکس ڈسک میں بند تھا "...... کرنل شہباز نے کہا۔

" کرنل شہباز ۔ جس مشینری کو آپ بار بار انتہائی جدید ترین کہہ رہے ہیں ۔ یہ مشینری تو اب خاصی پرانی ہو چکی ہے ۔ یہ تمام مشینری شوگران سے برآمد کی گئی ہے اور شوگران کے لحاظ سے یہ واقعی جدید ترین ہے ۔ لیکن ایکریمیا کے لحاظ سے یہ مشینری اب پرانی ہو چکی ہے ۔ آپ کے پاس ماسٹر کمپیوٹر الیون زوم کا ہے ۔ جب کہ اب سیونٹی سپر زوم کمپیوٹر بھی استعمال کئے جا رہے ہیں ۔ بہر حال اگر فارمولا تھرٹی ون زیرو سکس ڈسک میں بند ہے تو پھر یہ فامولا سپیشل سٹور سے باہر آ چکا ہے "...... عمران نے کہا تو کرنل شہباز کے ساتھ ساتھ باقی کرنلز بھی اچھل پڑے ۔

" باہر آ چکا ہے ۔ لیکن آؤٹ کمپیوٹر تو اب بھی یہی رپورٹ دے رہا ہے کہ فارمولا باہر نہیں گیا "...... کرنل شہباز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" آؤٹ کمپیوٹر کو انتہائی ذہانت سے دھوکا دیا گیا ہے ۔ آپ چیک کریں آؤٹ کمپیوٹر کی جیبں کو یقیناً سیون اینگل سے اعشاریہ ایٹ اینگل میں تبدیل کر دیا گیا ہو گا ۔ یہی وجہ ہے کہ تھرٹی ون زیرو سکس ڈسک اس کے لحاظ سے باہر نہیں لے جایا گیا تھا "۔ عمران نے کہا ۔ تو کرنل شہباز نے جلدی سے اپنے سامنے رکھا ہوا ایک ریموٹ کنٹرول نما ڈبہ اٹھایا اور اس کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے ۔ چند لمحوں بعد اس نے یہ ڈبہ واپس رکھا اور سائیڈ پر پڑا ہوا ایک انٹرکام اٹھا کر اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ڈاکٹر اسلم۔ سپیشل سٹور آؤٹ کمپیوٹر کی ماسٹر بیس کو جنرل سکرین پر چیک کر کے مجھے بتائیں کہ کیا پوزیشن ہے"...... کرنل شہباز نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد گھنٹی بج اٹھی اور کرنل شہباز نے رسیور اٹھایا۔ وہ چند لمحے دوسری طرف سے آنے والی آواز سنتا رہا۔ اس کے چہرے پر سختی کے تاثرات ابھرتے چلے گئے اور پھر اس نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"آپ درست کہہ رہے ہیں مسٹر علی عمران۔ واقعی آؤٹ کمپیوٹر کی ماسٹر بیس تبدیل کی جا چکی ہے۔ ہمیں تو اس کا تصور تک نہ تھا"۔ کرنل شہباز نے انتہائی مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"اتنا مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے کرنل شہباز۔ فارمولا سپیشل سٹور سے واقعی باہر آ چکا ہے۔ لیکن ابھی فیکٹری سے باہر نہیں گیا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل شہباز کے ساتھ ساتھ باقی چاروں کرنلز بھی چونک پڑے۔

"اوہ۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جس کسی نے بھی یہ کام کیا ہے۔ وہ اب اسے آسانی سے باہر لے جا سکتا ہے"...... کرنل شہباز نے کہا۔

"جی ہاں۔ لے جا تو سکتا تھا۔ لیکن اسے یہ بھی معلوم ہے کہ سپیشل سٹور کے آؤٹ کمپیوٹر کی ماسٹر بیس تبدیل کرنے سے فارمولا ڈسک تو باہر آ سکتی ہے۔ لیکن اگر اسے جنرل کمپیوٹر کی ماسٹر بیس تبدیل کئے بغیر فیکٹری سے باہر نکالا گیا تو وہ مکمل طور پر واش ہو جائے گا اور جنرل کمپیوٹر کی ماسٹر بیس فوری طور پر تبدیل نہیں ہو سکتی۔ اس

کے لئے وقت چاہئے۔ اس لئے ڈسک ابھی تک فیکٹری میں موجود ہے"۔ عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی نظریں کرنل شہباز کے دائیں ہاتھ پر بیٹھے ہوئے کرنل افتخار پر جم گئیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ پھر وہ کہاں ہے"...... کرنل شہباز نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل افتخار۔ یہ ڈسک واپس کر دیں"...... عمران نے اچانک کرنل افتخار سے مخاطب ہو کر کہا تو سارے کرنل بے اختیار کرنل افتخار کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیا۔ کیا۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میرے پاس ڈسک"۔ کرنل افتخار نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کرنل افتخار تو ہمارے پرانے ساتھی ہیں جناب۔ یہ تو انتہائی بااعتماد ہیں"...... کرنل شہباز نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"کرنل افتخار کو فوری طور پر حراست میں لے لیا جائے۔ اٹ از مائی آرڈرز"...... اچانک چیف نے سرد لہجے میں کہا۔ تو کرنل شہباز کے علاوہ باقی تینوں کرنلز نے بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کرنل افتخار کے گرد گھیرا ڈال دیا اور کرنل افتخار کا رنگ یک لخت زرد پڑ گیا۔

"کرنل افتخار میں ضمانت دیتا ہوں کہ اگر آپ ڈسک واپس کر دیں تو آپ کا کورٹ مارشل نہیں کیا جائے گا"...... اچانک عمران نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں مجبور تھا۔ میں واپس کر دیتا ہوں۔ وہ میرے

شیوٹنگ باکس میں موجود ہے"...... کرنل افتخار نے ایسے لہجے میں کہا
جیسے وہ زندگی کی آخری بازی ہار گیا ہو اور اس کے منہ سے یہ فقرہ نکلتے
ہی دو کرنل تیزی سے مڑے اور دوڑتے ہوئے اندر فیکٹری کی طرف
بڑھ گئے۔ کرنل افتخار اب کرسی کی پشت سے سر ٹکائے لمبے لمبے سانس
لے رہا تھا۔ جب کہ کرنل شہباز ایسی نظروں سے کرنل افتخار کو دیکھ
رہا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔ تھوڑی دیر بعد دونوں
کرنل واپس آ گئے۔ ان کے ہاتھ میں کمپیوٹر مائیکروڈسک موجود تھی۔

"مل گئی۔ اوہ خدایا تیرا شکر ہے"...... کرنل شہباز نے طویل
سانس لیتے ہوئے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس
نے ڈسک لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

"یہ ڈسک مجھے دیجئے"...... عمران نے کہا تو کرنل شہباز نے ہاتھ
واپس کھینچ لیا اور وہ کرنل جو ڈسک لے کر آیا تھا۔ گھوم کر عمران کی
طرف آیا اور اس نے ڈسک عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے اسے
غور سے دیکھا اور پھر اسی کرنل کو واپس کر دیا۔

"اب اسے کرنل شہباز کو دے دیجئے"...... عمران نے اسی کرنل
سے کہا اور وہ کرنل ڈسک لے کر ایک بار پھر گھوما اور اس نے واپس جا
کر ڈسک کرنل شہباز کو دے دی۔

"کرنل شہباز۔ آپ اسے واپس ماسٹر کمپیوٹر تک پہنچا دیں اور آؤٹ
کمپیوٹر کا بیس تبدیل بھی کرا دیں اور اس کے ساتھ ہی آپ ماسٹر کمپیوٹر
کی بیس KEY بھی تبدیل کر دیں۔ تاکہ دوبارہ یہ حرکت نہ ہو
سکے"...... عمران نے کرنل شہباز سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... کرنل شہباز نے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا
اور ڈسک لے کر وہ تیزی سے کمرے کے اندرونی دروازے کی طرف
بڑھ گیا۔

"کرنل افتخار۔ میری ضمانت قائم ہے۔ چیف خود یہاں موجود
ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ چیف میری ضمانت کی توثیق بھی کر دیں گے۔
آپ نے کسی مجبوری کا اظہار کیا تھا۔ وہ کیا مجبوری تھی۔ اس کے علاوہ
آپ برائے کرم یہ بھی بتا دیں کہ آپ نے کس کے کہنے پر یہ سب کچھ کیا
اور آپ اس ڈسک کو کہاں اور کس کو پہنچانا چاہتے تھے۔ پلیز۔ پوری
تفصیل بتا دیں"...... عمران نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے نرم لہجے
میں کہا۔

"یس کرنل افتخار۔ گو آپ کا جرم ناقابل معافی ہے۔ لیکن چونکہ
میرے نمائندہ خصوصی نے آپ کو ضمانت دے دی ہے۔ اس لئے
میں اس ضمانت کی صرف اسی صورت میں توثیق کر سکتا ہوں کہ آپ
پوری تفصیل بتا دیں"...... چیف ایکسٹو نے اپنے مخصوص سرد لہجے
میں کہا۔

"جناب۔ یہ سب کچھ میں نے اپنے طور پر کیا ہے۔ آئندہ ہفتے میں
نے ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے ایکریمیا جانا تھا۔ میں نے سوچا
کہ وہاں جا کر اس ڈسک کی مدد سے اپنے لئے دولت حاصل کروں گا اور
پھر مستقل طور پر وہیں سیٹل ہو جاؤں گا...... کرنل افتخار نے رک

رک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ کو تو اچھی طرح معلوم ہے کہ کسی بھی وقت کسی بھی شعبے کو ماسٹر فارمولے کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ پھر آپ کیسے یہ ڈسک ساتھ لے جاتے۔آپ یقیناً پکڑے جاتے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں ڈسک تو ساتھ لے جا بھی نہیں سکتا تھا۔ میں تو اس فارمولے کے نوٹس تیار کر کے ساتھ لے جاتا۔ ڈسک تو میں واپس پہنچا دیتا۔اس طرح مجھ پر کسی کو بھی شک نہ پڑ سکتا تھا"...... کرنل افتخار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔اب اس کے لہجے میں پہلے کی نسبت روانی تھی

"مگر نوٹس لینے کے لئے آپ کو ڈسک کے حصول کی کیا ضرورت تھی۔ میرا تو خیال ہے کہ ماسٹر فارمولے کے بارے میں آپ سب کو علم ہے۔آپ ویسے بھی نوٹس لے سکتے تھے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ایک تو بات یہ ہے کہ ہم کرنلز میں سے کوئی بھی سائنسدان نہیں ہے۔دوسرا یہ فارمولا مخصوص کوڈ میں ہے۔اس لئے میں نے یہ پروگرام بنایا تھا کہ یہاں کے کسی سائنسدان کو ساتھ ملا کر اس کے نوٹس تیار کروا لیتا۔لیکن اب یہ میری بدقسمتی تھی کہ ڈاکٹر خالد کو ایک روز پہلے اس کی ضرورت پڑ گئی اور اس کا انکشاف ہو گیا۔ میں پہلے پوری طرح مطمئن تھا کہ سپیشل سٹور کے آؤٹ کمپیوٹر کی وجہ سے کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکے گا کہ فارمولا باہر گیا ہے۔وہ لازماً اسے

اندر ہی تلاش کرتے رہیں گے لیکن آپ نے نجانے کس طرح یہ بات یہیں بیٹھے بیٹھے معلوم کر لی کہ ڈسک سپیشل سٹور سے باہر نکال لی گئی ہے اور ایسا میں نے کیا ہے"...... کرنل افتخار نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔کرنل شہباز اندر داخل ہوا۔

"جناب۔کرنل افتخار کے بارے میں کیا حکم ہے۔اس آستین کے سانپ کے بارے میں تو میں سوچ بھی نہ سکتا تھا"...... کرنل شہباز نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے ایکسٹو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کرنل افتخار کو میرے نمائندہ خصوصی نے کورٹ مارشل سے بچانے کی ضمانت دی ہے اور میں نے اس ضمانت کی توثیق اس شرط پر کی ہے کہ یہ سب کچھ سچ سچ اور تفصیل سے بتا دے۔ لیکن یہ کچھ بتانے کی بجائے ہمیں چکر دینے کی کوشش کر رہا ہے"...... ایکسٹو نے سرد لہجے میں کہا۔

"نہ۔نہ۔نہیں جناب۔میں سچ کہہ رہا ہوں جناب"...... کرنل افتخار نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کرنل افتخار۔ میرے پاس یہ اطلاع موجود ہے کہ کل رات تم نے سر کلب میں گریٹ لینڈ کے سفارت خانے کے تھرڈ سیکرٹری رابرٹ سے طویل ملاقات کی ہے۔ تم صرف اتنا بتا دو کہ کیا تم نے اس فارمولے کی کاپی رابرٹ کے حوالے کر دی ہے یا نہیں"۔ایکسٹو نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو جولیا تو جولیا عمران بھی حیرت بھری

نظروں سے ایکسٹو کو دیکھنے لگے۔

"وہ۔وہ۔رابرٹ تو میری مرحومہ بیوی کا دور کا رشتہ دار ہے۔اس سے کلب میں اچانک ملاقات ہو گئی تھی اور بس۔میں نے نہ ہی کوئی کاپی تیار کی ہے اور نہ میں نے اسے کوئی کاپی دی ہے"...... کرنل افتخار نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مس جولیا۔آپ ممبرز کو یہیں سے فون کر کے ہدایات دے دیں کہ گریٹ لینڈ سفارت خانے کے تھرڈ سیکرٹری رابرٹ کی فوری اور مکمل نگرانی کی جائے"...... چیف ایکسٹو نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس چیف"...... جولیا نے کہا۔اسی لمحے کرنل شہباز نے ایک کارڈلیس فون پیس اٹھا کر مس جولیا کی طرف بڑھا دیا۔جولیا نے جلدی سے فون پیس لیا۔اسے آن کیا اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔صفدر سپیکنگ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ڈپٹی چیف آف سیکرٹ سروس جولیا سپیکنگ۔اپنے تمام ساتھیوں سمیت فوری طور پر گریٹ لینڈ کے سفارت خانے کے تھرڈ سیکرٹری رابرٹ کی فوری اور مکمل نگرانی کرو"...... جولیا نے بڑے باوقار اور تحکمانہ لہجے میں کہا اور عمران کے لبوں پر اس کا تعارف اور لہجہ سن کر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔

"یس مادام جولیا۔حکم کی تعمیل ہو گی"...... دوسری طرف سے صفدر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی اور جولیا نے بغیر کچھ کہے فون آف کر کے اپنے سامنے میز پر رکھ دیا۔

"کرنل شہباز۔کرنل افتخار کو ہم اپنے ساتھ لے جائیں گے"۔ایکسٹو نے کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"یس چیف"...... کرنل شہباز نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی سوائے کرنل افتخار کے باقی سب بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"مم۔مم۔مجھے معاف کر دیں۔میں نے فیکٹری کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔مجھے معاف کر دیں"...... کرنل افتخار نے یک لخت انتہائی گھبراہٹ بھرے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔لیکن دو کرنلوں نے آگے بڑھ کر اسے بازوؤں سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے کھڑا کر دیا۔ان سب کے چہروں پر کرنل افتخار کے لئے انتہائی نفرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"اسے ہتھکڑی لگا دو عمران"...... ایکسٹو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔جو ایکسٹو کے اٹھنے پر خود بھی اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"جی بہتر"...... عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر وہ گھومتا ہوا کرنل افتخار کے عقب میں پہنچا۔اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک کلپ ہتھکڑی نکالی اور کرنل افتخار کے دونوں ہاتھ اس کی پشت پر کر کے کلپ ہتھکڑی لگا دی۔

"مجھے معاف کر دیں۔مجھے معاف کر دیں"...... کرنل افتخار

مسلسل ایک ہی رٹ لگائے ہوئے تھا۔ویسے اس کا چہرہ زرد پڑ چکا تھا اور آنکھیں خوف کی شدت کی وجہ سے پھیل سی گئی تھیں۔

"کرنل شہباز۔آپ عمران کو کرنل افتخار کا رہائشی کمرہ دکھا دیں۔ تاکہ عمران اس کی تفصیلی تلاشی لے سکے"...... ایکسٹو نے کرنل شہباز سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس چیف۔آیئے عمران صاحب"...... کرنل شہباز نے مڑتے ہوئے کہا۔

"عمران۔تم تلاشی کے بعد کرنل افتخار کے بارے میں خود فیصلہ کرو گے۔میں مس جولیا کے ساتھ واپس جا رہا ہوں"...... ایکسٹو نے اس بار عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ج۔جناب۔مگر مس جولیا کو بھی مم۔میرے ساتھ"۔عمران نے رک رک کر کچھ کہنا چاہا۔

"آیئے مس جولیا"...... ایکسٹو نے اس کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے جولیا سے کہا۔جس نے عمران کی بات سن کر بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے اور اس کے ساتھ ہی وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"یس چیف"...... جولیا نے کہا اور ساتھ ہی اس نے عمران کی طرف منہ کر کے اسے غصیلی آنکھوں سے گھورا اور پھر تیزی سے ایکسٹو کے پیچھے چل پڑی۔

"کرنل اعظم۔آپ عمران صاحب کو کرنل افتخار کا کمرہ دکھائیں۔ میں چیف کو باہر سی آف کر کے ابھی واپس آتا ہوں"...... کرنل

شہباز نے کرنل اعظم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس کرنل"...... کرنل اعظم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور کرنل شہباز بھی ایکسٹو اور جولیا کے پیچھے چلتا ہوا اس کمرے سے باہر چلا گیا۔

گو ایکسٹو اور اس کے ساتھیوں کے اس کمرے میں آنے پر دروازہ ان کے عقب میں بند ہو گیا تھا۔لیکن جیسے ہی ایکسٹو اس دیوار کی طرف جانے کے لئے مڑا تھا۔کرنل شہباز نے اپنے سامنے میز پر موجود ایک سوئچ باکس کا ایک بٹن دبا دیا تھا جس سے دیوار خود بخود درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں پر بے آواز انداز میں کھسک گئی تھی اور درمیان میں دروازہ نمودار ہو گیا تھا۔جب ایکسٹو، جولیا اور کرنل شہباز اس خلا سے دوسری طرف چلے گئے تو دیوار خود بخود برابر ہو گئی۔شاید دوسری طرف کے فرش میں اس کے بند ہونے کا کوئی سسٹم تھا اور کرنل شہباز نے گزرتے ہوئے اس سسٹم کی مدد سے اسے برابر کر دیا گیا۔

"عمران صاحب آیئے۔میں آپ کو کرنل افتخار کا کمرہ دکھا دوں۔ ویسے مجھے اب تک یقین نہیں آ رہا کہ کرنل افتخار بھی ایسی غداری کر سکتا ہے"...... کرنل اعظم نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کرنل افتخار نے کسی مجبوری کا ذکر کیا تھا۔میں نے سوچا کہ اگر واقعی یہ مجبور تھے تو انہیں کورٹ مارشل سے بچایا جا سکتا ہے۔اس لئے میں نے ہمت کر کے چیف کے سامنے انہیں ضمانت دی تھی اور چیف کو مجبوراً میری ضمانت کی توثیق کرنا پڑی۔کیونکہ چیف ایسے معاملات میں انتہائی بے رحم ہے۔لیکن اب اس کا کیا کیا جائے کہ کرنل افتخار

صاحب نے الٹا چکر دینا شروع کر دیا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے کوئی چکر نہیں دیا۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"...... کرنل افتخار نے جو سر جھکائے کھڑا ہوا تھا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل افتخار۔ تم نے شاید زندگی میں پہلی بار ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ جب کہ چیف کی زندگی ایسے مجرموں سے نمٹتے ہوئے گزر گئی ہے اور تم نے دیکھا کہ چیف کسی قدر باخبر رہتا ہے۔ حالانکہ کرنل شہباز نے آج صدر صاحب کو فارمولا چوری ہونے کی خبر دی اور صدر صاحب نے آج ہی چیف سے بات کی۔ لیکن چیف کے پاس تمہاری اور رابرٹ کی ملاقات کی رپورٹ موجود تھی۔ اب تم خود سوچ سکتے ہو کہ تم ایسے چیف کے سامنے حقائق کو کیسے چھپا سکتے ہو۔ سنو۔ اب بھی وقت ہے کہ مجھے سب کچھ سچ سچ بتا دو۔ اب بھی میں ضمانت دیتا ہوں کہ تمہیں بچا لوں گا"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"م۔ م۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں نے جو کچھ کہا ہے وہی سچ ہے۔ رابرٹ میری مرحومہ بیوی کا رشتہ دار ہے۔ اس سے اکثر ملاقات ہوتی رہتی ہے۔ کل بھی اچانک اس سے ملاقات ہوئی تھی"...... کرنل افتخار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے کرنل اعظم۔ کرنل افتخار کو بھی ساتھ لے آئیں۔ تاکہ ان کی موجودگی میں ان کے کمرے کی تلاشی لی جا سکے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جی بہتر ہے"...... کرنل اعظم نے کہا اور اس نے دوسرے کرنل کو اشارہ کیا کہ وہ کرنل افتخار کو ساتھ لے آئے اور وہ خود عمران کو لے کر اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ نے کیسے پہچان لیا کہ یہ سب کچھ کرنل افتخار نے کیا ہے۔ کیا آپ کو بھی پہلے سے معلوم تھا"...... کرنل اعظم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا وہ اس وقت ایک راہداری میں سے گزر رہے تھے۔

"ارے نہیں کرنل اعظم۔ مجھے الہام تو نہیں ہوتا۔ دراصل جب کرنل شہباز نے تفصیل بتائی اور میں نے سائنسی تھیوری کی مدد سے یہ بات کی کہ ڈسک کس طرح سپیشل سٹور سے باہر لائی گئی ہے اور ابھی فیکٹری سے باہر نہیں گئی تو میں نے آپ سب میں سے کرنل افتخار کے چہرے اور آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ لاشعوری خوف کی پرچھائیاں دیکھ لی تھیں اور انہی کی وجہ سے مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ کام کرنل افتخار نے کیا ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدگی سے سب کچھ بتا دیا۔

"آپ حضرات کی کارکردگی کے بارے میں سوچ کر مجھے تو انتہائی حیرت ہوتی ہے۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ اس قدر ذہانت سے اور اس قدر جلد ڈسک برآمد بھی کی جا سکتی ہیں اور آپ کے علاوہ آپ کے چیف کی باخبری پر بھی مجھے حیرت ہے"...... کرنل اعظم نے کہا۔

"یہ ساری ذہانت مس جولیا کی وجہ سے تھی۔ میری بھی اور چیف

کی بھی"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا کی وجہ سے۔ کیا مطلب"....... کرنل اعظم نے ایک کمرے کے کھلے دروازے میں داخل ہوتے ہوئے چونک کر کہا۔

"ہم مردوں کی ذہانت خواتین کے سامنے ہی جلا پاتی ہے۔ جب بھی کسی محفل میں خواتین موجود ہوں تو سب ہی مرد فلاسفروں جیسی باتیں شروع کر دیتے ہیں۔ ایک سے ایک بڑھ کر جملہ سامنے آتا ہے۔ اس لئے تو چیف نے ڈپٹی چیف مس جولیا کو بنایا ہے اور ساتھ بھی لے آئے ہیں"....... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کرنل اعظم بے اختیار ہنس پڑا۔

وہ اس وقت ایک کافی بڑے رہائشی کمرے میں تھے۔ جسے انتہائی بہترین اور قیمتی فرنیچر سے سجایا گیا تھا۔ ایک طرف بیڈ تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک وارڈروب تھی۔ اس طرح دوسرا فرنیچر بھی موجود تھا۔ اسی لمحے کرنل ہاشم کرنل افتخار کا بازو پکڑے کمرے میں آ گیا۔

"کرنل افتخار۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ سب کچھ سچ سچ بتا دو کہ تم نے کس کے اشارے پر یہ سب کچھ کیا ہے"....... عمران نے یک لخت کرنل افتخار کی طرف مڑتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"میں نے جو کچھ کہا ہے۔ وہی سچ ہے۔ اس کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتا"....... کرنل افتخار نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ جیسے وہ ذہنی طور پر اب ہر قسم کی صورت حال سے نمٹنے کا فیصلہ کر چکا ہو۔

"او کے۔ پھر تو تمہارے ہاتھوں میں ہتھکڑی کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ سچے آدمی کو تو آزاد ہونا چاہئے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کرنل افتخار کو بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اس کی پشت اپنی طرف کی اور اس کی کلائیوں میں موجود کلپ ہتھکڑی کھول دی۔

"شش۔ شکریہ"۔ میں واقعی سچ کہہ رہا ہوں"....... کرنل افتخار نے عمران کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ وہ اپنی کلائیاں مسل رہا تھا۔

"کرنل افتخار۔ تمہارا میرے متعلق کیا خیال ہے"....... عمران نے کلپ ہتھکڑی کو جیب میں ڈالتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"آپ کے متعلق۔ کیا مطلب"....... کرنل افتخار نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی کہ کیا میں واقعی شکل سے تمہیں احمق نظر آ رہا ہوں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"احمق۔ اوہ نہیں۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں آپ کی بات"....... کرنل افتخار نے حیرت اور بوکھلاہٹ کے ملے جلے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ عمران کیا پوچھنا چاہتا ہے۔

"کرنل افتخار۔ آپ کی ساری عمر فوج میں گزری ہے۔ فوج میں رہنے والا آدمی چند اصولوں کے تحت زندگی بسر کرتا ہے اسے اچھی طرح معلوم ہوتا ہے کہ سپاہیانہ زندگی میں غداری کا انجام کیا ہوتا ہے اور

آپ نے پاکیشیا کے دفاعی نظام کی شہ رگ کا کام کرنے والے میزائل کا
مکمل فارمولا چرا کر اور پھر بقول آپ کے آپ اس فارمولے کو غیر
ممالک کے ہاتھ فروخت کرنا چاہتے تھے ۔ کیا آپ اب بھی یہی سوچ
رہے ہیں کہ آپ کو معافی مل جائے گی ۔ اس لئے پوچھ رہا تھا کہ کیا میں
آپ کو شکل سے احمق نظر آیا تھا ۔ کہ آپ نے معافی کی بات کی"۔
عمران کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ کرنل افتخار کا جسم بے اختیار جھرجھری
لینے لگا ۔ کرنل اعظم اور کرنل افتخار کو ساتھ لے آنے والے کرنل ہاشم
کے چہرے بھی عمران کی بات سن کر بے اختیار سکڑ سے گئے تھے ۔

" آپ ۔ آپ نے ضمانت دی تھی"...... کرنل افتخار نے
بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" ہاں اور میں اب بھی ضمانت پر قائم ہوں ۔ لیکن آپ نے جب
مزید تفصیل نہ بتانے کا فیصلہ کر لیا ہے تو پھر یہ ضمانت کیسے دی جا
سکتی ہے ۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ کے وہ ہمدرد جنہوں نے آپ کو
اس غداری پر آمادہ کیا ہے ۔ آپ کی زندگی بچالیں گے ۔ ایسا ہرگز نہیں
ہے ۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کو یہی بتایا گیا ہے کہ اگر کوئی گڑبڑ ہوئی
اور آپ پکڑے گئے تو لامحالہ آپ کا باقاعدہ کورٹ مارشل ہو گا ۔
عدالت لگے گی ۔ آپ کو صفائی کا موقع دیا جائے گا ۔ گواہیاں ہوں گی ۔
پھر فیصلہ ہو گا اور فیصلہ آپ کو موت کی سزا دینے کا بھی ہوا تو اس پر
عمل درآمد اس وقت تک نہ ہو سکے گا جب تک کہ جنرل ہیڈ کوارٹر اس
کی توثیق نہیں کر دیتا اور اس کے بعد جنرل ہیڈ کوارٹر سزا پر عمل درآمد

کی تاریخ مقرر کرے گا اور اس کے بعد آپ کو فائرنگ اسکواڈ کے سامنے
لے جایا جائے گا اور پھر سزا دی جائے گی ۔ اس سارے عمل پر ظاہر ہے
کافی عرصہ لگے گا اور آپ کے وہ ہمدرد اس دوران انتہائی آسانی سے آپ
کو فوج کی قید سے فرار کرا دیں گے اور پھر آپ کو اتنی دولت دی جائے
گی اور سرکاری تحفظ دیا جائے گا کہ آپ باقی ساری عمر شہزادوں اور
بادشاہوں کی طرح گزار دیں گے ۔ کیوں میں درست کہہ رہا ہوں
ناں"...... عمران نے اسی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔ لیکن
کرنل افتخار نے کوئی جواب نہ دیا ۔ وہ ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا رہا ۔

" لیکن کرنل افتخار سیکرٹ سروس کے غدار کو سزا دینے کے اصول
مختلف ہیں ۔ وہ اس کام میں دیر نہیں کرتے ۔ چنانچہ مجھے افسوس ہے
کہ آپ زندہ اس کمرے سے باہر نہیں جا سکیں گے "۔ عمران کا لہجہ مزید
سرد ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک مشین پسٹل
نکالا اور اس کا رخ کرنل افتخار کی طرف کر دیا ۔ اس کے چہرے پر اس
قدر سفاکی اور پتھریلا پن ابھر آیا تھا کہ کرنل افتخار کا جسم نمایاں طور پر
کانپنے لگا ۔ اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا ۔

" نہیں ۔ نہیں ۔ تم ۔ بغیر مقدمہ چلائے مجھے نہیں مار سکتے ۔ نہیں
نہیں ۔ ایسا نہیں ہو سکتا"...... کرنل افتخار نے کانپتے ہوئے لہجے میں
کہا ۔

" مقدمہ تو چل بھی گیا ۔ یہ اتنی لمبی تقریر مقدمہ نہیں تھا تو اور کیا
تھا"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس

نے مشین پسٹل کو ذرا سا آگے کیا۔

"ٹھہرو۔ ٹھہرو۔ رک جاؤ۔ تم نے ضمانت دی تھی کہ میرا کورٹ مارشل نہیں ہو گا۔ رک جاؤ۔ مجھے مت مارو۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ رک جاؤ"...... یک لخت کرنل افتخار نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"بولتے جاؤ۔ اگر سچ بولو گے تو زندگی بچا سکتے ہو"...... عمران کا لہجہ اسی طرح سرد تھا۔

"مم۔ مم۔ میں نے فارمولا کسی کو دینے کے لئے نہیں چرایا تھا۔ بلکہ فارمولے میں تبدیلیاں کر دی ہیں۔ ایسی تبدیلیاں کہ اب ایم میزائل۔ اپنے ٹارگٹ ہٹ نہ کر سکے گا۔ بس میں نے اتنا ہی کیا ہے اور کچھ نہیں کیا"...... کرنل افتخار نے جواب دیا اور کمرے میں موجود دونوں کرنلوں کے چہرے حیرت سے بت بن کر رہ گئے اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ کرنل شہباز کمرے میں داخل ہوئے۔

"یہ۔ یہ۔ آپ کیا کر رہے ہیں۔ یہ مشین پسٹل آپ نے اس پر کیوں تان رکھا ہے"...... کرنل شہباز نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کس کے کہنے پر یہ تبدیلیاں کی ہیں کرنل افتخار۔ تم تو بہرحال سائنسدان نہیں ہو اور کوئی سائنسدان ہی یہ تبدیلیاں کر سکتا ہے پھر کس نے کی ہیں تبدیلیاں"۔ عمران نے کرنل شہباز کی بات کا جواب دیئے بغیر کرنل افتخار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے خود کی ہیں۔ مجھے بتا دیا گیا تھا۔ کہ کیا تبدیلیاں کرنی ہیں اور کیسے کرنی ہیں۔ معمولی سی تبدیلیاں تھیں"...... کرنل افتخار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ اصل فارمولا کہاں ہے۔ جو تم نے اس تھرڈ سیکرٹری رابرٹ کے حوالے کرنا تھا۔ بولو کہاں ہے وہ"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"اصل فارمولا۔ کون سا اصل فارمولا"...... کرنل افتخار نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"کرنل افتخار۔ میں نے تمہارے شیونگ باکس سے ملنے والی ڈسک کو اس لئے دیکھا تھا۔ وہ تبدیل شدہ ڈسک ہے۔ تمہیں یقیناً معلوم نہیں ہو گا۔ لیکن میں نے ایک نظر میں دیکھ لیا تھا کہ وہ ڈسک گریٹ لینڈ کی بنی ہوئی ہے۔ جب کہ اصل ڈسک شوگران ساختہ ہو گی۔ کیونکہ یہاں شوگران کے بنے ہوئے ماسٹر کمپیوٹر موجود ہیں اور ہر ملک کے ماسٹر کمپیوٹر چاہے وہ ایک ہی ٹائپ کے کیوں نہ ہوں۔ ان کی ساخت میں بہرحال ایسا فرق موجود ہوتا ہے کہ غور سے دیکھنے پر معلوم ہو جاتا ہے۔ تمہارا سارا پلان میرے سامنے ہے۔ تمہیں یہ تبدیل شدہ ڈسک دی گئی۔ کہا گیا کہ تم نے یہ تبدیل شدہ ڈسک واپس ماسٹر کمپیوٹر میں فیڈ کر دینی ہے۔ جب یہ فیڈ ہو جائے گی۔ تو پھر اصل ڈسک بغیر کسی چیکنگ کے آسانی سے فیکٹری سے باہر لے جائی جائے گی۔ تم نے یہی کرنا تھا اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوتی۔ اصل

فارمولا باہر نکل جاتا اور یہاں آئندہ بننے والے میزائل بھی ناقص رہتے اس طرح دشمن ایک ہی تیر سے دو شکار کر لینے میں کامیاب ہو جاتا۔ لیکن تمہاری بدقسمتی کہ ڈاکٹر خالد کی وجہ سے فوری طور پر اس چوری کا علم ہو گیا اور تم نے اس لئے فوراً اپنی غلطی تسلیم کر لی اور تبدیل شدہ ڈسک واپس کر دی کہ اس طرح تمہارے خیال کے مطابق صورت حال تمہارے موافق ہو گئی۔ تم نے اصل ڈسک پھر بچالی۔ بولو۔ کہاں ہے اصل ڈسک"........ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ کس طرح اسے باہر لے جا سکتا تھا۔ ظاہر ہے مجھے تو فوری طور پر گرفتار کر لیا جاتا۔ تم بے شک میری تلاشی لے لو۔ اس کمرے کی تلاشی لے لو۔ جو کچھ تم نے کہا ہے یہ سب غلط ہے"۔ کرنل افتخار نے جواب دیا۔ تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"کرنل افتخار۔ جب میں نے تمہارے ہاتھوں سے ہتھکڑی کھولی تھی تو تم نے یہی سمجھا ہو گا کہ میں تمہارے ہاتھوں احمق بن گیا ہوں۔ لیکن ایسی بات نہیں۔ میں نے یہ کام ایک اور مقصد کے تحت کیا تھا مجھے معلوم تھا کہ جیسے ہی تمہارے ہاتھ آزاد ہوں گے۔ تم لاشعوری طور پر اس بات کو یقینی بناؤ گے کہ اصل ڈسک محفوظ ہے اور انسان لاشعوری طور پر اس وقت مکمل طور پر مطمئن ہوتا ہے۔ جب وہ اس چیز کو ہاتھ لگا کر محسوس کر لیتا ہے اور تم نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔ تم نے ایک بار نہیں بلکہ دو بار اپنے کوٹ کے کالر پر ہاتھ پھیرا ہے۔ تم نے یہی سمجھا تھا کہ تلاشی صرف جیبوں کی لی جائے گی اور کسی کو یہ

خیال تک نہ آئے گا کہ ڈسک کوٹ کے کالر کے استر میں بھی چھپائی جا سکتی ہے اور چونکہ تبدیل شدہ ڈسک واپس کمپیوٹر میں پہنچ چکی ہے۔ اس لئے اب آؤٹ کمپیوٹر تمہارے کوٹ کے کالر میں موجود اصل ڈسک کو چیک نہ کر سکے گا"........ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل افتخار کا ہاتھ بے اختیار اپنے کوٹ کے کالر پر گیا۔

"مم۔ مم۔ مجھے معاف کر دو۔ واقعی مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ مجھے معاف کر دو"........ اچانک کرنل افتخار نے بری طرح گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

"کرنل شہباز۔ کرنل افتخار کا کوٹ اتار لیں اور اس کے کالر میں سے اصلی ڈسک نکال کر ماسٹر کمپیوٹر میں فیڈ کریں اور تبدیل شدہ ڈسک واپس لے آئیں۔ جلدی کریں"........ عمران نے کرنل شہباز سے کہا تو کرنل شہباز بجلی کی سی تیزی سے کرنل افتخار کے عقب میں پہنچا اور اس نے انتہائی پھرتی سے اس کا کوٹ اتار لیا۔ اور چند لمحوں بعد واقعی کوٹ کے کالر کے استر میں چھپی ہوئی چھوٹی سی ڈسک باہر آ گئی۔ کرنل شہباز اور اس کے ساتھی کرنلوں کے چہرے حیرت کی شدت سے بری طرح بگڑے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

"آپ۔ آپ واقعی حیرت انگیز آدمی ہیں عمران صاحب۔ میں نے آپ کے متعلق بہت کچھ سنا تھا۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ جب آپ کا تعارف کرایا گیا تو مجھے یقین نہ آیا کہ یہ سارے کارنامے واقعی سچ ہیں۔ لیکن آپ نے جس طرح یہ اصل ڈسک نکلوائی ہے۔ اب مجھے یقین آگیا

ہے کہ واقعی وہ سب کارنامے درست ہیں"....... کرنل شہباز نے انتہائی عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔ تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" ایسی کوئی بات نہیں کرنل شہباز۔ دراصل کرنل افتخار مجھ سے بھی زیادہ عقلمند ثابت ہوا ہے"....... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو کرنل شہباز بے اختیار ہنس پڑا اور دوسرے لمحے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

" ہاں تو کرنل افتخار۔ اب بتادیں کہ آپ کو کس نے یہ سارا کام سونپا تھا۔ اب تفصیل بتادیں"....... عمران نے کہا۔

" میں سب کچھ بتادوں گا۔ اب چھپانے کے لئے باقی رہ ہی کیا گیا ہے۔ لیکن پلیز ایک وعدہ کریں کہ آپ مجھے موت کی سزا سے بچالیں گے۔ میں ابھی مرنا نہیں چاہتا"....... کرنل افتخار نے تقریباً روتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" موت زندگی تو اللہ کے ہاتھوں میں ہوتی ہے کرنل افتخار۔ آپ کی موت اس وقت ہی آئے گی جب اس کا وقت آئے گا۔ اور جب کسی کی موت کا وقت آجائے۔ تو پھر دنیا کی کوئی طاقت اسے روک نہیں سکتی اس لئے آپ گھبرائیں نہیں۔ تفصیل بتادیں"....... عمران نے جواب دیا۔

" تفصیل صرف اتنی ہے کہ رابرٹ نے مجھے یہ سب کچھ کرنے پر آمادہ کیا تھا۔ میں نے رات اس سے واقعی سرکلب میں ملاقات کی تھی میں اکثر وہاں جاتا رہتا ہوں۔ اور وہ بھی اکثر وہاں آتا رہتا ہے۔ نجانے

چیف آف سیکرٹ سروس کو اس کی اطلاع کیسے مل گئی۔ رابرٹ نے رات کو مجھے وہ تبدیل شدہ ڈسک دی تھی اور کل صبح سویرے ہی میں نے یہ ساری کاروائی کی تھی۔ ترمیم شدہ ڈسک میں نے شیونگ باکس میں چھپادی تھی۔ اور اصل کو اپنے اس کوٹ کے کالر میں رکھ دیا تھا۔ یہ کوٹ بھی مجھے رابرٹ نے ہی دیا تھا۔ آج کسی بھی وقت میں نے ترمیم شدہ ڈسک واپس کمپیوٹر کو فیڈ کردینی تھی اور رات کو یہ اصل ڈسک باہر لے جانی تھی اور پھر سرکلب میں یہ ڈسک رابرٹ کے حوالے کردیتا اور وہ میرا اصل کوٹ مجھے دے دیتا اور میں وہ کوٹ پہن کر خاموشی سے واپس آجاتا اس طرح کسی کو اس ساری کارروائی کی کانوں کان بھی خبر نہ ہوتی۔ پھر میں طویل رخصت لے کر گریٹ لینڈ چلا جاتا۔ اور اس کے بعد وہیں سے استعفیٰ بھجوادیا اور خود کچھ عرصے بعد ایکریمیا شفٹ کر جاتا۔ لیکن شاید قسمت کو یہ سب منظور نہ تھا"۔ کرنل افتخار نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" اس فیکٹری کے بارے میں رابرٹ کو کیسے علم ہوا۔ جب کہ اسے اس قدر خفیہ رکھا گیا ہے کہ چیف آف سیکرٹ سروس کو بھی اس کا علم آج ہوا ہے۔ جب صدر مملکت نے انہیں تفصیل بتائی۔ اور شاید یہ پہلی فیکٹری ہے جس کی اہمیت کے پیش نظر چیف آف سیکرٹ سروس خود چل کر یہاں آئے ہیں"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" رابرٹ نے مجھے بتایا تھا کہ اسے اس کا علم شوگران سے ہوا ہے۔

اور شوگران سے ہی اسے یہ علم ہوا تھا کہ میں بھی یہاں کام کرتا ہوں"...... کرنل افتخار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سوری کرنل افتخار۔ آپ اب بھی باتیں چھپا رہے ہیں۔ چلو میں نے مان لیا کہ رابرٹ کو اس فیکٹری کا علم شوگران سے ہو چکا ہو گا۔ لیکن یہ فارمولا تو خالصتاً پاکیشیائی سائنسدانوں کی ایجاد ہے۔ اس کا علم تو شوگران والوں کو بھی نہیں ہے۔ پھر رابرٹ کو اس فارمولے کا کیسے تفصیل سے علم ہو گیا۔ اس نے ایسا ترمیم شدہ فارمولا پہلے ہی تیار کر کے تمہیں دے دیا۔ کہ جس کی تبدیلی کا علم یہاں کے سائنسدانوں کو بھی نہ ہو سکا۔ اگر تمہاری بات مان لی جائے تو اس کا تو یہ مطلب نکلتا ہے کہ اصل فارمولا پہلے رابرٹ کے پاس پہنچا اس نے اسے گریٹ لینڈ بھیجا جہاں سائنسدانوں نے اس میں تبدیلی کی اور پھر تبدیل شدہ فارمولا تمہارے حوالے کر دیا گیا۔ ایسی صورت میں انہیں اصل فارمولے کے حصول کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے۔ کہ وہ تمہیں ایسا کوٹ فیکٹری میں مہیا کرتے کہ جس میں تم اصل فارمولا چھپا کر واپس لے جاتے۔ اس لئے اصل بات بتاؤ۔ کہ کس سائنسدان کو تم نے اپنے ساتھ شامل کیا ہے۔ جس نے خالی ڈسک میں ترمیم شدہ فارمولا فیڈ کیا ہے۔ بولو"...... عمران کا لہجہ فقرے کے آخر میں سخت ہو گیا۔

"جو میں نے کہا ہے وہی درست ہے۔ تم خواہ مخواہ شک و شبہ میں پڑ رہے ہو"...... کرنل افتخار نے کہا اور پھر اس سے پہلے عمران اس کی

بات کا کوئی جواب دیتا۔ اچانک کرنل شہباز ایک بار پھر کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ڈسک تھی۔

"عمران صاحب۔ پہلی ڈسک میں فارمولا نہیں ہے۔ بلکہ صرف کمپیوٹر کے لئے لوڈنگ پروگرام موجود ہے اور اس لوڈنگ پروگرام سے ظاہر ہوتا ہے کہ کمپیوٹر میں فنی خرابی کی وجہ سے فارمولا واش ہو گیا ہے"۔ کرنل شہباز نے تیز تیز لہجے میں کہا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی ڈسک عمران کی طرف بڑھا دی۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ اس لئے یہ گتھی سلجھ نہ رہی تھی کہ اصل فارمولے کا علم باہر والوں کو کیسے ہو گیا۔ دوسری ڈسک فیڈ کی ہے اس میں فارمولا موجود ہے"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ وہ درست ہے۔ اور اس میں اصل فارمولا موجود ہے"...... کرنل شہباز نے جواب دیا۔

"او کے۔ اب کرنل افتخار ہماری طرف سے فارغ ہے اب آپ جانیں اور کرنل افتخار۔ لیکن ایک بات بتا دوں کہ آپ کو اس سلسلے میں محتاط رہنا پڑے گا۔ ورنہ اسے ہر صورت میں باہر نکلتے ہی جان سے مارنے کی کوشش کی جائے گی"...... عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کی آپ فکر نہ کریں کرنل افتخار نے جو کچھ کیا ہے۔ بہرحال اس کے نتائج اسے بھگتنا پڑیں گے"...... کرنل شہباز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کمرے میں موجود کرنل اعظم اور دوسرے کرنل

کو حکم دے دیا کہ کرنل افتخار کو سولجر روم میں لے جایا جائے تا
اسے اعلیٰ فوجی حکام کے حوالے کیا جاسکے اور عمران وہ پہلے والی ڈسک
لئے کمرے سے باہر آگیا اب وہ جلد از جلد دانش منزل پہنچنا چاہتا تھا تا
رابرٹ کے بارے میں ہونے والی کارروائی کے بارے میں جان سکے
ویسے اس کے چہرے پر گہرا اطمینان موجود تھا کہ پاکیشیا کا یہ اہم ترین
فارمولا دشمنوں کے ہاتھوں میں جانے سے بہرحال بچ گیا ہے۔

کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تو کمرے کے اندر دفتری میز
ے پیچھے بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر آدمی نے یک لخت چونک کر
دوازے کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات
ایاں ہوگئے تھے۔

"سوری باس خبر ہی ایسی تھی کہ میں اپنے آپ کو روک نہ سکا"۔
ے میں داخل ہونے والے نوجوان نے قدرے پریشان سے لہجے میں
۔

"کچھ بھی ہو میں ایسا جذباتی پن برداشت نہیں کیا کرتا۔ آئندہ محتاط
تا"...... ادھیڑ عمر نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... نوجوان نے سر جھکاتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ
جے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب بولو کیا بات ہے"...... ادھیڑ عمر نے اسی طرح سخت لہجے

میں پوچھا۔

"باس ہمارا منصوبہ سو فیصد کامیاب رہا ہے۔ میزائل فیکٹری کے حفاظتی نظام کا مکمل سیٹ اپ ہمیں موصول ہو گیا ہے"۔ نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ بیٹھو"...... ادھیڑ عمر نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر موجود سختی کے تاثرات نوجوان کی بات سن کر کم نہ ہوئے تھے۔ اور نوجوان میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

"پہلے تو تم نے اطلاع دی تھی کہ کرنل افتخار کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور پلان ناکام ہو گیا ہے۔ اب تم اچانک یہ اطلاع لے آئے ہو کہ پلان سو فیصد کامیاب رہا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا"...... ادھیڑ عمر نے اسی طرح سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا وہ بڑے غور سے اس نوجوان کو دیکھ رہا تھا۔

"باس۔ پہلے والی بات بھی درست تھی اور اب والی بھی۔ ہم نے ڈبل گیم کھیلی تھی۔ کہ اگر اصل فارمولا کسی وجہ سے فیکٹری سے باہر نہیں آسکتا تو پھر فیکٹری کے حفاظتی سیٹ اپ کی تفصیلات تو باہر جائیں تاکہ اس سیٹ اپ کا توڑ کر کے بعد میں فیکٹری سے اصل فارمولا بھی اڑا لیا جائے اور اگر حکومت چاہے تو اس فیکٹری کو بھی تباہ کر دیا جائے۔ ہماری یہ دوسری پلاننگ کامیاب رہی ہے"۔ نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیسے۔ تفصیل بتاؤ"...... ادھیڑ عمر نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"باس۔ رابرٹ کے ذریعے کرنل افتخار کو اس اہم کام کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ اور جیکب خصوصی طور پر اس مشن پر کام کر رہا تھا۔ رابرٹ نے کرنل افتخار کو وہ پہلے سے تیار شدہ ڈسک دے دی۔ جسے کرنل افتخار نے فیکٹری کے ماسٹر کمپیوٹر میں فارمولے والی اصل ڈسک کی جگہ لگایا تھا اور فارمولے کی اصل ڈسک اس نے اپنے کوٹ کے کالر میں چھپا کر باہر لے آنی تھی۔ لیکن چونکہ ہمیں معلوم تھا کہ وہاں غیر معمولی حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں۔ اس لئے ہم نے پروگرام بنایا اور کرنل افتخار کو دی گئی ڈسک کے اندر انتہائی اہم پرزہ ایسے لگایا گیا تھا کہ یہ ڈسک جیسے ہی ماسٹر کمپیوٹر میں فٹ کی جاتی۔ ماسٹر کمپیوٹر کا مکمل سیٹ اپ فیکٹری ایریا سے تقریباً سو کلو میٹر دور بنائے جانے والے ایک ہنگامی مرکز کے رسیونگ سیٹ پر پوری تفصیل سے ریکارڈ ہو جانا تھا۔ کرنل افتخار کو اصل فارمولے کی ڈسک فیکٹری سے باہر چھپا کر لانے کے لئے جو کوٹ دیا گیا تھا اس میں ایک ایسا سسٹم رکھا گیا تھا کہ اس کوٹ کے تقریباً سو میٹر کے دائرے کے اندر ہونے والی تمام کارروائی کو اس رسیونگ سیکشن میں دیکھا بھی جاسکتا تھا وہاں ہونے والی تمام گفتگو بھی ریکارڈ کی جاسکتی تھی۔ ایسا اس لئے کیا گیا تھا۔ تاکہ ہمیں ساتھ ساتھ معلوم ہوتا رہے کہ کرنل افتخار کیا کارروائی کرتا ہے چنانچہ اس کی وجہ سے ساری صورتحال سامنے آگئی تفصیل تو آپ کو

بعد میں دکھائی جائے گی مختصر طور پر بتا دیتا ہوں کہ کرنل افتخار نے
رابرٹ کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق اصل فارمولا حاصل کر لیا اور
اسے کوٹ کے اندر بنے ہوئے مخصوص خانے میں رکھ دیا لیکن جو
ڈسک اسے رابرٹ نے دی تھی وہ ابھی اس نے اصل فارمولے کی جگہ
ماسٹر کمپیوٹر میں فیڈ کرنا تھی۔ تاکہ اصل فارمولا باہر آسکے مگر اصل
فارمولے کی چوری کا اتفاق سے فوری علم ہو گیا۔ اور کرنل افتخار کو
فارمولا باہر لے آنے پر اس کی جگہ دوسری ڈسک رکھنے کا موقع ہی نہ مل
سکا۔ فیکٹری انچارج کرنل شہباز نے اس چوری پر سب کا باہر جانا سختی
سے ممنوع کر دیا۔ ایک کرنل جو دو روز سے پہلے ہی باہر تھا۔ اسے بھی
اندر آنے سے روک دیا گیا اور اس کے بعد اس نے اس چوری کی
رپورٹ پاکیشیا کے صدر کو دی۔ پاکیشیا کے صدر نے اسے کہا کہ وہ
اس سلسلے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حرکت میں لائیں گے اس کے
بعد پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو۔ اپنی ڈپٹی چیف جولیانا فنر
واٹر اور علی عمران کے ساتھ فیکٹری پہنچ گیا انہیں فیکٹری تک وہ کرنل
لے آیا تھا جو باہر رہ گیا تھا پھر میٹنگ ہال میں میٹنگ ہوئی جہاں فلم
کے ذریعے اس فیکٹری کے ہر سیکشن کا تعارف کرایا گیا۔ یہ فلم ہمارے
آلات اس لئے کچھ نہ کر سکے کہ کرنل افتخار جس زاویے پر موجود تھے
وہاں سے اسے کچھ نہ کیا جا سکتا تھا۔ بہر حال ہم مطمئن تھے۔ کہ سیکرٹ
سروس صرف چیکنگ کر کے واپس چلی جائے گی اور ہمارا مشن بعد میں
بھی مکمل ہو جائے گا۔ لیکن وہاں حیرت انگیز طور پر اس علی عمران نے

ماسٹر کمپیوٹر کی سائنسی ماہیت کے بارے میں اندازے لگا کر یہ ثابت
کر دیا کہ اصل فارمولا سپیشل سٹور سے باہر آچکا ہے۔ لیکن فیکٹری سے
باہر نہیں گیا اور یہ کام کرنل افتخار نے کیا ہے۔ اس بات کے سامنے
آتے ہی ہم بے حد پریشان ہوئے کیونکہ اس طرح ہمارا سارا پلان ہی
یکسر فیل ہو گیا تھا اور اس وقت آپ کو فون پر یہ رپورٹ دی گئی تھی
کہ پلان مکمل طور پر فیل ہو گیا ہے۔ لیکن بعد میں اس میں ہمارے
مطلب کے موڑ آگئے۔ کرنل افتخار نے انتہائی ذہانت سے کام لیتے
ہوئے ہماری دی ہوئی ڈسک کو اصل ڈسک قرار دیتے ہوئے اسے ان
کے حوالے کر دیا۔ اور یہی ڈسک ماسٹر کمپیوٹر میں فیڈ کر دی گئی اس
طرح ماسٹر کمپیوٹر کے ذریعے فیکٹری کا تمام حفاظتی سسٹم ہمارے پاس
خود بخود پہنچ گیا۔ لیکن اس اصل فارمولے کے سامنے آنے کے امکانات
نہ تھے۔ کہ اس میٹنگ کے صدر سیکرٹ سروس کے چیف نے انتہائی
حیرت انگیز انکشاف کیا کہ اس کے پاس یہ اطلاع موجود ہے کہ کرنل
افتخار گذشتہ رات کو سر کلب میں گریٹ لینڈ کے سفارت خانے کے
تھرڈ سیکرٹری سے ملا ہے یہ اطلاع ہمارے لئے بھی انتہائی حیرت انگیز
تھی۔ پھر اسی وقت سیکرٹ سروس کے چیف نے اپنے ممبرز کو رابرٹ
کی نگرانی کا بھی فون پر حکم بھجوا دیا۔ چنانچہ اس سارے سیٹ اپ کو
بچانے کے لئے ہمارے آدمیوں نے فوری طور پر سفارت خانے میں
موجود اپنے آدمیوں کو رابرٹ کی فوری ہلاکت کے احکام دے دیئے اور
رابرٹ جو اس وقت اپنی رہائش گاہ پر موجود تھا۔ اسے وہیں سائیلنسر

لگے ریوالور سے گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ سیکرٹ سروس کا چیف ڈپٹی چیف کے ہمراہ واپس چلا گیا جب کہ عمران کرنل افتخار کے ساتھ وہیں رہ گیا ہمیں مکمل یقین تھا کہ وہ کرنل افتخار کے کوٹ میں موجود اصل فارمولے کی ڈسک کو کسی صورت بھی دریافت نہ کر سکے گا۔ اور اب جب کہ ہماری دی ہوئی ڈسک ماسٹر کمپیوٹر میں فیڈ ہو چکی ہے۔ اس لئے اب اصل ڈسک بغیر کسی رکاوٹ کے باہر آ جائے گی۔ لیکن رپورٹ کے مطابق اس عمران نے انتہائی حیرت انگیز انداز میں کرنل افتخار سے سب کچھ اگلوا لیا۔ اور اس کوٹ میں سے اصل ڈسک بھی نکلوا لی۔ لیکن اسے کوٹ میں موجود دوسرے آلے کا علم نہ ہو سکا۔ اور پھر اصل ڈسک واپس کمپیوٹر میں فیڈ کر دی گئی اور ہمارے والی ڈسک عمران اپنے ساتھ لے گیا۔ کرنل افتخار چونکہ ہمارے لئے اب بے کار تھا۔ اس کا رابطہ صرف رابرٹ کے ساتھ تھا اور رابرٹ کو ہلاک کر دیا گیا تھا۔ اس لئے ہم نے اس کی پرواہ نہ کی۔ گو ہمارے والی ڈسک وہ عمران لے گیا تھا۔ لیکن فیکٹری کے حفاظتی سیٹ اپ کی تفصیل ہمارے پاس پہنچ گئی تھی۔ اس لئے ہمارا مشن مکمل ہو گیا تھا۔ اب ہمارے آدمی اس سیٹ اپ کو ناکام بنا کر کسی بھی وقت اصل فارمولا بھی حاصل کر سکتے ہیں اور فیکٹری کو بھی تباہ کرنے کی کارروائی کی جا سکتی ہے۔ پھر اس کامیابی کی رپورٹ ملتے ہی میں دیوانہ وار بھاگتا ہوا آپ کے پاس آیا ہوں اور اس خوشی کی وجہ سے مجھے دستک دے کر اندر آنے کا خیال نہیں رہا تھا"۔ نوجوان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"عمران وہ ڈسک لے گیا ہے۔ ظاہر ہے وہ اس کا تفصیل سے تجزیہ کرے گا۔ اور اسے یقیناً معلوم ہو جائے گا کہ اس میں ایسا سسٹم موجود ہے۔ کہ تمام حفاظتی نظام فیکٹری سے باہر کہیں رسیو کیا گیا ہے اور وہ لوگ فوری طور پر اس حفاظتی سسٹم کو تبدیل نہ کر دیں گے۔ اس کے بعد ہمارے لئے کیا کامیابی رہ جائے گی"...... ادھیڑ عمر نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ آپ کا آئیڈیا درست ہے۔ لیکن ہمارے آدمیوں نے اس پر پہلے سے ہی غور کر لیا تھا۔ اس لئے جو سسٹم اس ڈسک میں فیڈ کیا گیا تھا۔ وہ اس انداز کا تھا کہ جیسے ہی ماسٹر کمپیوٹر میں ڈسک فیڈ کی جاتی۔ وہ پورا سیٹ اپ ٹرانسمٹ کر دیتا۔ اس کے ساتھ ہی وہ سسٹم خود بخود جل کر راکھ ہو جاتا تھا اور اس کا کوئی نشان ڈسک میں نہ رہ جاتا تھا اور یہ کام مکمل ہو چکا ہے۔ اب وہ عمران لاکھ اس ڈسک کا تجزیہ کرتا یا کراتا رہے۔ اسے اس بارے میں قطعی علم نہیں ہو سکتا۔ کہ اس ڈسک سے کیا فائدہ حاصل کیا گیا ہے"...... نوجوان نے جواب دیا۔

تو باس کے سخت چہرے پر پہلی بار نرمی اور مسکراہٹ کے تاثرات نمودار ہوئے۔

"گڈ۔ تم اور تمہارا سیکشن واقعی ذہین ہے نارمن۔ مجھے خوشی ہے کہ تم نے بہرحال ایک اہم کامیابی حاصل کر لی ہے"...... باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو باس۔ وہ پورا سیٹ اپ ہمارے سیکشن میں پہنچ بھی

چکا ہے۔ اب ہمارے ایجنٹوں کے لئے اصل فارمولا حاصل کر لینا کوئی مشکل کام نہیں رہا" ...... نارمن نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن چونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس ساری پلاننگ کا علم ہو چکا ہے۔ اس لئے وہ لازماً رابرٹ کے پیچھے موجود ہاتھوں کو ٹریس کرنے کی بھی کوشش کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ لازماً وہ فیکٹری کی نگرانی بھی کریں گے۔ اس لئے اب ہمارے لئے فوری طور پر وہاں کا مشن مکمل کرنا اپنے آپ کو سامنے لے آنے کے مترادف ہو جائے گا۔ ہمیں اب کچھ عرصہ تک خاموش رہنا ہو گا۔ تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس مکمل طور پر مطمئن ہو جائے کہ جو بھی سازش کی گئی تھی وہ ان کی وجہ سے ناکام ہو گئی ہے اور اب فیکٹری محفوظ ہے۔ البتہ ہمیں رابرٹ کے ساتھ منسلک ہر آدمی کا خاتمہ کرانا ہو گا۔ کیونکہ یہ عمران جس انداز میں کام کرتا ہے۔ اگر اسے معمولی سا بھی کلیو مل گیا تو وہ لامحالہ تم تک اور تم سے مجھ تک پہنچ جائے گا" ..... باس نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے باس۔ میں نے اس کا پہلے ہی مکمل بندوبست کر دیا ہے۔ اسے رابرٹ کے ذریعے کوئی کلیو نہ مل سکے گا۔ اور جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہماری ایجنسی بالکل نئی ہے۔ اسے ہماری ایجنسی کے بارے میں کہیں سے بھی کسی قسم کی معلومات نہیں مل سکتیں"۔ نارمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ اس حفاظتی سسٹم والی ڈسک کو سپیشل لاکر میں رکھوا دو۔ اور اگر ہو سکے تو اپنے آپ اور اپنی ایجنسی کو بچا کر اس عمران کی نگرانی کرا سکو تو کراتے رہنا۔ لیکن اس سلسلے میں تم نے براہ راست کوئی اقدام نہیں کرنا کیونکہ یہ ہماری نگرانی کے لنک کو استعمال کر لے گا" ...... باس نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ میں سب کچھ کر لوں گا۔ مجھے صرف آپ کی اجازت کی ضرورت تھی۔ ویسے میرا خیال ہے کہ اگر ہم مسلسل تین ماہ تک خاموش رہیں تو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس مکمل طور پر مطمئن ہو جائے گی" ...... نارمن نے کہا۔

"ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے اس لئے تین ماہ تو کیا اگر چھ ماہ بھی خاموش رہنا پڑے تو تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن کام ہر لحاظ سے فول پروف ہونا چاہئے" ...... باس نے کہا۔

"یس باس" ...... نارمن نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر اس نے سلام کیا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ باس نے سر ہلا کر اسے باہر جانے کی اجازت دی اور جب وہ کمرہ سے باہر چلا گیا تو باس نے کھلی ہوئی فائل پر دوبارہ نظریں جما دیں۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔ لیکن ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ میز پر رکھے ہوئے مختلف رنگوں کے فون میں سے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور باس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس میکاسے سپیکنگ"...... باس کے لہجے میں مؤدبانہ پن تھا۔

"سیکرٹری ٹو سٹیٹ مسٹر ہوپ سے بات کیجئے مسٹر میکاسے"۔ دوسری طرف سے ایک خاتون کی آواز سنائی دی۔ اور پھر چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ ہوپ سپیکنگ"...... بولنے والے کا لہجہ بے حد تحکمانہ تھا۔

"یس سر۔ میکاسے بول رہا ہوں چیف آف زیرو ایجنسی"۔ میکاسے کا لہجہ اور زیادہ مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"پاکیشیا کی میزائل فیکٹری کے بارے میں تم نے اب تک کوئی رپورٹ نہیں دی میکاسے"...... دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا۔

"رپورٹ تیار ہو رہی ہے جناب۔ کل پیش کر دوں گا"۔ میکاسے نے جواب دیا۔

"کیا رپورٹ ہے۔ مختصر طور پر بتا دو۔ کیونکہ رات سپیشل میٹنگ ہے اور اس میٹنگ کے ایجنڈے میں یہ مشن بھی موجود ہے۔ اس لئے مجھے جواب دینا ہو گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مختصر بات تو یہ ہے جناب کہ ہم پاکیشیائی ایم میزائل فیکٹری کا محل وقوع اور اس کے اندرونی حفاظتی سسٹم کی پوری تفصیلات اس طرح حاصل کر لینے میں کامیاب ہو گئے ہیں کہ وہاں اس کا کسی کو بھی علم نہیں ہو سکا"...... میکاسے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اس کا علم پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی نہیں ہوا"۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے انداز میں پوچھا گیا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہی علم ہوا ہے کہ وہاں کارروائی کی کوشش کی گئی ہے۔ جو ناکام رہی ہے۔ اس سے زیادہ اسے علم نہیں ہو سکا"...... میکاسے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ تو بہت برا ہوا۔ تمہیں خاص طور پر کہا گیا تھا۔ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس سارے سیٹ اپ کا کسی طرح بھی علم نہ ہو سکے"...... دوسری طرف سے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا گیا۔

"اسے معلوم نہیں ہو سکا۔ مجھے مزید تفصیل بتانی پڑے گی"۔ میکاسے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نارمن کی بتائی ہوئی ساری تفصیل دوہرا دی۔

"ہونہہ۔ بظاہر تو یہ سب کچھ درست ہے میکاسے۔ لیکن جس کا نام عمران ہے وہ کچھ اور ہی چیز ہے۔ تم ایسا کرو کہ فوری طور پر نارمن اور اس کے پورے سیکشن کو توڑ دو۔ اور ان سب کو چھ ماہ کے لئے مکمل طور پر کیموفلاج کر دو۔ تاکہ عمران کسی صورت بھی ان تک نہ پہنچ سکے اس کے بعد اس سیکشن کو باہر لے آیا جائے گا۔ اور پھر خاص کارروائی کی جائے گی"...... سیکرٹری نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... میکاسے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ تفصیلات عام لاکر میں رکھوانے کی بجائے تم فوری طور پر گورنمنٹ سپیشل بینک کے سپیشل لاکر میں پہنچا دو۔ میں انہیں

احکامات دے دیتا ہوں ۔ وہ وہاں مکمل طور پر محفوظ رہے گی" سیکرٹری نے مزید حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"........ میکاسے نے جواب دیا۔ اور دوسری طرف سے "اوکے" کے الفاظ کہہ کر رابطہ ختم ہو گیا"........ میکاسے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"نجانے اس عمران میں کیا صلاحیتیں ہیں کہ اس سے ہر شخص انتہائی خوفزدہ رہتا ہے"........ میکاسے نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھالیا۔

"یس باس۔ دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"نارمن جہاں بھی ہو اسے فوراً میرے پاس بھجواؤ"........ میکاسے نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس"........ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا اور میکاسے نے رسیور رکھ دیا۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا میز کے پیچھے بیٹھا ہوا بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"........ عمران نے کہا اور خود اپنی مخصوص کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"کیا ہوا اس رابرٹ کا۔ کوئی رپورٹ ملی ہے "........ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ رابرٹ کو اس کی رہائش گاہ پر گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے اور ایسا صفدر اور دوسرے ممبرز کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہوا ہے"۔ بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کے قاتل کا پتہ چلا ہے "........ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کام ہو رہا ہے۔ ابھی تک کوئی رپورٹ تو نہیں ملی"۔ بلیک زیرو

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا تو مطلب ہے کہ ہمارے وہاں جانے اور تمہارے رابرٹ کے بارے میں بات کرنے کی رپورٹ انہیں پہلے ہی مل گئی ہے۔ یہ تو انتہائی اہم بات ہے"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں نے بھی اس پر غور کیا ہے عمران صاحب۔ لیکن قتل کا جو وقت بتایا گیا ہے۔ اس وقت کے مطابق یہ تقریباً اس وقت سے ملتا ہے جب جولیا نے صفدر کو ہدایات دی ہیں۔ اور تقریباً اسی وقت ہی میں نے بات کی تھی۔ اس لئے اس قدر فوری ایکشن تو نہیں لیا جا سکتا۔ زیادہ سے زیادہ یہی سوچا جا سکتا ہے کہ فیکٹری کا ٹیلی فون ٹیپ کیا گیا ہو اور جیسے ہی جولیا نے رابرٹ کی نگرانی کی ہدایت کی انہوں نے رابرٹ کو ہلاک کرنے کے احکامات دے دیئے۔ لیکن بہرحال اس میں کچھ وقت تو لگنا چاہئے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں تمہاری بات درست ہے۔ لیکن تم نے اس رابرٹ اور کرنل افتخار کی ملاقات کی بات کیسے معلوم کی تھی۔ یہ تو مجھے معلوم ہے کہ تم اکثر سپر کلب جاتے رہتے ہو۔ لیکن کیا تم پہلے سے ان کے بارے میں چوکنا تھے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں عمران صاحب۔ گذشتہ رات میں کلب گیا تو یہ دونوں میری میز سے کچھ فاصلے پر ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں اس رابرٹ کو جانتا ہوں۔ اس سے میرا تعارف ہے۔ لیکن کرنل افتخار کے بارے میں مجھے علم نہ تھا۔ وہ بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ لیکن جس انداز میں بیٹھے باتیں

ر رہے تھے۔ وہ بڑا مشکوک سا تھا۔ چنانچہ میں نے ایسے ہی ایک ویٹر سے پوچھ لیا تو اس ویٹر نے مجھے بتایا کہ اس کا نام کرنل افتخار ہے۔ ٹری سے ریٹائر شدہ ہے کلب کا ممبر ہے اور کبھی کبھار اس کلب میں تا ہے اور اس ویٹر نے ہی مجھے بتایا تھا۔ کرنل کی بیوی جو فوت ہو گئی ہے۔ رابرٹ اس کا رشتہ دار ہے چنانچہ میں مطمئن ہو گیا کہ ان کے رمیان کوئی بات مشکوک نہیں ہو سکتی۔ لیکن آج جب میں نے اس یکٹری میں اسے بطور ایک شعبے کے انچارج کے دیکھا تو میں چونک پڑا ر پھر جب آپ نے اسے مارک کر دیا تو میں نے رابرٹ کے بارے ں بات اس لئے کی تاکہ آپ کو اس کا علم ہو سکے"...... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویسے ایک بات ہے۔ تم نے یہ بات کر کے بطور ایکسٹو اپنی خبری کا رعب جولیا پر تو جو ڈالنا تھا ڈال دیا۔ لیکن میں بھی تمہاری اس ت سے بے حد مرعوب ہوا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"شکر ہے۔ کسی ایک پوائنٹ پر تو آپ مجھ سے بھی مرعوب تو ئے"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ایک پوائنٹ پر۔ بھائی تم نے کار میں جولیا کے سامنے مجھ پر جو ف ناک قسم کا رعب ڈالا تھا۔ یقین کرو میرا جسم ہی رعب سے کانپنے ۔ گیا تھا"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو ایک بار پھر بے اختیار ں پڑا۔

ایسے موقع پر واقعی میں اپنے آپ کو انتہائی مضحکہ خیز پوزیشن میں محسوس کرتا ہوں۔ لیکن کیا کیا جائے۔ یہ رول تو نبھانا ہی پڑتا ہے"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی مسکرا دیا۔

"آپ نے ہمارے آنے کے بعد اس کرنل افتخار کا کیا کیا"۔ بلیک زیرو نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"بہت طویل کہانی ہے۔ لمبی ذہنی ورزش کرنا پڑی ہے پھر جا کر اصل صورت حال سامنے آئی ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا صورت حال بعد میں تبدیل ہو گئی تھی"۔ بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ بالکل ہی تبدیل ہو گئی۔ وہ ڈسک جو کرنل افتخار نے دی تھی وہ اصل نہ تھی۔ اصل اس نے کوٹ کے کالر کے استر میں چھپائی ہوئی تھی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے اور پھر عمران نے پوری تفصیل سنا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ عمران صاحب۔ یہ تو بڑی گہری سازش ہے میزائل فیکٹری کے خلاف"...... بلیک زیرو کے چہرے پر شدید تشویش کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ہاں۔ اور میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ معاملات ابھی اور زیادہ گہرے ہیں اس لئے اس رابرٹ کو ختم کرا دیا گیا ہے"...... عمران نے

کہا۔ اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ جا رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو۔ میں تبدیل شدہ ڈسک ساتھ لے آیا ہوں۔ میں اس کا تفصیلی تجزیہ کرنا چاہتا ہوں۔ ہو سکتا ہے اس سے کوئی نئی بات سامنے آ جائے"...... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ لیبارٹری کی طرف بڑھ گیا۔ وہ تقریباً ایک گھنٹے تک وہاں مصروف رہا۔ اس نے تبدیل شدہ اس ڈسک کا تفصیلی تجزیہ کیا۔ لیکن اس میں سے کوئی نئی بات سامنے نہ آئی تو عمران نے ایک طویل سانس لیا اور اٹھ کر واپس آپریشن روم میں آ گیا۔

"کچھ پتہ چلا"...... بلیک زیرو نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ اسے صرف اس لئے تیار کیا گیا تھا کہ اسے فیڈ کر کے اصل فارمولا فیکٹری سے باہر لایا جائے اور اس کا کوئی مصرف نہ تھا۔ لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ اتنا بڑا پلان کیا صرف رابرٹ کے ذریعے ہی مکمل کرایا جانا تھا۔ یہی بات میرے ذہن میں کھٹک رہی ہے۔ کیونکہ ایک سفارت خانے کا تھرڈ سیکرٹری اتنے بڑے پلان مکمل کرتا دھرتا بنا ہوا تھا۔ وہ اس کی کڑی تو ہو سکتا ہے۔ لیکن مکمل کنٹرول اس کے پاس نہیں ہو سکتا"...... عمران نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں"...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"مطلب یہ کہ معاملات اس سے کہیں گہرے ہیں جتنے نظر آ رہے ہیں۔ بظاہر تو اصل ڈسک مل جانے کے بعد معاملہ سرانجام پا گیا ہے۔ لیکن میری چھٹی حس کہہ رہی ہے۔ کہ معاملہ ختم نہیں ہوا۔ بلکہ بظاہر اسے ختم کر دیا گیا ہے"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا سپیکنگ"....... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"....... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس باس"....... دوسری طرف سے جولیا کا لہجہ بے حد مؤدبانہ ہو گیا۔

"رابرٹ کے قاتل کے بارے میں ابھی تک کوئی رپورٹ کیوں نہیں آ رہی"....... عمران کے لہجے میں ہلکی سی سختی موجود تھی۔

"تنویر اور نعمانی دونوں اس پر کام کر رہے ہیں۔ ان کی طرف سے ابھی کوئی رپورٹ نہیں آئی۔ میں انہیں پھر کال کرتی ہوں"۔ جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"انہیں کال کر کے کہو کہ وہ اب تک کی کارگزاری کی فوری رپورٹ دیں"....... عمران نے اور زیادہ سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔ فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ عمران کالنگ اوور"....... عمران نے بار بار کال دینی شروع کر دی۔

"یس۔ ٹائیگر اٹنڈنگ باس اوور"....... چند لمحوں بعد ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر۔ گریٹ لینڈ کے سفارت خانے کے تھرڈ سیکرٹری رابرٹ کو اس کی رہائش گاہ پر گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ یقیناً یہ کام کسی پیشہ ور قاتل کی مدد سے کرایا گیا ہو گا۔ تم اس بارے میں فوری طور پر معلومات حاصل کرو اور مجھے رپورٹ دو۔ اور ہاں یہ سن لو کہ مجھے وہ قاتل صحیح سلامت چاہیئے اوور"....... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں۔ پیشہ ور قاتلوں نے آج کل خفیہ طور پر اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے ایک پارٹی بنائی ہوئی ہے۔ وہاں ایک آدمی میرا دوست ہے۔ اس سے فوری معلومات مل جائیں گی اوور"....... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوور اینڈ آل"....... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"عمران صاحب۔ فارمولا حاصل کرنے کے لئے دوسری کوشش بھی تو ہو سکتی ہے۔ اس سلسلے میں آپ نے کیا حفاظتی اقدامات کئے ہیں"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"اس کا کسی کے پاس کوئی حل نہیں ہوتا۔ باہر سے آنے والوں کو روکنے کے لئے تو اعلیٰ حفاظتی انتظامات کئے جا سکتے ہیں لیکن اگر اندر کا آدمی ہی مل جائے جیسے کرنل افتخار کا واقعہ ہوا ہے تو پھر کوئی حفاظتی

اقدامات اسے نہیں روک سکتے۔ ویسے کرنل شہباز ہوشیار آدمی ہے۔ اس کرنل افتخار والے واقعہ کے بعد وہ خود ہی اس بارے میں ہوشیار رہے گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے رسیور اٹھاتے ہی مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں باس"...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے مختصر سا جواب دیا۔

"تنویر نے رپورٹ دی ہے کہ تھرڈ سیکرٹری رابرٹ کو اس کے ذاتی ملازم نے قتل کیا ہے۔ [illegible] پولیس نے گرفتار کر لیا ہے اور اس نے اعتراف جرم بھی کر لیا ہے۔ یہ ملازم مقامی آدمی ہے۔ اس کا نام شاجن ہے"...... جولیا نے تفصیل [illegible] ہوئے کہا۔

"یہ ملازم اس وقت [illegible] ہے"...... عمران نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"سپیشل ایجنسی [illegible] ہے چونکہ معاملہ ایک سفارت خانے سے متعلق [illegible] اس لیے پولیس کو علیحدہ رکھا گیا ہے۔ ملازم اب سپیشل ایجنسی [illegible] ہیڈ کوارٹر میں ہے"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تنویر اور نعمانی کو واپس بلا لو۔ سپیشل ایجنسی اب خود مزید تحقیقات کر لے گی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے

دوسرے ہاتھ سے کریڈل دبایا اور پھر ہاتھ ہٹا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"سپیشل ایجنسی ہیڈ کوارٹر"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ڈائریکٹر جنرل سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں"۔ عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے اس طرح جواب دیا گیا جیسے وہ علی عمران کی حیثیت اور مرتبے کو اچھی طرح جانتا ہو۔

"ہیلو۔ محفوظ احمد بول رہا ہوں۔ ڈائریکٹر جنرل سپیشل ایجنسی"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری مگر قدرے بے تکلف سی آواز سنائی دی۔

"کب تک محفوظ رہو گے۔ ہر طرف حرص و ہوس کے جال اور پھندے لگے ہوئے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ عمران تم۔ خیریت۔ اتنے عرصے کے بعد کیسے ہماری یاد آ گئی۔ یاد ہے پچھلی ملاقات کو کتنا عرصہ گذر گیا ہے"...... اس بار دوسری طرف سے انتہائی بے تکلف لہجے میں کہا گیا۔

"اتنا ہی عرصہ جتنی سپیشل ایجنسی کو قائم ہوئے اور عقل و خرد سے محفوظ کو۔ ڈائریکٹر جنرل بنے ہوئے ہو گیا ہے اور یہ کچھ زیادہ عرصہ تو نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عقل و خرد تو مانگے کے فلیٹوں میں یعنی لب بام ہی رہ جاتی ہے۔ سپیشل ایجنسی جیسے باوقار ادارے میں اس کا کیا کام یہ تو آتش جرائم میں بے خطر کود پڑنے والے عشق کی مانگ ہے"۔ ڈائریکٹر جنرل محفوظ نے ہنستے ہوئے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور اس طرح بے خطر کود پڑنے کے باوجود جناب عشق صاحب نہ صرف محفوظ رہتے ہیں بلکہ بے خطر سر سید ٹاؤن میں چار کنال کی شاندار اور قیمتی کوٹھی بھی تیار ہونے لگ جاتی ہے"...... عمران بھلا کب پیچھے رہنے والوں میں سے تھا۔

"ارے ارے۔ کیا مطلب۔ کیا اب تم مجھ پر الزام لگا رہے ہو۔ وہ تو میری ذاتی جائیداد ہے۔ مجھے سر عبدالرحمن کی طرح میرے باپ نے جائیداد سے عاق نہیں کیا ہوا۔ میں خود مالک ہوں اپنے باپ دادا کی ساری جائیداد کا۔ لیکن یہ بتاؤ کہ تمہیں کہاں سے معلوم ہو گیا کہ سر سید ٹاؤن میں کوٹھی بنوا رہا ہوں۔ ابھی تو میں نے اپنی بیوی کو بھی نہیں بتایا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ پھر اس کی حسن جمال اور نفاست طبع جاگ اٹھے گی اور یہ جدید ترین کوٹھی کسی قدیم بادشاہی دور کا عجائب گھر بن کر رہ جائے گی"...... دوسری طرف سے محفوظ احمد نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہی تو بھابھی کے ڈپریشن کی اصل وجہ ہے کہ اس جیسی نفیس طبع اور صاحب ذوق خاتون کو شوہر بھی ملا ہے تو قدیم دور کے بادشاہوں کے جلادوں جیسا۔ یہ بڑی بڑی مونچھیں، موٹی گردن،

بھینسے جیسا جسم اور ساتھ ہی عقل و خرد سے مکمل طور پر محفوظ۔ جب کہ وہ ہیں چھوئی موئی کی ڈالی۔ ویسے مجھے اس کوٹھی کی اطلاع بھابھی نے ہی دی تھی کہنے لگی کہ جا کر دیکھو تو سہی کہ وہ کوٹھی بنوا رہا ہے یا بھینسوں کا باڑہ"...... عمران نے جواب دیا اور دوسری طرف سے محفوظ احمد بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"تمہارا نام میری بیگم نے بالکل درست رکھا ہوا ہے۔ لٹل ڈیول بہر حال بولو۔ کیوں فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے محفوظ احمد نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بھابھی واقعی نام رکھنے کے بارے میں بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتی ہیں اور تمہارا نام میں پہلے ہی بتا چکا ہوں۔ بہر حال گریٹ لینڈ سفارت خانے کے تھرڈ سیکرٹری کا قاتل تمہاری تحویل میں ہے۔ میں اس سے تمہاری مداخلت کے بغیر ملنا چاہتا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کیا ہوا۔ تمہاری اس سے کیا دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ وہ تو ایک عام سا آدمی ہے۔ رابرٹ نے بینک سے لمبی رقم نکلوائی تھی۔ اسے چوری کرنے کے لئے اس نے رابرٹ کو ہلاک کر دیا اور رقم لے کر غائب ہو گیا لیکن میں نے اسے رقم سمیت گرفتار کر لیا ہے۔ لیکن تمہارا اس سے کیا تعلق ہے"...... اس بار محفوظ احمد نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے تو اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ البتہ سیکرٹ سروس کے

چیف صاحب کو اس سے دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔ انہوں نے تو مجھے حکم دیا تھا کہ میں تم سے بطور نمائندہ خصوصی سیکرٹ سروس بات کروں لیکن میں جانتا تھا کہ تمہارے اس ماشاء اللہ میلوں میں پھیلے ہوئے جسم میں دل چڑیا سے بھی چھوٹا ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ تمہارے سامنے سیکرٹ سروس کا نام لینے کے بعد مجھے بھابھی کے پاس جا کر تعزیت نہ کرنی پڑ جائے"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

"اوہ۔ اوہ۔ سیکرٹ سروس کو دلچسپی ہے۔ اس عام سے قتل کے کیس میں۔ حیرت ہے۔ کیا اب سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کام نہیں رہا۔ میں نے تو سنا تھا کہ سیکرٹ سروس کو فرصت ہی نہیں ملتی بڑے بڑے مجرموں سے نمٹنے کے لئے"۔۔۔۔۔ محفوظ احمد نے مسکراتے ہوئے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران اس کی طنز پر بے اختیار مسکرا دیا۔

"اوکے۔ پھر میں جواب دے دوں چیف کو کہ جناب محفوظ احمد ڈائریکٹر جنرل سپیشل ایجنسی صاحب کہہ رہے ہیں کہ چھوٹا مجرم ہے آپ بڑے مجرموں سے نمٹنے پر توجہ دیجئے"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ارے کیوں تم میری جان کے دشمن ہو رہے ہو۔ خدا کے واسطے یہ بات دوبارہ نہ کرنا۔ وہ تمہارا چیف تو بڑا جابر ظالم اور سفاک قسم کا آدمی ہے۔ ہلاکو اور چنگیز خان سے بھی زیادہ۔ اس نے تو ایک لمحے میں میرا بھرتہ بنا کر رکھ دینا ہے۔ بھائی

مجرم حاضر ہے۔ کہو تو اسے بوری میں بند کر کے تمہارے فلیٹ پر بھجوا دوں"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے محفوظ احمد نے قدرے خوف زدہ سے لہجے میں کہا اور عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"تم اسے اپنے پاس ہی رکھو۔ بس صرف اپنے جلاد نما ماتحتوں کو منع کر دو کہ وہ اس سے میری ملاقات کرا دیں"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کب ہو گی یہ ملاقات۔ کل تو ہم نے اسے جیل بھجوا دینا ہے کیونکہ آلہ قتل بھی برآمد ہو چکی ہے اور اس نے باقاعدہ مجسٹریٹ کے سامنے اعتراف جرم بھی کر لیا ہے"۔۔۔۔۔ محفوظ احمد نے کہا۔

"ابھی تھوڑی دیر بعد۔ دوپہر کا کھانا تو تم دفتر میں ہی منگواتے ہو اور یقیناً بیس بائیس دیگیں پک کر آتی ہوں گی۔ چلو میں بھی ان سے چند لقمے کھا لوں گا۔ ایک وقت کے کھانے کا خرچہ تو بچ جائے گا۔ میں ابھی آ رہا ہوں"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ محفوظ احمد صاحب کیا واقعی اتنے موٹے ہیں۔ یا آپ مبالغے سے کام لیتے ہیں۔ ویسے ان کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہی ہے وہاں اس قدر موٹے لوگ نہیں ہوتے"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے عمران کے رسیور رکھتے ہی ہنستے ہوئے کہا۔

"موٹاپا بہرحال ہر جگہ ہوتا ہے۔ کوئی عقل کے موٹے ہوتے ہیں کوئی جسمانی لحاظ سے۔ ویسے ان محفوظ احمد صاحب کو اگر تم دیکھو

تو تمہیں انہیں پوری طرح دیکھنے کے لئے اپنی آنکھوں کو مزید چار گنا پھیلانا پڑے گا۔ تب شاید ان کا پورا حدود اربعہ تمہاری نظروں میں سما سکے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور بلیک زیرو بھی مسکراتا ہوا اس کے احترام میں کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

چند لمحوں بعد عمران کی کار سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ سپیشل ایجنسی تقریباً ایک سال پہلے باقاعدہ طور پر قائم کی گئی تھی اور محفوظ احمد کو جس کا تعلق خصوصی سیکورٹی سے تھا۔ اس کا ڈائریکٹر جنرل بنایا گیا تھا۔ محفوظ احمد کے والد اور عمران کے والد کے درمیان کافی قریبی رشتہ داری تھی۔ اس لئے ان سے اکثر ملاقات رہتی تھی۔ دونوں تقریباً ہم عمر بھی تھے۔ اس لئے ان کے درمیان کافی بے تکلفی تھی۔ محفوظ احمد کی شادی بہت ہی پڑھے لکھے خاندان میں ہوئی تھی اور محفوظ احمد کی بیوی جس کا نام شاہانہ تھا۔ نہ صرف اچھی شاعرہ تھیں بلکہ اعلیٰ پائے کی مصورہ بھی تھیں۔ انتہائی نفیس ذوق کی مالک اور انتہائی رکھ رکھاؤ والی خاتون تھیں ان کی شادی کو دس سال ہو گئے تھے لیکن ان کی اولاد نہ ہوئی تھی۔ اس لئے ان کا سارا وقت بس مشاعروں اور مصوری میں ہی گزرتا تھا۔ جب محفوظ احمد کو سپیشل ایجنسی کا ڈائریکٹر جنرل بنایا گیا تو ان کی رہائش مستقل طور پر دارالحکومت میں ہو گئی اور شروع شروع میں عمران کی ان سے کافی ملاقات رہتی تھی۔ لیکن پھر اپنے کاموں میں پھنس کر کافی طویل عرصے سے عمران ان کے پاس نہ جا سکا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب اس نے

محفوظ احمد سے کال ملوانے کا کہا تو ہیڈ کوارٹر والوں نے فوراً ہی کال ملوا دی۔ کیونکہ وہ بھی عمران اور محفوظ کے درمیان موجودہ تعلقات سے اچھی طرح واقف تھے۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے کار سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کی پارکنگ میں روکی اور اسے لاک کر کے وہ ڈائریکٹر جنرل کے دفتر کی طرف بڑھ گیا۔

"صاحب آپ کے منتظر ہیں جناب۔ ویسے آپ کافی عرصہ بعد آئے ہیں"...... محفوظ احمد کے کمرے کے باہر کھڑے ہوئے باوردی چپڑاسی نے عمران کو باقاعدہ سلام کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ عمران اپنی عادت کے مطابق اس سے بھی کافی بے تکلف تھا۔

"وہ تمہارے صاحب کے دوپہر کے کھانے والا ٹرک آ گیا ہے یا نہیں"...... عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"کھانے کا ٹرک۔ کیا مطلب صاحب۔ صاحب کا کھانا گھر سے تو آتا ہے۔ لیکن وہ تو ہاٹ پاٹ میں آتا ہے۔ ٹرک کا کیا مطلب"۔ چپڑاسی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ تو یہ بات ہے۔ آج میں نے کھانے کی بات کر دی ہے تو صاحب نے صرف کھانے کا نمونہ منگوا لیا ہے"...... عمران نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ پردہ ہٹا کر کمرے میں داخل ہو گیا۔ کمرہ خاصا وسیع و عریض تھا اور انتہائی اعلیٰ دفتری انداز میں سجا ہوا تھا۔ مہاگنی کی بڑی سی میز کے پیچھے اونچی پشت کی گھومنے والی کرسی پر محفوظ احمد بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن اس کا جسم اس قدر چھریرا تھا کہ اسے

سینک سلائی کہا جا سکتا تھا۔ کلین شیو چہرہ تھا سر پر گھنگریالے بال تھے کشادہ پیشانی اور چمکدار آنکھوں کی وجہ سے وہ خاصا ذہین آدمی لگتا تھا۔ اس کے جسم پر تھری پیس سوٹ تھا۔ عمران اس کے اس دبلے پتلے جسم کی وجہ سے اسے موٹا بھینسا کہہ کر چھیڑتا تھا۔ محفوظ احمد کان سے رسیور لگائے فون سننے میں مصروف تھا۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ لیکن صرف دائیں کان کے لئے۔ کیونکہ بائیں کان میں تو کسی خوب صورت حسینہ کی مترنم اور دل کش مدھر آواز شہد گھول رہی ہو گی"...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ کیونکہ محفوظ احمد نے بائیں کان کے ساتھ رسیور لگایا ہوا تھا۔

"آ گئے تم"...... محفوظ احمد نے رسیور رکھ کر سلام کا جواب دیتے ہوئے کرسی سے اٹھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو بیٹھو۔ کھڑے ہونے کی تکلیف نہ کیا کرو۔ تمہاری یہ ٹانگیں کہیں تمہارے جسم کا بوجھ اٹھانے سے ہی نہ انکار کر دیں"۔ عمران نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے مسکرا کر کہا اور محفوظ احمد بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم نے اپنے چیف کو تو میری جسامت کے بارے میں نہیں بتا دیا ...... کہیں اس بنا پر ...... میری ...... دیں ...... موٹے آدمی کو سپیشل ایجنسی کا ڈائریکٹر جنرل کیسے بنایا جا سکتا ہے"...... محفوظ احمد نے ...... اور ...... ہنس پڑا۔

"پہلے بتاؤ۔ کیا پینا پسند کرو گے"...... محفوظ احمد نے کرسی پر بیٹھتے ہی میز پر رکھی گھنٹی پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ میں کھانے سے پہلے پینا کفران نعمت سمجھتا ہوں۔ اگر میں نے پانی سے ہی پیٹ بھر لیا۔ تو پھر کیا کھانا باندھ کر ساتھ لے جاؤں گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے چپڑاسی اندر داخل ہوا۔

"کوک لے آؤ صاحب علی"...... محفوظ احمد نے چپڑاسی سے مخاطب ہو کر نرم لہجے میں کہا۔ تو چپڑاسی تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"یہ تم آج کھانے سے کیوں چپک گئے ہو۔ کیا اب سلیمان نے کھانا پکانا چھوڑ دیا ہے۔ ویسے ایک بات ہے تمہارا یہ سلیمان کھانے اس مزے کے پکاتا ہے کہ جی چاہتا ہے کہ انگلیاں چاٹ جاؤں۔ بس ایک بار اس کے ہاتھ کا پکا کھانا کھانے کا موقع ملا ہے۔ نجانے ظالم کے ہاتھ میں اس قدر لذت کہاں سے آ گئی ہے"...... محفوظ احمد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کے ہاتھ میں لذت میرے معاشی قتل کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ خالی دال مونگ پکاتا ہے۔ لیکن اس لذت کی خاطر میرے سینکڑوں روپے لگ جاتے ہیں۔ اب تم خود سوچو کہ جب وہ اپنے لئے بیرہ جات پکاتا ہو گا تو اس لذت نے میرے معاشی قتل عام ہی ...... گا۔ ویسے ایک بات بتا دوں کہ اگر تم نے یہ لذت والی بات اس لئے کی ہے کہ میں تمہیں کھانا ...... دعوت دوں گا تو منہ دھو رکھیے"۔

پاس لتنے پیسے زندگی بھر اکٹھے نہیں ہو سکتے کہ میں اس سے مونگ دال کی دس بارہ دیگیں پکوا سکوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور محفوظ احمد بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم کچھ تو خدا کا خوف کیا کرو۔ تم نے ایک بار بیگم کو کہہ دیا تھا کہ میں ہوٹل میں بے تحاشا کھانا کھاتا ہوں۔ وہ میرے سر ہو گئی کہ زیادہ کھانا تہذیب کے خلاف ہے۔ میں نے لاکھ اسے بتایا کہ میرے معدے کا حجم خود دیکھ لو۔ میں اتنا کھا بھی سکتا ہوں یا نہیں۔ لیکن وہ مانی ہی نہیں بلکہ اس نے ڈاکٹر کو فون کر دیا کہ میرے پیٹ میں کیڑے ہیں۔ اس کی دوا فوراً بھیجی جائے اور وہ ڈاکٹر عالمگیر صاحب ہیں انہوں نے بھی ایک نہ سوچی بلکہ اپنے کمپاؤڈر کے ہاتھ کیپسولوں کا پورا ایک پیکٹ بھجوا دیا کہ یہ سب اکٹھے کھائے جائیں"...... محفوظ احمد نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بھابھی مان ہی نہ رہی تھیں کہ تم دس پلیٹ کھانا کھا سکتے ہو۔ تو میں نے اسے سمجھایا تھا کہ تم بچپن میں مٹی کھانے کے عادی رہے ہو اور بچپن سے تمہارے پیٹ میں لمبے لمبے کیڑے پڑے ہوئے ہیں اور تمہارے والا مسلسل تم پر کیڑے مار ادویات کا سپرے کرتے رہتے تھے اور یہ کیڑے کسی بھی وقت بالکل ققنس پرندے کی طرح اپنی راکھ میں سے ہی پیدا ہو جاتے ہیں اور جس کے پیٹ میں کیڑے ہوں وہ دس کیا دس ہزار پلیٹیں بھی کھا سکتا ہے۔ بڑی مشکل سے یقین آیا تھا بھابھی کو"...... عمران نے جواب دیا۔

"تمہارا تو ہو گیا مذاق اور پتہ ہے اس پیکٹ کھانے سے میرا کیا حشر ہوا۔ چار دن لوٹا پریڈ کرتا رہا۔ خبردار آئندہ اس قسم کا مذاق کیا تم نے"...... محفوظ احمد نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"صرف چار دن۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہارے فیملی ڈاکٹر عالمگیر صاحب کو ریفریشر کورس کرانا پڑے گا۔ بے چارہ پرانے وقتوں کی ڈگری ابھی تک چلا رہا ہے۔ آج کل تو ایسی ادویات آ گئی ہیں پیٹ کے کیڑے مارنے کی کہ چار ماہ تک لیٹرین میں بستر بچھانا پڑتا ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تم سے خدا سمجھے۔ واقعی ایسا نہ کر دینا ورنہ میں تو لیٹرین میں ہی غائب ہو جاؤں گا"...... محفوظ احمد نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کی اس خوبصورت بات پر عمران بھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ اسی لمحے چپڑاسی اندر داخل ہوا اور اس نے مشروب کی بوتلیں میز پر رکھیں اور واپس چلا گیا۔

"اس قاتل ملازم سے یہیں ملاقات کرو گے یا کسی علیحدہ کمرے میں"...... محفوظ احمد نے بوتل اٹھاتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا وہ واقعی زندہ ہے اب تک"...... عمران نے بھی بوتل اٹھاتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ تو محفوظ احمد بے اختیار چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"اب تک زندہ ہے۔ کیا مطلب۔ کیا اس کی جان کو خطرہ ہے"۔ محفوظ احمد نے چونک کر کرسی پر سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

"اگر تمہارا فون کہیں ٹیپ نہیں ہو رہا۔ تو ایسا ہو سکتا تھا اور اگر زندہ ہے تو پھر اس کا مطلب ہے کہ تمہارا فون محفوظ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ مجھے معلوم کرنا پڑے گا۔ تم نے تو مجھے ڈرا دیا ہے۔ پہلے بتا دیتے تو میں اس کی خاص نگرانی کے احکامات دے دیتا"...... محفوظ احمد نے کہا اور جلدی سے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"وہ ملزم ساجن کس حوالات میں ہے"...... محفوظ احمد نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"اس کا خاص خیال رکھنا"...... محفوظ احمد نے دوسری جانب سے جواب سننے کے بعد کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

"تم نے تو مجھے واقعی ڈرا دیا تھا۔ بہرحال وہ زندہ بھی ہے اور بخیریت بھی ہے"...... محفوظ احمد نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس ساجن صاحب کو کسی علیحدہ کمرے میں پہنچوا دو۔ میں نے اس سے ذرا تفصیلی مذاکرات کرنے ہیں"...... عمران نے کہا تو محفوظ احمد نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ایک بار پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور رابطہ قائم کر کے ہدایات دینی شروع کر دیں۔

"تم نے آخر اس عام سے قاتل سے کیا مذاکرات کرنے ہیں۔ کچھ

مجھے بھی تو بتاؤ"...... محفوظ احمد نے رسیور رکھتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اگر تم چاہو تو ان مذاکرات میں شامل ہو سکتے ہو۔ لیکن اس بات کا خیال رکھنا کہ کوئی مداخلت نہ ہو"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"لیکن ایک بات پہلے بتا دوں کہ وہ قاتل سرکاری طور پر ہماری تحویل میں ہے۔ اس لئے اسے بہرحال زندہ ضرور رہنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ مذاکرات کے اختتام پر وہ لاش میں تبدیل ہو چکا ہو اور ہمارے لئے مصیبت بن جائے"...... محفوظ احمد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فکر مت کرو۔ میں نے اس سے تمہارے انداز کے مذاکرات نہیں کرنے"...... عمران نے کہا اور محفوظ احمد نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد انٹرکام کی گھنٹی بجی تو محفوظ احمد نے رسیور اٹھا لیا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم ابھی آ رہے ہیں"...... محفوظ احمد نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ عمران۔ وہ سپیشل روم میں پہنچ چکا ہے"...... محفوظ احمد نے کہا اور عمران بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں دفتر سے نکل کر مختلف راہداریوں سے گزر کر ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے۔ اس کمرے میں تشدد کے جدید ترین سامان کے ساتھ ساتھ قدیم آلات بھی موجود تھے۔ یہ یقیناً سپیشل ایجنسی کا ٹارچر سیل تھا۔ راڈز والی کرسی پر ایک دبلا پتلا مقامی نوجوان راڈز میں جکڑا بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔ دو آدمی اس کی

سائیڈوں میں کھڑے ہوئے تھے۔ ان دونوں نے محفوظ احمد کے اند
داخل ہوتے ہی اسے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"تم دونوں جاؤ اور دروازہ بند کر دو"...... محفوظ احمد نے ان
دونوں سے کہا اور وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے سے باہر چلے گئے
اور کمرے کا بھاری دروازہ بھی بند ہو گیا۔

"یہ آپ میرے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ جب میں نے اعتراف کر
لیا ہے اور رقم بھی دے دی ہے تو"...... اس آدمی نے قدرے
گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ عمران نے اس کے سامنے پڑی ہوئی دو
کرسیوں میں سے ایک کرسی کو گھسیٹا اور اس نوجوان کے بالکل
سامنے رکھ کر وہ اس پر بیٹھ گیا۔ جب کہ محفوظ احمد نے بھی اس کی
پیروی کی۔

"تمہارا نام ساجن ہے اور تم رابرٹ کے ذاتی ملازم تھے"۔ عمران
نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں اور یہ بات میں پہلے بھی بتا چکا ہوں"...... ساجن نے
ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"گھبراؤ نہیں۔ ہم نے صرف چند معلومات تم سے حاصل کرنی ہیں اور
وہ بھی رابرٹ کے بارے میں"...... عمران نے کہا۔ تو ساجن کے
چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ ویسے عمران اسے دیکھتے ہی
سمجھ گیا تھا کہ یہ شخص کسی کو قتل نہیں کر سکتا۔ یہ چور تو ہو سکتا ہے
قاتل نہیں۔ کیونکہ قتل کرنا ہر آدمی کے بس کا روگ نہیں ہوتا۔ ایسے

لوگ خاص ٹائپ کے ہوتے ہیں۔

"ج۔ ج۔ جی پوچھیں۔ جو کچھ مجھے معلوم ہو گا میں ضرور بتا دوں
گا"...... ساجن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"رابرٹ کے پاس کتنے عرصے سے ملازم تھے۔ ایک بات کا خیال
رکھنا جھوٹ مت بولنا۔ کیونکہ تمہاری ہر بات کی باقاعدہ تصدیق کی
جائے گی۔ اگر تم نے جھوٹ بولا تو پھر تم جیل نہیں بلکہ یہاں سے براہ
راست قبر میں ہی جاؤ گے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"جی۔ دو سال سے"...... ساجن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"رابرٹ نے تمہیں کیسے ملازم رکھا تھا۔ کیا تمہاری اس سے پہلے
سے واقفیت تھی یا اچانک کہیں ملاقات ہوئی تھی"...... عمران نے
پوچھا۔

"جی نہیں۔ میں خانساماں ہوں۔ سفارت خانے کی طرف سے
خانساماں کی آسامیوں کے لئے اشتہار پڑھا تھا۔ میں نے بھی درخواست
دی اور پھر مجھے منتخب کر لیا گیا اور رابرٹ صاحب نے ہی انٹرویو لیا تھا۔
دس آدمی رکھنے تھے۔ انہوں نے مجھے اپنے پاس رکھ لیا تھا"...... ساجن
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"رابرٹ کے پاس کتنی رقم آئی تھی جس کی وجہ سے تم نے اسے
قتل کیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"ایک لاکھ روپے"...... ساجن نے جواب دیا۔

"کیا اس نے بینک سے نکلوائی تھی یا اسے کوئی آدمی دے گیا

تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"بینک سے نکلوائی تھی انہوں نے"...... ساجن نے جواب دیا۔

"کیا پہلے بھی وہ رقمیں نکلواتا رہتا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"میرے سامنے کبھی اس نے اتنی بڑی رقم نہ نکلوائی تھی"۔ ساجن نے جواب دیا۔

"کیا بینک سے اس کی بات کی تصدیق ہو گئی ہے"...... عمران نے محفوظ احمد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں [illegible] بینک سے رقم سفارت خانے کا اکاؤنٹنٹ نکلوا کر لایا تھا۔ رقم راج[illegible] اس کی رہائش گاہ پر دے گیا تھا۔ کیونکہ اس روز رابرٹ دفتر سے [illegible] تھا۔ قتل کا وقت بھی پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق تقریباً وہی [illegible] جب اکاؤنٹنٹ رقم دے کر گیا تھا"...... محفوظ احمد نے جواب دیا۔

"اس [illegible] اکاؤنٹنٹ کا بیان لیا گیا ہے"...... عمران نے [illegible]

"ہاں [illegible] وہی بیان ہے۔ جو میں نے تمہیں بتایا [illegible] احمد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا نام ہے اس اکاؤنٹنٹ کا"...... عمران نے پوچھا۔

"آرتھر"...... محفوظ احمد نے جواب دیا۔

"ساجن۔ اب سچ سچ بتا دو کہ رابرٹ کو ہلاک آرتھر نے کیا تھا یا اس کے ساتھ کوئی اور آدمی بھی تھا"...... عمران نے ساجن سے مخاطب ہو کر پوچھا تو ساجن بے اختیار چونک پڑا۔

"مم۔ مم۔ میں نے کیا تھا۔ میں نے"...... ساجن نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ تو عمران نے جیب سے ریوالور نکال لیا۔ محفوظ احمد نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔ لیکن وہ بولا نہیں۔

"مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"...... ساجن نے ریوالور دیکھ کر بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ابھی جھوٹ سچ سامنے آجائے گا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریوالور کا میگزین کھولا اور اس میں موجود گولیاں اپنی ہتھیلی پر نکال لیں۔

"دیکھو۔ اب یہ چیمبر خالی ہے۔ اب میں ایک گولی اس کے چیمبر میں ڈالوں گا۔ صرف ایک گولی"...... عمران نے کہا اور ہتھیلی پر موجود گولیاں اس نے کوٹ کی جیب میں ڈالیں اور پھر ایک گولی اس نے ساجن کے سامنے خالی چیمبر کے ایک خانے میں ڈال دی اور چیمبر بند کر دیا۔

"اب چیمبر میں آٹھ کی بجائے ایک گولی ہے۔ سات خانے خالی ہیں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چیمبر کو تیزی سے گھمانا شروع کر دیا۔

"اب مجھے معلوم نہیں ہے کہ ٹریگر کے سامنے خالی خانہ ہے یا گولی والا۔ اس طرح اب تمہارے پاس سات چانس بھی ہو سکتے ہیں اور ایک بھی نہیں۔ میں صرف تین تک گنوں گا۔ اس کے بعد ٹریگر دبا دوں گا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے

ریوالور کی نال ساجن کی کنپٹی سے لگادی اور گنتی شروع کر دی۔

"مم۔ مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں نے ہی رابرٹ کو قتل کیا ہے"...... ساجن نے قدرے دہشت زدہ سے لہجے میں کہا۔ لیکن اس کا چہرہ خوف کی وجہ سے بگڑ گیا تھا اور پیشانی عرق آلود ہو گئی تھی۔

"دو۔ تین"...... عمران نے گنتی کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ٹھک کی آواز سنائی دی۔ لیکن ساجن کے پورے جسم نے زوردار جھٹکا کھایا۔ اس کے چہرے پر انتہائی خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ایک چانس ختم ہو گیا۔ ہو سکتا ہے دوسرا نہ ملے اور گولی اس وقت اس خانے میں ہو جو ٹریگر کے سامنے ہے۔ اس لئے اب بھی وقت ہے سچ سچ بتا دو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور ایک بار پھر گنتی شروع کر دی۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ"...... یک لخت ساجن نے انتہائی دہشت زدہ انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"بولتے رہو۔ اگر تم رکے تو گنتی شروع ہو جائے گا"...... عمران کا لہجہ سرد تھا۔ جب کہ ٹھونڈا احمد نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے۔

"رابرٹ کو میں نے نہیں مارا تھا۔ رابرٹ کو اکاؤنٹنٹ آرتھر کے ساتھ آنے والے پیشہ ور قاتل جاگور نے مارا تھا۔ میں یہاں آنے سے پہلے جانسن کے ہوٹل میں ملازمت کرتا تھا۔ جاگور کا اٹھنا بیٹھنا بھی اسی ہوٹل میں تھا۔ اس طرح وہ میرا گہرا دوست بن گیا تھا۔ اس

اکاؤنٹنٹ نے اسے کہا تھا کہ وہ مجھے بھی مار دے۔ لیکن جاگور نے اسے سمجھایا کہ اسے مارنے کی بجائے اگر اس پر قتل کا الزام لگا دیا جائے۔ تو اس طرح تفتیش ختم ہو جائے گی۔ ورنہ پولیس سفارت خانے میں ہونے والے قتل کی وجہ سے بہت آگے تک بھی جا سکتی ہے۔ اس پر اکاؤنٹنٹ مان گیا۔ جاگور نے مجھے جیب سے ایک لاکھ روپے نکال کر دیئے اور مجھے کہا کہ میں یہ ایک لاکھ روپے اپنے پاس رکھوں اور انہیں خرچ نہ کروں اور یہاں سے جا کر جانسن ہوٹل میں رہ پڑوں۔ پولیس کو خفیہ اطلاع دی جائے گی کہ قاتل ملازم ساجن ہے۔ چنانچہ پولیس مجھے گرفتار کرے گی اور ایک لاکھ روپے بھی برآمد کر لئے جائیں گے۔ جاگور نے مجھے کہا کہ میں فوراً اعتراف جرم کر لوں۔ اس کے بعد مجھے جیل بھیج دیا جائے گا اور پھر وہاں سے مجھے فرار کرا دیا جائے گا۔ اس کے بعد مجھے پچاس لاکھ روپے بھی دیئے جائیں گے اور ساتھ ہی سفارت خانے کے ذریعے گریٹ لینڈ پہنچا دیا جائے گا اور وہاں مجھے کسی بڑے ہوٹل میں ہیڈ کک لگا دیا جائے گا۔ اس طرح میں باقی ساری عمر وہاں عیش سے گزار سکوں گا۔ مجھے چونکہ معلوم تھا کہ جاگور کے ہاتھ بہت لمبے ہیں اور اس کے لئے کسی کو جیل سے فرار کرانا کوئی مشکل نہیں تھا۔ کیونکہ میں اکثر ایسے تماشے پہلے بھی دیکھ چکا تھا اور پھر سفارت خانے کا آدمی بھی ساتھ تھا۔ اس لئے میں اپنے اچھے مستقبل کے لئے رضامند ہو گیا۔ اس کے بعد وہی کچھ ہوا۔ جیسے جاگور نے بتایا تھا"۔ ساجن نے رک رک کر پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو اصل قاتل جاگور تھا"...... عمران نے ریوالور ہٹاتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"...... ساجن نے جواب دیا۔

"کیا جاگور پہلے بھی سفارت خانے آتا جاتا رہتا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں ۔ سفارت خانے کے کسی بڑے افسر سے اس کا گہرا یارانہ تھا کس افسر سے اس کا مجھے علم نہیں ہے"...... ساجن نے جواب دیا۔

"اوکے ۔ تم نے اپنی جان بچالی ہے"...... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ محفوظ احمد بھی اس کے ساتھ ہی اٹھا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے کمرے سے باہر آگئے۔

"اسے واپس حوالات میں پہنچادو"...... محفوظ احمد نے باہر موجود ان دونوں آدمیوں سے کہا جنہیں اس نے کمرے سے باہر بھیجا تھا اور پھر وہ عمران کو ساتھ لے کر وہ اپنے دفتر میں آگیا۔

"پہلے تو یہ بتاؤ کہ اگر وہ نہ بتاتا یا پہلی بار ہی ٹریگر دبنے پر فائر ہو جاتا تو پھر کیا ہوتا۔ جب کہ میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا کہ مجھے اس کی لاش نہیں چاہئے"...... محفوظ احمد نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر وہ دہشت سے مرجاتا تو پھر تو مجبوری تھی ۔ ورنہ ریوالور میں گولی ہوتی تو فائر بھی ہوتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ۔ ایک گولی تو تھی ۔ میں نے خود تمہیں اسے چیمبر کے

خانے میں ڈالتے اور چیمبر بند کرتے دیکھا تھا"...... محفوظ احمد نے چونک کر کہا۔

"حکومت ڈائریکٹر جنرل اسے ہی بناتی ہے جو بیچارہ بوڑھا ہو جائے فیلڈ میں کام نہ کر سکے اور بیٹھا فون پر احکامات دیتا اور رپورٹیں پڑھتا رہے کیونکہ بوڑھوں کی نظریں بہرحال کمزور ہو جاتی ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریوالور جیب سے نکال کر محفوظ احمد کے سامنے رکھ دیا۔

"اسے کھول کر دیکھو۔ کیا اس میں گولی ہے"...... عمران نے کہا تو محفوظ احمد نے ریوالور اٹھایا اور اس کا چیمبر کھول دیا۔ دوسرے لمحے اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ کیونکہ چیمبر مکمل طور پر خالی تھا۔

"حیرت ہے ۔ تم نے کہیں جادو وغیرہ تو نہیں سیکھ لیا"...... محفوظ احمد نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"جادو تو تم نے سیکھ رکھا ہے کہ ایک ہی منتر پڑھا اور سپیشل ایجنسی کے ڈائریکٹر جنرل بن گئے ۔ یہ شاندار دفتر وسیع اختیارات بھاری تنخواہ وغیرہ وغیرہ ۔ مجھے اگر جادو آتا تو میں اس طرح جوتیاں چٹخاتا پھرتا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور محفوظ احمد بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں نے تمہاری تعریفیں تو بہت سن رکھی تھیں ۔ لیکن یقین کرو مجھے آج تک یقین نہ آیا تھا ۔ میں سمجھتا تھا کہ تم انتہائی چرب زبان اور

عیار آدمی ہو۔ اس لئے تم نے جان بوجھ کر ایسی باتیں پھیلا رکھی ہیں لیکن آج تمہارا شعبدہ دیکھ کر میں واقعی تمہاری صلاحیتوں کا قائل ہو گیا ہوں"...... محفوظ احمد نے بڑے پرخلوص لہجے میں کہا۔

"اس ٹاپک پر بعد میں بات ہو گی۔ فی الحال تم مجھے لانگ رینج ٹرانسمیٹر منگوا کر دو۔ تاکہ میں اس جاگور کے بارے میں معلومات حاصل کر لوں۔ ایسا نہ ہو کہ میں یہاں بیٹھا رہ جاؤں اور جاگور صاحب زیر گور کر دیئے جائیں"...... عمران نے کہا تو محفوظ احمد نے میز کی نچلی دراز کھولی اور پھر اس میں سے ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکال کر اس کے عمران کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے اسے اٹھا کر اپنے پاس رکھا اور پھر اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ عمران کالنگ اوور"...... عمران نے فریکونسی ایڈجسٹ کر کے بٹن دبا کر بار بار کال دینا شروع کر دی۔

"ٹائیگر اٹنڈنگ باس اوور"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"تم نے اب تک کوئی رپورٹ نہیں دی اوور"...... عمران کا لہجہ سرد تھا۔

"باس۔ میں نے یہ تو معلوم کر لیا ہے کہ سفارت خانے کے تھرڈ سیکرٹری رابرٹ کے قتل میں ایک پیشہ ور قاتل جاگور کا ہاتھ ہے۔ لیکن جاگور اپنے کسی ٹھکانے پر مل نہیں رہا۔ میں اب بھی اس کے ایک خفیہ ٹھکانے کی طرف جا رہا تھا کہ آپ کی کال آ گئی اوور"۔ ٹائیگر

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اسے ہر قیمت پر تلاش کرو۔ اوور اینڈ آل"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہ ٹائیگر کون ہے۔ کیا سیکرٹ سروس کا ممبر ہے"...... محفوظ احمد نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ابھی میں ڈائریکٹر جنرل نہیں بنا کہ سیکرٹ سروس کے ممبر مجھے چیف کہہ سکیں۔ یہ میرا شاگرد ہے۔ بس گلے پڑ گیا تھا کہ مجھے جاسوسی سکھاؤ۔ میں نے سوچا کہ چلو میرا کیا جاتا ہے۔ خود بھوکا مرے گا بھاگ جائے گا۔ لیکن ابھی تک تو چل رہا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کو اٹھا کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔

"میں ایک سرکاری فون کر لوں۔ تم اس دوران وہ کھانے والے ٹرک کا پتہ کراؤ۔ ابھی تک کیوں نہیں پہنچا۔ مجھے بڑے زور کی بھوک لگی ہوئی ہے اور تم تو یوں بیٹھے ہوئے ہو جیسے تم نے ایک سال کا اکٹھا ہی روزہ رکھ رکھا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم فون کر لو۔ کھانا آ چکا ہے۔ ادھر ریسٹ روم میں پڑا ہے۔ وہاں چل کر کھا لیں گے"...... محفوظ احمد نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کا مقصد حل ہو چکا تھا۔ وہ محفوظ احمد کی توجہ فون کے ڈائل سے ہٹانے میں کامیاب ہو گیا تھا اور اس نے اس دوران انتہائی تیز رفتاری سے ایکسٹو کو کال کر دی تھی۔ ساتھ

ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا تھا۔ تاکہ ایکسٹو سے ہونے والی بات چیت وہ بھی سن سکے۔ وہ اگر چاہتا تو یہاں سے جا کر کسی اور جگہ سے بھی فون کر سکتا تھا۔ لیکن اس نے محسوس کیا تھا کہ ٹائیگر کو کال کرنے اور ٹائیگر کے اسے باس کہنے اور اس کے مؤدبانہ لہجے کی وجہ سے محفوظ احمد کی آنکھوں میں شک وشبہ کی پرچھائیاں رینگنے لگی تھیں کہ کہیں عمران خود تو سیکرٹ سروس کا چیف نہیں ہے۔ کیونکہ محفوظ احمد کا تعلق پریذیڈنٹ سیکورٹی سے رہا تھا اور اسے معلوم تھا کہ سیکرٹ سروس کا چیف عمران کو ہر جگہ اپنا نمائندہ خصوصی بنا کر ہی بھیجتا تھا اور سر سلطان بھی اس سے ہی بات کرتے تھے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی اور محفوظ احمد ایکسٹو کا نام اور آواز سن کر بے اختیار چونک کر سیدھا ہو گیا تھا۔

"عمران بول رہا ہوں جناب۔ سپیشل ایجنسی کے ڈائریکٹر جنرل کے آفس سے۔ ڈائریکٹر جنرل محفوظ احمد صاحب نے میرے ساتھ مکمل تعاون کیا ہے اور ان کے تعاون کی وجہ سے میں گریٹ لینڈ کے تھرڈ سیکرٹری رابرٹ کے قاتل اس کے ملازم ساجن کی زبان کھلوانے میں کامیاب رہا ہوں"...... عمران نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز بے حد مؤدبانہ تھا۔

"کیا رپورٹ ہے"...... ایکسٹو نے سرد لہجے میں پوچھا اور عمران نے اسے تفصیل بتا دی۔

"اور جناب میں نے اپنے شاگرد ٹائیگر کو یہاں سے ٹرانسمیٹر پر کال کیا ہے۔ اس نے بھی جاگور کا نام لیا ہے۔ وہ اب اس کا ٹھکانہ تلاش کر رہا ہے میں نے آپ کو کال اس لئے کیا ہے کہ آپ گریٹ لینڈ کے سفارت خانے کے اکاؤنٹنٹ آرتھر کو فوری طور پر اغوا کرا لیں۔ تاکہ اس سے مزید تفصیلات کا علم ہو سکے۔ لیکن آرتھر کا اغوا اس طرح ہونا چاہئے کہ دوسرے کسی کو معلوم نہ ہو سکے۔ ہو سکتا ہے اس کے پیچھے کوئی اور آدمی ہو۔ پھر وہ فرار ہو جائے"۔ عمران نے کہا۔

"ہو جائے گا لیکن مجھے ہدایات دینے کی آئندہ کوشش نہ کرنا ورنہ تمہارا حشر تمہارے تصور سے بھی بے پناہ خراب ہو سکتا ہے اور ڈائریکٹر جنرل محفوظ احمد کو میری طرف سے بتا دو کہ اس کے تعاون کی وجہ سے اس کی اچھی رپورٹ صدر مملکت کو بھجوا دی جائے گی"۔ دوسری طرف سے ایکسٹو نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ محفوظ احمد کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ ظاہر ہے ایکسٹو کی طرف سے یہ کہنا کہ اس کی اچھی رپورٹ صدر مملکت کو بھجوا دی جائے گی۔ اس کے لئے انتہائی مسرت افزا بات تھی۔

"تمہارا شکریہ عمران۔ تم واقعی پرخلوص دوست ہو"...... محفوظ احمد نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے تو بہرحال جھاڑ پڑ گئی لیکن چلو تمہارا بھلا تو ہو گیا۔ اب تم جو

کھانا مجھے کھلاؤ گے وہ میری حد تک تو بہر حال حلال ہی ہو گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" تم کھانے کی بات کر رہے ہو۔ میری طرف سے ڈنر کی دعوت ہو گئی۔ جس ہوٹل میں چاہو"...... محفوظ احمد نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" او کے۔ چلو ٹھیک ہے۔ جب میں دیکھوں گا کہ اب کہیں سے کھانا میسر نہیں ہو رہا تو میں تمہاری آفر قبول کر لوں گا۔ فی الحال اجازت"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" ارے ارے بیٹھو۔ ایک تو کھانا کھا کر جاؤ۔ دوسرا مجھے تفصیل تو بتاؤ کہ یہ سب چکر کیا ہے۔ میں تو مطمئن تھا کہ اصل قاتل گرفتار ہو چکا ہے۔ لیکن تم نے میری ساری محنت پر پانی پھیر دیا ہے"...... محفوظ احمد نے تیز لہجے میں کہا۔

" جہاں تک کھانے کی بات ہے۔ تمہارے چپڑاسی سے میں نے پہلے ہی معلوم کر لیا ہے کہ ایک چھوٹے سے ہاٹ پاٹ میں کھانا آیا ہے ظاہر ہے اس ہاٹ پاٹ میں کیا ہو سکتا ہے۔ اس لئے فی الحال ڈنر والا مسئلہ ہی ٹھیک رہے گا اور جہاں تک کیس کا تعلق ہے۔ تو یہ سیکرٹ سروس کا کیس ہے۔ وہ خود ہی اس سے نمٹتے رہیں گے اور تم اس ساجن کو ہی جیل بھیج دو اور فارغ ہو جاؤ۔ اس طرح اس ساری سازش کے پیچھے موجود آدمی بھی نہ چونکیں گے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند

لمحوں بعد اس کی کار ہیڈ کوارٹر سے نکل کر تیزی سے واپس رانا ہاؤس کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ بلیک زیرو نے اس اکاؤنٹنٹ کو اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچانے کے احکامات دے دیئے ہوں گے۔ کیونکہ اس نے گفتگو کے دوران کوڈ میں بلیک زیرو کو یہی ہدایت کر دی تھی۔ جہاں تک محفوظ احمد کی تعریف کا تعلق تھا۔ تو اس نے ایسا جان بوجھ کر کیا تھا۔ تاکہ آئندہ بھی محفوظ احمد اس سے مکمل تعاون کرتا رہے۔

" ابھی ابھی صفدر صاحب ایک بے ہوش غیر ملکی کو پہنچا گئے ہیں"...... رانا ہاؤس پہنچتے ہی جوزف نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

" کہاں ہے وہ"...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جوزف نے پوچھا۔

" بلیک روم میں۔ جوانا بھی وہیں ہے"...... جوزف نے جواب دیا تو عمران سر ہلاتا ہوا بلیک روم کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک روم میں ایک ادھیڑ عمر غیر ملکی کرسی پر راڈز میں جکڑا ہوا موجود تھا۔

" اسے ہوش میں لے آؤ۔ لیکن منہ اور ناک بند کر کے۔ میں نے اس سے پوچھ گچھ کرنی ہے اور تم نے اگر ایک تھپڑ بھی مار دیا تو پھر اس سے میری بجائے فرشتے ہی پوچھ گچھ کر سکیں گے"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا اور جوانا ہنستا ہوا اس آدمی کی طرف بڑھ گیا۔ ابھی وہ اس آدمی کے قریب پہنچا ہی تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور جوزف ہاتھ میں ٹرانسمیٹر اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"ٹائیگر کی کال ہے جناب آپ کی مخصوص فریکونسی پر"۔ جوزف نے ٹرانسمیٹر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور عمران نے ہاتھ کے اشارے سے جوانا کو مزید کارروائی سے روکتے ہوئے ٹرانسمیٹر جوزف کے ہاتھ سے لے لیا۔

"یس۔ عمران اٹنڈنگ اوور"...... عمران نے ہونٹ چبا کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں جناب"...... میں نے جاگور کا کھوج نکال لیا ہے اسے بے ہوش بھی کر دیا ہے اب اسے کہاں پہنچانا ہے اوور"۔ ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"رانا ہاؤس لے آؤ۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"ہاں اب اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے ٹرانسمیٹر جوزف کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ جو اسے لے کر واپس چلا گیا۔ جوانا نے اکاؤنٹنٹ کا منہ اور ناک ایک ہی ہاتھ سے دبا کر بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات واضح ہونے لگے تو جوانا نے ہاتھ ہٹایا اور پھر پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اس اکاؤنٹنٹ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ پھر جب اس کا شعور بیدار ہوا تو اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے خوف کے تاثرات بھی نمودار ہو گئے تھے۔

"کک۔ کک۔ کون ہو تم اور میں کہاں ہوں۔ یہ۔ یہ سب کیا

ہے"...... اس آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام آرتھر ہے اور تم گریٹ لینڈ کے سفارت خانے میں اکاؤنٹنٹ ہو"...... عمران نے سرد لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ مگر تم کون ہو۔ پھر تم نے مجھے اس طرح باندھ کیوں رکھا ہے"...... آرتھر نے جواب دیا۔

"تم نے بنک سے ایک لاکھ روپے نکلوائے اور پھر تم نے سفارت خانے کے تھرڈ سیکرٹری رابرٹ کی رہائش گاہ پر یہ رقم پہنچائی۔ اس کے بعد رابرٹ کے ذاتی ملازم نے رابرٹ کو رقم کے لالچ میں گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ یہی کہانی ہے ناں"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"کہانی نہیں یہ حقیقت ہے اور وہ ملازم پکڑا بھی گیا ہے اور اس نے مجسٹریٹ کے سامنے اعتراف جرم بھی کر لیا ہے مگر"...... آرتھر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پیشہ ور قاتل جاگور کو اس قتل کے لئے کس نے بک کیا تھا"۔ عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا۔ کون۔ کون۔ جاگور"...... اس بار آرتھر نے گھبرائے ہوئے سے لہجے میں کہا۔

"جوانا"...... عمران نے پاس کھڑے ہوئے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آرتھر کے ایک ہاتھ کی ساری انگلیاں توڑ دو"...... عمران نے

سرد لہجے میں کہا۔

"بس۔ صرف انگلیاں"...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ ابتدا ہے۔ باقی ہڈیاں بعد میں سہی"...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں کسی جاگور کو نہیں جانتا۔ مجھ یقین کرو۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"...... آرتھر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

لیکن دوسرے لمحے کمرہ اس کے حلق سے نکلنے والی انتہائی کربناک چیخ سے گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی۔ جوانا نے ایک ہی جھٹکے سے اس کے کرسی کے بازو کے اختتام آگے کی طرف بڑھے ہوئے بائیں ہاتھ کی انگلیاں توڑ دی تھیں۔

"اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کہا تو جوانا نے ہاتھ سے اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے ہاتھ ہٹایا تو آر کے حلق سے ایک بار پھر کربناک چیخیں نکلنے لگیں۔ وہ تکلیف شدت سے مسلسل دائیں بائیں سر مار رہا تھا۔ اس کا چہرہ اور جسم شد تکلیف کی وجہ سے پسینے میں ڈوب گیا تھا۔

"ہاں۔ اب بولو یا دوسرے ہاتھ کی انگلیاں بھی توڑ دی جائیں" عمران کا لہجہ سرد تھا۔

"وہ...... وہ فرسٹ سیکرٹری جانسن نے بک کیا تھا۔ وہ۔ وہ فرسٹ سیکرٹری"...... آرتھر نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس۔

ساتھ ہی اس کی گردن ایک بار پھر ڈھلک گئی۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا اسی لمحے دروازہ کھلا اور ٹائیگر ایک آدمی کو کاندھے پر اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"یہ جاگور ہے جناب پیشہ ور قاتل"...... ٹائیگر نے اندر داخل ہو کر کہا۔

"اسے دوسری کرسی پر بٹھا کر جکڑ دو۔ میں ابھی آتا ہوں"۔ عمران نے کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ سٹنگ روم میں بیٹھ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جناب۔ رانا ہاؤس سے۔ وہ اکاؤنٹنٹ یہاں پہنچ گیا ہے میں نے اس سے جو معلومات حاصل کی ہیں۔ ان کے مطابق اصل آدمی فرسٹ سیکرٹری جانسن ہے۔ اسے فوری طور پر اغوا کرانا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں صفدر کو کہہ دیتا ہوں"...... ایکسٹو نے جواب دیا۔

"انہیں رانا ہاؤس ہی بھجوا دیں اسے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چونکہ ٹائیگر عمارت میں موجود تھا۔ اس لئے عمران نے احتیاطاً ایکسٹو سے مؤدبانہ لہجے میں ہی بات کی تھی حالانکہ اسے بھی علم

تھا کہ وہ بلیک روم میں ہی ہو گا۔ لیکن پھر بھی عمران ان معاملات میں بے حد احتیاط کرنے کا عادی تھا۔

"جوزف۔ صفدر یا کوئی اور ساتھی ایک اور آدمی کو لے کر آئیں گے۔ اس آدمی کو بھی بلیک روم پہنچا دینا اور اسے لے آنے والوں کو باہر ہی سے واپس روانہ کر دینا"...... عمران نے برآمدے میں کھڑے جوزف سے کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا دوبارہ بلیک روم کی طرف بڑھ گیا۔

"ٹائیگر۔ اب تم جا سکتے ہو"...... عمران نے بلیک روم میں داخل ہوتے ہی ایک طرف کھڑے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور سلام کر کے وہ مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ آرتھر ابھی تک بے ہوش تھا۔ جب کہ جاگور بھی ساتھ والی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کی گردن بھی ڈھلکی ہوئی تھی۔

"اب اس جاگور کو ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ خاصا جاندار آدمی لگتا ہے۔ اس لئے اگر آپ اجازت دیں تو ہاتھ گرم کر لوں"...... جوانا نے جاگور کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"تمہاری قبیل کا آدمی ہے۔ میرا مطلب ہے پیشہ ور قاتل ہے۔ اس لئے جیسا جی چاہے اس سے سلوک کرو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر تو اس نے یقیناً کچھ مدافعت کرنی ہے۔ ورنہ وہ آرتھر تو انتہائی کمزور آدمی ہے۔ چند انگلیاں ٹوٹتے ہی چیں بول گیا ہے"۔ جوانا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جاگور کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ گو اس نے اپنے طور پر ہاتھ کو خاصا ہلکا رکھا تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس کے تھپڑوں میں اتنی طاقت تھی کہ دوسرے ہی تھپڑ پر جاگور چیختا ہوا ہوش میں آگیا اور جوانا اس طرح منہ بناتا ہوا پیچھے ہٹ گیا جیسے اسے جاگور کے اتنی جلدی ہوش میں آجانے پر خاصی مایوسی ہوئی ہو۔

"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ یہ میں کہاں ہوں۔ تم کون ہو"۔ جاگور نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں ساتھ والی کرسی پر بے ہوش پڑے اکاؤنٹنٹ آرتھر پر پڑیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر یک لخت حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ لیکن جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ عمران خاموش بیٹھا ہوا اس کے چہرے پر بدلتے ہوئے تاثرات کو دیکھ رہا تھا۔

"تم نے گریٹ لینڈ سفارت خانے کے اکاؤنٹنٹ آرتھر کو پہچان لیا جاگور"...... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ میں اسے جانتا ہوں۔ یہ کلب میں آتا جاتا رہتا ہے۔ لیکن تم کون ہو اور یہ کون سی جگہ ہے"...... جاگور نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی اس آرتھر کی نسبت زیادہ جاندار ثابت ہو رہا تھا۔

"تمہیں گریٹ لینڈ سفارت خانے کے تھرڈ سیکرٹری رابرٹ کو قتل کرنے کے لئے کس نے ہائر کیا تھا"...... عمران نے پوچھا تو جاگور ایک بار پھر چونک پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کس کے قتل کی بات کر رہے ہو۔ میرا کسی قتل سے کیا تعلق۔ میں تو جانسن ہوٹل میں سپروائزر ہوں"۔ جاگور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں آرتھر نے بتایا ہے۔ اس لئے کچھ چھپانے کی ضرورت نہیں۔ ورنہ تم نے سامنے کھڑے ہوئے جوانا کو تو دیکھ ہی لیا ہے۔ یہ بھی ایکریمیا میں یہی کام کرتا تھا جو تم کرتے ہو۔ لیکن تمہارے نام سے تو یہاں کوئی واقف نہیں ہے۔ جب کہ جوانا کے نام سے پورا ایکریمیا تھر تھر کانپتا تھا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہوگا۔ لیکن میں نے واقعی کسی کو قتل نہیں کیا"...... جاگور نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"جوانا۔ خنجر لے آؤ اور اس کی ایک آنکھ نکال دو"...... عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... جوانا نے جواب دیا اور ایک طرف دیوار میں بنے ہوئے ریک کی طرف بڑھ گیا۔ جس میں مختلف سائزوں اور ساختوں کے خنجر موجود تھے۔ اس نے ایک پتلی مگر لمبی دھار کا خنجر اٹھایا اور واپس جاگور کی طرف بڑھ گیا۔

"تم خواہ مخواہ مجھ پر کسی کے قتل کو تھوپنا چاہتے ہو۔ میں نے کسی

کو قتل نہیں کیا"...... جاگور نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔ لیکن اس کا چہرہ جوانا کو اپنی طرف آتے دیکھ کر پتھر کی طرح سخت ہو گیا تھا۔

"جو تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ وہ کرو جوانا"...... عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو جاگور کے قریب پہنچ کر رک گیا تھا۔

"میں نے سوچا کہ شاید یہ چڑیا کا بچہ اپنی آنکھ بچا لے"...... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے کمرہ جاگور کی خوفناک چیخ سے گونج اٹھا جوانا نے ایک لمحے میں اس کی آنکھ کا ڈھیلا خنجر کی باریک نوک سے باہر اچھال دیا تھا۔ جاگور چیختا رہا پھر بے ہوش ہو گیا۔

"اب اسے دوبارہ ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کہا اور جوانا نے ایک بار پھر اس کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ اس بار بھی دوسرے تھپڑ پر جاگور ہوش میں آ گیا۔ لیکن ہوش میں آتے ہی اس نے ایک بار پھر چیخنا شروع کر دیا۔ لیکن عمران خاموش بیٹھا رہا۔ چند لمحوں بعد جاگور کی چیخیں بند ہو گئیں۔ اس کی بچ جانے والی دوسری آنکھ سرخ ہو چکی تھی۔ چہرہ تکلیف کی شدت سے تقریباً مسخ ہو گیا تھا۔

"ابھی تو صرف ایک آنکھ نکالی گئی ہے جاگور اور تم نے اس طرح چیخنا شروع کر دیا ہے۔ جب تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی ٹوٹے گی تو پھر کیا کرو گے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم۔ کیا چاہتے ہو۔ مجھے مت مارو"...... جاگور نے کہا۔

"ہمیں تمہیں مارنے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ہم تمہیں زندہ چھوڑ

سکتے ہیں۔ شرط وہی ہے جو پوچھا جائے وہ سچ سچ بتا دو"...... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میں بتا دوں گا۔ جو تم پوچھو گے بتا دوں گا۔ مجھے مت مارو" جاگور نے جواب دیا۔ وہ تیر کی طرح سیدھا ہو گیا تھا۔

"تمہیں رابرٹ کے قتل پر کس نے ہائر کیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری جانسن نے"...... جاگور نے جواب دیا۔

"قتل سے کتنی دیر پہلے اور تم اس وقت کہاں تھے"...... عمران نے پوچھا۔

"میں اس وقت جانسن کے پاس ہی موجود تھا۔ میں اکثر اس کے پاس جاتا رہتا تھا۔ میں اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کہ اس کے ملازم نے کسی ٹرانسمیٹر کال آنے کا کہا تو جانسن اٹھ کر چلا گیا۔ پھر جب وہ واپس آیا تو اسی لمحے اکاؤنٹنٹ آرتھر اندر داخل ہوا اس نے جانسن کو بتایا کہ رابرٹ نے ایک لاکھ روپے منگوائے ہیں اور وہ بنک سے رقم نکلوا کر اس کی رہائش گاہ پر دینے جا رہا ہے۔ وہ اجازت لینے آیا تھا۔ جانسن نے اسے کرسی پر بیٹھا لیا اور پھر اس سے کہا کہ ابھی باس کی کال آئی ہے کہ رابرٹ مشکوک ہو گیا ہے۔ اسے فوری طور پر قتل کرنا ہے اور قتل بھی اس طرح کہ اس کے قتل کا شک سفارت خانے کے کسی آدمی پر نہ ہو۔ اس آرتھر نے میری طرف اشارہ کیا۔ تو جانسن نے کہا کہ

جاگور تو سفارت خانے میں آتا جاتا رہتا ہے اور کام بھی فوری ہونا چاہئے۔ ورنہ رابرٹ کو کسی بھی لمحے گرفتار کیا جا سکتا ہے۔ اس پر میں نے اسے کہا کہ میں اپنی حفاظت کا بندوبست کر لوں گا۔ تو وہ مان گیا اور اس نے مجھ سے انتہائی بھاری رقم کا وعدہ کر لیا۔ چنانچہ میں اکاؤنٹنٹ کو ساتھ لے کر رابرٹ کی رہائش گاہ پر پہنچا وہاں میرا دوست ساجن ملازم تھا۔ میں نے رابرٹ کو گولی مار دی۔ آرتھر نے تو ساجن کو بھی ساتھ ہی گولی مارنے کے لئے کہا۔ لیکن میرے ذہن میں ایک پلاننگ آ گئی اور میں نے......" جاگور نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پلاننگ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کا مجھے علم ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ اس جانسن کا وہ باس کون ہے"...... عمران نے اسے درمیان میں ہی ٹوکتے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ وہ اسے باس ہی کہتا ہے"...... جاگور نے جواب دیا۔

"کیا تم نے اس کے باس کو دیکھا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ کبھی نہیں دیکھا۔ البتہ جانسن مجھ سے کام اکثر لیتا رہتا ہے اور مجھے ہمیشہ بھاری رقومات دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ انتہائی عیاش آدمی ہے۔ اس لئے اس کی عیاشی کے لئے بھی سارا بندوبست میں ہی کرتا ہوں"...... جاگور نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کے چہرے پر جاگور کے لئے اچانک شدید نفرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اس کی گردن توڑ دو جوانا۔ یہ صرف قاتل ہی نہیں ہے۔ بلکہ کمینہ فطرت آدمی بھی ہے اور میں ایسے آدمی کو ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتا"...... عمران نے انتہائی نفرت بھرے انداز میں کہا اور ساتھ ہی جوانا کے دونوں ہاتھ تیزی سے جاگور کے سر اور کاندھے کی طرف بڑھے اور پھر اس سے پہلے کہ جاگور کوئی احتجاج کرتا۔ کٹک کی آواز کے ساتھ ہی جاگور کی گردن ٹوٹ چکی تھی اور جوانا پیچھے ہٹ گیا۔

"اس کی لاش کو اٹھا کر برقی بھٹی میں ڈال دو"...... عمران نے کہا اور جوانا سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر چند لمحوں بعد وہ جاگور کی لاش کاندھے پر رکھے بلیک روم سے باہر نکل گیا۔ عمران کے چہرے پر ابھی تک نفرت کے آثار موجود تھے۔ اسے اب فرسٹ سیکرٹری کا انتظار تھا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ کرسی پر بیٹھا یہ سوچ رہا تھا کہ فرسٹ سیکرٹری کو اس کے باس نے اگر رابرٹ کے فوری قتل کا حکم دیا تھا تو کیوں اور کس لئے۔ اسے کس طرح معلوم ہو گیا کہ فیکٹری کے اندر کیا ہو رہا ہے اور کب کرنل افتخار نے رابرٹ کا نام لیا ہے۔ کیونکہ رابرٹ کا نام سامنے آتے ہی وہیں فیکٹری سے ہی جولیا نے صفدر کو نگرانی کا کہہ دیا تھا اور ظاہر ہے صفدر بغیر کوئی وقت ضائع کئے سفارت خانے پہنچ گیا ہو گا اس کے باوجود اس کے پہنچنے سے پہلے رابرٹ قتل ہو چکا تھا۔ یہ بات تو درست تھی کہ اتفاق سے جاگور اس وقت فرسٹ سیکرٹری کے پاس موجود تھا۔ اس لئے قتل کی واردات فوری طور پر ہو گئی۔ لیکن اصل

مسئلہ یہی تھا کہ فرسٹ سیکرٹری کے باس کو کس طرح معلوم ہو گیا کہ کرنل افتخار ٹریس ہو گیا ہے اور اس نے رابرٹ کا نام بھی لے دیا ہے۔ اس کے ذہن میں یہ خیال بھی آیا کہ ہو سکتا ہے کہ اسے یہ اطلاع ملی ہو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف، عمران اور جولیا کے ساتھ فیکٹری چلا گیا ہے اور اس نے حفظ ماتقدم کے طور پر درمیانی کڑی کو درمیان سے ہٹانے کا حکم دے دیا ہو۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ کوئی بھی تنظیم اتنی جلدی اپنے خاص آدمیوں کو قتل نہیں کرایا کرتی۔ ایسے لوگوں کو قتل اس وقت کرایا جاتا ہے۔ جب یہ سمجھ لیا جائے کہ اس کے سوا اور کوئی چارہ کار باقی نہیں رہا۔ جب کہ یہاں ایسی کوئی بات نہ تھی جو چیک کر لی جاتی اور پھر رابرٹ کو قتل کر دیا جاتا تب تو اور بات تھی۔ وہ یہی باتیں بیٹھا سوچتا رہا اور اسی طرح کی ادھیڑ بن میں نجانے کتنا وقت گزر گیا۔ وہ اس وقت چونکا جب کمرے کا دروازہ کھلا اور جوزف ایک غیر ملکی کو کاندھے پر لادے اندر داخل ہوا۔

"باس۔ صفدر اور تنویر اسے پہنچا گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ گریٹ لینڈ کے سفارت خانے کا فرسٹ سیکرٹری جانسن ہے اور اسے زاکسم سے بے ہوش کیا گیا ہے"...... جوزف نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"اسے کرسی پر بٹھا کر جکڑ دو"...... عمران نے کہا اور جوزف نے ہدایت پر عمل کر دیا۔ جوانا جاگور کی لاش لے کر گیا تھا تو ابھی تک واپس نہ آیا تھا۔ عمران خود کرسی سے اٹھا اور اس نے ایک دیوار میں

نصب الماری کھولی اور اس کے نچلے خانے سے ایک بوتل اٹھا کر اس کا لیبل پڑھا اور پھر الماری بند کر کے وہ واپس اسی کرسی کی طرف مڑ کر بڑھنے لگا جس پر جانسن کو بٹھایا گیا تھا۔

"بوتل کھول کر اس کی ناک سے لگاؤ۔ یہ ہوش میں آجائے گا"۔ عمران نے بوتل جوزف کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور خود وہ دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد جانسن ہوش میں آگیا۔

"تمہارا نام جانسن ہے اور تم گریٹ لینڈ سفارت خانے میں فرسٹ سیکرٹری ہو"...... عمران نے اس کے ہوش میں آتے ہی سرد لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ مگر تم کون ہو اور یہ کون سی جگہ ہے اور یہ اکاؤنٹنٹ آرتھر اس حالت میں یہاں۔ یہ سب آخر کیا ہے"...... فرسٹ سیکرٹری کے لہجے میں بے حد حیرت تھی۔

"جو لوگ غیر قانونی کاموں میں ملوث ہوتے ہیں۔ ان کا انجام یہی ہوتا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے تمہارا دوست اور پیشہ ور قاتل جاگور اسی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جس پر تم بیٹھے ہو۔ لیکن اب اس کی لاش برقی بھٹی میں جل کر راکھ میں تبدیل ہو رہی ہے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیوں۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ تم ہو کون"...... جانسن نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم نے اپنے باس کی کال آنے پر جاگور کے ہاتھوں فوری طور پر

تھرڈ سیکرٹری رابرٹ کو اس کی رہائش گاہ پر قتل کرا دیا اور اس کے قتل کا الزام اس کے ملازم پر ڈال کر تم سب مطمئن ہو گئے کہ اب بات آگے نہ بڑھ سکے گی۔ لیکن تم نے دیکھ لیا کہ سچ سامنے آ ہی جاتا ہے"...... عمران نے پہلے جیسے لہجے میں کہا۔

"یہ سب غلط ہے۔ یہ سب الزام ہے۔ میں ایک معزز سفارت کار ہوں۔ میرا ایسی باتوں سے کیا تعلق ہو سکتا ہے"...... جانسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جوزف"...... عمران نے ساتھ کھڑے ہوئے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے چونک کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس بے ہوش اکاؤنٹنٹ آرتھر کو ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے جوزف کو ہدایت دیتے ہوئے کہا اور جوزف نے آگے بڑھ کر آرتھر کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی وہ چیختا ہوا ہوش میں آگیا۔ تو جوزف پیچھے ہٹ گیا۔

"اسے پہچانتے ہو آرتھر۔ یہ کون ہے"...... عمران نے آرتھر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ج۔ ج۔ جانسن صاحب۔ فرسٹ سیکرٹری صاحب۔ آپ۔ آپ اور یہاں"...... آرتھر نے جانسن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ لوگ کون ہیں۔ انہوں نے مجھے بے ہوش کر کے اغوا کر لیا ہے اور اب یہ رابرٹ کے قتل کا الزام مجھ پر لگا رہے ہیں"۔ جانسن نے

منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ آرتھر کوئی جواب دیتا۔ کمرے میں عمران کی آواز گونج اٹھی۔

"جوزف"...... عمران کا لہجہ خاصا بلند تھا۔

"یس باس"...... جوزف نے حسب دستور جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس آرتھر کو گولی مار دو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ ہولسٹر سے ریوالور کھینچا اور پھر اس سے پہلے کہ آرتھر کوئی احتجاج کرتا یا اپیل کرتا۔ فائرنگ اور آرتھر کی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ جوزف کی پہلی گولی ہی اس کے دل میں اتر گئی تھی۔

"اب اس کی لاش اٹھا کر لے جاؤ اور اسے برقی بھٹی میں ڈال دو"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا اور ریوالور واپس ہولسٹر میں ڈال کر تیزی سے آرتھر کی طرف بڑھا اور چند لمحوں بعد وہ اس کی لاش کو کاندھے پر اٹھائے بلیک روم سے نکل گیا۔

"دیکھا تم نے جانسن۔ یہ آرتھر بھی معزز سفارت کار تھا۔ لیکن اس کا کیا انجام ہوا"...... عمران نے جانسن کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔ جس کا چہرہ آرتھر کو اس طرح بے دردی اور سفاکی سے مرتے دیکھ کر تاریک پڑ گیا تھا۔

"تم۔ تم کون ہو اور کیوں اس بے دردی اور سفاکی سے قتل کرا رہے ہو"...... جانسن نے رک رک کر کہا۔

"تم نے بھی اپنے ہی ساتھی رابرٹ کو اسی طرح سفاکی اور بیدردی سے قتل کرا دیا تھا۔ کیوں اس لئے کہ یہ تمہارے باس کا حکم تھا اور اس نے یہ حکم اس لئے دیا تھا کہ رابرٹ نظروں میں آ چکا تھا۔ میں درست کہہ رہا ہوں ناں"...... عمران کا لہجہ اور زیادہ سفاک ہو گیا تھا

"یہ سب غلط ہے۔ میں نے رابرٹ کو قتل نہیں کرایا اور نہ ہی مجھے کسی باس نے کہا اور نہ ہی میں کسی باس کو جانتا ہوں"۔ جانسن نے رک رک کر کہا۔

"دیکھو جانسن۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں بیٹھا تمہارا انکار سنتا رہوں۔ تم صرف مجھے یہ بتا دو کہ تمہارا باس کون ہے اور اس نے کیوں رابرٹ کے قتل کا حکم دیا تھا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"جب میں نے کہا ہے کہ یہ سب غلط ہے تو تم کیوں نہیں مجھ پر اعتماد کرتے"...... جانسن نے کہا۔ تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اوکے۔ اب تم خود ہی بتاؤ گے"...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ پھر وہ بھی اسی ریک کی طرف بڑھ گیا جس میں سے جوانا نے خنجر اٹھایا تھا۔ چند لمحوں بعد جب وہ واپس مڑا تو اس کے ہاتھ میں بھی ایک تیز دھار خنجر موجود تھا اور اس نے اپنی کرسی اٹھائی اور اسے لا کر جانسن کی کرسی کے سامنے رکھ دیا۔ خنجر اور عمران کی حرکات دیکھ کر جانسن کا رنگ خوف سے زرد پڑ گیا تھا۔

"مم ۔ مم ۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"...... جانسن نے قدرے خوف زدہ سے لہجے میں کہا۔

"سچ اگلوانا مجھے آتا ہے ۔ مسٹر جانسن"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور کرسی پر بیٹھتے ہی اس کا وہ بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما جس ہاتھ میں خنجر تھا ۔ دوسرے لمحے کمرہ جانسن کے حلق سے نکلنے والی خوف ناک چیخ سے گونج اٹھا ۔ اس کا ایک نتھنا خنجر کے ایک ہی وار سے آدھے سے زیادہ کٹ گیا تھا ۔ وہ انتہائی تکلیف کی حالت میں دائیں بائیں سر مار رہا تھا کہ عمران نے دوسرے ہاتھ سے اس کا سر پکڑا اور ایک بار پھر خنجر کا وار کیا اور اس بار جانسن کا دوسرا نتھنا بھی آدھے سے زیادہ کٹ گیا ۔ اس کے ساتھ ہی جانسن تکلیف کی شدت سے چیختے چیختے بے ہوش ہو گیا عمران نے خون آلود خنجر نیچے فرش پر رکھا اور پھر اس نے مڑی ہوئی انگلی کی ہلکی سی ضرب جانسن کی پیشانی پر ماری ۔ اس ہلکی سی ضرب نے ہی جانسن کو فوراً بے ہوشی سے ہوش کی وادی میں کھینچ لیا اور وہ ہوش میں آکر ایک بار پھر چیخنے لگا۔

"جس قدر جی چاہے اونچی آواز میں چیخ لو جانسن ۔ یہاں ایسی چیخوں کو مترنم موسیقی سمجھ کر اس سے لطف ہی لیا جاتا ہے"...... عمران نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم ۔ تم مجھے چھوڑ دو ۔ فار گاڈ سیک ۔ مجھے چھوڑ دو ۔ میں نے کچھ نہیں کیا ۔ یہ سب مجھ پر الزام ہے"...... جانسن نے عمران کی بات سن کر چیخنا چھوڑ کر منت کرتے ہوئے کہا ۔ لیکن دوسرے لمحے عمران کا

ہاتھ حرکت میں آیا اور اس کی مڑی ہوئی انگلی کی ضرب جانسن کی پیشانی پر ابھر آنے والی موٹی سی رگ پر پڑی اور کمرہ جانسن کے حلق سے نکلنے والی انتہائی کربناک چیخ سے گونج اٹھا ۔ اس کا پورا جسم بری طرح لرزنے لگا تھا ۔ چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح مسخ ہو گیا تھا۔

"بولو ۔ سب کچھ سچ سچ بتا دو"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوسری ضرب لگائی اور جانسن کی حالت حد سے زیادہ غیر ہو گئی۔

"مم ۔ مم ۔ بتاتا ہوں ۔ بتاتا ہوں ۔ رک جاؤ ۔ مت مارو ۔ یہ ضربیں تو میری روح پر پڑ رہی ہیں"...... جانسن نے انتہائی خوف زدہ سے لہجے میں کہا۔

"بولو ۔ کون ہے باس ۔ سچ سچ بتا دو"...... عمران نے ہاتھ اوپر اٹھاتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

"اس کا نام جیکب الفرڈ ہے اور وہ گریٹ لینڈ واپس چلا گیا ہے ۔ وہ وہاں سے آیا تھا ۔ مجھے حکومت کی طرف سے باقاعدہ حکم دیا گیا تھا کہ میں جیکب سے مکمل تعاون کروں"...... جانسن نے آخر کار زبان کھول ہی دی۔

"کس قسم کا تعاون ۔ پوری تفصیل بتاؤ"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ ۔ وہ رابرٹ کا چکر تھا ۔ رابرٹ نے بتایا تھا ۔ کہ یہاں پاکیشیا نے انتہائی جدید اور انتہائی طاقتور ایم میزائیلوں کی خفیہ فیکٹری قائم

کی ہوئی ہے۔اس نے یہ بات ایک فوجی کرنل افتخار سے معلوم کی تھ
کرنل افتخار اس کا دوست تھا۔کرنل افتخار کی بیوی کا تعلق گریٹ لین
سے تھا اور رابرٹ اس کی بیوی کا رشتے دار تھا۔اس کی بیوی ایک
حادثے میں ہلاک ہو گئی تھی۔کرنل افتخار اب رابرٹ کی ایک او
رشتہ دار انتہائی امیر عورت سے شادی کرنا چاہتا تھا۔اس لئے و
رابرٹ سے ملتا رہتا تھا۔رابرٹ کا کام یہاں گریٹ لینڈ کے لے
جاسوسی کرنا تھا۔وہ تربیت یافتہ جاسوس تھا۔اس نے کرنل افتخار ت
اس امیر ترین عورت سے شادی کرانے کی حامی اس صورت میں بھر
کہ کرنل افتخار اسے پاکیشیا کے دفاعی نظام کے بارے میں کوئی خاص
راز مہیا کر دے۔رابرٹ کا خیال تھا کہ کرنل افتخار چونکہ فوج سے
ریٹائر ہو چکا ہے۔اس لئے وہ اب اپنے سابقہ تعلقات کی بنا پر بہترین
مخبر ہو سکتا ہے۔لیکن کرنل افتخار نے ایک ایسا انکشاف کر دیا جو
رابرٹ کے لئے بھی انتہائی حیرت انگیز تھا۔اس نے رابرٹ کو بتایا
وہ بظاہر فوج سے ریٹائر ہے۔لیکن دراصل ایسا نہیں ہے۔وہ اب بھ
فوج میں ہے لیکن اب وہ ایم میزائیلوں کی خفیہ فیکٹری میں ایک شعب
کا انچارج ہے۔رابرٹ نے اس میں بے حد دلچسپی لی اور پھر کرنل افتخا
کو مزید ٹٹولنے کے لئے اس نے گریٹ لینڈ میں اس عورت سے بات
کی۔وہ بھی رابرٹ کے سیکشن کی عورت تھی۔اس طرح اس عورت
نے رابرٹ کے کہنے پر کرنل افتخار سے فون پر بات چیت کی او اس سے
شادی پر رضامندی کا اظہار کر دیا۔لیکن شرط یہ لگائی کہ اس شادی کے

تمام اختیارات وہ رابرٹ کو دے چکی ہے۔شادی کا انحصار رابرٹ پر
ہے۔بس اس بات چیت کے بعد کرنل افتخار پوری طرح قابو میں آگیا
اور اس نے رابرٹ کو فیکٹری اور اس میں بننے والے میزائیلوں کے
بارے میں پوری تفصیلات بتا دیں۔لیکن وہ اس میزائل کی سائنسی
ماہیت کے بارے میں کچھ نہ جانتا تھا۔رابرٹ نے اس کی رپورٹ
فوری طور پر حکومت گریٹ لینڈ کو دی۔تو حکومت گریٹ لینڈ نے
ان میزائیلوں کے اصل فارمولے کو حاصل کرنے کا پلان بنایا۔چنانچہ
اس سلسلہ میں جیکب یہاں آیا۔رابرٹ نے جیکب کو کرنل افتخار سے
ملوایا اور جیکب نے کرنل افتخار سے اس فیکٹری کے حفاظتی انتظامات
کے بارے میں پوری تفصیلات معلوم کر لیں۔پھر جیکب یہ ساری
تفصیلات حاصل کر کے واپس گریٹ لینڈ چلا گیا۔ایک ہفتے بعد وہ
واپس آیا تو اس کے ساتھ چار افراد کا پورا گروپ تھا۔سفارت خانے
کے ذریعے خاصا سامان بھی گریٹ لینڈ سے یہاں بھجوایا گیا۔جو ایک
عجیب سی سائنسی مشین پر مشتمل تھا۔پھر رابرٹ کی معرفت کرنل
افتخار سے مل کر تمام منصوبہ تیار کیا گیا۔چونکہ یہاں کے معاملات کا
انچارج میں تھا۔اس لئے مجھے اس منصوبے کی تفصیلات کا علم ہے۔
جیکب نے کرنل افتخار کو ایک ڈسک دی اور اسے بتایا کہ وہ اصل
فارمولے کو سپیشل سٹور سے نکال کر اس کی جگہ یہ ڈسک لگا دے گا تو
پھر اصل فارمولا آسانی سے باہر آجائے گا اور کسی کو بھی اس کا علم نہ ہو
سکے گا۔کرنل افتخار اس اصل فارمولے کی ڈسک باہر لا کر رابرٹ کو

دے گا اور پھر جیکب اس میں موجود اصل فارمولے کی کاپی تیار کر۔
گا اور اصل فارمولا واپس کرنل افتخار کو دے دے گا اور کرنل افتخا
اسے واپس فیکٹری کے سپیشل سٹور میں پہنچا دے گا اور جیکب کی دی
ہوئی ڈسک واپس لے آئے گا۔ اس طرح کسی کو بھی اصل فارمولے
کی چوری کا علم نہ ہو سکے گا۔ اس کے بعد کرنل افتخار فیکٹری سے
رخصت لے کر گریٹ لینڈ جائے گا وہاں اس عورت سے اس کی شادی
ہو گی اور اس عورت کی تمام جائیداد بھی کرنل افتخار کے نام کر دی
جائے گی اور حکومت گریٹ لینڈ کی طرف سے بھی اسے انتہائی خطیر رقم
انعام کے طور پر دی جائے گی اور اسے مکمل تحفظ بھی دیا جائے گا۔ اس
طرح کرنل افتخار اپنی باقی زندگی انتہائی عیش و آرام سے گزارے گا۔
حکومت پاکیشیا کو یہی بتایا جائے گا کہ کرنل افتخار ایک حادثے میں
ہلاک ہو گیا ہے اور اس کی لاش بھی مل گئی ہے۔ اس طرح وہاں سے
ایک لاش پر کرنل افتخار کا میک اپ کر کے اور اسے تابوت میں بند کر
کے یہاں بھجوا دیا جائے گا۔ اس طرح کرنل افتخار ہمیشہ کے لئے محفوظ
ہو جائے گا۔ کرنل افتخار کو فارمولے کی اصل ڈسک باہر لانے کے لئے
ایک خصوصی کوٹ بھی تیار کرا کر دیا گیا تھا۔ جیکب نے اس کوٹ
کے اندر ایک ایسا آلہ نصب کر دیا تھا جو کوٹ کے سو میٹر کے قطر میں
ہونے والی تمام کارروائی کو ایک خاص رسیونگ سیٹ تک ٹرانسمٹ
کرتا تھا اور آواز بھی ریکارڈ کرتا تھا۔ یہ اس لئے تیار کیا گیا تھا کہ کرنل
افتخار جو بھی کارروائی کرے وہ ساتھ ساتھ فیکٹری سے باہر چیک ہوتی

رہے۔ کیونکہ کرنل افتخار پر مکمل بھروسہ نہ کیا جا سکتا تھا۔ اس کے
ساتھ ساتھ جو ڈسک اصل فارمولے کی جگہ لگانے کے لئے دی گئی تھی
اس میں ایک ایسا آلہ بھی موجود تھا کہ جیسے ہی اس ڈسک کو ماسٹر
کمپیوٹر میں لگایا جاتا اس آلے کی وجہ سے پوری فیکٹری کے سائنسی
حفاظتی انتظامات کی تمام سائنسی تفصیلات اس رسیونگ سیٹ میں
خود بخود ٹرانسمٹ ہو جاتی تھیں۔ تاکہ بعد میں اگر حکومت گریٹ لینڈ
چاہے تو اس فیکٹری کو آسانی سے تباہ کر دیا جائے۔ جو مشین گریٹ
لینڈ سے جیکب لے کر آیا تھا۔ وہ بھی رسیونگ سیٹ تھا۔ چونکہ کرنل
افتخار نے بتایا تھا کہ اس فیکٹری کے گرد پچاس کلو میٹر کے دائرے تک
خصوصی طور پر چیکنگ ریز پھیلی رہتی ہیں۔ اس لئے جیکب نے وہ
رسیونگ سیٹ فیکٹری سے سو کلو میٹر دور ایک ویران پہاڑی کے اندر
نصب کیا۔ اس کے بعد کارروائی شروع ہو گئی۔ کرنل افتخار نے اصل
فارمولے والی ڈسک تو ماسٹر کمپیوٹر سے نکال لی۔ لیکن فوری طور پر
جیکب کی دی ہوئی ڈسک وہاں نہ لگا سکا۔ لیکن اسے کوئی جلدی نہ تھی
اس لئے اس نے ایسا دوسرے روز کرنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن اسی روز
رات کو ہی اس چوری کا علم ہو گیا اور فیکٹری کے انچارج کرنل شہباز
نے فیکٹری سیل کر دی اور سب کو وہیں پابند کر لیا۔ دوسرے روز
یہاں کی سیکرٹ سروس کا نقاب پوش چیف انتہائی خطرناک ایجنٹ
علی عمران کے ساتھ خود فیکٹری پہنچ گیا اور پھر اس علی عمران نے نجانے
کس طرح کرنل افتخار کو ٹریس کر لیا۔ لیکن کرنل افتخار نے انتہائی

سمجھداری سے کام لیتے ہوئے اصل فارمولے کی بجائے جیکب کی دی ہوئی ڈسک ان کے حوالے کر دی اور انہوں نے اسے اصل سمجھتے ہوئے کمپیوٹر میں لگا دیا۔اس طرح اس کا خیال تھا کہ وہ مطمئن ہو جائیں گے اور وہ اپنے خصوصی کوٹ میں موجود اصل فارمولے کو باہر لے جائے گا اور پھر ہم لوگ اسے فوجیوں کی قید سے آزاد کرا لیں گے۔ جیکب کی دی ہوئی ڈسک جیسے ہی ماسٹر کمپیوٹر میں لگی جیکب کے رسیونگ سیٹ نے فیکٹری کے تمام حفاظتی انتظامات کی سائنسی تفصیلات ریکارڈ کر لیں۔لیکن وہ عمران انتہائی چالاک آدمی تھا۔اس نے آخر کار فارمولے کی اصل ڈسک بھی اس کے کوٹ سے نکلوا لی۔ اس دوران چونکہ جیکب کو معلوم ہو گیا تھا کہ کرنل افتخار نے رابرٹ کا نام لے دیا ہے۔اس لئے جیکب نے وہیں سے مجھے ٹرانسمیٹر کال کی کہ میں فوری طور پر رابرٹ کو ہلاک کرا دوں۔کیونکہ سیکرٹ سروس کو رابرٹ کی نگرانی کا حکم دے دیا گیا تھا۔اس وقت اتفاق سے میرا دوست پیشہ ور قاتل میرے پاس موجود تھا۔رابرٹ اس دن چھٹی پر تھا اس نے اکاؤنٹنٹ آرتھر کو کہا تھا کہ اس کے بنک سے ایک لاکھ روپے نکلوا کر اسے دیئے جائیں۔اس طرح فوری طور پر اسے قتل کیا گیا اور جاگور نے ایک لاکھ روپے دے کر الزام رابرٹ کے ذاتی ملازم ساجن پر لگا دیا۔اس کے بعد جیکب واپس چلا گیا"........ جانسن نے بغیر رکے پوری تفصیل بتا دی۔

"وہ ڈسک چیک کی گئی تھی۔جو بقول تمہارے جیکب نے کرنل

افتخار کو دی تھی۔اس میں ایسا کوئی آلہ موجود نہ تھا جو حفاظتی نظام کو کسی جگہ ٹرانسمٹ کر دے"........ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں نے جیکب سے یہ بات پوچھی تھی کہ اس ڈسک کو جواب سیکرٹ سروس کے قبضے میں ہے لازماً چیک کیا جائے گا اور اس میں موجود آلے کی نشاندہی پر سارا حفاظتی نظام ہی بدل دیا جائے گا۔تو جیکب نے مجھے بتایا تھا کہ ہر طرح کے پہلوؤں کا پہلے سے جائزہ لے لیا گیا تھا۔یہ آلہ اپنا کام کرنے کے فوری بعد تحلیل ہو کر ختم ہو جائے گا۔ اس لئے کسی کو بھی اس ڈسک میں آلے کی موجودگی کا کسی طرح بھی علم نہ ہو سکے گا"۔جانسن نے جواب دیا۔وہ اب اس طرح سب کچھ بتائے چلا جا رہا تھا جیسے ہپناٹزم کے ٹرانس میں ہو۔

"لیکن جب اصل فارمولا نہیں مل سکا تھا۔تو اس کے لئے دوسری کوشش بھی تو کی جا سکتی تھی۔جب کہ حفاظتی انتظامات کی تمام تفصیلات اسے مل گئی تھیں"........ عمران نے کہا۔

"جیکب نے اس سلسلے میں حکومت گریٹ لینڈ سے بات کی تھی۔ لیکن وہاں سے اسے یہ کہا گیا کہ اب جب کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس معاملے میں ملوث ہو چکی ہے تو وہ فوراً تمام سیٹ اپ ختم کر کے واپس آ جائے۔ان کے خیال کے مطابق حفاظتی انتظامات کی تفصیلات ملنے کے بعد وہ کسی بھی وقت دوبارہ کوشش کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے انتظار کیا جا سکتا ہے۔سیکرٹ سروس کب تک فیکٹری کی نگرانی کرتی رہے گی۔رابرٹ کو قتل کر دیا گیا ہے اور اس کا الزام اس

کے ملازم کے سپرد ہے۔ اس لئے سیکرٹ سروس کسی طرح بھی آگے بڑھ سکے گی"...... جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو جیکب چلا گیا ہے"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا

"ہاں وہ اسی روز رات کی فلائٹ سے اپنے ساتھیوں کے ساتھ چلا گیا تھا۔ پھر اس کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں ملی"...... جانسن نے جواب دیا۔

"اب تم اس جیکب کے بارے میں تفصیل بتا دو۔ اس کا تعلق گریٹ لینڈ کی کس ایجنسی سے ہے۔ وہ کہاں رہتا ہے۔ اس کا حلیہ کیا ہے۔ وہ گریٹ لینڈ میں کہاں مل سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ان میں سے کسی بات کا بھی مجھے علم نہیں ہے۔ میں نے جیکب کو پہلی بار دیکھا تھا اور اس نے خود مجھے بتایا تھا کہ وہ میک اپ میں ہے"...... جانسن نے جواب دیا اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"رابرٹ کا تعلق کس ایجنسی سے تھا۔ میرا مطلب ہے کہ اس نے میزائل فیکٹری کے بارے میں کیسے اطلاع دی تھی کہ اس کے بعد یہ ساری کارروائی شروع ہو گئی اور بقول تمہارے تم یہاں کے انچارج ہو تم کسے رپورٹ دیتے ہو اور کس سے ہدایات لیتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"میرا اور رابرٹ کا تعلق فارن آفس کے ایک خصوصی سیکشن سے ہے۔ اسے کوڈ میں فارن افیرز سیکشن کہا جاتا ہے۔ اس کے ایشیائی

ڈیسک کا انچارج جیف ماتھر ہے۔ میں اور رابرٹ اسے ہی رپورٹ دیتے ہیں اور وہی ہمیں ہدایات دیتا ہے"...... جیکب کے بارے میں بھی جیف ماتھر نے ہی مجھے ہدایات دی تھیں"...... جانسن نے جواب دیا۔

"اس جیف ماتھر کا فون نمبر اور ہیڈ آفس کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"صرف ایک خصوصی ساخت کے فکسڈ فریکوئنسی کے ٹرانسمیٹر پر اس سے بات ہوتی تھی اور وہ بات کرتا تھا۔ میری اس سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ کیونکہ یہ سیکشن انتہائی خفیہ رہتا ہے"۔ جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فریکوئنسی کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ وہ تو بس بند سا ڈبہ ہے۔ بٹن دبانے سے رابطہ قائم ہو جاتا ہے اور وہ بھی جیکب جاتے ہوئے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ اب اس کی یہاں ضرورت نہیں رہی"...... جانسن نے جواب دیا تو عمران چونک پڑا۔

"دیکھو جانسن۔ اب تک تم سچ بولتے رہے ہو۔ اس لئے میرا ہاتھ بھی حرکت میں نہیں آیا۔ لیکن یہ آخری بات تم نے جھوٹ کہی ہے۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ سچ بولو صرف سچ"...... عمران کا لہجہ بے حد سرد ہو گیا تھا۔

"م۔ م۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"...... جانسن نے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے عمران نے ہاتھ کو حرکت دی اور ایک بار پھر کمرہ جانسن

کے حلق سے نکلنے والی انتہائی کربناک چیخ سے گونج اٹھا۔

"سچ بتاؤ۔ کہاں ہے وہ ٹرانسمیٹر"........ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وہ جیکب لے گیا ہے۔ جیکب"........ جانسن نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی وہ اس بار پیشانی پر پڑنے والی زوردار ضرب سے بے ہوش ہو گیا تھا۔ عمران چند لمحے خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس نے مڑ کر دیکھا تھا جوزف اور جوانا دونوں اس کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے۔

"تم اس کا خیال رکھو۔ میں آرہا ہوں"........ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ بلیک روم سے باہر آگیا۔ سٹنگ روم میں پہنچ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ صفدر سپیکنگ"........ رابطہ قائم ہوتے ہی صفدر کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں صفدر۔ گریٹ لینڈ کے سیکرٹری جانسن کو تم نے کہاں سے اغوا کیا تھا"........ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"اس کی رہائش گاہ سے۔ کیوں"........ صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"کیا وہ رہائش گاہ میں اکیلا تھا"........ عمران نے پوچھا۔

"نہیں وہاں کافی لوگ تھے۔ اس لئے میں نے بے ہوش کر دینے

والی گیس کے فائر کئے تھے۔ میں اور تنویر وہاں گیس فٹنگز چیک کرنے والے ملازمین کے روپ میں گئے تھے۔ کیوں کیا بات ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"چیف نے اس جانسن سے ایک خاص انداز کی معلومات مہیا کرنے کی ہدایت کی تھی۔ اس لئے اسے یہاں رانا ہاؤس میں لایا گیا تھا میں نے اس سے مطلب کی معلومات تو حاصل کر لی ہیں۔ لیکن ایک جگہ معاملہ اٹک گیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ اپنے باس سے فکسڈ فریکونسی ٹرانسمیٹر پر بات کرتا ہے۔ لیکن اس کی فریکونسی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ کیونکہ وہ ٹرانسمیٹر ڈبہ کی صورت میں بند ہے۔ اب اس کا کہنا ہے کہ باس وہ ٹرانسمیٹر ساتھ لے گیا ہے۔ جب کہ میرا خیال ہے کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ لیکن اب وہ اس پوزیشن پر پہنچ گیا ہے کہ اس پر مزید تشدد کیا گیا تو وہ کچھ بتانے کی بجائے ہلاک ہو جائے گا۔ لیکن اب تک یقیناً جانسن اور اس آرتھر کے اغوا کا سفارت خانے والوں کو علم ہو گیا ہو گا اور وہاں پولیس، سپیشل ایجنسی یا انٹیلی جنس کے افراد پہنچ گئے ہوں گے۔ ایسی صورت میں اس کی رہائش گاہ کی اطمینان سے کیسے تلاشی لی جا سکتی ہے"........ عمران نے کہا۔

"آپ چاہتے ہیں کہ اس کی رہائش گاہ کی تلاشی لی جائے"۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں"........ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بندوبست کر لوں گا۔ آپ کو وہاں سے صرف وہ

ٹرانسمیٹر چاہیئے یا کچھ اور بھی چاہیئے"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"تم کیا بندوبست کرو گے۔ کیا پلان ہے تمہارے ذہن میں"۔ عمران نے پوچھا۔

"اس کی رہائش گاہ سفارت خانے کی رہائشی کالونی کے سب سے آخری حصے میں ہے۔ اس کے بعد ایک دیوار ہے اور پھر ایک عام باغ ہے۔ یہی ہو سکتا ہے کہ اس باغ سے اس دیوار کو کراس کر کے میں اس کی کوٹھی کے عقبی طرف سے اندر داخل ہوں اور ایک بار پھر وہاں بے ہوش کر دینے والی گیس پھیلا کر وہاں موجود افراد کو بے ہوش کیا جائے اور تلاشی لی جائے"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ تم تنویر کو ساتھ لے کر فوراً یہ کام کر گزرو اور سنو ٹرانسمیٹر کے ساتھ ساتھ تم نے وہاں موجود کاغذات وغیرہ کی بھی تلاشی لینی ہے۔ ایسے کاغذات جن کا تعلق گریٹ لینڈ فارن آفس کے شعبہ فارن افیئرز سے ہو۔ اگر ایسے کاغذ ملیں تو وہ بھی لے آنا۔ میں یہاں رانا ہاؤس میں تمہارا انتظار کروں گا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی کام کا آغاز کر دیتا ہوں"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا اور عمران نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا اور پھر کرسی سے اٹھ کر وہ واپس بلیک روم میں پہنچ گیا۔ جہاں جوزف اور جوانا دونوں موجود تھے۔

"اس جانسن کو ختم کر کے اس کو بھی برقی بھٹی میں ڈال دو۔ اب یہ میرے لئے بے کار ہو چکا ہے اور سنو میں فلیٹ پر جا رہا ہوں۔ اگر صفدر کوئی کاغذ یا ٹرانسمیٹر لے آئے تو وہ میرے پاس فلیٹ پر بھیج دینا

اور اگر اس کا فون آئے تو اسے کہہ دینا کہ وہ فلیٹ پر فون کرے"۔ عمران نے جوزف اور جوانا کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور ان کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا مڑا اور پورچ کی طرف بڑھ گیا۔

ایک بڑے کمرے میں موجود مستطیل میز کے دونوں اطراف میں دو دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک سائیڈ پر ایک کرسی خالی پڑی ہوئی تھی۔ وہ چاروں خاموش بیٹھے ہوئے تھے کہ کمرے کا ایک سائیڈ پر موجود اکلوتا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی میز کے دونوں اطراف میں بیٹھے ہوئے آدمی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ادھیڑ عمر آدمی کے ہاتھ میں ایک بریف کیس تھا۔

"بیٹھو"...... اس ادھیڑ عمر نے کہا اور بیگ کو میز پر رکھ کر وہ ایک سائیڈ پر رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"نارمن۔ تمہیں حالات کا علم ہے۔ اس لئے تم تفصیلی رپورٹ دو کہ پاکیشیا کی میزائل فیکٹری کے بارے میں اب تک کیا ہوتا رہا ہے"...... ادھیڑ عمر نے ایک سائیڈ پر بیٹھے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... نارمن نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور پھر اس نے پاکیشیا میں گریٹ لینڈ کے سفارت خانے کے تھرڈ سیکرٹری رابرٹ کی کرنل افتخار سے ملاقات سے لے کر فیکٹری کے حفاظتی نظام کی تفصیلات کے حصول تک ساری تفصیل بتا دی اور پھر بیٹھ گیا۔

"ایکسٹو پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر اس عمران کو اس ساری کارروائی کا علم ہو جانے کی وجہ سے نارمن کے پورے سیکشن کو انڈر گراؤنڈ کر دینے اور ان حفاظتی تفصیلات والی ڈسک کو گورنمنٹ بنک کے سپیشل لاکر میں پہنچانے کا حکم دیا گیا تھا۔ اور حکم کی فوری تعمیل بھی کر دی گئی تھی۔ پھر اس معاملے پر انتہائی اعلیٰ سطح کی میٹنگ ہوئی اور اس میٹنگ میں یہ طے پایا کہ ہمیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو مزید ڈھیل نہیں دینی چاہئے۔ ورنہ ہو سکتا ہے۔ وہ لوگ کسی بھی امکانی خطرے کے پیش نظر تمام حفاظتی نظام ہی تبدیل کر دیں اور فیکٹری کی نگرانی کا بھی ایسا انتظام کر دیں کہ وہاں تک پہنچنا ہی مشکل ہو جائے۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ فوری طور پر وہاں سے یہ فیکٹری ہی شفٹ کر دیں۔ پاکیشیائی ایسے کاموں میں ماہر ہیں۔ بہرحال اگر ایسا نہ بھی ہو۔ تب بھی حکومت نے فیصلہ کیا کہ ہمیں فوری طور پر ایم میزائل کا فارمولا حاصل کرنا ہے۔ کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو بریفنگ دیتے ہوئے فیکٹری انچارج کرنل شہباز نے ان میزائلوں کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے۔ وہ انتہائی اہم ہے۔ یہ

میزائل ایسے ہیں کہ انہیں آئندہ صدی کا میزائل کہا گیا ہے اور یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ ایسے میزائلوں کے بارے میں ابھی کسی نے سوچا بھی نہ ہو گا اور ان میزائلوں کو پاکیشیا کے دفاعی نظام کا اہم حصہ بنا دیا گیا ہے ان میزائلوں کی ساری کی ساری جدید ترین مشینری شوگران سے انتہائی خفیہ طور پر حاصل کی گئی ہے۔ لیکن ایم میزائل کے بارے میں شوگران کو بھی علم نہیں ہے۔ اعلیٰ سطحی میٹنگ میں یہ بات بھی سامنے آئی کہ چونکہ پاکیشیا ایک محدود رقبے کا ملک ہے اس لئے اسے اپنے دفاعی نظام کے لئے زیادہ تعداد میں میزائلوں کی ضرورت نہیں ہو گی۔ اس کا ایک ہی ٹارگٹ ہے اور وہ ہے کافرستان۔ جب کہ انہوں نے انتہائی وسیع اور جدید فیکٹری لگا دی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا انتہائی خفیہ طور پر ان میزائلوں کو دنیا کے تمام مسلم ممالک کو بھی فروخت کر دے گا۔ اس طرح ان تمام مسلم ممالک کا دفاع بھی ناقابل تسخیر ہو جائے گا اور نہ صرف دفاع بلکہ ان میزائلوں سے وہ کسی بھی ملک پر انتہائی بھرپور انداز میں زمینی حملہ بھی کر سکتے ہیں۔ اس لئے یہ میزائل مسلم ممالک کے علاوہ باقی سب ممالک کے لئے انتہائی خوفناک خطرہ بن سکتے ہیں۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ دو اقدام کئے جائیں۔ ایک تو ہر صورت میں ان میزائلوں کا فارمولا حاصل کیا جائے اور دوسرا اقدام یہ ہے کہ اس میزائل فیکٹری کو بھی تباہ کر دیا جائے۔ چنانچہ اعلیٰ سطح پر یہ فیصلہ ہونے کے بعد ان فوری اقدامات کے لئے ہماری ایجنسی ریجینڈ کا انتخاب کیا گیا ہے۔ کیونکہ ایک تو ہماری

ایجنسی بالکل نئی ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس یا وہ عمران اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ دوسری بات یہ کہ ریجینڈ کے بارے میں معلومات فروخت کرنے والی کسی ایجنسی کو بھی ابھی تک علم نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہماری ایجنسی میں ان افراد کو رکھا گیا ہے۔ جو اب تک دوسرے ممالک میں خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔ ان سب باتوں کے پیش نظر ریجینڈ کا انتخاب کیا گیا ہے اور یہ کیس میرے سپرد کر دیا گیا ہے اور اس لئے میں نے یہ میٹنگ کال کی ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ ان دونوں اقدامات کی تکمیل کے لئے ہمیں صرف سات دن دیئے گئے ہیں۔ صرف سات دن۔ اس لئے ہم نے جو کچھ بھی کرنا ہے۔ انہی سات دنوں کے اندر کرنا ہے"۔ ادھیڑ عمر نے سپاٹ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"باس۔ یہ مشن میرے سیکشن نے شروع کیا تھا۔ میں ہی اسے اختتام تک پہنچاؤں گا"...... نارمن نے فوراً ہی اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں نارمن۔ تمہارا سیکشن جب تک یہ مشن مکمل نہ ہو جائے انڈر گراؤنڈ ہی رہے گا۔ کیونکہ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق پاکیشیا میں گریٹ لینڈ کے سفارت خانے کا اکاؤنٹنٹ آرتھر اور فرسٹ سیکرٹری جانسن دونوں غائب ہو چکے ہیں اور اب تک ان کی لاشیں بھی کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکیں۔ جانسن کو باقاعدہ اس کی رہائش سے اغوا کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہاں موجود دیگر افراد کسی گیس کی مدد

سے بے ہوش کر دیئے گئے تھے ۔ گو حکومت گریٹ لینڈ نے اس سلسلہ
میں حکومت پاکیشیا سے زبردست احتجاج کیا ہے ۔ لیکن تم بھی جانتے
ہو اور میں بھی کہ جانسن کا تعلق بہر حال تمہارے سیکشن کے چیف
ماتھر سے تھا اور چیف ماتھر کی سفارش پر ہی تم نے جیکب کو وہاں بھیجا
تھا اور یقیناً یہ اغوا سیکرٹ سروس نے کرائے ہوں گے اور جانسن ایسا
آدمی ہے جسے سب کچھ معلوم ہے ۔ اس جیکب نے مجھے بتایا ہے کہ
جانسن کو سب کارروائی سے آگاہی حاصل ہے اگر وہ پہلے بتا دیتا تو
جانسن کو فوری طور پر گریٹ لینڈ بلوا کر انڈر گراؤنڈ کر دیا جاتا" ۔ باس
نے کہا اور نارمن کے ہونٹ بے اختیار بھینچ گئے ۔
" باس ۔ میرا سیکشن حاضر ہے" .... ایک گنجے سر والے قدرے
ادھیڑ عمر کے آدمی نے کہا ۔
" نہیں فارڈم ۔ تمہارے سیکشن نے کبھی کسی ایشیائی ملک میں کام
نہیں کیا ۔ اس لئے تم اس ہنگامی نوعیت کے مشن سے عہدہ برآ نہ ہو
سکو گے" .... باس نے کہا ۔
" باس ۔ پھر آپ جسے مناسب سمجھیں حکم دے دیں" .... اس بار
نارمن نے کہا ۔ جب کہ باقی افراد خاموش بیٹھے رہے تھے ۔
" جارٹن ۔ تم نے آفر نہیں کی" .... باس نے ایک آدمی سے
مخاطب ہو کر کہا ۔
" باس ۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ میرا سیکشن لیڈیز ایجنٹوں پر مشتمل
ہے ۔ گو وہ ساری کی ساری ایجنٹس انتہائی ہوشیار ۔ فعال اور بہتر ہیں

ہیں ۔ اس کے باوجود میں نے سوچا کہ شاید آپ میرے سیکشن کو اس
اہم اور فوری نوعیت کے مشن پر بھیجنا پسند نہ کریں" .... جارٹن نے
جواب دیا ۔
" اور فیلر تم کیا کہتے ہو" .... باس نے آخری چوتھے آدمی سے
مخاطب ہو کر کہا ۔
" باس ۔ میرے سیکشن کے ساتھ بھی یہی پرابلم ہے کہ انہوں نے
پہلے ایشیا میں کام نہیں کیا اور نہ ہی انہیں ایشیائی زبان آتی ہے" ۔ فیلر
نے جواب دیا ۔
" اس کا مطلب ہے کہ تم چاروں میں سے کوئی بھی مناسب سیکشن
نہیں ہے" .... باس کے لہجے میں ہلکا سا غصہ تھا ۔
" یہ بات نہیں ہے باس ۔ آپ حکم کریں تو ہم اس مشن کے لئے
اپنی جانیں لڑا دیں گے" .... ان چاروں نے کہا ۔
" باس ۔ میرا خیال ہے ۔ اس مشن کے لئے اگر ہم کسی ایسی تنظیم
کی خدمات حاصل کر لیں جسے ایسے کاموں کا وسیع اور ماہرانہ تجربہ ہو ۔
تو اس طرح ہم سامنے آئے بغیر تمام کام مکمل کر لیں گے ۔ کیونکہ مجھے
معلوم ہے کہ فیکٹری کی تباہی کے بعد جب پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہ
معلوم ہو گا کہ فارمولا حاصل کر لیا گیا ہے ۔ تو پھر وہ فارمولے کی واپسی
کے لئے لازماً یہاں آکر گریٹ لینڈ کو بھی تہہ و بالا کرنے سے گریز نہیں
کریں گے اور اگر ہم کسی تنظیم کے ذریعے ایسا کریں گے تو عمران اس
تنظیم کے خاتمے تک ہی رہ جائے گا ۔ اسے یہ معلوم ہی نہ ہو سکے گا کہ

اصل فارمولا کہاں گیا"...... نارمن نے کہا۔

"کوئی ایسی تنظیم ہے تمہاری نظروں میں جو اس قدر اہم مشن کو اس قدر کم وقت میں کامیابی سے مکمل کر سکے"...... باس نے کہا۔

"یس باس۔ ایک تنظیم میری نظروں میں ہے۔ یہ تنظیم گریٹ لینڈ کی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا تعلق پالینڈ سے ہے۔ اس طرح ہم صاف بچ جائیں گے"...... نارمن نے کہا۔

"کیا نام ہے اس تنظیم کا"...... باس نے پوچھا۔

"باس۔ تنظیم کا نام ہائی ٹاورز ہے اور یہ تنظیم صرف سائنسی فارمولوں کو حاصل کرے اور سائنسی لیبارٹریوں اور اسلحہ فیکٹریوں کو تباہ کرنے کا دھندہ کرتی ہے۔ اس تنظیم کے ریکارڈ میں بڑے بڑے کارنامے ہیں۔ زیادہ تر اس کی خدمات حکومت ایکریمیا ہی حاصل کرتی ہے اور اس کا زیادہ تر ہدف شوگران اور روسیاہ کے ساتھ ساتھ ویسٹرن کارمن بنتے ہیں۔ کیونکہ ایکریمیا نہیں چاہتا کہ یہ ممالک سائنسی اور دفاعی طور پر آگے نکل جائیں۔ یہ انتہائی خفیہ تنظیم ہے اور دنیا کو اس کے بارے میں بہت کم علم ہے۔ مجھے بھی اس کا علم صرف اس لئے ہے کہ اس کا چیف جیرم میرا دوست ہے اور وہ میرے ساتھ گریٹ لینڈ کی یونیورسٹی میں پڑھتا رہا ہے اور باس اس جیرم نے بھی علی عمران کی طرح سائنس میں اعلیٰ ڈگریاں لی ہوئی ہیں۔ اس کے علاوہ اس کے پاس سائنسی ماہرین کے ساتھ ساتھ ایسے منجھے ہوئے تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں کہ ان کے لئے ایسی فیکٹری یا لیبارٹری کو تباہ کرنا انتہائی

سان کام ہے۔ آپ شاید یقین نہ کریں مگر میرا دعویٰ ہے کہ آپ ہت روز کہہ رہے ہیں وہ یہ کام صرف چند گھنٹوں میں کر لیں گے۔ یونکہ فیکٹری کا محل وقوع اور اس کے حفاظتی نظام کی تمام تفصیلات ہرے پاس موجود ہیں"۔ نارمن نے زور وشور سے ہائی ٹاورز کی الت کرتے ہوئے کہا۔

"کیا تمہیں اس بات کا یقین ہے کہ وہ فارمولا درست حالت میں ہرے حوالے کر دیں گے اور اس کی کوئی کاپی نہیں کریں گے اور ے بعد میں دوسرے ممالک کے پاس بھی فروخت نہ کریں گے"۔ س نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ان معاملات میں ان کی شہرت بے داغ ہے۔ وہ صرف عاوضہ سے غرض رکھتے ہیں اور بس اور اس معاملے میں ان کا طریقہ کار ق جرائم پیشہ تنظیموں سے قطعی مختلف ہے۔ وہ مکمل معاوضہ پیشگی ے ہیں اور معاوضہ بھی ان کی مرضی کا ہوتا ہے اور کوئی رعایت ہیں کرتے"...... نارمن نے جواب دیا۔

"او کے۔ میٹنگ برخواست۔ نارمن تم میرے آفس میں آؤ"۔ ں نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی باقی افراد بھی ہ کھڑے ہوئے۔ باس نے میز پر رکھا ہوا بریف کیس اٹھایا اور یس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ جب وہ دروازے سے باہر چلا گیا۔ تو یاروں بھی دروازے کی طرف مڑ گئے۔

"تم نے ٹپ تو اچھی دی ہے نارمن۔ میں نے بھی ہائی ٹاورز کی

بڑی تعریفیں سن رکھی ہیں"........ فیلر نے مسکراتے ہوئے کہا
نارمن نے بھی مسکراتے ہوئے اثبات میں سرہلادیا اور پھر اس کمرے
سے نکل کر وہ باقی ساتھیوں سے علیحدہ ہو کر مختلف راہداریوں سے
گزر کر ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ کر رک گیا۔اس نے ہاتھ اٹھا کر
آہستہ سے دستک دی۔

"یس۔کم ان"........ اندر سے باس کی آواز سنائی دی اور نارمن
نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔یہ باس کا آفس تھا۔باس میز کے
پیچھے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

"بیٹھو۔تم نے مجھے بالکل ہی نئی تجویز پیش کر دی ہے نارمن ا
مجھے یہ قابل عمل اور قابل غور تو نظر آتی ہے۔لیکن مجھے صرف خدشہ
اتنا ہے کہ اس قدر اہم فارمولا ہم ایک بالکل نئی اور مجرم تنظیم کے
ہاتھ میں کیسے دے دیں"........ باس نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باس۔آپ کو مجھ پر اعتماد ہے"........ نارمن نے کہا۔

"ہاں۔کیوں"........ باس نے چونک کر پوچھا۔

"تو باس آپ مجھ پر اعتماد کریں میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ
مشن مکمل بھی ہو جائے گا اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو گی"
نارمن نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جب پاکیشیا سیکرٹ سروس اس فارمولے
کے پیچھے جائے گی تو وہ لازماً تمہارا نام لے دیں گے۔پھر وہ یہاں آجائے
گی۔اس کا کیا حل کیا جائے کہ ہائی ٹاورز کو بھی یہ معلوم نہ ہو سکے

یہ مشن انہیں کس نے دیا ہے"........ باس نے کہا۔

"باس۔اگر یہ بات ہے۔تو ہم ایکریمیا کی بارگیننگ تنظیم۔"جی
تھری" کو درمیان میں ڈال دیتے ہیں۔آپ تو جانتے ہیں۔کہ جی تھری
کے کمپیوٹر میں گریٹ لینڈ حکومت کا مخصوص کوڈ فیڈ ہے۔جس کا علم
جی تھری کو بھی نہیں۔اس کوڈ کے ذریعے انہیں یہ کام دیا جا سکتا ہے
اور انہیں کہا جا سکتا ہے کہ وہ ہائی ٹاورز سے سودا کر لیں۔اس طرح
ہائی ٹاورز کو بھی یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ ان سے کام کس نے کرایا ہے
آپ تو جی تھری کا پورا سیٹ اپ جانتے ہیں۔پہلے بھی ان کے ذریعے کئی
بار کام ہو چکا ہے"........ نارمن نے کہا تو باس بے اختیار اچھل پڑا۔
اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"گڈ۔ویری گڈ۔یہ بات ہوئی ناں۔اب میں پوری طرح مطمئن
ہوں۔اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی صورت بھی ہم تک نہ پہنچ سکے
گی"........ باس نے کہا اور نارمن کے چہرے پر بھی مسرت کے تاثرات
نمودار ہو گئے۔

"تو پھر باس یہ بات طے ہو گئی"........ نارمن نے کہا۔

"ہاں۔اب جی تھری سے میں خود معاملات طے کر لوں گا۔تم اب
جا سکتے ہو"........ باس نے کہا اور نارمن سر ہلاتا ہوا اٹھا اور سلام کر
کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی عمران نے ایک نظر فون کی طرف دیکھا اور پھر نظریں دوبارہ ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب پر جما دیں فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔

" سلیمان ۔ جناب سلیمان پاشا صاحب ۔ دیکھنا یہ کون صاحب اپنی انگلی کی خارش مٹانے کے لئے ہمارے فون کا نمبر گھما رہے ہیں "...... عمران نے اونچی آواز میں کہا ۔ لیکن سلیمان فلیٹ میں موجود ہوتا تو جواب دیتا ۔ جب کہ ادھر فون کی گھنٹی مسلسل بجے چلی جارہی تھی

" یار ۔ اب کھجلی ختم ہو گئی ہو گی ۔ اب ہم پر رحم کر دو " ۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ وہ اس وقت ایک سائنسی مقالہ پڑھنے میں مصروف تھا ۔ آج کل چونکہ سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا ۔ اس لئے وہ سب فارغ تھے ۔ میزائل فیکٹری والے کام میں ذرا سی

ہل چل ہوئی تھی ۔ لیکن جب جانسن کی رہائش گاہ کی مکمل تلاشی کے باوجود نہ ہی کوئی ٹرانسمیٹر برآمد ہوا اور نہ کوئی ایسا کاغذ ملا جس سے گریٹ لینڈ کے فارن آفس کے فارن افیئرز کے ایشیائی ملک کے انچارج جیف ماتھر کے بارے میں کوئی کلیو مل سکتا ۔ یا اس جیکب کا پتہ چل سکتا ۔ جب کہ عمران جانتا تھا کہ ایسے تمام نام جعلی رکھے جاتے ہیں ۔ تو عمران نے بھی فیصلہ کیا تھا کہ فیکٹری کے حفاظتی نظام کو ہی یکسر تبدیل کر دیا جائے ۔ اس طرح جو کچھ وہ حاصل کر چکے ہیں ۔ وہ بے کار ہو جائے گا اور پھر جب وہ لوگ دوبارہ کوشش کریں گے تو پھر ان سے نمٹ لیا جائے گا ۔ چنانچہ اس فیصلے کے تحت اس نے سر سلطان کو تمام تفصیلات پہنچا دی تھیں ۔ تا کہ وہ انہیں ایکسٹو کی طرف سے صدر مملکت تک پہنچا دیں ۔ اسے یقین تھا کہ اس کی تجویز کے مطابق فیکٹری کے حفاظتی نظام کی تبدیلی کا عمل شروع ہو چکا ہو گا ۔ گو اسے بھی معلوم تھا کہ یہ ایک دو روز کا کام نہیں ہے ۔ نئی مشینری منگوانے اور پھر اسے سیٹ کرنے میں ایک دو ماہ لگ سکتے ہیں ۔ لیکن وہ مطمئن تھا کہ ایک دو ماہ تک وہ لوگ بھی دوبارہ کوشش کرنے کی ہمت نہ کریں گے وہ بھی چار چھ ماہ ضرور انتظار کریں گے ۔ اس لئے وہ اس مسئلے کو بھی اپنے طور پر حل کر چکا تھا ۔ یہی وجہ تھی کہ آج کل اس نے کتابیں پڑھنے پر زور دے رکھا تھا ۔ ادھر فون کی گھنٹی مسلسل بجے ہی چلی جارہی تھی ۔

" یا اللہ اس آدمی کی خارش دور کر دے "...... عمران نے بڑے

خلوص بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن جب گھنٹی بجنی بند نہ ہوئی تو عمران نے آخر کار ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"جناب میرے پاس بھی آپ کی انگلی کی خارش دور کرنے کا کوئی نسخہ نہیں ہے۔ اس لئے آپ کسی اور کا نمبر ٹرائی کیجئے"...... عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ میں طاہر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے طاہر کی انتہائی وحشت بھری آواز سنائی دی۔

"ارے۔ اگر تھوڑا سا انتظار کرنے سے تمہاری یہ حالت ہو گئی ہے کہ تمہارے لہجے میں وحشت بھر گئی ہے تو اگر میں دس منٹ اور رسیور نہ اٹھاتا تو تم یقیناً دیواروں سے ٹکریں مارنا شروع کر دیتے"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ انتہائی بری خبر ہے۔ میزائل فیکٹری کو مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے اور وہاں سے ایم میزائل کا فارمولا بھی چرا لیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔ تو ایک لمحے کے لئے تو عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں انتہائی بھیانک خلا پیدا ہو گیا ہو۔ اس کے سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتیں یکسر جامد ہو کر رہ گئی ہوں۔ چہرہ پتھر کی طرح سخت ہو گیا تھا۔

"عمران صاحب"...... چند لمحوں بعد بلیک زیرو کی آواز سنائی دی تو عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں موجود انتہائی طاقتور بم کے فیتے کو کسی نے آگ لگا دی ہو اور وہ ایک دھماکے سے پھٹ گیا

ہو۔

"کک۔ کک۔ کیا تم درست کہہ رہے ہو"...... عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا اور شاید زندگی میں یہ اس کے لئے پہلا موقع تھا کہ وہ بات کرتے ہوئے ہکلایا تھا۔

"جی ہاں۔ ابھی سر سلطان کا فون آیا ہے۔ آپ کے فلیٹ پر انہوں نے فون کیا لیکن وہاں گھنٹی بجتی رہی کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو سر سلطان یہی سمجھے کہ آپ فلیٹ پر نہیں ہیں۔ اس لئے انہوں نے مجھے براہ راست فون کیا ہے۔ فوج نے اس پورے علاقے کو گھیر لیا ہے اور تمام اعلیٰ حکام وہاں پہنچ چکے ہیں۔ بہت بڑی اور ناقابل تلافی تباہی ہوئی ہے"...... بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ تو عمران کے ہونٹ بے اختیار بھینچ گئے۔ واقعی تھوڑی دیر پہلے فون کی گھنٹی بجی تھی لیکن عمران چونکہ کتاب پڑھنے میں مصروف تھا۔ اس لئے اس نے توجہ نہ دی تھی اور گھنٹی چار پانچ بار بجنے کے بعد خاموش ہو گئی تھی۔ یہ یقیناً سر سلطان کا ہی فون تھا۔

"یہ واقعہ کب ہوا ہے۔ کیا ابھی ابھی"...... عمران نے اس بار قدرے نارمل لہجے میں پوچھا وہ اب اپنے آپ کو سنبھال لینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"جی نہیں۔ رات کو کسی وقت ہوا ہے۔ یہ تباہی اس انداز میں کی گئی ہے کہ وہاں کوئی دھماکہ نہیں ہوا بلکہ فیکٹری کے اندر موجود تمام مشینری کو مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ

باہر سے فیکٹری اسی طرح بند رہی ہے۔ اندر موجود تمام افراد
گولیوں سے اڑا دیا گیا ہے۔ کرنل شہباز سمیت تمام انتظامی انچارج اور
تمام سائنسدان سب کو ختم کر دیا گیا ہے۔ میزائل بنانے والے خام
مال کو بھی کسی کیمیکل کے ذریعے ختم کر دیا گیا ہے۔ فیکٹری کے سٹور
میں چار تیار شدہ بم میزائل موجود تھے ان میزائلوں کو بھی اس طرح
تباہ کیا گیا ہے کہ یہ پھٹے نہیں ہیں۔ ویسے مکمل طور پر تباہ ہو گئے
ہیں"۔ بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پھر کس وقت اس ساری تباہی کا پتہ چلا ہے"...... عمران نے
خشک لہجے میں پوچھا۔

"ایک سائنسدان چھٹی پر تھے۔ وہ آج صبح آٹھ بجے ڈیوٹی جائن
کرنے وہاں پہنچے اور انہوں نے مخصوص انداز میں جب لیبارٹری کھولنے
کی کوشش کی تو لیبارٹری نہ کھل سکی۔ اس پر انہوں نے مخصوص
ٹرانسمیٹر پر اندر کرنل شہباز سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن جب
ٹرانسمیٹر کال کا کوئی جواب نہ ملا تو وہ پریشان ہو گئے۔ وہ فوری طور
واپس آئے اور انہوں نے براہ راست صدر مملکت کو کال کیا۔ چونکہ
اس فیکٹری کے انچارج براہ راست صدر مملکت ہیں۔ اس لئے تمام
انتظامی امور کے انچارج اور اہم سائنسدانوں کو ایمرجنسی کے سلسلے
میں صدر صاحب سے بات کرنے کے لئے سپیشل نمبر دیئے گئے ہیں۔
اس سپیشل نمبر پر سائنسدان جن کا نام ڈاکٹر عبدالستار بتایا گیا ہے
نے صدر صاحب سے بات کی اور انہیں تمام واقعات بتائے تو صدر

صاحب نے فوری طور پر فوج کے اعلیٰ ترین حکام کو اس بات سے آگاہ
کیا اور اعلیٰ حکام کو فوراً موقع پر پہنچنے کا حکم دیا۔ جب کسی طرح بھی
فیکٹری کا گیٹ نہ کھل سکا۔ تو مجبوراً مخصوص قسم کے ڈائنامنٹ
استعمال کر کے ان چٹانوں کو توڑا گیا اور اس کے بعد فیکٹری کی
اندرونی صورت حال سامنے آئی۔ چنانچہ صدر مملکت کو اطلاع دی گئی
اور صدر مملکت نے سر سلطان کو اطلاع دی کہ وہ ایکسٹو کو اطلاع کر
دیں اور خود وہ اعلیٰ حکام کے ساتھ موقع پر پہنچ جائیں۔ سر سلطان مجھے
فون کرنے کے بعد وہاں پہنچ گئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ آپ
جہاں بھی ہوں آپ کو اطلاع کر دوں۔ سر سلطان نے مجھے بتایا تھا کہ
آپ فلیٹ پر نہیں ہیں کیونکہ کال رسیو نہیں کی جا رہی۔ لیکن مجھے کل
ہی آپ نے بتایا تھا کہ آج کل آپ کتابوں کے مطالعے میں مصروف
ہیں اور مجھے آپ کی طبیعت کا علم ہے کہ جب آپ مطالعے میں مصروف
ہوں تو آپ حتیٰ الوسع فون اٹنڈ کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ اس لئے
باوجود طویل وقت تک گھنٹی بجنے کے مجھے یقین تھا کہ آخر کار آپ
رسیور اٹھائیں گے۔ ورنہ دوسری صورت میں مجھے خود فلیٹ پر آنا
پڑتا"...... بلیک زیرو نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ صفدر، کیپٹن شکیل اور جولیا کو فوری طور پر
میرے فلیٹ پر پہنچنے کا کہہ دو۔ میں اس دوران تیار ہو جاتا ہوں پھر ہم
اکٹھے ہی وہاں جائیں گے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس
نے کتاب ایک طرف پھینکی اور اٹھ کر تیزی سے ڈریسنگ روم کی

طرف بڑھ گیا۔ فیکٹری کی تباہی اور فارمولے کی چوری نے اسے واقعی ہلا کر رکھ دیا تھا۔ اسے آج اندازہ ہو رہا تھا کہ جب وہ دوسروں کی اس سے بھی بڑی بڑی اور وسیع وعریض اور انتہائی قیمتی لیبارٹریاں تباہ کرتا ہے تو اس تباہی کے وقت اسے تو بڑا لطف آ رہا ہوتا ہے اور فتح اور کامیابی کا نشہ جسم کے ہر رگ وپے میں دوڑ رہا ہوتا ہے۔ لیکن جن کی لیبارٹریاں تباہ ہوتی ہوں گی۔ ان کے بھی وہی احساسات ہوتے ہوں گے۔ جو احساسات وہ اس وقت محسوس کر رہا ہے۔ پاکیشیا میں پہلے بھی مجرم کام کرتے رہے ہیں۔ لیکن اس قدر مفید بڑی اور شاندار فیکٹری کی مکمل تباہی کا واقعہ پاکیشیا میں پہلی بار ہوا تھا اور وہ بھی اس وقت کہ عمران اور سیکرٹ سروس بھی یہاں موجود تھی۔ اور اس کے باوجود دشمن ایجنٹ اپنا کام کر گئے تھے تھوڑی دیر بعد وہ لباس تبدیل کر کے ڈریسنگ روم سے باہر آیا اور اس نے ایک الماری سے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے میز پر رکھ کر اس نے اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"عمران کالنگ اوور"...... عمران نے بار بار کال دینا شروع کر دی۔

"یس ٹائیگر اٹنڈنگ باس اوور"...... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی آواز ٹرانسمیٹر سے برآمد ہوئی۔

"ٹائیگر۔ دارالحکومت سے ساٹھ کلو میٹر شمال کی طرف کارٹر پہاڑیوں میں واقع پاکیشیا کی ایک خفیہ اور انڈر گراؤنڈ میزائل فیکٹری

ادات اس طرح تباہ کر دیا گیا ہے کہ کسی قسم کا دھماکہ نہیں ہونے دیا گیا۔ یہ سارا کام انتہائی منظم طریقے سے کیا گیا ہوگا اور اس کے لئے باہر سے ماہر لوگ بھیجے گئے ہوں گے۔ لیکن وہ براہ راست آسمان سے تو نازل نہیں ہوئے ہوں گے۔ انہوں نے لازماً یہاں کسی مقامی گروپ کی مدد سے ٹھکانے ہائر کئے ہوں گے اور پہلے سارے علاقے کا جائزہ لیا ہو گا۔ جس کے لئے بھی انہیں مقامی افراد کی معاونت کی ضرورت پڑی ہو گی۔ اس لئے تم ایسا کرو کہ پورے دارالحکومت کے تمام ایسے مقامی گروپس کو چیک کرو جس کا کسی نہ کسی طرح بھی ایسی واردات میں ملوث ہونے کا معمولی سا شبہ بھی ہو سکتا ہو"۔ عمران نے تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یہ وہی فیکٹری ہے باس جس کے سلسلے میں آپ نے رابرٹ کے آس جاگور کو تلاش کرایا تھا اوور"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں۔ وہی ہے۔ اوور"...... عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اسے اٹھا کر واپس الماری میں رکھ دیا اور اسی لمحے کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی اور عمران مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسے معلوم تھا کہ آنے والے صفدر، کیپٹن شکیل اور جولیا ہوں گے۔ اس نے دروازہ کھولا تو واقعی وہ تینوں موجود تھے۔ ان کے چہرے بھی ستے ہوئے تھے۔ یقیناً بلیک زیرو نے انہیں

بھی فیکٹری کی تباہی کے بارے میں بریف کر دیا ہو گا۔
"آؤ۔ میں تمہارا ہی منتظر تھا"....... عمران نے کہا اور پھر فل
لاک کر کے وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے آگیا۔نیچے صفدر کی کار موجود تھی
"میں اپنی کار لے آتا ہوں"....... عمران نے کہا اور فلیٹ کے
بنے ہوئے گیراج کی طرف بڑھ گیا۔چند لمحوں بعد اس نے کار گیر
سے نکالی اور پھر جولیا بھی اس کی کار میں بیٹھ گئی۔جب کہ صفدر
ساتھ کیپٹن شکیل بیٹھ گیا اور دونوں کاریں تیزی سے کارٹر پہاڑیوں
طرف دوڑنے لگیں۔
"یہ سب کیسے ہو گیا ہے عمران۔یہ تو پاکیشیا کے لئے بہت ب
تباہی ہے"....... جولیا نے غمگین لہجے میں کہا۔
"ہاں۔مجھے اندازہ ہی نہ تھا کہ یہ لوگ اس قدر جلد واردات کر
گے۔میرا خیال تھا کہ وہ چار چھ ماہ بعد کام کریں گے لیکن"۔عمران
گمبھیر لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"یہ انہی گریٹ لینڈ والوں کا ہی کام ہو گا"....... جولیا نے کہا۔
"ظاہر ہے۔لیکن انہوں نے جو کچھ بھی کیا ہے انتہائی ماہرانہ انا
میں کیا ہے۔جب کہ فارن افیئرز والے ایجنٹ اس طرح کا ماہر
انداز اختیار نہیں کیا کرتے۔وہ تو لیبارٹری کو ڈائنامیٹ سے اڑا د
ہیں۔لیکن جو کچھ مجھے چیف نے بتایا ہے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ
کام ایسے کاموں کے انتہائی تربیت یافتہ افراد نے سرانجام
ہے"....... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اسی طرح وار دا

باتیں کرتے ہوئے وہ موقع پر پہنچ گئے۔وہاں ہر طرف مسلح فوجی
یٹھے ہوئے تھے۔لیکن جب عمران نے انہیں اپنا نام بتایا تو ایک فوجی
پ ان کی رہنمائی کرتی ہوئی انہیں عین فیکٹری تک لے گئی۔تاکہ
ستے میں مزید انہیں نہ رکنا پڑے۔شاید سرسلطان نے یہاں پہنچتے ہی
نہیں ہدایات دے دی ہوں گی۔فوج کے اعلیٰ ترین حکام کے ساتھ
ل کی طرف سے صرف سرسلطان موجود تھے۔شاید باقی سول حکام
س معاملے میں ملوث نہ کیا گیا تھا۔پھر سرسلطان نے فوج کے اعلیٰ
م سے عمران کا تعارف سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے نمائندہ
وصی کے طور پر کرایا اور تمام فوجی حکام نے اس سے اور اس کے
ھیوں سے بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کیا۔
"فیکٹری تو مکمل طور پر تباہ کر دی گئی ہے"....... سرسلطان نے
لوگیر لہجے میں کہا۔
"کوئی کلیو اب تک ملا ہے"....... عمران نے پوچھا۔
"جی نہیں۔کسی قسم کا کوئی کلیو نہیں مل سکا۔یوں لگتا ہے جیسے
مافوق الفطرت قوت نے یہ ساری کارروائی کی ہو"....... ایک
فسر نے کہا۔
"آپ میرے ساتھ آئیں۔میں خود فیکٹری کا معائنہ کرنا چاہتا
"....... عمران نے اسی فوجی افسر سے مخاطب ہو کر کہا۔
"اب میں چلتا ہوں عمران بیٹے۔اب تم یہ ذمہ داری سنبھال لو۔
تمہارا ہی منتظر تھا"....... سرسلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔آپ بے شک تشریف لے جائیں۔ باقی
بھی جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں۔کیونکہ اب یہاں تو صرف ملبہ ہی ر
ہے۔اتنی زیادہ بھیڑ کی اب کوئی ضرورت نہیں رہی"...... عمران
خشک لہجے میں کہا اور اس فوجی افسر جس کا نام کرنل بشیر بتایا گی
کے ہمراہ چلتا ہوا فیکٹری کی اندرونی طرف بڑھ گیا۔ پھر عمران اور
کے ساتھیوں نے پوری فیکٹری چیک کر ڈالی۔ واقعی اسے ا
ماہرانہ انداز میں تباہ کیا گیا تھا۔ عمران نے البتہ یہ چیک کر لیا تھ
پہلے پوری فیکٹری میں بے ہوش کر دینے والی کوئی مخصوص گ
پھیلائی گئی تھی۔جس سے وہاں موجود تمام افراد بے ہوش ہو گئے
ور پھر اسی بے ہوشی کے عالم میں ہی انہیں موت کے گھاٹ اتار د
لیکن ایک بات دیکھ کر عمران چونک پڑا تھا کہ سب افراد کو
والے کسی ہتھیار سے فائر کر کے ہلاک نہیں کیا گیا تھا۔جبکہ اس
لئے کوئی خاص قسم کا شعاعی ہتھیار استعمال کیا گیا تھا۔ اسی ط
مشینری پر بھی فائرنگ نہ کی گئی تھی۔ بلکہ اسے بھی شعاعی ہتھیا
سے ہی تباہ کیا گیا تھا۔ماسٹر کمپیوٹر کا وہ حصہ جس میں اصل فا
موجود تھا۔وہ حصہ بھی تباہ کر دیا گیا تھا۔جبکہ اس کا وہ مخصوص
خالی تھا جس میں اصل فارمولے کی ڈسک موجود ہوتی تھی۔اس
پتہ چلتا تھا کہ اصل فارمولا چرا لیا گیا ہے۔ عمران چلتے چلتے ایک
شدہ مشین کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔اس نے اس کے ایک تبا
حصے کو مشین سے علیحدہ کیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔

"ہوں۔جدید ترین لیزر ہتھیار استعمال کئے گئے ہیں"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"لیزر ہتھیار"...... صفدر نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔یہ دیکھو۔یہاں اس کا واضح نشان موجود ہے۔لیزر کی انتہائی طاقتور شعاع سے کام لیا گیا ہے۔میرا اندازہ ہے کہ ایل سکسٹی ریز استعمال ہوئی ہیں۔اس قدر مکمل تباہی تبھی ممکن ہو سکتی ہے اور ایل سکسٹی ریز کا حامل ہتھیار خصوصی ایجنٹ تو شاید استعمال کر لیتے ہوں۔لیکن عام ایجنٹ ایسا نہیں کر سکتے"...... عمران نے کہا اور پھر اس ٹکڑے کو اس نے اپنے کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔تاکہ لیبارٹری میں اس کا تفصیل سے تجزیہ کیا جا سکے۔

"یہ دو تین آدمیوں کا بھی کام نہیں ہے عمران صاحب۔میرا خیال ہے کہ کم از کم چھ یا آٹھ افراد نے اس تباہی میں حصہ لیا ہے"۔صفدر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"عمران۔ادھر دیکھو۔یہ کیا ہے"...... اچانک ایک طرف مشین کے قریب موجود جولیا کی آواز سنائی دی اور وہ سب تیزی سے اس طرف کو بڑھ گئے۔جولیا نے ہاتھ میں عورتوں کے کان میں پہننے والا ایک ٹاپس اٹھایا ہوا تھا۔جس پر پھول بنا ہوا تھا۔

"یہ یہاں نیچے پڑا ہوا تھا"...... جولیا نے کہا اور عمران کی طرف بڑھا دیا عمران نے وہ ٹاپس لیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔

"یہ پھول تو پالینڈ کا قومی پھول ہے اور صرف پالینڈ میں ہی پایا جاتا

ہے ۔اسے وہاں کی مقامی زبان میں ماسوار کہتے ہیں"...... عمران نے ٹاپس پر بنے ہوئے پھول کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"پالینڈ کا قومی پھول ۔ مگر ان لوگوں کا تعلق تو گریٹ لینڈ سے ہو سکتا ہے"...... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے پالینڈ کی کوئی عورت ان کے ساتھ ہو"...... عمران نے کہا اور پھر وہ واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب فیکٹری سے نکل کر باہر آگئے۔

"اب آپ لاشیں وغیرہ اٹھوادیں اور باقی ضروری کام بھی مکمل کرا لیں"...... عمران نے اس فوجی افسر سے کہا اور پھر اس سے مصافحہ کر کے وہ اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ نے کیا نتیجہ نکالا ہے عمران صاحب"...... صفدر نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

"نتیجہ کیا نکالنا ہے ۔اس واردات کو کافی وقت گذر گیا ہے ۔اس لئے مجرم تو یقیناً واپس جا چکے ہوں گے ۔میں نے ٹائیگر کی ڈیوٹی لگائی ہے کہ اگر انہوں نے یہاں کے مقامی گروپ کو ہائر کیا ہے ۔تو اس کا کھوج لگائے ۔بس اب یہ طے کرنا ہے کہ یہ لوگ کون ہیں ۔کیونکہ وہاں سے ملنے والے اس ٹاپس نے گڑبڑ کر دی ہے"...... عمران نے کار کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں ایئرپورٹ اور دوسرے راستوں کی نگرانی ضرور کرنی چاہئے ۔ہو سکتا ہے وہ لوگ یا اُن میں سے کوئی بھی یہاں

موجود ہو"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں ہو سکتا ہے موجود ہو ۔میں کار ٹرانسمیٹر سے چیف کو رپورٹ دے دوں ۔ پھر وہ جو حکم دے"...... عمران نے کہا اور کار میں بیٹھ کر اس نے ڈیش بورڈ میں موجود ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کی اور بٹن دبا دیا۔

"عمران کالنگ اوور"...... عمران نے کال دینی شروع کر دی۔

"ایکسٹو اوور"...... چند لمحوں بعد ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی اور عمران نے اسے اب تک کی تمام رپورٹ دے دی۔

"جولیا سے بات کراؤ اوور"...... دوسری طرف سے سرد لہجے میں کہا گیا۔

"یس باس ۔جولیا بول رہی ہوں اوور"...... جولیا نے جو فرنٹ سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی کہا۔

"جولیا ۔ تمام ممبرز کو کال کر کے ان کی ڈیوٹیاں لگا دو کہ وہ دارالحکومت کے تمام ایسے ہوٹل چیک کریں جس میں غیر ملکی آکر ٹھہرتے ہیں ۔خاص طور پر گذشتہ ایک ہفتے کے دوران آکر ٹھہرنے والے غیر ملکیوں کو باقاعدہ چیک کیا جائے اس کے ساتھ ساتھ ان مسافروں کے بھی کوائف حاصل کئے جائیں ۔ جو اس ہفتے کے دوران آئے اور پھر گذشتہ روز واپس چلے گئے ہوں ۔گریٹ لینڈ کے ساتھ ساتھ پالینڈ کے رہنے والوں کو بھی چیک کیا جائے اور تم ، صفدر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ ایئرپورٹ کی نگرانی کرو ۔صفدر وہاں ریکارڈ

چیک کر کے رپورٹ دے گا کہ گریٹ لینڈ اور پالینڈ سے گذشتہ ہفتے
کتنے مسافر آئے اور کل رات کتنے واپس گئے اور واپس جانے والوں کے
مکمل کوائف بھی حاصل کئے جائیں"...... ایکسٹو نے مخصوص لہجے
میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس اوور"...... جولیا نے کہا۔

"اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور عمران
نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"چیف نے تمہاری کوئی ڈیوٹی نہیں لگائی۔ تم ہمارے ساتھ
چلو"...... جولیا نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو
کر کہا۔

"اسے معلوم ہے کہ میں سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہوں۔ انتہائی
اعلیٰ پائے کا جاسوس ہوں۔ مجھے وہ بھلا نگرانی اور چیکنگ جیسے معمولی
کاموں پر کیسے لگا سکتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب
دیا۔

"ہونہہ۔ اعلیٰ پائے کے جاسوس۔ کبھی شکل دیکھی ہے آئینے میں۔
چڑی مار لگتے ہو"...... جولیا نے بھناتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چڑیا تو آج تک جال میں پھنسی نہیں ہے۔ میں خواہ مخواہ چڑی مار
لگتا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو جولیا نے جو کار کے
کھلے دروازے سے نیچے اتر رہی تھی چونک کر عمران کی طرف دیکھا اور
پھر بے اختیار مسکرا کر واپس پلٹ گئی۔ ظاہر ہے اس نے تو جھلاہٹ

میں محاورتاً بات کی تھی جب کہ عمران اسے کسی اور طرف لے گیا تھا۔
اس لئے بات جولیا کے دل کو لگی تھی۔ لیکن چونکہ موقعہ ایسا نہ تھا ورنہ
شاید وہ کوئی بات کرتی اس لئے اس نے صرف مسکرانے پر ہی اکتفا کیا
تھا۔ اس کے نیچے اترتے ہی عمران نے ہاتھ بڑھا کر کار کا دروازہ بند کیا
اور پھر ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔ اس کا ذہن ایک بار پھر فیکٹری
تباہ کرنے والے مجرموں کی طرف گھوم گیا تھا۔ فیکٹری سے ملنے والے
اس ٹاپس نے اسے واقعی چکرا کر رکھ دیا تھا۔ جہاں تک اسے معلوم تھا
کہ ایسے ٹاپس صرف پالینڈ کا باشندہ ہی استعمال کر سکتا ہے۔ کسی اور
ملک کا باشندہ ایسے ٹاپس استعمال کرنا گوارہ نہ کر سکتا تھا۔ کیونکہ
پھول کا ڈیزائن اتنا خوب صورت نہ تھا کہ کوئی دوسرا آدمی اس ڈیزائن
کو پسند کرتا۔ بلکہ اس پھول کی وجہ سے وہ ٹاپس خاصا بھدا سا لگ رہا تھا
لیکن عمران جانتا تھا کہ پالینڈ کے لوگ اس پھول سے دیوانگی کی حد
تک عشق کرتے ہیں۔ وہاں پالینڈ میں اس پھول کو تقدس کا درجہ
حاصل ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ وہ عورت جس کے
کان سے یہ ٹاپس گرا ہے۔ اس کا تعلق لازماً پالینڈ سے ہی ہو گا۔ لیکن
پالینڈ کی کسی عورت کا گریٹ لینڈ کے سرکاری ایجنٹوں میں شامل ہو
جانا بہت مشکل تھا۔ عام حالات میں تو اسے ناممکن ہی سمجھا جا سکتا تھا
حالانکہ خود پاکیشیا سیکرٹ سروس میں جولیا شامل تھی جس کا تعلق
سوئزرلینڈ سے تھا۔ لیکن عمران گریٹ لینڈ والوں کی عصبیت کے
بارے میں اچھی طرح جانتا تھا۔ اس لئے وہ ایسا سوچ رہا تھا۔ بہرحال

اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ یہ لوگ جو بھی ہیں ۔ان کا انجام انتہائی عبرت ناک ہوگا۔اس ادھیڑ بن میں وہ دانش منزل پہنچ گیا۔

"عمران صاحب ۔ کوئی خاص کلیو بھی ملا ہے"...... بلیک زیرو نے سلام دعا کے بعد پہلی بات یہی کی تھی۔

"بس ۔اس ٹاپس نے گڑبڑ پھیلادی ہے۔ورنہ تو سو فیصد گریٹ لینڈ کے ایجنٹوں کا ہی کام ہو سکتا ہے۔میں ذرا لیبارٹری میں اس ٹاپس اور اس مشینی ٹکڑے کا جس پر ریز فائر کی گئی ہیں ۔ تفصیلی تجزیہ کر لوں ۔ تم ایسا کرو کہ ٹرانسمیٹر پر میری فریکونسی ایڈجسٹ کر دو۔ہو سکتا ہے ٹائیگر کی کال آجائے ۔تو اسے لیبارٹری میں ہی ڈائریکٹ کرا دینا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا عمران تیز تیز قدم اٹھاتا لیبارٹری کی طرف جانے والے راستے کی طرف بڑھ گیا ۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے تک لیبارٹری میں مصروف رہنے کے بعد جب وہ واپس آپریشن روم میں آیا تو اس کے چہرے پر ایسے تاثرات موجود تھے ۔جیسے وہ کسی فیصلے تک پہنچ گیا ہو۔

"کوئی خاص بات معلوم ہوئی"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہاں ۔ فیکٹری انتہائی جدید ترین لیزر ریز سے بنے ہوئے ہتھیاروں سے تباہ کی گئی ہے ۔ایسے ہتھیار خاص طور پر ایسی ہی مشینری کو تباہ کرنے کے لئے تیار کئے جاتے ہیں ۔اس لئے یہ کام ایسے لوگوں کا ہے۔ جن کا کام ہی ایسی لیبارٹریوں کو تباہ کرنا ہے ۔یہ عام ایجنٹوں کا کام نہیں ہے ۔دوسری بات یہ کہ جن لوگوں نے بھی اسے تباہ کیا ہے

انہیں فیکٹری کے حفاظتی انتظامات کے سلسلے میں سائنسی طور پر مکمل آگاہی حاصل تھی اور وہ اس کا پہلے سے توڑ کر کے ہی آئے تھے اور تیسری بات یہ کہ یہ ٹاپس جس عورت کا ہے اس کا تعلق بہرحال پالینڈ سے ہے ۔ گریٹ لینڈ سے نہیں ہے ۔ کیونکہ ٹاپس ، پالینڈ کا ہی ہے اور پالینڈ میں قانونی طور پر اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز پر کمپیوٹر میں نشانات لگائے جاتے ہیں ۔ تاکہ اس چیز کی فروخت کا مکمل ریکارڈ کسی بھی وقت حاصل کیا جا سکے اور وہ ایسی چیزیں صرف مقامی افراد کو ہی فروخت کرتے ہیں ۔غیر ملکیوں کے لئے ان کی مصنوعات علیحدہ ہوتی ہیں ۔ جن کا ریکارڈ نہیں رکھا جاتا۔ کیونکہ ان کے ریکارڈ رکھنے کا وہاں کی مقامی پولیس کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ نجانے چیز خریدنے والا دنیا کے کس حصے کا رہنے والا ہے ۔اب اسے کہاں تلاش کیا جا سکتا ہے ۔اس ٹاپس پر بھی کمپیوٹر سیل نشان موجود ہے ۔اس کا مطلب ہے کہ وہ عورت پالینڈ کی ہی رہنے والی ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو اب آپ اس بارے میں معلومات حاصل کریں گے ۔ کیا فون پر یہ معلومات حاصل ہو سکتی ہیں یا وہاں پالینڈ جانا پڑے گا"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ٹرائی تو کی جا سکتی ہے ۔اگر اس عورت کا نام و پتہ مل جائے تو یہ انتہائی اہم ترین کلیو ہوگا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کو اپنی طرف کھسکایا۔

"ڈائری نکالو تاکہ میں پالینڈ کا رابطہ نمبر معلوم کر سکوں"۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے میز کی دراز سے سرخ جلد والی موٹی سی ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے ڈائری کھولی اور پھر تیزی سے اس کے صفحات پلٹتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد ایک صفحے پر اس کی نظریں جم سی گئیں وہ کچھ دیر غور سے اسے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے لیکن دو بار تو پوری طرح نمبر ہی ڈائل نہ ہو سکے کیونکہ درمیان میں ہی ٹون آجاتی تھی۔ جس کی وجہ سے عمران کریڈل دبا کر دوبارہ نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیتا اور پھر تیسری بار نمبر درست طور پر ڈائل ہو سکا۔

"یس۔ انکوائری پلیز"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"پولیس کمشنر کے آفس کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ایک نمبر دے دیا گیا اور عمران نے شکریہ کہہ کر کریڈل دبایا اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ کچھ دیر بعد ہی رابطہ قائم ہو گیا۔

"یس۔ پی اے ٹو سیکرٹری پولیس کمشنر"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کیا پولیس کمشنر صاحب متھیو آرنلڈ صاحب ہی ہیں"۔ عمران نے پوچھا۔

"متھیو آرنلڈ۔ اوہ نہیں جناب۔ وہ تو تین سال پہلے ریٹائر ہو چکے ہیں۔ اب تو ان کی جگہ پولیس کمشنر میکمن صاحب ہیں"۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوہ۔ میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں۔ متھیو آرنلڈ میرے ذاتی دوست تھے۔ میں ان سے بات کرنا چاہتا تھا"...... عمران نے کہا۔

"آپ ان کے کلب فون کر لیں۔ انہوں نے ریٹائرمنٹ کے بعد ولوین شاہراہ پر کلب کھول لیا ہے۔ گرین سٹار کلب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ اچھا۔ وہاں کا نمبر دے دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر دے دیا گیا اور عمران نے شکریہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"گرین سٹار کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ مسٹر متھیو آرنلڈ سے بات کرائیں"...... عمران نے کہا۔

"پاکیشیا سے۔ اوہ۔ اس قدر طویل فاصلے سے۔ ہولڈ کیجئے"۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور چند لمحوں بعد ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس۔ متھیو آرنلڈ بول رہا ہوں"...... بولنے والے کے لہجے میں الجھن سی تھی۔ جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ وہ کس سے مخاطب ہے۔

"شکر ہے بول تو رہے ہو۔ میں نے تو سنا تھا کہ آدمی ریٹائر ہونے

کے بعد جنگلوں اور ویرانوں میں نکل جاتا ہے۔ کیونکہ جو رعب دبدبہ نوکری میں ہوتا ہے۔ وہ ریٹائر ہونے کے بعد یکسر ہی ختم ہو جاتا ہے اور ویرانوں میں آدمی ظاہر ہے بولنا ہی بھول جاتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کون صاحب بات کر رہے ہیں"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"بھئی۔ تمہاری اس خاتون نے جس نے فون ملایا ہے۔ میرا تعارف نہیں کرایا۔ اوہ۔ ظاہر ہے اس قدر خوب صورت نام وہ تم تک کیسے پہنچا سکتی تھی۔ اس لئے اس نے اپنے لئے محفوظ کر لیا ہو گا۔ ویسے اس کا حدود اربعہ کیا ہے۔ میرا مطلب ہے۔ مس ہے مسز ہے یا"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی تھی۔

"آپ پاکیشیا سے ہی بول رہے ہیں۔ اوہ۔ اوہ کہیں آپ علی عمران تو بات نہیں کر رہے"...... متھیو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے۔ نہ صرف زبان حرکت میں ہے بلکہ یادداشت بھی موجود ہے۔ گڈ شو۔ پھر تو مبارک ہو"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ عمران تم۔ اس قدر طویل عرصے کے بعد۔ اوہ۔ کیا تم واقعی پاکیشیا سے ہی بول رہے ہو یا پالینڈ سے بات کر رہے ہو"۔ متھیو کے لہجے میں یک لخت بے تکلفی آ گئی تھی۔

"پاکیشیا سے ہی بول رہا ہوں۔ کیوں۔ تم نے یہ بات کیوں

پوچھی ہے"...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اس لئے کہ جس طرح تم لمبی بات کر رہے ہو۔ اس سے تو کال کا بل اتنا ہو جائے گا کہ اتنی لمبی کال کا خرچہ کوئی لارڈ ہی بھر سکتا ہے۔ جب کہ تم ہمیشہ یہی کہتے ہو کہ تم غریب آدمی ہو اور اپنے ملک کو تنخواہ دینے کے قابل نہیں ہو"...... متھیو نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اصل بات یہ ہے کہ یہاں پاکیشیا میں ہم غریبوں کے لئے فون والوں نے خصوصی انتظامات کر رکھے ہیں کہ کال کا بل سننے والے کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تمہارے پاکیشیا کے فون کا محکمہ یہاں پالینڈ میں مجھ سے فون کی رقم کیسے وصول کر سکتا ہے"...... متھیو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا ملک فلاحی ریاست کہلاتا ہے ناں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں مگر"...... متھیو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بس اگر مگر کی ضرورت نہیں ہے۔ فلاح تو بہرحال فلاح ہی ہوتی ہے۔ اس لئے تمہارے ملک کے پاکیشیا میں سفیر صاحب سے بات ہو چکی ہے کہ علی عمران کے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ وہ انتہائی ضروری کال پالینڈ کر سکے۔ تو فلاحی مملکت کے سفیر صاحب نے بڑے فراخ دلانہ انداز میں اجازت دے دی ہے کہ علی عمران بے شک کال کرے اور جتنی دیر چاہے کال کرے۔ فلاحی حکومت گرین سٹار کلب سے بل

وصول کر کے محکمہ فون پاکیشیا کو دلا دے گی"........ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ارے ارے۔اوہ۔اس لئے تم مزے لے لے کر یہ سب فضول باتیں کر رہے ہو۔ارے اتنے طویل فاصلے کی کال اور اتنی لمبی کیا میرا کلب نیلام کروانے کا ارادہ ہے۔جلدی بولو۔کیوں کال کی ہے۔کیا مقصد ہے۔مختصر بات کرو۔جلدی کرو۔ورنہ میں رسیور رکھ دوں گا"...... متھیو آرنلڈ نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔اتنا کیوں گھبرا گئے ہو۔لاکھوں کروڑوں کما رہے ہو۔کیا ہوا اگر سینکڑوں ہزاروں دینے پڑ گئے"........ عمران نے کہا۔

"تم نہیں بتاتے نہ بتاؤ۔میں بند کر رہا ہوں"........ متھیو آرنلڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"ارے ارے۔وہ تو میں مذاق۔ارے کمال ہے۔بند کر گیا۔ انتہائی کنجوس آدمی ہے"........ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کریڈل دبا کر دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"عمران صاحب۔آپ خود ہی تو کہتے ہیں کہ لوگوں کے ٹیکسوں سے سرکاری کام ہوتے ہیں۔اب آپ خواہ مخواہ لمبی کال کر رہے ہیں"........ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔تم اتنے عرصے سے دانش منزل میں بیٹھے ہو اور تمہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ اس فون کا سسٹم کیا ہے"........ عمران نے چونک کر کہا۔

"سسٹم۔کیا مطلب۔اس کا بل ادا نہیں ہوتا"...... بلیک زیرو نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا تمہیں کبھی بل آیا ہے۔کبھی بل ادا کیا ہے تم نے"۔عمران نے رابطہ نہ ملنے پر کریڈل دبا کر ایک بار پھر نمبر ڈائل کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے بل کیا آنا ہے۔اس عمارت کے بل تو حکومت ادا کرتی ہے"........ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"بھئی بلیک زیرو صاحب۔یہ فون اگر عام فون ہوتا تو اب تک لاکھوں بار اسے ٹریس کیا جا چکا ہوتا۔اس فون کا تعلق ایکس چینج سے اس طرح نہیں ہے۔جس طرح عام فون کا ہوتا ہے۔اس لئے تم بل کی فکر مت کیا کرو۔اس کا نہ ہی بل آتا ہے اور نہ اندراج کیا جاتا ہے"........ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت کے گہرے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔رابطہ ایک بار پھر قائم نہ ہوا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"کچھ دیر بعد پھر ٹرائی کروں گا"........ عمران نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔آپ نے بڑی عجیب بات کی ہے۔میرا تو خیال تھا کہ اس فون نمبر کو ایکس چینج میں خفیہ رکھا گیا ہے۔لیکن آپ کہہ رہے ہیں کہ اس کا تعلق تو ایکس چینج سے ہے لیکن عام فون کی طرح نہیں ہے۔پھر کس طرح ہے یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی"۔بلیک زیرو نے کہا۔وہ واقعی بے حد حیران ہو رہا تھا۔

"جو چیز موجود ہو اسے آخر تک خفیہ رکھا جا سکتا ہے۔ ویسے بھی آج
کل ایسے جدید آلات آ گئے ہیں کہ خفیہ سے خفیہ فون کو بھی ٹریس کی
جا سکتا ہے اور اس کا محل وقوع بھی۔ اگر یہ نمبر ٹریس کر لیا جائے ا
ایکسٹو اس نمبر پر بات کرے تو پھر انتہائی آسانی سے دانش منزل کو بھ
بطور سیکرٹ سروس ہیڈ کوارٹر ٹریس کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کس طرح تعلق ہے۔ کس طرح کال آن ہو جاتی ہے"
بلیک زیرو نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"ایکس چینج سے تعلق کے بغیر تو کال آ جا نہیں سکتی۔ اس لئے تع
تو ہے۔ لیکن نہ ہی ایکس چینج والوں کو اس کا علم ہے اور نہ ہو سکتا
دانش منزل کی چھت پر ایک دیوار کے اندر ایک انتہائی جدید مش
نصب ہے۔ جسے باہر سے چیک بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس مشین
تعلق خصوصی ریڈیو لہروں کی مدد سے ایکس چینج کے ایک خاص
سے ہے۔ جب بھی یہ نمبر ایکس چینج میں ڈائل ہوتا ہے۔ تو یہ م
ریڈیو لہروں کی مدد سے اسے براہ راست کیچ کر لیتی ہے اور یہاں
بج اٹھتی ہے اور بات چیت ہو جاتی ہے۔ جب یہاں سے کال کی
ہے۔ تب بھی یہ مشین ریڈیو لہروں کی مدد سے ایکس چینج سے خو
رابطہ قائم کر لیتی ہے اور جس وقفے میں کال نہیں ہوتی۔ اس وقفے
سوائے ان مخصوص ریڈیو لہروں کے اس مشین اور ایکس چینج
درمیان کوئی لنک نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ اس نمبر کو آج تک

نہیں کیا جا سکا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو
کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"کمال ہے۔ اس قدر خفیہ اور جدید سسٹم۔ میں نے تو کبھی اتنی
گہرائی میں سوچا ہی نہ تھا"...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا

"تمہاری حیرت بجا ہے۔ تم بہت دیر بعد دانش منزل میں آئے ہو
تمہیں معلوم ہی نہیں ہے کہ اسے خفیہ رکھنے میں کس قدر محنت اور
دماغی عرق ریزی سے کام لیا گیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے
اس بار رابطہ قائم ہو گیا اور دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی
دینے لگی۔

"گرین سٹار کلب"...... دوسری طرف سے پہلے والی نسوانی آواز
سنائی دی۔

"میتھیو آرنلڈ صاحب سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے علی عمران
بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ یہ دوسری کال تو میرے حساب میں نہیں کی جا
رہی"...... میتھیو کی آواز سنائی دی۔

"اس قدر کنجوس ہو گئے ہو۔ مجھے معلوم نہ تھا۔ فکر مت کرو۔ میں
مذاق کر رہا تھا۔ ویسے اگر کہو تو میں اس وقت کا معاوضہ بھی ساتھ ہی
بھجوا دوں۔ جو تم مجھ سے بات کرنے میں ضائع کر رہے ہو"۔ عمران

نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے تم تو ناراض ہو گئے ہو۔ یہ بات نہیں ہے۔ مجھے دراصل انتہائی ضروری کال آنے والی تھی اور تمہاری بات ہی ختم نہ ہو رہی تھی۔ اس لئے مجبوراً میں نے رسیور رکھ دیا تھا اور وہی ہوا اور اسی لمحے وہ کال آ گئی۔ اب بے شک جتنی لمبی بات کرنا چاہو کر لو۔ اب میں فارغ ہوں اور بل بھی ادا کرنے کے لئے تیار ہوں"...... متھیو نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اسی لئے فوراً کال نہ مل رہی تھی"...... عمران سمجھ تو گیا تھا کہ وہ صرف شرمندگی مٹانے کے لئے ایسا کہہ رہا ہے۔ ورنہ اسے معلوم تھا کہ جدید فون سسٹم میں کال پینڈنگ بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ اب اسے مزید شرمندہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے اس کی بات کی تائید کر دی تھی۔

"ہاں۔ بہرحال بتاؤ کیا بات ہے۔ کیا پالینڈ کا کوئی مجرم وہاں پاکیشیا پہنچ گیا ہے"...... متھیو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بس چند معلومات چاہئیں تھیں۔ پالینڈ کی ایک سیاح خاتون سے اتفاقاً معلومات ہو گئی تھی۔ اس خاتون نے کانوں میں ایسے ٹاپس پہنے ہوئے تھے۔ جن پر پالینڈ کے قومی پھول کا ڈیزائن بنا ہوا تھا۔ پھر اتفاقاً ان کا ایک ٹاپس گر گیا اور مجھے اور اسے پتہ نہ چلا۔ اب ہوٹل والوں نے وہ ٹاپس مجھے بھجوا دیا اور وہ خاتون نہ جانے کہاں چلی گئی ہیں۔ میری بھی ان سے ملاقات

نیل تک ہی محدود رہی تھی۔ ٹاپس کافی قیمتی لگتا ہے۔ اس ٹاپس پر کمپیوٹر سیل نشانات موجود ہیں۔ میں نے سوچا کہ اس کی مدد سے اس کو ٹریس کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"خواہ مخواہ بہانے بازی مت کرو۔ سیدھی بات کرو۔ کہ تم اس ٹاپس کی مدد سے کوئی کلیو حاصل کرنا چاہتے ہو۔ بہرحال وہ ایڈیکشن نمبر لکھوا دو۔ میں ابھی سب کچھ معلوم کر لیتا ہوں"...... دوسری طرف سے متھیو نے کہا اور عمران نے ہنستے ہوئے ٹاپس پر لکھا ہوا نمبر لکھوا دیا۔

"ایک گھنٹے بعد دوبارہ فون کرنا یا پھر اپنا نمبر مجھے دے دو۔ میں فون کر لوں گا"...... متھیو نے کہا۔

"میں خود کر لوں گا۔ تم ذرا تسلی سے معلومات حاصل کرنا"۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"وہاں تو سینکڑوں دکانیں ہوں گی۔ کس کس سے معلوم کرے گا"...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ نمبر دکان یا ادارے کا کوڈ نمبر ہوتا ہے اور وہ کوڈ بک میں موجود ہوتا ہے۔ اس لئے وہ صرف اتنا کرے گا کہ کوڈ بک سے اس دکان یا ادارے کا پتہ معلوم کرے گا اور پھر وہاں فون کر کے ان سے ریکارڈ حاصل کرے گا"...... عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ایک گھنٹے بعد عمران نے دوبارہ رابطہ قائم کرنا شروع کر دیا۔

"کچھ معلوم ہوا متھیو کہ یہ ٹاپس کب فروخت کیا گیا ہے" ۔ عمران نے رابطہ قائم ہوتے ہی اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"ہاں یہ ٹاپس چار ماہ پہلے ایک خاتون ڈیزی پارکنس کو فروخت کیا گیا ہے ۔ ریکارڈ کے مطابق ڈیزی یہاں کے ایک مقامی کالج کی سائنس سٹور کی سٹور کیپر ہے ۔ مجھے چونکہ معلوم تھا کہ تم نے صرف اتنی سی بات سے مطمئن نہیں ہو جانا ۔ اس لئے میں نے کالج کے منتظم سے رابطہ قائم کیا اور ڈیزی کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنی چاہیں تو انہوں نے بتایا کہ مس ڈیزی واقعی دو ماہ قبل تک ان کے کالج میں سٹور کیپر تھیں ۔ لیکن پھر انہوں نے سروس چھوڑ دی ہے اور سنا گیا ہے کہ انہیں ایکریمیا میں کوئی اچھی جاب مل گئی ہے اور وہ ایکریمیا چلی گئی ہیں"....... متھیو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کس کالج میں وہ سروس کرتی رہی ہے"....... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"ڈرس سائنس کالج ۔ یہاں کے مقامی کالجوں میں سے ایک ہے اس کے ڈائریکٹر کا نام ہان البرٹ ہے اگر تم چاہو تو اس سے میرا حوالہ دے کر براہ راست بھی بات کر سکتے ہو ۔ فون نمبر میں بتا دیتا ہوں"....... دوسری طرف سے متھیو نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون نمبر بھی بتا دیا۔

"بے حد شکریہ متھیو ۔ تم نے واقعی ایک طویل عرصے بعد دوستی کا خیال رکھا ہے" ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ۔ پالینڈ میں جب بھی کوئی کام ہو بلا تکلف مجھے فون کر لینا"....... دوسری طرف سے متھیو نے کہا اور عمران نے گڈ بائی کہہ کر رسیور رکھ دیا ۔ اس کی پیشانی پر شکنیں سی ابھر آئی تھیں

"یہ اہم کلیو بھی ضائع ہو گیا ۔ اب ایکریمیا میں کہاں اس ڈیزی پارکنس کو تلاش کیا جا سکتا ہے"....... بلیک زیرو نے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"کلیو ضائع نہیں ہوا ۔ بلکہ اس سے یہ کنفرم ہو گیا ہے کہ فیکٹری پر حملہ کرنے کے لئے واقعی تربیت یافتہ افراد کو استعمال کیا گیا ہے جہاں تک ڈیزی کا ایکریمیا جانے کا سوال ہے ۔ میرے خیال میں ایسا نہیں ہوا ۔ بلکہ ڈیزی ایکریمیا کی بجائے گریٹ لینڈ گئی ہو گی اور چونکہ وہ سائنسی سامان کی سٹور کیپر تھی اور یقیناً اس کے لئے ایسے سائنسی آلات کے استعمال اور شناخت میں کوئی خصوصی کورس کیا ہو گا ۔ اس لئے یہاں گریٹ لینڈ میں اسے کسی ایسے گروپ سے اٹیچ کیا گیا ہو گا ۔ جس کا تعلق سائنس لیبارٹری یا دفاعی فیکٹریوں کی تباہی سے ہو گا ۔ موجودہ دور میں سپر پاورز نے ایسی خصوصی تنظیمیں قائم کی ہوئی ہیں اب اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے ایسی تنظیموں کا سراغ لگانا ہے" ۔ عمران نے کہا۔

"یہ بھی ہو سکتا ہے کہ گریٹ لینڈ والوں نے اس سلسلے میں ایکریمیا کی کسی ایسی تنظیم کو ہائر کر لیا ہو"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں ۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ

ہی اس نے میز پر رکھی ہوئی سرخ رنگ کی ڈائری اٹھائی اور اسے کھو
کر ایک بار پھر اس کے صفحات پلٹنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد ا
کی نظریں ایک صفحے پر رک گئیں۔ چند لمحوں تک وہ اس صفحے کو غ
سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ڈائری کو بند کر کے میز پر رکھا اور رسیور ا
کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" یس۔ بلیو سٹار آرگنائزیشن "...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری
طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

" پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ سپیشل ممبر "
عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ یس سر۔ حکم فرمایئے "...... دوسری طرف سے چند لمحوں کی
خاموشی کے بعد مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

" مجھے ممبر بنتے وقت بتایا گیا تھا کہ بلیو سٹار آرگنائزیشن میں ایک
شعبہ خصوصی طور پر ایسی تنظیموں۔ سرکاری اور پرائیویٹ تنظیموں
اور گروپس کو ڈیل کرتا ہے۔ جن کا تعلق کسی نہ کسی طرح سائنس
سے ہوتا ہے۔ کیا اب بھی ایسا شعبہ موجود ہے "...... عمران نے
انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

" یس سر۔ ہمارا یہ شعبہ تو سب سے کامیاب رہا ہے۔ اسے " ایس
ایس " سیکشن کہتے ہیں۔ کیا آپ نے اس شعبے سے رابطہ قائم کرنا
ہے "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہاں "...... عمران نے جواب دیا۔

" ایس ایس شعبے کے انچارج مسٹر فلائیر سے بات کراتا ہوں "۔
سری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز ابھری۔

" ہیلو۔ انچارج ایس ایس سیکشن فلائیر بول رہا ہوں "۔ بولنے
لے کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

" مجھے۔ پرنس آف ڈھمپ کہتے ہیں اور میں پاکیشیا سے بول رہا
ں "...... عمران نے کہا۔

" یس سر۔ آپ کے متعلق سیکرٹری صاحب نے مجھے بریف کر دیا
ہے۔ فرمایئے "...... فلائیر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ کے پاس ایسی کتنی تنظیموں کے اعداد و شمار موجود ہیں۔ جو
انسی لیبارٹریوں یا دفاعی فیکٹریوں کی تباہی میں مہارت رکھتی
ں "...... عمران نے پوچھا

" ایک منٹ جناب۔ میں کمپیوٹر سے معلوم کرتا ہوں "۔ دوسری
ف سے کہا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد فلائیر کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

" ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں "...... فلائیر نے پوچھا۔

" یس "...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" سر ہمارے پاس انیس ایسی تنظیموں کے بارے میں مواد موجود
ہے "...... فلائیر نے جواب دیا۔

" ان میں سے کتنی تنظیموں کا تعلق گریٹ لینڈ سے ہے "۔ عمران
ے پوچھا۔

" گریٹ لینڈ سے چار تنظیمیں متعلق ہیں اور چاروں پرائیویٹ

ہیں"...... فلائیر نے جواب دیا۔
"کیا ان تنظیموں سے متعلق افراد کے متعلق بھی مواد آپ کے
پاس موجود ہوتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔
"مکمل تو نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی جس قدر افراد کے متعلق
معلومات اکٹھی ہو سکی ہیں کی گئی ہیں"...... فلائیر نے جواب دیا۔
"پالینڈ کی رہنے والی ایک خاتون جس کا نام ڈیزی پار کنس ہے۔
اس کے بارے میں مجھے معلومات چاہئیں کہ اس کا تعلق کس تنظیم
سے ہے"...... عمران نے کہا۔
"ڈیزی پار کنس۔ کیا صرف گریٹ لینڈ سے متعلق تنظیموں کو
چیک کرنا ہے یا تمام تنظیموں کو"...... فلائیر نے پوچھا۔
"میرا ذاتی خیال تو یہی ہے کہ اس کا تعلق گریٹ لینڈ کی کسی تنظیم
سے ہو گا۔ آپ پہلے انہیں چیک کریں اور اگر ان میں ایسا نام نہ ہو تو
پھر باقی تنظیموں کو بھی چیک کر لیں"...... عمران نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔
"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے فلائیر نے کہا
اور عمران نے اوکے کہہ دیا۔ تقریباً تین منٹ بعد ایک بار پھر فلائیر کی
آواز سنائی دی۔
"ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... فلائیر نے کہا۔
"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"سر۔ پالینڈ سے متعلق ایک تنظیم ہائی ٹاورز کی لسٹ میں مس

ڈیزی پار کنس کا نام موجود ہے۔ وہ اس تنظیم کے آپریشن سیکشن کی
انچارج ہے"...... دوسری طرف سے فلائیر نے جواب دیا۔ تو عمران
چونک پڑا۔
"ہائی ٹاورز۔ یہی نام بتایا ہے ناں آپ نے"...... عمران نے
ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔
"یس سر۔ یہ ایسی تمام تنظیموں میں سب سے فعال تنظیم ہے"۔
فلائیر نے جواب دیا۔
"اس کے متعلق اہم باتیں مجھے آپ فون پر ہی بتا دیں"...... عمران
نے پوچھا۔
"سر جیسا میں نے پہلے بتایا ہے۔ یہ سب تنظیموں میں اس وقت
زیادہ فعال اور کامیاب تنظیم ہے۔ اس کی لسٹ میں بہت سے اہم
کارنامے موجود ہیں۔ اس کے چیف کا نام جیرم ہے۔ یہ تنظیم انتہائی
جدید ترین سائنسی آلات اپنے مشن کے لئے استعمال کرتی ہے۔
انتہائی تیزی سے کام کرنے کی عادی ہے۔ اس لئے زیادہ تر ایکریمین
حکومت اسے روسیاہ اور شوگران کے خلاف ہائر کرتی ہے۔ باچان میں
بھی اس نے بے شمار مشنز سرانجام دیئے ہیں۔ اس کے تین شعبے ہیں۔
ایک شعبہ ایڈمنسٹریشن کا ہے۔ اس کا انچارج جیرم ہے۔ دوسرے
شعبے کا تعلق سائنسی فارمولوں کا حصول ہے۔ اس شعبے کا انچارج
فینس ہے اور تیسرا شعبہ آپریشنل کا ہے۔ اس کی انچارج مس ڈیزی
پار کنس ہیں۔ آپریشنل شعبے کا کام لیبارٹری یا دفاعی فیکٹریوں کو تباہ

کرنا ہے"۔ فلائیر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"پالینڈ میں ہے۔ لیکن اس کے بارے میں مکمل کوائف آج تک نہیں مل سکے۔ البتہ کہا جاتا ہے کہ وہاں سائنسی آلات کا بزنس کرنے والی ایک فرم ڈومیکو کارپوریشن جس کا آفس پالینڈ کے دارالحکومت ایل روڈ پر واقع ڈومیکو پلازا میں ہے۔ ڈومیکو کارپوریشن کا چیئرمین مسٹر سالٹ کے ذریعے عام طور پر ہائی ٹاورز سے رابطہ کیا جاتا ہے"۔ فلائیر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ مس ڈیزی کے متعلق مزید معلومات"...... عمران نے پوچھا۔

"مس ڈیزی پالینڈ کے کسی مقامی کالج میں ملازم ہیں۔ بس اتنا ہی معلوم ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ بل بجوا دیں۔ گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ہائی ٹاورز۔ میرا خیال ہے کہ یہ نام میں نے پہلے بھی سنا ہوا ہے۔ میری لائبریری میں چیک کرتا ہوں"...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ لائبریری کی طرف بڑھ گیا۔

خوبصورت دفتری انداز میں سجے ہوئے ایک چھوٹے سے کمرے میں میز کے پیچھے ایک لمبے قد اور بھاری ورزشی جسم کا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے کاندھے ضرورت سے زیادہ چوڑے تھے۔ چہرے مہرے سے وہ انتہائی نرم اور انتہائی دھیمے مزاج کا آدمی لگتا تھا۔ اس کی آنکھوں پر سنہرے باریک فریم کا چشمہ موجود تھا۔ میز کی دوسری طرف کرسی پر ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ لڑکی کان سے رسیور لگائے کسی سے باتوں میں مصروف تھی۔ جب کہ وہ نوجوان سامنے کھلی ہوئی فائل پڑھنے میں مصروف تھا۔ پھر اس لڑکی نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"اب بند بھی کرو اس فائل کو جیرم۔ یاد ہے تم نے کل وعدہ کیا تھا کہ آج سر ہوٹل میں ہونے والے فنکشن میں ہم شرکت کریں گے"۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تم اس ڈیوڈ سے اس طرح میٹھی میٹھی باتیں کر رہی تھیں کہ ا
سے برداشت نہ ہو رہا تھا۔ اس لئے مجبوراً میں فائل میں سر کھپانے ک
کوشش کر رہا تھا۔ لیکن یہ صرف کوشش ہی تھی۔ ورنہ میرا دل چاہ ر
تھا کہ جا کر اس ڈیوڈ کا سر توڑ دوں "...... نوجوان نے مسکراتے ہوئے
کہا اور لڑکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

" اچھا تو اب تمہارے اندر بھی رقابت کے جراثیم پیدا ہونے لگ
گئے ہیں۔ پہلے تو تم ایسی باتیں نہیں سوچا کرتے تھے "...... لڑکی نے
ہنستے ہوئے کہا۔

" پہلے تم مجھے اتنی خوبصورت بھی نہ لگتی تھیں "...... نوجوان نے
بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

وہ لڑکی ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی اور پھر اس سے پہلے کہ ان
کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج
اٹھی اور نوجوان نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس۔ جیرم بول رہا ہوں "...... نوجوان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" میتھاکس بول رہا ہوں باس۔ آپ کے لئے انتہائی اہم اطلاع
ہے "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ تو جیرم بے اختیار چونک پڑا۔

" کیسی اطلاع "...... جیرم نے تیز لہجے میں کہا۔

" باس۔ میرا ایک دوست ایکریمیا میں معلومات فروخت کرنے
والی سب سے بڑی ایجنسی بلیو سٹار آرگنائزیشن میں ریکارڈ کیپر ہے۔
اسے معلوم ہے کہ میرا تعلق ہائی ٹاورز سے ہے۔ اس نے ابھی مجھے

اطلاع دی ہے کہ پاکیشیا سے کسی پرنس آف ڈھمپ نے بلیو سٹار
آرگنائزیشن سے ہائی ٹاورز کے بارے میں اور خاص طور پر مس ڈیزی
کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں "...... دوسری طرف سے کہا گیا
تو جیرم بے اختیار چونک پڑا۔

" پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ۔ لیکن کیا اس بلیو سٹار کے پاس
ہمارے متعلق کوئی مواد موجود ہے "...... جیرم نے حیران ہوتے
ہوئے کہا۔

" یس باس۔ مجھے بھی ابھی اس آدمی کی دی ہوئی اطلاع سے پتہ چلا
ہے کہ ان کے پاس ہمارے متعلق کافی مواد موجود ہے "...... میتھاکس
نے جواب دیا۔

" ویری بیڈ۔ مجھے تو آج تک اس بات کا خیال ہی نہ آیا تھا کہ کوئی
ایسی معلومات فروخت کرنے والی ایجنسی ہو سکتی ہے۔ جس کے پاس
ہمارا ریکارڈ موجود ہو۔ لیکن اسے ڈیزی کے بارے میں کیسے معلوم ہوا
اور اس بلیو سٹار نے کیا معلومات دی ہیں اس پرنس کو "...... جیرم نے
ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" جہاں تک مجھے بتایا گیا ہے۔ بلیو سٹار کے پاس مکمل معلومات تو
نہیں ہیں۔ البتہ ہائی ٹاورز کے تینوں سیکشنز کے انچارجوں کے نام اور
ڈومیکو کارپوریشن اور اس کے چیف مسٹر سالٹ کے بارے میں انہیں
معلومات حاصل ہیں۔ جو انہوں نے اس پرنس آف ڈھمپ کو مہیا کر
دی ہیں۔ مجھے حیرت اس بات پر ہوئی ہے کہ اس پرنس آف ڈھمپ

نے معلومات کا آغاز ہی مس ڈیزی سے کیا ہے اس نے پوچھا بھی ہے ہے کہ مس ڈیزی کا جس تنظیم سے تعلق ہو۔اس کے متعلق معلومات چاہئیں ۔اسے ہائی ٹاورز کے بارے میں کچھ معلوم نہ تھا"۔ میتھاکس نے کہااور جیرم نے اثبات میں سرہلادیا۔

"یہ پرنس آف ڈھمپ ہے کون ۔کس تنظیم سے اس کا تعلق ہے"۔جیرم نے کہا۔

"باس ۔میرا خیال ہے ۔اس کے لئے ہمیں بھی کسی ایجنسی سے رابطہ کرنا پڑے گا۔ویسے میں نے بلیوسٹار سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن پرنس چونکہ ان کا مستقل ممبر ہے ۔اس لئے پرنس کے بارے میں ریکارڈ نہیں رکھا گیا۔ویسے اور بہت سی تنظیمیں ہیں ۔جن کے پاس ایشیائی تنظیموں کے بارے میں ریکارڈ موجود ہوتا ہے ۔میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کردوں پھر ان سے رابطہ کروں"۔ میتھاکس نے کہا۔

"اوکے ۔فوراً معلومات حاصل کرواور مجھے تو یہ انتہائی خطرناک مسئلہ لگتا ہے"......جیرم نے کہا۔

"میں ابھی کہیں نہ کہیں سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرکے آپ کو اطلاع دیتا ہوں"...... دوسری طرف سے میتھاکس نے کہااور جیرم نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"کیا بات ہے تم اس قدر پریشان کیوں ہو گئے ہو ۔اور میرا نام کس سلسلے میں لیا جا رہا تھا"...... لڑکی نے جس کا نام ڈیزی تھا اور جو

اس دوران خاموش بیٹھی رہی تھی جیرم کے رسیور رکھتے ہی اس سے مخاطب ہو کر کہااور جیرم نے اسے میتھاکس سے ہونے والی بات چیت کی تفصیل بتادی۔

"میرے متعلق اس نے معلومات حاصل کی تھیں لیکن وہ مجھے کیسے جانتا ہے میں پاکیشیا تو جعلی نام اور کاغذات سے گئی تھی اور مشن مکمل کرکے واپس آگئی ۔میرے متعلق وہ کیسے جان سکتا ہے"۔ڈیزی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس بات پر تو مجھے بھی حیرت ہو رہی ہے وہ شخص ہائی ٹاورز کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا صرف تمہارے متعلق جانتا تھا ۔اور تمہاری وجہ سے وہ اب ہائی ٹاورز کے بارے میں جان گیا ہے"۔جیرم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیا ہوا جان گیا ہے تو اس میں اتنا پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے زیادہ سے زیادہ تم اتنا کرو کہ سالٹ کو الرٹ کردو۔اگر یہ آدمی سالٹ کے پاس آئے گا تو سالٹ آسانی سے اس کا خاتمہ کرسکتا ہے"......ڈیزی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں اب یہی کرنا ہوگا۔ویسے پہلے یہ تو معلوم ہو جائے کہ یہ شخص ہے کون ۔اس کا تعلق کس تنظیم سے ہے ۔یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں کسی ایسی تنظیم کی خدمات حاصل کرلوں جو وہاں پاکیشیا میں ہی اس کا خاتمہ کرسکے"۔جیرم نے کہااور ڈیزی نے اثبات میں سرہلادیا۔

"تم نے فارمولا بھجوادیا ہے پارٹی کو"......چند لمحوں کی خاموشی کے

بعد ڈیزی نے پوچھا۔

"ہاں"...... جیرم نے جواب دیا اور پھر تقریباً دس منٹ بعد ایک بار پھر ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور جیرم نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس جیرم بول رہا ہوں"...... جیرم نے سخت لہجے میں کہا۔

"میتھا کس بول رہا ہوں باس میں نے اس پرنس آف ڈھمپ کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہیں۔ زیادہ تفصیلات کا تو علم نہیں ہو سکا البتہ اتنا معلوم ہوا ہے کہ اس کا اصل نام علی عمران ہے یہ مسخرہ سا آدمی ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے فری لانسر کے طور پر کام کرتا ہے"...... دوسری طرف سے میتھا کس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مسخرہ سا آدمی۔ کیا مطلب۔ مسخرے سے تمہاری کیا مراد ہے"۔ جیرم نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"باس یہی معلوم ہوا ہے کہ وہ احمقانہ انداز میں گفتگو کرتا ہے اور مسخروں جیسی حرکتیں کرتا ہے بس اتنا ہی معلوم ہوا ہے"۔ میتھا کس نے جواب دیا۔

"تم ایسا کرو کہ ایکریمیا میں باب کارب سے رابطہ کر کے اسے کہو کہ وہ مجھ سے بات کرے اسے یقیناً اس بارے میں معلومات حاصل ہوں گی وہ ایکریمیا کی سیکرٹ ایجنسیوں سے کافی عرصے تک متعلق رہا ہے"...... جیرم نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور جیرم نے رسیور رکھ

دیا۔

"تم خواہ مخواہ الجھ گئے ہو۔ پتہ نہیں تمہیں کیا ہو گیا ہے ہو گا کوئی۔ اگر یہاں آیا تو اسے یہاں اس کی موت ہی کھینچ کر لے آئے گی۔ اب ہائی ٹاورز اتنی گری پڑی تنظیم بھی نہیں ہے کہ ایک مسخرے کو بھی نہ سنبھال سکے"...... ڈیزی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں ڈیزی۔ میرے چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ یہ آدمی ہمارے لئے انتہائی خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ اب تم خود دیکھو کہ تم نے آج تک بے شمار فیکٹریوں کو تباہ کیا ہے لیکن کہیں بھی کسی کو تمہارے متعلق علم نہیں ہو سکا لیکن یہاں پہلی بار ایسا ہوا ہے کہ ابھی تم مشن مکمل کر کے واپس آئی ہو کہ اس مسخرے کو تمہارے اصلی نام کی علم ہو گیا ہے اور اس نے تمہارے متعلق معلومات بھی حاصل کر لی ہیں"...... جیرم نے کہا۔

"تو اس سے کیا ہوتا ہے کسی نہ کسی طرح اسے کہیں سے معلومات مل گئی ہوں گی۔ پھر کیا ہوا میں اب پاکیشیا میں تو نہیں ہوں یہاں پالینڈ میں ہوں یہاں وہ میرا کیا بگاڑ سکتا ہے"...... ڈیزی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور جیرم نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ جیرم بول رہا ہوں"...... جیرم نے کہا۔

"باس۔ ایکریمیا سے باب کارب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"۔

دوسری طرف سے اس بار نسوانی آواز سنائی دی۔

"اوہ ہاں۔ مجھے خیال نہ رہا تھا کہ میں تمہیں اس کے متعلق پہلے بتا دیتا۔ بات کراؤ اس سے"...... جیرم نے کہا۔

"ہیلو۔ باب کارب بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"جیرم بول رہا ہوں باب کارب"...... جیرم کا لہجہ اس بار خاصا سرد تھا۔

"ہاں کیا بات ہے خیریت ہے میتھا کس نے مجھے کہا ہے کہ میں فوراً تم سے رابطہ کروں"۔ باب کارب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک آدمی کے بارے میں معلومات حاصل کرنی تھیں چونکہ تمہارا تعلق ایکریمیا کی سیکرٹ ایجنسیوں سے رہا ہے اور اس آدمی کے بارے میں یہی بتایا گیا ہے کہ اس کا تعلق بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اس لئے میرے ذہن میں تمہارا خیال آیا کہ تم یقیناً اس کے بارے میں کچھ نہ کچھ جانتے ہو گے"...... جیرم نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس مگر پالینڈ سے۔ تم پاکیشیا کیسے پہنچ گئے یعنی دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے"...... باب کارب نے ہنستے ہوئے کہا تو جیرم بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"ابھی حال ہی میں ہم نے پاکیشیا میں ایک مشن مکمل کیا ہے ہمارا مشن سو فیصد کامیاب رہا ہے"...... جیرم نے کہا۔

"وہ تو ظاہر ہے ہونا ہی تھا۔ ہائی ٹاورز کا مشن کیسے ناکام ہو سکتا ہے"...... دوسری طرف سے باب کارب نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا اور جیرم ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"اس تعریف کا شکریہ۔ یہ مشن ڈیزی نے مکمل کیا ہے کیونکہ آپریشنل سیکشن کی انچارج وہی ہے وہ پہلی بار پاکیشیا گئی تھی اور اتنا تو تم سمجھ سکتے ہو کہ ان معاملات میں ہر قسم کی احتیاط کی جاتی ہے اس کے باوجود ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا کے کسی پرنس آف ڈھمپ نے ڈیزی کے بارے میں معلومات فروخت کرنے والی ایجنسی سے معلومات حاصل کی ہیں میں نے پرنس آف ڈھمپ کے بارے میں معلوم کرایا ہے تو اتنا معلوم ہوا ہے کہ وہ کوئی مسخرہ سا آدمی ہے اس کا اصل نام علی عمران ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے بطور فری لانسر کام کرتا ہے اس پر میں نے سوچا کہ تم سے بات کروں کیا تم اسے جانتے ہو"...... جیرم نے کہا تو دوسری طرف سے کچھ دیر تک کوئی جواب سنائی نہ دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ باب کارب کیا بات ہے تم خاموش کیوں ہو گئے ہو"...... جیرم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے جیرم کہ مجھے تمہاری بات سن کر یقیناً بے حد دکھ ہوا ہے کہ آخر کار ہائی ٹاورز کی تباہی کا وقت آ ہی گیا اور مجھے دکھ اس بات پر ہو رہا ہے کہ میں عنقریب انتہائی مخلص دوستوں سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جاؤں گا"...... اس بار باب کارب کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو کیا پاگل تو نہیں ہو گئے ہو"...... جیرم نے

انتہائی غصے سے بھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم نے بات ہی ایسی کی ہے۔ مجھے واقعی یہی محسوس ہو رہا ہے کہ میں پاگل ہو گیا ہوں۔ جیرم جو نام تم نے لیا ہے یعنی علی عمران انتہائی خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہے انتہائی خوف ناک ایجنٹ تمہاری تو اس کے مقابل کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ سپر پاورز کی بڑی سیکرٹ سروسز اس کے نام سے کانپ جاتی ہیں اور نہ صرف سیکرٹ سروس بلکہ بڑی بڑی باوسائل مجرم تنظیمیں اس کے ہاتھوں فنا ہو چکی ہیں کس احمق نے کہا تھا کہ تم پاکیشیا میں جا کر کوئی مشن مکمل کرو اور اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر دو۔ تم نے دیکھا کہ اس نے وہیں بیٹھے بیٹھے مس ڈیزی کے بارے میں بھی معلومات حاصل کر لیں اور تمہاری تنظیم کے متعلق بھی اور اب وہ آندھی اور طوفان کی طرح تم پر ٹوٹ پڑے گا"۔ باب کارب نے کہا تو جیرم کی آنکھیں حیرت سے پھٹتی چلی گئیں۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو باب کارب تم واقعی پاگل ہو چکے ہو ایک مسخرہ آدمی بھلا ہائی ٹاورز سے کیسے ٹکرا سکتا ہے میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے"...... جیرم نے کہا۔

"اس کا علم تمہیں جلدی ہو جائے گا میرا مشورہ مانو جو کچھ تم نے اس کے ملک سے حاصل کیا ہے فوراً اسے واپس لوٹا دو اور اس سے معافی مانگ لو ورنہ پوری دنیا میں تمہیں کہیں بھی جائے پناہ نہ مل سکے گی"...... دوسری طرف سے باب کارب نے کہا۔

"یو نانسنس۔ تم مسلسل میری توہین کرتے چلے جا رہے ہو تم میرے دوست ہو اس لئے میں نے اتنا برداشت بھی کر لیا ہے ورنہ تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا تو میں اس کی زبان ہی کاٹ ڈالتا اور دیکھ لوں گا اسے"...... جیرم نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک دھماکے سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"نانسنس۔ احمق۔ الو۔ گدھا"...... جیرم کے منہ سے مسلسل گالیاں نکل رہی تھیں اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بھڑک رہا تھا۔

"ارے۔ ارے۔ کیا ہوا آج تک تو تمہیں اتنا غصہ کبھی نہیں آیا کیا ہوا۔ کیا باب کارب نے کوئی خاص بات کہہ دی ہے وہ تو تمہارا بہترین دوست ہے"...... ڈیزی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ پاگل ہو گیا اس لئے تو مجھے اس پر غصہ آرہا ہے"...... جیرم نے کہا اور اس نے باب کارب کی بتائی ہوئی ساری باتیں دوہرا دیں۔

"اب تم بتاؤ کہ اس کا دماغ خراب نہیں ہوا تو اور کیا ہوا ہے بھلا یہ بھی کوئی بات ہے کہ ایک آدمی چاہے وہ کتنا ہی چالاک عیار اور خطرناک کیوں نہ ہو وہ ہائی ٹاورز کو کیسے تباہ کر سکتا ہے لیکن وہ تو ایسے کہہ رہا تھا جیسے ہم تو سب بچے ہوں اور وہ کوئی مافوق الفطرت چیز ہو اور ہمیں فوراً اس کے قدموں میں گر کر معافی مانگنی چاہئے"۔ جیرم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"باب کارب تو انتہائی سمجھ دار آدمی ہے کیا نمبر ہے اس کا میں خود اس سے بات کرتی ہوں"...... ڈیزی نے کہا۔

"چھوڑو دفع کرو اسے آؤ وہاں فنکشن پر چلیں۔ لعنت بھیجو ان سم
پر جب وہ آئے گا تو دیکھ لیں گے ہیں۔ اسے چٹکی میں مسل کر نہ رکھ
دوں تو جیرم نہ کہنا مجھے۔ ہونہہ نانسنس مجھے ڈرا رہا ہے ایک آدم
سے "۔ جیرم کا غصہ اسی طرح قائم تھا۔
تم نمبر تو بتاؤ میں بات کرتی ہوں اس سے۔ کم از کم اس سے اس
کے بارے میں مزید تفصیلات تو معلوم کر لوں تاکہ کچھ نہ کچھ حفاظ
اقدامات تو کر لیں"...... ڈیزی نے کہا تو جیرم نے ہونٹ چباتے ہوئے
نمبر بتا دیا اور ڈیزی نے فون کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے اسے
ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

کمرے کے دروازے پر دستک کی آواز سنتے ہی میز کے پیچھے بیٹھے
وئے میکاسے نے فائل سے سر اٹھایا ایک لمحے کے لیے غور سے
روازے کی طرف دیکھا۔
"یس کم ان"...... اس نے گھمبیر لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ
ھلا اور نارمن اندر داخل ہوا۔
"اوہ نارمن تم۔ آؤ بیٹھو۔ میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے میکاسے نے
نک کر مسکراتے ہوئے کہا۔
"مبارک ہو باس۔ ہمارا مشن مکمل ہو گیا اور کسی کو علم تک
یں ہو سکا"...... نارمن نے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے
ا۔
"ہاں واقعی اس بار انتہائی بے داغ طریقے سے کام ہوا ہے۔ ہائی
ورز واقعی ایسے کاموں میں اعلیٰ درجے کی مہارت رکھتی ہے۔

اور یہ سب کچھ تمہارے مشورے سے ہوا ہے۔ میں نے اعلیٰ حکا
کو تمہارے متعلق تعریفی رپورٹ بھیج دی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تمہیں
اس کا انعام ضرور ملے گا"۔۔۔۔ باس نے کہا تو نارمن کے چہرے
مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"بے حد شکریہ باس۔ آپ واقعی قدر شناس ہیں"۔۔۔۔۔ نارمن ۔
مسرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"ادھر پاکیشیا میں کیا صورت حال ہے۔ اتنی جدید اور اس قدر
فیکٹری کی تباہی سے تو وہ لوگ پاگل ہو گئے ہوں گے"۔۔۔۔۔ باس ۔
چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"ظاہر ہے باس۔ یہ ان کے لئے ان کی تاریخ کا سب سے بڑا نقصا
ہے"۔۔۔۔۔ نارمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم تو کرانا چاہئے تھا۔ مجھے دراصل پاکیشیا سیکر
سروس اور اس علی عمران کی طرف سے فکر ہے۔ وہ لازماً اس سلسلے
بے پناہ بھاگ دوڑ کریں گے اور تم جانتے ہو کہ وہ کس قدر خطرناک
لوگ ہیں"۔۔۔۔۔ باس نے کہا۔

"کچھ بھی کر لیں باس۔ وہ مجھ تک تو کسی صورت میں بھی نہیں پہ
سکتے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ ہائی ٹاورز تک ہی نہیں پہنچ سکتے۔ انہیں
کبھی خواب میں بھی یہ خیال نہیں آسکتا کہ پالینڈ کی کوئی تنظیم یا کمپنی
میں واردات کر سکتی ہے اور اگر بفرض محال وہ کسی طرح ہائی ٹاو
تک پہنچ بھی جائیں۔ تب بھی وہ ہم تک نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ ہا

ورز نے بکنگ جی تھری کے ذریعے کی ہے اور فارمولا بھی جی تھری کو
بھجوایا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ جی تھری کے بارے میں اتنی بڑی ڈیل
رنے کے باوجود ہم بھی کچھ نہیں جانتے۔ وہ کیا جان سکیں گے"۔
ارمن نے کہا۔

"ہاں۔ یہ سب کچھ تو ہے۔ لیکن اس کے باوجود بہتر ہے کہ ان کی
سرگرمیوں کے بارے میں ہمیں ساتھ ساتھ معلوم ہوتا رہے"۔ باس
نے کہا۔

"لیکن باس اس میں ایک خطرہ بھی تو ہے کہ نگرانی کے دوران اگر
ہمارا کوئی آدمی ان کے ہاتھ لگ گیا تو پھر وہ براہ راست ہم پر چڑھ
دوڑیں گے۔ پہلے بھی ہمارے سفارت خانے کے آدمی اس میں ملوث
رہے ہیں اور انہیں سب سے زیادہ شک بھی ہم پر ہی ہو گا"۔۔۔۔۔ نارمن
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات بھی درست ہے نارمن۔ واقعی وہ سب سے پہلے ہم
پر ہی شک کریں گے۔ تم نے اس سلسلے میں حفاظتی اقدامات مکمل کر
لئے ہیں ناں"۔۔۔۔۔ باس نے کہا۔

"یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ وہ ہم تک کسی صورت بھی نہ پہنچ
سکیں گے اور ویسے بھی فارمولا ہم تک پہنچ چکا ہے اب ہمیں ان کے
بارے میں مزید کوئی فکر نہیں کرنی چاہئے"۔۔۔۔۔ نارمن نے کہا اور پھر
اس سے پہلے کہ باس کوئی جواب دیتا میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی
بج اٹھی۔ باس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ میکاسے بول رہا ہوں"...... باس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر جاسٹی بول رہا ہوں۔ مجھے چیف سیکرٹری صاحب نے کہا کہ فارمولے کے سلسلے میں کوئی بات اگر کرنی ہو تو آپ سے راست کی جا سکتی ہے"...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی سنائی دی۔

"ڈاکٹر جاسٹی۔ مگر میں تو آپ کے بارے میں کچھ نہیں جانتا" باس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں دس منٹ بعد پھر فون کروں گا۔ آپ چیف سیکرٹری سے میرے متعلق بات کر لیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"ڈاکٹر جاسٹی۔ یہ کون ہے اور پھر اس نے براہ راست مجھے کیسے فون کیا ہے"...... باس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر کریڈل دو تین بار دبایا۔

"یس سر"...... چند لمحوں بعد ہی اس کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"چیف سیکرٹری صاحب جہاں بھی ہوں۔ ان سے بات کراؤ" باس نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"باس۔ یہ یقیناً کسی خفیہ لیبارٹری کے انچارج ہوں گے اور ا... میزائل کا فارمولا ان کے حوالے ہی کیا گیا ہو گا"...... نارمن نے کہا۔

"ہمیں پھر بھی محتاط رہنا ہو گا"...... باس نے کہا اور نارمن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور باس

نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"چیف سیکرٹری صاحب سے بات کیجئے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو مسٹر میکا سے۔ میں چیف سیکرٹری اینڈری بول رہا ہوں۔ خیریت ہے۔ اس وقت کیسے کال کی ہے"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور باس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

"ابھی ابھی کسی ڈاکٹر جاسٹی کا براہ راست مجھے فون آیا ہے۔ وہ فارمولے کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہے۔ اس نے آپ کا حوالہ دیا ہے۔ لیکن چونکہ میں اسے نہ جانتا تھا۔ اس لئے اس نے خود ہی کہا ہے کہ میں آپ سے بات کر لوں۔ وہ پھر فون کرے گا۔ کون صاحب ہیں یہ ڈاکٹر جاسٹی"...... باس نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ سوری۔ کام کی زیادتی کی وجہ سے میرے ذہن سے ہی نکل گیا تھا کہ تمہیں ڈاکٹر جاسٹی کے بارے میں اطلاع کر دیتا۔ یہ ڈاکٹر جاسٹی سپیشل لیبارٹری کے انچارج ہیں۔ تمہارا بھجوایا ہوا فارمولا انہیں دیا گیا تھا۔ تاکہ وہ اسے تفصیل سے چیک کر کے اس کے بارے میں تفصیلی رپورٹ حکومت کو دے سکیں۔ میں نے انہیں کہہ دیا تھا کہ اگر اس سلسلے میں کوئی بات کرنا چاہیں تو تم سے کر سکتے ہیں"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب میری تسلی ہو گئی ہے۔ تکلیف دہی کی معذرت

چاہتا ہوں"...... باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ گڈ بائی"۔ دوسری طرف سے مسکراتے ہوئے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور باس نے بھی رسیور رکھ دیا۔ ابھی اسے رسیور رکھے چند ہی منٹ گزرے ہوں گے کہ ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور باس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ گھنٹی کی ٹون سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ ڈائریکٹ کال ہے۔ کیونکہ اس کے فون میں جدید سسٹم نصب تھا۔ سیکرٹری کے ذریعے آنے والی کال کے لئے علیحدہ نمبر تھا اور براہ راست کال کے لئے علیحدہ نمبر تھا۔ لیکن فون ایک ہی تھا۔ البتہ گھنٹی بجنے کی ٹون دونوں بار مختلف ہوتی تھیں اور باس اس ٹون کی وجہ سے پہچان جاتا تھا کہ کال براہ راست ہے یا سیکرٹری کے ذریعے آ رہی ہے۔

"یس میکاسے بول رہا ہوں"...... میکاسے نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر جاسٹی بول رہا ہوں۔ امید ہے آپ کی بات چیف سیکرٹری صاحب سے ہو گئی ہو گی"...... دوسری طرف سے وہی پہلے والی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ فرمایئے آپ کیا کہنا چاہتے ہیں"...... میکاسے نے کہا۔

"مسٹر میکاسے۔ ایم میزائل فارمولا آپ نے کس کے ذریعے حاصل کیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو باس بے اختیار چونک پڑا۔

"کس کے ذریعے۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیوں جاننا چاہتے ہیں"۔

میکاسے کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ تلخی آ گئی تھی۔

"اس لئے مسٹر میکاسے کہ یہ فارمولا ادھورا ہے۔ اس میں صرف اشاراتی کوڈ ہے۔ اصل فارمولا اس میں نہیں ہے اور اس اشاراتی کوڈ کے آخر میں یہ بھی تحریر ہے کہ اصل فارمولے کے لئے ایلون تھرٹی ڈسک کا سیکنڈ پارٹ دیکھا جائے"...... ڈاکٹر جاسٹی نے کہا تو میکاسے کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے الفاظ کی بجائے اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ڈاکٹر جا ن۔ یہی ڈسک وہاں اصل فارمولے کے طور پر استعمال ہو رہی تھی۔ باقی تو ہر چیز وہاں مکمل طور پر تباہ کر دی گئی تھی"...... میکاسے نے انتہائی حیرت بھرے اور یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"آپ یقیناً سائنسدان نہیں ہیں جناب۔ اس لئے ایسی باتیں کر رہے ہیں۔ میں نے ایلون تھرٹی ڈسک کی بات کی ہے اور ایلون تھرٹی ڈسک اسے کہتے ہیں۔ جس کے اندر ایک چھوٹی ڈسک آ جاتی ہے۔ یوں سمجھ لیجئے کہ ایک ہی ڈسک دو حصوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ ایک حصہ بڑا اور دوسرا چھوٹا۔ بڑے حصے کو ایلون تھرٹی ڈسک کہا جاتا ہے اور چھوٹے کو ون سکس اور عام طور پر بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ ایلون تھرٹی میں تفصیلات ہوتی ہیں اور ون سکس میں اشاراتی کوڈ۔ تاکہ اگر کوئی اشارہ چاہیے تو اس کے لئے پورے فارمولے کو نہ کھنگالنا پڑے۔ بظاہر یہ دونوں مل کر ایک ہی ڈسک بن جاتی ہیں۔ ہمارے پاس جو

ڈسک پہنچی ہے وہ ون سکس ڈسک ہے اور اس میں فارمولے کا
اشاراتی کوڈ جسے سائنسی زبان میں کوڈواک کہا جاتا ہے۔ اصل فارمولا
ہدایت کے مطابق الیون تھرٹی میں ہے اور وہ ہمارے پاس نہیں
پہنچا"...... دوسری طرف سے ڈاکٹر جاسٹی نے تفصیل سے بات کرتے
ہوئے کہا۔

"آپ کے پاس یہ ڈسک کس حالت میں پہنچی ہے"...... میکاسے
نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"ایک پیکٹ میں بند تھی اور پیکٹ سیلڈ تھا"۔ ڈاکٹر جاسٹی نے کہا

"دونوں اطراف سے سیلڈ تھا"...... میکاسے نے ہونٹ چباتے
ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ دونوں طرف سے سیلڈ تھا اور میں نے رسیونگ بک پر اس
سلسلے میں نوٹ بھی لکھا تھا۔ کیونکہ میری شروع سے ہی عادت ہے کہ
میں ہر چیز مکمل طور پر چیک کر کے ہی لیتا ہوں اور جو کیفیت بھی اس
چیز کی ہو۔ اس کا نوٹ رسیونگ بک پر ضرور درج کرتا ہوں"۔ ڈاکٹر
جاسٹی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں۔ کہ یہ سب کیسے ہو گیا ہے۔
میں چیف سیکرٹری کے ذریعے آپ کو اطلاع کر دوں گا"...... میکاسے
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

"یہ کیا ہو گیا نارمن۔ غضب ہو گیا۔ سارا کھیل ہی خراب ہو گیا
ہے۔ کون ہو سکتا ہے ایسا کرنے والا"...... باس نے رسیور رکھ کر

پاگلوں کے سے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا باس۔ کچھ مجھے بھی تو بتائیں"...... نارمن نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا تو باس نے اسے پوری تفصیل بتا دی۔

"یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے باس۔ اگر ڈسک سیلڈ تھی تو پھر کس نے
یہ حرکت کی ہو گی"...... نارمن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ کام یا تو ہائی ٹاورز نے کیا ہے یا پھر جی
تھری نے اور کون کر سکتا ہے۔ بہرحال میں چیف سیکرٹری سے بات
کرتا ہوں"...... باس نے کہا اور تیزی سے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے
کریڈل پر دو تین بار ہاتھ مارا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"چیف سیکرٹری سے بات کراؤ فوراً"...... باس نے تیز لہجے میں کہا
اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر بیک وقت غصے اور پریشانی کے
ملے جلے تاثرات موجود تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار
پھر بج اٹھی اور باس نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"چیف سیکرٹری صاحب سے بات کریں"...... دوسری طرف سے
اس کی سیکرٹری کی نسوانی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ میکاسے بول رہا ہوں"...... باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس۔ اینڈری بول رہا ہوں۔ اب کیا ہوا ہے"...... دوسری طرف
سے چیف سیکرٹری کی قدرے ناخوشگوار سی آواز سنائی دی۔ جیسے اسے

بار بار ڈسٹرب کئے جانا ناگوار گزرا ہو۔

"سر غضب ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر جاسٹی نے ابھی ابھی بتایا ہے کہ انہیں جو فارمولا پہنچایا گیا ہے وہ ادھورا ہے۔ وہ پیکٹ جس میں فارمولا تھا۔ اسی طرح سیلڈ تھا۔ لیکن اس میں اصل فارمولا غائب ہے۔ صرف اشارتی کوڈ والا حصہ موجود ہے"...... باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ جو پیکٹ تم نے مجھے سیلڈ بھجوایا وہی میں نے آگے بھجوا دیا"...... چیف سیکرٹری کی بھی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"سر آپ نے کس کے ہاتھ بھجوایا تھا"...... باس نے پوچھا۔

"سیکشن آفیسر لاتھر کے ذریعے۔ وہی پہلے بھی ایسے کام کرتا ہے"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"اس وقت لاتھر کہاں ہو گا۔ سر"...... باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"مجھے تو معلوم نہیں ہے اب تو وہ کل صبح ہی دفتر آئے گا اس وقت تو دفتر کا وقت نہیں ہے لیکن جب ڈاکٹر جاسٹی کو بھی پیکٹ سیلڈ ہی ملا ہے تو پھر لاتھر کا کیوں پوچھ رہے ہو"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"ہو سکتا ہے سر۔ اس نے فارمولا نکال کر پیکٹ کو دوبارہ سیل کر دیا ہو۔ کیونکہ جس پارٹی کے ذریعے یہ واردات کرائی گئی ہے۔ اس نے آج سے پہلے کبھی ایسی حرکت نہیں کی۔ اس کی شہرت اس معاملے میں انتہائی بے داغ ہے اور پھر اسے اس کام کا معاوضہ بھی دے دیا گیا تھا"...... میکاسے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ اس کی پرسنل فائل تو دفتر میں ہو گی۔ البتہ مجھے اتنا علم ہے کہ لاتھر کا شام کو زیادہ اٹھنا بیٹھنا کسی عورت مارسیلا کے ساتھ ہے اور یہ مارسیلا گڈ نائٹ کلب میں ڈانسر ہے۔ اس کا علم بھی مجھے اس طرح ہوا تھا کہ ایک بار وہ کسی سلسلے میں میرے پاس آئی تھی اور میں نے لاتھر کو مشورہ دیا تھا کہ وہ انتہائی اہم عہدے پر فائز ہے۔ اس لئے وہ ایسی عام عورتوں سے میل جول نہ رکھا کرے لیکن لاتھر نے بتایا کہ مارسیلا عام عورت نہیں ہے۔ کسی لارڈ کی سوتیلی بیٹی ہے اور وہ اس سے جلد ہی شادی کرنے والا ہے۔ بس اتنا مجھے معلوم ہے۔ اس سے زیادہ نہیں"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں"...... باس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"نارمن۔ فوراً اپنے سیکشن کو حرکت میں لے آؤ اور لاتھر کو دستیاب کرو۔ جہاں بھی وہ ہو۔ ہمیں ہر صورت میں اس اصل فارمولے کا سراغ لگانا ہے"...... باس نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ اس کے متعلق تفصیل بتائیں۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں"...... نارمن نے کہا تو میکاسے نے چیف سیکرٹری کی بتائی ہوئی باتیں دوہرا دیں اور نارمن اٹھ کر مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران لائبریری سے نکل کر واپس آپریشن روم میں آیا۔ تو بلیک زیرو نے جو کچن میں گیا ہوا تھا۔ واپس آکر چائے کی پیالی عمران کے سامنے رکھ دی اور دوسری پیالی اٹھائے وہ اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔

"واہ۔ تم میں تو واقعی کسی سگھڑ خاتون خانہ جیسی صلاحیتیں پیدا ہو گئی ہیں۔ مجھے واقعی اس وقت چائے کی شدید طلب ہو رہی تھی"۔ عمران نے پیالی اٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"کچھ پتہ چلا ہائی ٹاورز کے بارے میں"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ اس کی بات سے ظاہر تھا کہ وہ موضوع بدلنا چاہتا ہے۔

"ہاں۔ لیکن صرف اتنا کہ اس تنظیم کا تعلق پالینڈ سے ہے اور یہ صرف سائنسی کاموں میں ملوث رہتی ہے۔ بس"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اب سب سے پہلے اسے چیک کریں گے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی بات سمجھ میں نہیں آ رہی کہ فوری طور پر کیا کیا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ جو کچھ ہم سوچ رہے ہیں ایسا نہ ہو اور ہم خواہ مخواہ اس ہائی ٹاورز کے پیچھے خوار ہوتے رہیں۔ ہمیں گریٹ لینڈ کو پہلے چیک کرنا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

اگر یہ واردات واقعی ہائی ٹاورز نے کی ہے تو لازماً اس نے کسی کے اشارے پر ایسا کیا ہو گا اور یقیناً اب تک فارمولا اس پارٹی کے پاس پہنچ چکا ہو گا اور ہمارا اصل ٹارگٹ وہی پارٹی ہے۔ ہم نے فارمولا واپس حاصل کرنا ہے"...... بلیک زیرو نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا کوئی جواب دیتا میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... اس نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں عمران ہے یہاں"...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"عمران اور جا کہاں سکتا ہے بے چارہ"...... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"عمران بیٹے۔ ایم میزائل کا چوری شدہ فارمولا واپس مل گیا ہے"...... دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا تو عمران اس طرح کرسی سے اچھلا جیسے کرسی میں انتہائی طاقتور کرنٹ دوڑنے لگا ہو۔ اس کے

چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے ۔چونکہ فون میں
لاؤڈر بھی تھا ۔اس لئے آواز میز کی دوسری طرف بیٹھے ہوئے بلیک زیرو
کو بھی آرہی تھی۔

"کیا۔کیا کہہ رہے ہیں آپ ۔فارمولا واپس مل گیا ہے ۔کہاں سے
ملا ہے ۔کب ملا ہے ۔کس طرح ملا ہے"...... عمران نے انتہائی حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"ملا اس طرح ہے کہ حکومت نے اسے انتہائی بھاری رقم دے کر
خریدا ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"بھاری رقم دے کر خریدا ہے ۔کیا مطلب ۔آپ تفصیل سے
بات کریں ۔کیوں پہیلیاں بجھوا رہے ہیں"...... عمران کے لہجے میں
غصہ تھا اور اس بار دوسری طرف سے سر سلطان کے ہنسنے کی آواز سنائی
دی۔

"آج تم قابو آئے ہو ۔پہلے تم ہمیشہ دوسروں کو اسی انداز میں
باتیں کر کے زچ کرتے رہے ہو ۔آج معلوم ہوا کہ دوسروں کی کیا
کیفیت ہوتی ہو گی"...... دوسری طرف سے سر سلطان نے ہنستے ہوئے
کہا اور عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا ۔وہ واقعی سر سلطان کی بات سن
کر وہ ذہنی طور پر زچ ہونے کی کیفیت میں ہی مبتلا ہو گیا تھا۔

"تو آپ مجھے زچ کرنے پر تلے ہوئے ہیں ۔حالانکہ میں تو پہلے ہی
اس زندگی کے ہاتھوں زچ ہو چکا ہوں ۔کوئی رنگینی ہی نہیں ہے اس
میں ۔بس یا سلیمان کی بقایاجات کی فہرستیں ہوتی ہیں یا بلیک زیرو کی

ناصحانہ باتیں یا پھر مجرم ہیں یا میں ہوں ۔وہ بہاریں ، وہ خوبصورت
موسم ، وہ پرندوں کا چہچہانا ۔وہ دھنک کے رنگ پھول جیسے چہرے ،
ستارہ آنکھیں ، روشن جبینیں ، تیکھے نقوش ، رنگین آنچل اور مترنم قہقہے
یہ سب کچھ تو میری زندگی سے ہی غائب ہو چکا ہے"۔ عمران کی زبان
رواں ہو گئی اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے ۔

"اوہ ۔بڑی دکھ بھری کہانی ہے تمہاری ۔ٹھیک ہے ماہدولت اس
پر ہمدردانہ غور کریں گے"...... سر سلطان نے واقعی شاہانہ لہجے میں کہا
اور عمران ان کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوہ ۔اوہ ۔تو میں آنٹی کو خوشخبری سنا دوں"...... عمران نے کہا۔

"آنٹی کو خوشخبری ۔کیا مطلب"...... سر سلطان نے چونک کر پوچھا

"یہی کہ آپ کے شوہر نامدار جو ریٹائرمنٹ کے قریب ہیں ۔رنگین
آنچل اور مترنم قہقہوں پر ہمدردانہ غور کرنے والے ہیں ۔مطلب ہے
دوبارہ جوان ہو گئے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ۔میں تو تمہارے متعلق بات کر رہا تھا"...... سر
سلطان نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"میرے متعلق ۔مگر میں تو ریٹائرمنٹ کے قریب نہیں پہنچا ۔آنٹی
سمجھ دار ہیں ۔وہ خود ہی سمجھ جائیں گی کہ کس کے متعلق غور ہو رہا
ہے"...... عمران نے کہا۔

"بس بس ۔مذاق ختم ۔خبردار اگر تم نے اس سے کچھ کہا ۔تم سے
بعید نہیں کہ تم اسے کیا کہہ دو اور وہ جہاز کے کانٹے کی طرح میرے

پیچھے پڑجائے گی"...... سر سلطان نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ بھی کہہ دوں گا کہ آنٹی آپ اب سر سلطان کے لئے جھاڑ کا کا
بن چکی ہیں اور کانٹوں سے تو ظاہر ہے ہر کوئی دامن چھڑانے کی
کوشش کرتا ہے۔ ہر ایک کی خواہش ہوتی ہے کہ دامن کو شگفتہ
شاداب پھولوں سے ہی بھرلے"...... عمران نے انہیں اور زیادہ
کرتے ہوئے کہا۔

"تم سے خدا سمجھے۔ اچھا بابا اچھا۔ میں آئندہ تمہیں زچ کر
خطرہ مول نہیں لوں گا۔ بہرحال میں تمہیں بتا چکا تھا کہ ایم میزائل
فارمولا حکومت نے خرید لیا ہے۔ لیکن وہ ادھورا ہے۔ فروخت کر
والے نے بتایا ہے کہ اس کے ہاتھ یہی لگ سکا ہے اور اسے معلوم
نہیں ہے کہ اس کا دوسرا حصہ کہاں ہے اور کس کے پاس ہے"......
سلطان نے کہا۔

"آپ ذرا تفصیل سے بتلائیے"...... عمران نے اشتیاق آمیز لہجے
کہا۔

"چار پانچ گھنٹے پہلے اسسٹنٹ سیکرٹری وزارت سائنس کو ا
فون کال آئی کہ ایم میزائل کا فارمولا اس کے پاس موجود ہے ا
پاکیشیا کا ہمدرد ہے۔ اس لئے وہ چاہتا ہے کہ اسے واپس پاکیش
حوالے کر دے۔ ورنہ تو کوئی بھی سپر پاور اس کے منہ مانگے دام
سکتی ہے اور اس نے کہا کہ اس کے عوض وہ صرف دس کروڑ
طلب کرے گا اور وہ ایک گھنٹے بعد کال کرے گا۔ اگر پاکیش

فارمولے کو خریدنے کا خواہش مند ہے۔ تو اس ایک گھنٹے میں رقم کا
بندوبست کر لیا جائے۔ ورنہ پھر وہ اسے کسی دوسرے کو فروخت کر
دے گا۔ سیکرٹری وزارت سائنس غیر ملکی دورے پر ہیں ان کی جگہ
اسسٹنٹ سیکرٹری کام کر رہا ہے اس لئے اسے ایم میزائل کی لیبارٹری
کی تباہی اور فارمولے کی چوری کا علم تھا۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر
صدر مملکت سے بات کی۔ صدر مملکت نے فارمولا واپس خریدنے کا
حکم دے دیا اور سپیشل فنڈ سے فوری طور پر دس کروڑ روپے بھی
اسسٹنٹ سیکرٹری وزارت سائنس کو مہیا کر دیئے۔ چنانچہ ایک گھنٹہ
بعد اس آدمی کی دوبارہ کال آئی۔ تو اسسٹنٹ سیکرٹری نے اسے بتایا
کہ رقم کا بندوبست ہو چکا ہے۔ لیکن اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ اس
رقم کے بدلے واقعی اصل فارمولا ہی ملے گا۔ تو اس آدمی نے جواب دیا
کہ انہیں اعتماد کرنا پڑے گا۔ اس کے پاس کسی قسم کی گارنٹی دینے کا
کوئی وقت نہیں ہے۔ چونکہ صدر صاحب ہر قیمت پر فارمولا واپس کرنا
چاہتے تھے۔ اس لئے اسسٹنٹ سیکرٹری نے آمادگی ظاہر کر دی تو اس
آدمی نے کہا کہ وہ رقم کا بیگ لے کر اکیلے پرائیویٹ کار میں مین
مارکیٹ میں ہوٹل آرام کدہ کے سامنے فٹ پاتھ پر کھڑے ہو جائیں۔
وہاں اس کا آدمی آئے گا اور فارمولا دے کر بیگ لے جائے گا۔ چنانچہ
اسسٹنٹ سیکرٹری بیگ لے کر وہاں پہنچ گیا۔ وہاں بے پناہ رش تھا۔
اچانک ایک آدمی اس سے ٹکرایا اور اس اچانک ٹکراؤ کی وجہ سے وہ
فٹ پاتھ پر گر پڑا اور اس کے ہاتھ سے بیگ بھی چھوٹ گیا۔ لوگوں

نے اسے اٹھایا۔ لیکن وہ یہ دیکھ کر پاگل ہو گیا کہ اتنی بڑی رقم سے بھرا
ہوا بیگ غائب ہو چکا تھا۔ وہ اس کا احساس ہوتے ہی بے ہوش ہو گیا
اور اسے ہسپتال پہنچا دیا گیا۔ ہسپتال میں اسے خصوصی وارڈ میں پہنچا
دیا گیا۔ اسے جب ہوش آیا تو اس نے سب سے پہلے بیگ کا پوچھا۔ تو
انچارج ڈاکٹر نے اسے بتایا کہ بیگ تو اس کے ساتھ نہ تھا۔ البتہ اس
کے ہسپتال پہنچنے کے بعد فون آیا تھا۔ فون کرنے والے نے کہا کہ
سیکرٹری صاحب جب ہوش میں آجائیں تو انہیں بتا دیا جائے کہ
فارمولا ان کے کوٹ کی جیب میں پہنچا دیا گیا ہے۔ یہ پیغام ملتے ہی
اسسٹنٹ سیکرٹری نے فوراً اپنا لباس اور اس میں سے نکلنے والا سامان
منگوایا۔ تو اس سامان میں فارمولے کا پیکٹ موجود تھا۔ چنانچہ
اسسٹنٹ سیکرٹری نے ہسپتال سے ہی صدر مملکت کو فون کیا اور
انہیں تمام حالات بتا دیئے۔ صدر صاحب نے خصوصی نمائندہ بھیج کر
وہ فارمولا منگوا لیا اور اسے چیک کرنے کے لئے فوری طور پر سپیشل
لیبارٹری میں بھجوا دیا۔ جہاں سے انہیں رپورٹ ملی کہ فارمولا تو واقعی
ایم میزائل کا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ اس کا خصوصی اشاراتی کوڈ والا
حصہ موجود نہیں ہے اور جب تک وہ حصہ موجود نہ ہو فارمولا بیکار ہے
کیونکہ ایسے فارمولے کا علیحدہ اور مخصوص اشاراتی کوڈ تیار کیا جاتا ہے
جس کے بغیر ایسا فارمولا کسی کے کام نہیں آسکتا۔ اس دوران
اسسٹنٹ سیکرٹری بھی ہسپتال سے فارغ ہو کر اپنے گھر واپس پہنچ چکا
تھا۔ چنانچہ صدر مملکت کی طرف سے اسے مطلع کیا گیا تھا کہ فارمولا

ادھورا ہے۔ اگر فارمولا فروخت کرنے والے کا پھر فون آئے تو اسے بتا
دیا جائے کہ فارمولا ادھورا ہے۔ صدر مملکت کا خیال تھا کہ فارمولا
فروخت کرنے والے نے دانستہ ایسا کیا ہو گا۔ تاکہ وہ بھاری رقم کما
سکے۔ وہ دوسرے حصہ کی قیمت مزید طلب کرے گا اور اس سلسلے میں
ظاہر ہے وہ پھر اسسٹنٹ سیکرٹری سے ہی رابطہ کرے گا اور اس
فارمولا فروخت کرنے والے کا فون آیا بھی ہی۔ لیکن اس نے صرف
اسسٹنٹ سیکرٹری سے معذرت کی کہ انہیں تکلیف اٹھانی پڑی۔ لیکن
جب اسسٹنٹ سیکرٹری نے اسے بتایا کہ فارمولا ادھورا ہے اور اس کا
دوسرا حصہ غائب ہے۔ جس کے بغیر یہ فارمولا کسی کام کا نہیں ہے۔
تو اس آدمی نے کہا کہ اس کے پاس یہی تھا جو اس نے فروخت کر دیا۔
اس کے علاوہ اس کے پاس اور کچھ نہیں ہے اور اس کے ساتھ ہی رابطہ
ختم ہو گیا۔ اسسٹنٹ سیکرٹری نے اپنے طور پر اس بار اپنے فون کو
چیک کرانے کا انتظام بھی کرایا تھا۔ تاکہ فون کرنے والے کے بارے
میں معلومات حاصل ہو سکیں۔ لیکن اسے بتایا گیا کہ فون مین مارکیٹ
میں واقع ایک پبلک فون بوتھ سے کیا گیا ہے۔ اس طرح اس کی یہ
چیکنگ بیکار چلی گئی۔ بہرحال اس نے صدر مملکت کو تفصیلات بتا
دیں۔ اس کے بعد صدر صاحب نے مجھ سے رابطہ قائم کیا اور مجھے یہ
ساری تفصیلات بتائیں اور کہا کہ میں سیکرٹ سروس کے چیف سے
کہوں کہ وہ فارمولے کا دوسرا حصہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔
سرسلطان نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران اور بلیک زیرو

دونوں یہ تفصیل سن کر حیران ہو گئے۔ کہ اس بار ان سے بالا بالا یہ
ساری کارروائی ہوتی رہی اور انہیں اس کا علم بھی نہ ہو سکا۔

"لیکن صدر صاحب کو کیا ضرورت تھی کسی بلیک میلر کو رقم
دینے کی۔ انہیں چاہئے تھا کہ وہ آپ کے توسط سے ہم سے رابطہ قائم
کرتے۔ ہم اس بلیک میلر کو ہی گرفتار کر لیتے اور اس سے فارمولا بھی
حاصل کر لیتے"...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی صدر
مملکت کے اس اقدام پر بے حد غصہ آ رہا تھا۔

"میں نے بات کی تھی عمران بیٹے۔ اس پر صدر صاحب نے جواب
دیا کہ وہ ہر قیمت پر فارمولا حاصل کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ انہیں
معلوم ہے کہ یہ فارمولا کسی دشمن ملک کے ہاتھ لگ گیا تو پھر پاکیشیا
کا دفاع شدید خطرے میں پڑ جائے گا۔ فارمولے کے چوری ہونے کے
بعد صدر مملکت نے مسلسل دفاعی ماہرین اور فوج کے اعلیٰ حکام سے
میٹنگز کی تھیں اور وہ سب انتہائی پریشان تھے۔ کیونکہ فوری طور پر
دفاعی نظام کی تبدیلی تقریباً ناممکن تھی اور دفاعی ماہرین نے یہ بھی بتایا
تھا کہ دفاعی نظام کی تبدیلی کے لئے بھی کروڑوں ڈالرز خرچ آ جائیں گے
بقول ان کے انہیں معلوم تھا کہ جو آدمی اس طرح فارمولا فروخت کر
رہا ہے۔ وہ یقیناً اس بات کا بھی خیال کرے گا کہ اسے پکڑنے کے لئے
کوئی اقدامات کئے گئے ہیں یا نہیں۔ اس لئے انہوں نے مجبوراً یہ اقدام
کیا اور اب بھی ان کا کہنا ہے کہ وہ اس بات سے تو مطمئن ہو گئے ہیں
کہ اصل فارمولا تو واپس پاکیشیا کے قبضے میں آ چکا ہے۔ اب کم از

کم پاکیشیا کو فوری طور پر اپنے دفاعی نظام کے بارے میں پریشانی نہ ہو گی
اور انہیں یقین ہے کہ سیکرٹ سروس اس کا دوسرا حصہ لازماً برآمد کر
لینے میں کامیاب ہو جائے گی"...... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں صدر صاحب کی مجبوری سمجھ گیا ہوں۔ واقعی کم
از کم اتنا اطمینان تو ہو گیا ہے کہ اصل فارمولا واپس آ گیا ہے۔ لیکن
اس کا دوسرا حصہ کس انداز میں ہو گا۔ یہ بھی ہمیں پتہ چلنا چاہئے اور
اب ہمیں اس اسسٹنٹ سیکرٹری سے بھی بات چیت کرنی ہو گی تاکہ
ان سے پوری معلومات حاصل کی جا سکیں"۔ عمران نے کہا۔

"فارمولے کے لئے تو تم سرداور سے بات کر سکتے ہو۔ اس کی
چیکنگ انہوں نے کی ہے۔ جہاں تک اسسٹنٹ سیکرٹری کا تعلق ہے
وہ اپنی رہائش گاہ پر ہے۔ میں اسے فون کر کے تمہارے متعلق بتا دیتا
ہوں۔ تم چاہے جا کر اس سے مل لو۔ چاہے فون پر بات کر لو۔ جیسے
تمہاری مرضی"۔ سر سلطان نے کہا۔

"ان کی رہائش گاہ کہاں ہے۔ اس کا نمبر وغیرہ"...... عمران نے
پوچھا۔

"کوٹھی نمبر وغیرہ کا تو مجھے معلوم نہیں ہے ابھی حال ہی میں اس
پوسٹ پر تعینات ہوا ہے۔ شعیب فاروقی اس کا نام ہے"...... سر
سلطان نے کہا اور ساتھ ہی انہوں نے فون نمبر بھی بتا دیئے۔

"او کے۔ آپ انہیں فون کر کے میرا تفصیلی تعارف کرا دیں۔ میں

ان سے ذاتی طور پر ملوں گا اور وہ بھی تھوڑی دیر بعد "...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے "...... دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔

" لیجئے جناب ایکسٹو صاحب۔ اس بار سیکرٹ سروس تو چوروں کے متعلق معلومات ہی حاصل کرتی رہ گئی جب کہ صدر اور سیکرٹری صاحب نے مل کر چوروں سے مال بھی وصول کر لیا "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آپ کی بات درست ہے عمران صاحب۔ لیکن مجھے اس بات پر حیرت ہو رہی ہے کہ آخر یہ سب کچھ کیسے ہو گیا۔ ابھی دو روز پہلے تو فیکٹری تباہ کی گئی ہے۔ فارمولا چوری ہوا ہے اور ابھی تک کسی مشکوک آدمی کو ٹریس بھی نہیں کیا جا سکا اور آج فارمولا بھی واپس مل گیا ہے۔ یہ سب کچھ تو عجیب سا لگتا ہے "...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" فارمولا بے حد سستا فروخت کیا گیا ہے۔ ورنہ اس فارمولے کی قیمت تو کروڑوں ڈالر بھی کم تھی اور جس انداز میں اسے فروخت کیا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فارمولا فروخت کرنے والا اسے جلد از جلد فروخت کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے سارا کام جلدی میں کیا ہے۔ ویسے اس نے جو طریقہ اسسٹنٹ سیکرٹری سے رقم لینے اور فارمولا دینے کا اختیار کیا ہے وہ واقعی منفرد اور دلچسپ ہے اور ادھورے

فارمولے کا مطلب ہے کہ اسے بھی یہ فارمولا اچانک ہی ہاتھ لگا ہے۔ ورنہ وہ یقیناً اسے یا تو مکمل فروخت کرتا۔ یا پھر دوسرا حصہ بھی یقیناً فروخت کرتا۔ چاہے اس کے لئے وہ علیحدہ رقم وصول کرتا "...... عمران نے کہا۔

" ہو سکتا ہے کہ وہ دوسرا حصہ کسی اور ملک کو فروخت کرنا چاہتا ہو "۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" نہیں۔ دوسرا ملک اس طرح آسانی سے بغیر کسی گارنٹی کے اسے نہیں خرید سکتا اور بغیر اصل فارمولے کے وہ اشاراتی کوڈ بھی بیکار ہے بہرحال اب واقعی یہ اطمینان تو ہو گیا ہے۔ کہ اصل فارمولا واپس آ گیا ہے۔ اب رہ گیا اس کا دوسرا حصہ تو اب ہم نے اسے حاصل کرنا ہے "...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور سرداور کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" یس "...... رابطہ قائم ہوتے ہی سرداور کی آواز سنائی دی۔

" آج پتہ چلا ہے کہ آپ کا اصل دھندہ کیا ہے۔ آپ چوری کا مال چیک کرنے کا کام کرتے ہیں "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تم عمران۔ مگر یہ کیا بکواس ہے۔ کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیسا چوری کا مال "...... سرداور کی غصیلی آواز سنائی دی۔

" ابھی مجھے بتایا گیا ہے کہ حکومت نے چوری کا مال یعنی ایم میزائل کا فارمولا خریدا ہے اور اس کی چیکنگ آپ نے کی ہے "...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایم میزائل کا فارمولا۔ چوری کا مال۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں
ایک فارمولے کا مائیکرو ڈسک مجھے صدر صاحب نے بھجوایا تھا کہ اسے
چیک کیا جائے کہ کیا یہ واقعی میزائل کا فارمولا ہے یا نہیں۔ میں نے
اسے چیک کیا وہ واقعی میزائل کا ہی فارمولا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ کوڈ
واک والا حصہ نہ تھا اور اس کے بغیر یہ بیکار تھا۔ چنانچہ میں نے اس کی
رپورٹ دے دی۔ اب تم کہہ رہے ہو کہ یہ چوری کا مال ہے اور
حکومت نے خریدا ہے۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا"...... سرداور نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ تو عمران نے انہیں مختصر طور پر ایم میزائل
کی فیکٹری کی تباہی اور فارمولے کی چوری کے متعلق بتانے کے ساتھ
ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ یہ فارمولا حکومت کو واپس کیسے ملا ہے۔
"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ یہ اس مشہور زمانہ ایم میزائل کا فارمولا ہے
مجھے واقعی ان تفصیلات کا علم نہ تھا۔ البتہ اس میزائل کے بارے میں
مجھے معلوم تھا کہ اسے پاکیشیا کے معروف سائنسدان ڈاکٹر عالم حسین
نے ایجاد کیا تھا اور انہوں نے اس کی فیکٹری بھی اپنی نگرانی میں تیار
کرائی تھی۔ لیکن پھر وہ وفات پا گئے اور ان کے علاوہ میرا کسی اور سے
رابطہ ہی نہ تھا"...... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"لیکن سرداور۔ اگر اصل فارمولا مل گیا تو اس کا اشاراتی حصہ" کوڈ
واک" کہا جاتا ہے سے دوبارہ بنایا تو جا سکتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔
"نہیں...... یہ اتنا آسان نہیں۔ ایسے فارمولے انتہائی پیچیدہ ہوتے
ہیں۔ تم تو خود سائنسدان ہو۔ تمہیں تو معلوم ہو گا کہ ایسے فارمولوں

میں انیس بیس تو ایک طرف انیس اور بیس کے درمیان اعشاریہ کے
ہزارویں حصے کا بھی فرق ہو تو کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ اس لئے جتنی اہمیت
فارمولے کی ہوتی ہے۔ اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر اہمیت کوڈ واک کی
ہوتی ہے۔ یہ درست ہے کہ بغیر فارمولے کے کوڈ واک بیکار ہے۔
لیکن یہ بھی درست ہے کہ بغیر کوڈ واک کے ایک لحاظ سے فارمولا بھی
قابل عمل نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ ان دونوں کو ہمیشہ اکٹھا رکھا
جاتا ہے۔ اب اگر اس فارمولے سے کوڈ واک تیار کیا جانا شروع کر دیا
جائے۔ تو ہو تو جائے گا۔ لیکن اس میں نجانے کتنے سال لگ جائیں
گے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ نتائج ویسے ہی آئیں جیسے ڈاکٹر عالم حسین
مرحوم کے تیار کردہ کوڈ واک سے آئے تھے"...... سرداور نے جواب
دیا۔
"ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ بس یہی پوچھنا تھا"...... عمران نے سنجیدہ
لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔
"یہ کوڈ واک کا مطلب یہی ہو گا کہ فارمولے کو نامعلوم فگرز میں
بدل دیا جائے تاکہ کوئی دوسرا اس سے فائدہ نہ اٹھا سکے جس طرح
ہماری لائن میں کوڈ استعمال ہوتے ہیں اگر ایسا ہے تو پھر اس کی
بنیادی KEY ہی تلاش کرنی ہو گی۔ کوڈ واک خود بخود مکمل ہو جائے
گا"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔
"نہیں۔ یہ ہماری لائن والا کوڈ واک نہیں ہے۔ فارمولا صرف
ایک تھیوری ہوتی ہے۔ اور بس۔ کوڈ واک کا مطلب ہے۔ اس

تھیوری پر مختلف تجربات کرنے کے بعد جو نتائج حاصل کئے جاتے ہیں ان میں سے بہترین نتائج کو کوڈواک کہا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ فارمولا صرف تھیوری ہے اور کوڈواک اس کی پریکٹیکل کاپی۔ تھیوری کی اہمیت اپنی جگہ ہے لیکن اسے عملی شکل میں لانے کے لئے سالوں چاہیں اور بغیر بنیادی تھیوری کے کوڈواک بیکار ہو جاتا ہے"۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلادیا۔ جیسے وہ اب ساری بات سمجھ گیا ہو۔

"میں اس اسسٹنٹ سیکرٹری فاروقی صاحب سے جا کر مل لوں۔ شاید کوئی ایسا کلیو مل جائے جس کی مدد سے سیکرٹ سروس اس فروخت کرنے والے کو تلاش کر لے"...... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار سینیئر آفیسرز کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ متعلقہ کوٹھی کے متعلق اسے کالونی گیٹ سے ہی معلومات مل گئیں۔ کوٹھی پہنچ کر جیسے ہی عمران نے اپنی کار روکی اسے فوراً انتہائی عزت و احترام سے خوب صورت انداز میں سجے ہوئے ڈرائنگ روم میں پہنچا دیا گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ جس کے چہرے پر سنہرے باریک فریم کی نظر والی عینک تھی اور اس کی شخصیت خاصی وجیہہ تھی اس کے بال آدھے سے زیادہ سفید تھے۔ عمران ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تشریف رکھیں جناب۔ میں تو آپ کا منتظر تھا۔ سر سلطان نے

آپ کے متعلق کچھ اس قدر تفصیل سے بتایا ہے کہ آپ اگر ناراض نہ ہوں تو میرے ذہن میں آپ کی شخصیت کے بارے میں ایسا خاکہ ابھرا تھا۔ جیسے آپ دیو قامت ہوں گے۔ چہرہ انتہائی سخت اور پتھریلا قسم کا ہوگا۔ بڑی بڑی گھچے دار مونچھیں ہوں گی۔ آنکھوں میں سرخی ہوگی اور آپ کو دیکھ کر......" اسسٹنٹ سیکرٹری شعیب فاروقی نے سلام دعا اور مصافحہ کرنے کے بعد بڑے بے تکلفانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں بے ہوش ہو جاؤں گا"...... عمران نے ان کی بات کاٹتے ہوئے کہا اور فاروقی صاحب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"ہاں۔ واقعی۔ لیکن آپ تو بے حد وجیہہ اور خوب صورت نوجوان ہیں۔ آپ کو دیکھ کر تو بے ہوش آدمی بھی خود بخود ہوش میں آجاتا ہے"۔ فاروقی نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران بھی ہنس دیا۔

"شکریہ فاروقی صاحب۔ ورنہ میں تو یہاں آتے آتے یہی سوچتا رہا کہ آپ اس واقعہ کی تفصیل بتاتے بتاتے پھر بے ہوش ہو گئے تو مجھے آپ کو لخلخہ سنگھا کر ہوش میں لانا پڑے گا۔ بہرحال پھر بھی شکر ہے کہ اس کی نوبت ہی نہیں آئی"...... عمران نے کہا تو فاروقی ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"میں سمجھ گیا۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ کیا یہی کہنا چاہتے تھے ناں آپ کہ لخلخہ سنگھا کر ہوش میں لانا پڑے گا یا جوتا سنگھا کر"۔ فاروقی صاحب نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔آپ تو واقعی سمجھ دار ہیں"...... عمران نے کہا اور فاروقی صاحب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"آپ واقعی دلچسپ شخصیت ہے۔یہ میری بد قسمتی ہے کہ آپ سے پہلے ملاقات نہیں ہو سکی۔میری سروس دراصل زیادہ ترفارن آفس میں رہی ہے۔زندگی کا طویل عرصہ میں نے ایکریمیا میں گذارا ہے۔ابھی تین چار سال پہلے میں ان لینڈ سروس میں شفٹ ہوا ہوں اور اسسٹنٹ سیکرٹری بنے تو مجھے ابھی صرف چار پانچ ماہ ہی ہوئے ہیں۔اب انشاء اللہ آپ سے ملاقات ہوتی رہے گی"...... فاروقی صاحب نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ملاقاتیں ہوتی رہیں گی۔بہر حال اب آپ ذرا تفصیل سے وہ سب کچھ بتادیں جو اس فارمولے کے حصول کے سلسلے میں ہوتا رہا ہے مطلب ہے پہلا فون آنے سے آخری فون آنے تک۔براہ کرم آپ الفاظ بھی وہی استعمال کریں گے جو اس فروخت کنندہ نے استعمال کئے تھے"...... عمران نے کہا۔تو فاروقی صاحب یک لخت سنجیدہ ہو گئے اور انہوں نے تفصیل بتانی شروع کر دی۔یہ وہی تفصیل تھی جو سر سلطان عمران کو بتا چکے تھے۔

"مسٹر فاروقی۔آپ کی بہتری اسی میں ہے کہ آپ مجھے سچ سچ بتادیں کہ یہ فارمولا آپ نے کس سے اور کیسے حاصل کیا تھا اور آپ کے حصہ میں کتنی رقم آئی ہے"...... عمران نے اچانک انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا

"کیا۔کیا۔یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔یہ کیا مذاق ہے کیا آپ پاگل ہیں۔نانسنس۔کیا آپ مجھ پر الزام لگا رہے ہیں۔میں تو سر سلطان کی وجہ سے آپ سے ہنس بول رہا تھا اور آپ نے الٹا مجھ پر اس قدر سنگین الزام لگا دیا ہے پلیز آپ جا سکتے ہیں۔آئی ایم سوری میں اب آپ سے مزید ایک بات بھی نہیں کر سکتا"...... فاروقی صاحب نے غصے سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"تشریف رکھیں فاروقی صاحب۔میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ آخر آپ کو اس قدر غصہ کیوں آرہا ہے۔آپ آرام سے بھی تو کہہ سکتے ہیں کہ یہ الزام غلط ہے۔اسسٹنٹ سیکرٹری تو بہت بڑی پوسٹ ہوتی ہے اور اس پوسٹ پر موجود آدمی کو اس قدر مشتعل مزاج نہیں ہونا چاہئے تاکہ مزید بات چیت ہو سکے"...... عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

"نہیں۔اب کوئی بات نہیں ہو گی۔آپ جا سکتے ہیں"...... فاروقی نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا اور واپس مڑنے لگے۔

"فاروقی صاحب"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور فاروقی اس کی آواز سن کر جیسے ہی مڑا۔دوسرے لمحے وہ یک لخت ٹھٹھک کر رک گیا اور اس کے چہرے پر غصے کے ساتھ ساتھ حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔عمران کے ہاتھ میں ریوالور نظر آرہا تھا۔

"کک۔کک۔کیا مطلب۔کیا آپ یہاں مجھے ریوالور کے بل پر دھمکی دیں گے۔مجھے یہاں میری رہائش گاہ پر"...... فاروقی نے ایسے

لہجے میں کہا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ کوئی آدمی اسسٹنٹ سیکرٹری کی کوٹھی میں اسسٹنٹ سیکرٹری کے ساتھ اس قسم کی حرکت بھی کر سکتا ہے۔

"سر سلطان کو فون کیجئے اور ان سے میری بات کرا دیجئے اور یہ سن لیں کہ مجھے مزید سختی پر مجبور نہ کریں۔ مجھے معلوم ہے کہ باہر پولیس گارد موجود ہے۔ لیکن ان کے یہاں پہنچنے سے پہلے گولی آپ کی کھوپڑی تک پہنچ جائے گی۔ مجھے"...... عمران کا لہجہ انتہائی سرد تھا۔ فاروقی چند لمحے کھڑا ہونٹ کاٹتا رہا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر تیزی سے میز پر رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"میں شعیب فاروقی بول رہا ہوں۔ اسسٹنٹ سیکرٹری وزارت سائنس۔ سر سلطان سے بات کرائیں"...... فاروقی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ دوسری طرف سے کسی ملازم نے رسیور اٹھایا تھا۔

"رسیور مجھے دیجئے اور آپ اطمینان سے بیٹھ جائیں۔ مجھے کسی سخت اقدام پر مجبور نہ کریں"...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔ نجانے یہ اس کے لہجے کی وجہ سے تھا یا فاروقی اس ریوالور سے خوفزدہ ہو گیا تھا۔ بہرحال وہ عمران کے ہاتھ میں رسیور دے کر خاموشی سے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"ہیلو۔ سلطان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"میں عمران بول رہا ہوں۔ فاروقی صاحب کی کوٹھی سے۔ آپ

فوراً یہاں آ جائیں۔ بغیر کوئی وقت ضائع کئے"...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے بات سنے بغیر رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور فاروقی کے چہرے پر پہلی بار انتہائی حیرت کے تاثرات نمودار ہوئے۔ شاید یہ حیرت اس لئے تھی کہ عمران نے سر سلطان جیسے سینیئر پوسٹ آفیسر کو اس طرح حکم دیا تھا جیسے وہ اس کا ملازم ہو۔ لیکن وہ خاموش بیٹھا رہا۔ عمران نے بھی ریوالور جیب میں رکھ لیا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔

"آپ نے آخر کیا سوچ کر مجھ پر اتنا بڑا الزام لگایا ہے"...... چند لمحوں بعد فاروقی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"سوچنے کی مجھے کبھی ضرورت ہی نہیں پڑی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور فاروقی کے بھینچے ہوئے ہونٹ کچھ اور بھینچ گئے اور پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلا اور سر سلطان اندر داخل ہوئے۔ فاروقی کے ساتھ ساتھ عمران بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا ہوا۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"...... سر سلطان نے حیرت سے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"سر سلطان۔ ان صاحب نے مجھ پر براہ راست الزام لگایا ہے کہ میں نے بلیک میلر سے رقم میں حصہ لیا ہے۔ آپ تو میرے متعلق اچھی طرح جانتے ہیں۔ انہوں نے نہ صرف الزام لگایا ہے۔ بلکہ یہاں میری کوٹھی میں ہی مجھ پر ریوالور بھی نکالا ہے"..... فاروقی نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا اور سر سلطان کے چہرے پر بھی حیرت کے

تاثرات پھیل گئے۔

"عمران بیٹے۔ فاروقی کی شہرت تو بے حد اچھی ہے۔ یہ انتہائی ایماندار اور فرض شناس آفیسر ہیں"...... سر سلطان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ تشریف رکھیں سر سلطان اور فاروقی صاحب سے کہہ دیں کہ میں جو کچھ پوچھوں اس کا صحیح اور درست جواب دیتے رہیں ورنہ آپ تو جانتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو فاروقی صاحب کو یہاں سے ہتھکڑیاں لگا کر بھی لے جایا جا سکتا ہے اور ان پر تھرڈ ڈگری تو کیا فورتھ ڈگری بھی استعمال ہو سکتی ہے"...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سر سلطان۔ آپ دیکھ رہے ہیں۔ یہ شخص مجھے دھمکیاں دے رہا ہے مجھے اور آپ کے سامنے"...... فاروقی نے ایک بار پھر غصیلے لہجے میں کہا۔

"فاروقی صاحب۔ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ عمران سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کا نمائندہ خصوصی ہے اور اس کے پاس تو اتنے اختیارات ہیں کہ یہ مجھے بھی ہتھکڑی لگا کر لے جا سکتا ہے اور صدر مملکت بھی اگر چاہیں تو یہ ہتھکڑی نہیں کھل سکتی۔ آپ پلیز اس کے سوالوں کا درست جواب دیں یہ ضروری ہے"...... سر سلطان نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو فاروقی کے چہرے پر ایک بار پھر حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"مسٹر فاروقی۔ اب آپ بتا دیں کہ آپ کو فارمولا کس نے لا کر دیا

تھا۔ مجھے درست نام چاہئے"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"میں کیسے بتا سکتا ہوں۔ میں اس بلیک میلر کو جانتا ہوتا تو مجھے اس طرح سڑک پر بے ہوش ہونے کی کیا ضرورت تھی۔ میں اسے پولیس کے ہاتھوں نہ پکڑوا دیتا"...... فاروقی نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"یہاں آپ کا ذاتی ملازم کون ہے۔ کیا نام ہے اس کا"...... عمران نے کہا۔

"ذاتی ملازم احمد علی ہے۔ کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"۔ فاروقی نے چونک کر کہا۔

"اسے بلواؤ۔ میں سر سلطان کے لئے کچھ پینے پلانے کے لئے منگوانا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ہاں۔ سوری۔ دراصل یہاں کا ماحول۔ میں ابھی منگواتا ہوں"...... فاروقی نے یکلخت چونک کر قدرے پریشان سے لہجے میں کہا اور پھر اس نے اٹھ کر میز پر رکھی، وئی بیل باکس کا بٹن دبا دیا۔ اور چند لمحوں بعد ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔

"جی صاحب"...... اس نے اندر آکر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"احمد علی۔ وہ غیر ملکی کون تھا جو یہاں پچھلے دنوں آکر رہا ہے"۔ فاروقی کے بولنے سے پہلے ہی عمران بول پڑا۔

"غیر ملکی۔ کون غیر ملکی جناب۔ یہاں تو کوئی غیر ملکی نہیں آیا"...... احمد علی نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا اور عمران اس

کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"ٹھیک ہے۔ تم جاؤ"...... عمران نے کہا اور احمد علی نے ایک نظ
فاروقی کی طرف دیکھا لیکن جب اس نے کچھ نہ کہا تو وہ خاموشی سے م
اور واپس چلا گیا۔

"تو تم نے اتنا لمبا چوڑا ڈرامہ صرف اس مقصد کے لئے کیا تھا ک
تمہاری ذات ہر طرح کے شک وشبہ سے بالاتر ہو جائے۔ کس نے ا
کر دیا تھا تمہیں فارمولا۔ بتاؤ"...... عمران نے جیب سے ریوالور نکالتے
ہوئے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"سر سلطان۔ آپ دیکھ رہے ہیں۔ یہ۔ یہ"...... فاروقی نے بھی اٹھ
کر کھڑے ہوتے ہوئے احتجاجی لہجے میں کہنا شروع کیا۔ لیکن اس سے
پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا۔ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما
اور فاروقی چیخ مارتا ہوا اچھل کر نیچے قالین پر جا گرا عمران کا بھرپور تھپ
اس کے چہرے پر پڑا تھا۔ سر سلطان کے بھنچے ہوئے ہونٹ اور زیادہ
بھنچ گئے۔

"بولو۔ کس نے لا کر دیا تھا فارمولا"...... عمران نے اس کی گردن
پر پیر رکھ کر موڑتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور فاروقی کا جسم بری
طرح پھڑکنے لگا۔

"بولو۔ بتاؤ۔ ورنہ"...... عمران نے پیر کو اور زیادہ موڑتے ہوئے
کہا اور فاروقی کے منہ سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں اس کا چہرہ
انتہائی تیزی سے بری طرح مسخ ہو گیا تھا۔

"بولو۔ ورنہ"...... عمران نے پیر کو واپس موڑتے ہوئے کہا۔

"آ... آ... اعظم نے۔ ہائی کلب کے مالک اعظم نے"...... فاروقی
نے خرخراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"تفصیل بتاؤ۔ پوری تفصیل"...... عمران کا لہجہ بدستور سرد تھا۔

"پپ۔ پپ۔ پانی پلواؤ۔ یہ پیر ہٹا لو۔ خدا کے لئے اسے ہٹا لو۔
میں سب کچھ بتا دیتا ہوں۔ ہٹا لو اسے"...... فاروقی نے رک رک کر
کہا۔ تو عمران نے پیر ہٹایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر
فاروقی کو بازو سے پکڑا اور جھٹکا دے کر اسے اوپر صوفے کی ایک سائیڈ
پر بٹھا دیا۔ فاروقی بے اختیار لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔ اس کا جسم بھی
ساتھ ہی کانپ رہا تھا۔

"بولو۔ تفصیل بتاؤ۔ چونکہ فارمولا حکومت کو تمہاری وجہ سے ملا
ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ تمہاری یہ حماقت نظر انداز کر دی جائے۔
ورنہ تم جانتے ہو کہ تمہارا انجام کیا ہو سکتا ہے۔ بولو۔ سب کچھ بتا
دو"...... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"فاروقی۔ سب کچھ بتا دو۔ میں عمران سے تمہاری سفارش کر دوں
گا"...... سر سلطان نے پہلی بار کہا۔

"میں بتاتا ہوں۔ خدا کے لئے مجھے معاف کر دیں۔ واقعی مجھ سے
حماقت ہو گئی ہے۔ میں لالچ میں اندھا ہو گیا تھا۔ مجھے پانی پلوا
دیں"...... فاروقی نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"پہلے سب کچھ تفصیل سے بتا دو۔ پھر پانی بھی مل جائے گا۔ جلدی

کرو۔ ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے"...... عمران نے اسی لہجے میں کہا۔

"اعظم میرا پرانا دوست ہے۔ وہ ہائی کلب کا مالک ہے۔ میں اس کے کلب میں اکثر جاتا رہتا ہوں۔ وہ اچانک میرے پاس یہاں پہنچ گیا۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس کے پاس پاکیشیا کا ایک اہم راز موجود ہے اور وہ میری مدد سے اسے فروخت کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اس طرح کہ کسی کو اس کے بارے میں علم نہ ہو سکے۔ چونکہ اسے معلوم تھا کہ میں وزارت سائنس میں اسسٹنٹ سیکرٹری ہوں۔ اس لئے میں خود یہ سودا کروں اس نے تو بہت بڑی رقم طلب کی تھی۔ لیکن میں نے اسے بتایا کہ حکومت اتنی بڑی رقم نہیں دے گی۔ بلکہ الٹا پولیس اور خفیہ پولیس پیچھے لگ جائے گی۔ بلکہ اتنی رقم طلب کی جائے کہ حکومت فوراً دے دے اور معاملہ بھی ختم ہو جائے۔ وہ راضی ہو گیا۔ مجھے خود بھی ایک مجبوری کے سلسلے میں بھاری رقم کی انتہائی اشد ضرورت تھی۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اس موقع سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اعظم کوئی پیشہ ور بلیک میلر تو نہ تھا۔ وہ بھی زندگی میں پہلی بار یہ کام کر رہا تھا۔ اس لئے میں نے اسے بہرحال پانچ کروڑ پر راضی کر لیا۔ پھر میں نے اپنے آپ کو شک وشبہ سے بالاتر کرنے کے لئے اور اس سلسلے میں بھی کہ اعظم بھی سامنے نہ آئے۔ اعظم سے مل کر باقاعدہ منصوبہ بندی کی اور پھر میں نے براہ راست صدر صاحب سے بات کی۔ صدر صاحب نہ صرف رضا مند ہو گئے۔ بلکہ انہوں نے فوری طور پر سپیشل فنڈز سے

رقم بھی میرے دفتر پہنچا دی اور میں نے کہانی میں حقیقت کا رنگ بھرنے اور اپنے آپ کو ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر رکھنے کے لئے باقاعدہ بے ہوش کر دینے والی گیس کی مدد سے اپنے آپ کو بے ہوش کیا اور باقی کہانی کا تو آپ کو علم ہے"...... فاروقی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس نے یہ فارمولا کہاں سے اور کیسے حاصل کیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"میں نے اس سے پوچھا تھا۔ لیکن اس نے صرف اتنا بتایا کہ اس نے یہ فارمولا ایکریمیا کی ایک عورت سے خریدا ہے۔ اس سے زیادہ تفصیل نہیں بتائی اس نے"...... فاروقی نے کہا۔

"اعظم کا فون نمبر کیا ہے"...... عمران نے پوچھا اور فاروقی نے فون نمبر بتا دیا۔

"اسے فون کرو اور اسے کہو کہ جو فارمولا اس نے حکومت کو فروخت کیا ہے وہ ادھورا ہے اور اب حکومت اس کا دوسرا حصہ اس سے بھی بھاری رقم پر خریدنے کے لئے تیار ہے"...... عمران نے کہا تو فاروقی نے سر ہلاتے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"نیس ہائی کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"شعیب فاروقی بول رہا ہوں۔ اعظم سے بات کراؤ"...... سیکرٹری

نے بڑے رعب دار لہجے میں کہا۔

"جی بہتر۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ فون میں لاؤڈر موجود تھا اور اس کا بٹن آن تھا۔ اس لئے عمران اور سر سلطان دونوں دوسری طرف سے آنے والی آواز بخوبی سن رہے تھے۔

"ہیلو۔ اعظم بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"اعظم۔ میں فاروقی بول رہا ہوں۔ کیا فون محفوظ ہے"...... فاروقی نے کہا۔

"محفوظ۔ اوہ اچھا۔ ایک منٹ"...... دوسری طرف سے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"ہاں اب بولو۔ کیا بات ہے۔ کوئی گڑ بڑ تو نہیں"...... اس بار دوسری طرف سے اعظم نے تشویش آمیز لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں۔ کیسی گڑ بڑ۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میں نے تمہیں اس لئے فون کیا ہے کہ ہمارے لئے پہلے سے بھی زیادہ بڑی رقم کمانے کا سکوپ بن گیا ہے"...... فاروقی نے کہا۔

"وہ۔ کیا مطلب۔ کس طرح"...... اعظم نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ فارمولا ادھورا ثابت ہوا ہے۔ اس کا دوسرا حصہ نہیں ہے اور اب حکومت چاہتی ہے کہ دوسرا حصہ بھی حاصل کرے۔ وہ یقیناً اس سے بھی زیادہ بھاری قیمت ادا کرنے پر تیار ہو جائے گی"۔ فاروقی نے

کہا۔

"ادھورا ہے۔ اچھا مجھے تو معلوم نہیں تھا۔ لیکن اب دوسرا حصہ کہاں سے لے آئیں۔ یہ تو بس ایک اتفاق سے میرے ہاتھ آ گیا تھا اور یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ اس کا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ اس لئے میں نے حاصل کر لیا۔ کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ تم یہاں موجود ہو۔ خود ہی سارا بندوبست کر لو گے۔ اب تو مجبوری ہے"...... اعظم نے کہا۔

"کچھ ہو نہیں سکتا۔ لمبی رقم مل سکتی ہے"...... فاروقی نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں فاروقی۔ میں نے بتایا ہے کہ یہ بھی بس ایک اتفاق سے ہاتھ لگ گیا تھا"...... اعظم نے جواب دیا۔

"اوکے۔ پھر تو واقعی مجبوری ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ گڈ بائی"...... فاروقی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ عمران نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھالیا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جوزف۔ جوانا کو ساتھ لے لو اور ہائی کلب چلے جاؤ۔ اس کا مالک کوئی اعظم نامی آدمی ہے اور کلب میں موجود ہے تم نے اسے فوری طور پر اغوا کر کے رانا ہاؤس لے آنا ہے۔ میں بھی وہیں آ رہا ہوں۔ جلد از جلد یہ کام ہو جانا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے جوزف نے کہا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

" سر سلطان ۔ اب ساری صورتحال آپ کے سامنے ہے ۔ اب آپ جانیں اور فاروقی صاحب ۔ مجھے اجازت دیں" ...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔ اسے معلوم تھا کہ سر سلطان ان معاملات میں بے حد سخت واقع ہوئے ہیں ۔ اس لئے وہ خود ہی فاروقی کو سنبھال لیں گے اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار رانا ہاؤس پہنچ گئی ۔ رانا ہاؤس کے باہر مخصوص لائٹ جل رہی تھی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ رانا ہاؤس کا آٹومیٹک نظام کام کر رہا ہے ۔ اس کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ رانا ہاؤس میں کوئی موجود نہیں ہے ۔ عمران نے یہ سسٹم اس لئے لگوایا تھا کہ کبھی جوزف اور جوانا کو کہیں جانا پڑے تو عمران کو ان کی واپسی کا انتظار نہ کرنا پڑے ۔ چنانچہ اس نے اس نظام کے تحت پھاٹک باہر سے کھولا اور پھر کار لے کر اندر چلا گیا ۔ پھاٹک اس کے عقب میں خود بخود بند ہو گیا تھا ۔

کمرے میں موجود کرسیوں پر میکاسے اور نارمن بیٹھے ہوئے تھے ۔ یہ چیف سیکرٹری کا مخصوص میٹنگ روم تھا ۔ نارمن اور میکاسے دونوں کے چہرے ستے ہوئے تھے اور وہ دونوں خاموش بیٹھے تھے ۔ چند لمحوں بعد سائیڈ کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر باوقار شخصیت اندر داخل ہوئی اور وہ دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے ۔ یہ گریٹ لینڈ کے چیف سیکرٹری تھے ۔ ان کے چہرے پر بھی گہری سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے ۔

" تشریف رکھیں " ...... چیف سیکرٹری نے کہا اور خود وہ میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گئے ۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے میز کے کنارے پر لگے ہوئے مختلف بٹن دبائے تو کمرے کے دروازوں پر فولادی چادریں گر گئیں ۔

" ہاں تو میکاسے ۔ کیا رپورٹ ہے " ...... چیف سیکرٹری نے آگے

کی طرف جھکتے ہوئے میکاسے سے مخاطب ہو کر کہا۔
" سر۔ مکمل انکوائری کر لی گئی ہے۔ ہائی ٹاورز سے تو مکمل فارمو
جی تھری کے حوالے کیا گیا۔ جی تھری نے اپنی ایک مخصوص ایجنٹ کے
ذریعے ایکریمیا میں ہمارے سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری مس
جرہم کے حوالے کر دیا۔ جرہم نے اسے پیکٹ میں سیلڈ کیا اور سفارا
ڈاک میں یہ بند پیکٹ یہاں میرے پاس پہنچ گیا۔ میں نے آپ تک پہ
دیا اور آپ نے لاتھر کے ذریعے ڈاکٹر جاسٹی تک پہنچایا۔ لیکن وہاں ا
جب کھولا گیا تو فارمولا ادھورا نکلا۔ چنانچہ نارمن نے اس سلسلے میں
انتہائی تیزی سے کام کیا ہے اور اصل آدمی جس نے ایسا کیا ہے ا
ٹریس کر لیا گیا ہے۔ یہ کام ایکریمیا میں ہمارے سفارت خانے کے
فرسٹ سیکرٹری کی اسسٹنٹ ٹریسا نے کیا تھا۔ یہ ٹریسا فرسہ
سیکرٹری کے بے حد قریب ہے۔ چونکہ فرسٹ سیکرٹری کو حکومت
طرف سے فارمولے کے بارے میں یہ بریف کر دیا گیا تھا تاکہ وہ اس
کی اہمیت کو سمجھ سکے۔ اسے معلوم تھا کہ یہ کیا ہے اور اس کے ذر
اس ٹریسا کو بھی اس کا علم ہو گیا۔ ٹریسا کو جب اسے پیکٹ بنانے کے
لئے دیا گیا تو ٹریسا نے فارمولے والا حصہ علیحدہ کر کے رکھ لیا اور پیکٹ
سیلڈ کر کے فرسٹ سیکرٹری کے حوالے کر دیا۔ بعد میں ٹریسا نے اس
فارمولے کا ذکر اپنے ایک ایکریمی دوست رابرٹ سے کیا۔ جس
تعلق کسی جرائم پیشہ گروپ سے ہے۔ رابرٹ نے اسے ڈرایا کہ
حکومتوں کے معاملے ہیں۔ اس لئے وہ اس چکر میں نہ پھنسے وہ مار

جائے گی۔ اس پر ٹریسا نے جس نے لالچ میں آکر پہلی بار یہ کام کیا تھا
خوفزدہ ہو گئی۔ رابرٹ نے اسے کہا کہ اس کا ایک پاکیشیائی دوست
اس کے پاس ٹھہرا ہوا ہے۔ وہ اس سے بات کرتا ہے۔ چنانچہ رابرٹ
نے اس پاکیشیائی دوست جس کا نام اعظم بتایا گیا ہے اور جو پاکیشیا
میں کسی کلب کا مالک ہے۔ اس فارمولے کا ذکر کیا۔ اور اسے بتایا کہ
پاکیشیا اسے بھاری رقم کے عوض خرید لے گا۔ وہ اسے خرید لے۔
چنانچہ اعظم نے یہ فارمولا خرید لیا۔ وہ بھی صرف دس ہزار ڈالر کی حقیر
رقم میں اور واپس پاکیشیا چلا گیا۔ رابرٹ اور ٹریسا نے آدھی آدھی رقم
بانٹ لی۔ اس طرح فارمولا ہمارے ہاتھ سے نکل گیا"۔ میکاسے نے
پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
" اس اعظم کے بارے میں معلوم کرایا ہے پاکیشیا سے"۔ چیف
سیکرٹری نے کہا۔
" جی ہاں۔ وہاں سے اطلاع ملی کہ اس اعظم نے اپنے دوست
اسسٹنٹ سیکرٹری وزارت سائنس فاروقی سے مل کر ایک ڈرامہ
کھیل کر یہ فارمولا حکومت پاکیشیا کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ لیکن چونکہ
فارمولا ادھورا تھا۔ اس لئے سیکرٹ سروس کو اطلاع دے دی گئی اور
سیکرٹ سروس کیلئے کام کرنے والے علی عمران نے اس فاروقی کو
گرفتار کرا دیا اور اعظم بھی گرفتار کر لیا گیا۔ یہ اطلاع ملتے ہی میں نے
رابرٹ کو جسے ہمارے سفارت خانے نے اغوا کرا کر اپنی تحویل میں
رکھا ہوا تھا۔ اسے فوری طور پر ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک کرا دیا۔

تاکہ اگر عمران اس رابرٹ تک پہنچے تو اس سے وہ آگے نہ بڑھ سکے
جہاں تک ٹریسا کا تعلق ہے اسے پہلے ہی ایک حادثے میں ہلاک
ظاہر کر دیا گیا تھا۔ لیکن اسے دراصل گرفتار کر کے یہاں گریٹ لینڈ
میں رکھا گیا تھا۔ اس پر خصوصی عدالت میں مقدمہ چلے گا اور اسے
ہو جائے گی"۔ میکاسے نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا
"اس کا مطلب ہے کہ اصل فارمولا واپس حکومت پاکیشیا کے
پاس پہنچ گیا اور اس کا کوڈ واک ہمارے پاس آ گیا۔ اب کیا ہو گا۔ یہ
یہ فارمولا کیسے حاصل کیا جائے گا"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔
"جناب جس طرح ہم فارمولا حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں و
طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کوڈ واک کو حاصل کرنے کی کوشش
کرے گی۔ لیکن ہمارے اور ان کے درمیان ایک واضح فرق موجود ہے۔
ہمیں معلوم ہے کہ فارمولا کہاں ہے۔ جب کہ انہیں معلوم نہیں۔
کہ کوڈ واک کہاں ہے اور میں نے وہ سارے راستے پہلے ہی بند کر دیے
ہیں جن کے ذریعے وہ ہم تک پہنچ سکیں اور اگر ہم نے فوری طور پر
فارمولا حاصل کرنے کی کوشش کی تو پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس
لامحالہ سمجھ جائے گی کہ کوڈ واک ہمارے پاس ہے اور اس کے بعد
کسی عفریت کی طرح ہمارے پیچھے لگ جائے گی اور ہمارا سارا کیا دھرا
ختم ہو جائے گا۔ اس لئے اسے کوشش کر لینے دیں۔ ہم اس دوران
مکمل طور پر خاموش اور لاتعلق رہیں گے۔ جب وہ ٹکریں مار کر تھک
جائیں گے۔ تو ہم کسی بھی تنظیم کے ذریعے یہ فارمولا حاصل کر

ہیں"...... میکاسے نے کہا۔
"تمہاری تجویز حالات کے مطابق تو درست ہے میکاسے۔ لیکن اب
اعلیٰ حکام کو اس بات کا کیا جواب دیا جائے کہ اس سارے کھیل میں
بے پناہ اخراجات کرنے کے باوجود ہمارے ہاتھ کیا آیا ہے۔ صرف کوڈ
واک۔ پاکیشیا والے اس فارمولے پر دوبارہ محنت کر کے اس کا کوڈ
واک تیار کر سکتے ہیں۔ جب کہ ہمارے لئے ایسا ممکن نہیں ہے۔ اس
لحاظ سے دیکھا جائے تو ہم اس مشن میں مکمل طور پر ناکام رہے ہیں"۔
چیف سیکرٹری نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔
"جناب۔ میری ڈاکٹر جاسٹی سے بات ہوئی ہے۔ انکے کہنے کے
مطابق کوڈ واک کیلئے سالوں کی محنت چاہئے اور اس لحاظ سے تو ہم
کامیاب رہے ہیں۔ کہ ہم نے پاکیشیا کی میزائل بنانے والی فیکٹری کو
مکمل طور پر تباہ کرا دیا ہے اور کوڈ واک کے بغیر وہ فوری طور پر دوبارہ
بھی یہ کام نہیں کر سکتے۔ جہاں تک فارمولے کا تعلق ہے۔ چھ ماہ بعد یا
سال دو سال بعد اسے دوبارہ حاصل کیا جا سکتا ہے"۔ میکاسے نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ تمہاری تجویز درست ہے۔ اوکے۔ اب تم جا سکتے ہو
واقعی ہمیں مکمل طور پر اس معاملے میں لاتعلق رہنا چاہئے بعد میں اس
پر کام ہو سکتا ہے"...... چیف سیکرٹری نے ایک طویل سانس لیتے
ہوئے کہا اور میکاسے اور نارمن دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے
چیف سیکرٹری کو سلام کیا۔ اسی لمحے اندر سے پڑنے والی چادریں خود
بخود غائب ہو گئیں اور وہ دونوں مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔ عمران جب دانش منزل آیا تھا تو بلیک زیرو ضروری خریداری کے لئے بازار گیا ہوا تھا۔ اس لئے عمران دانش منزل میں اکیلا تھا۔ تھوڑی دیر بعد آپریشن روم میں مخصوص سیٹی کی آواز سنائی دی اور عمران چونک پڑا کیونکہ عقبی خفیہ دروازہ کھولا گیا تھا اور عمران سمجھ گیا کہ بلیک زیرو واپس آیا ہو گا اور وہی ہوا۔ چند لمحوں بعد بلیک زیرو ہاتھ میں ایک بیگ اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"عمران صاحب۔ آپ کب آئے"...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے آیا ہوں"...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا اور بلیک زیرو کچن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس نے ہاتھوں میں چائے کے دو کپ اٹھائے ہوئے تھے۔

اس نے ایک کپ عمران کے سامنے رکھ دیا۔

"لگتا ہے۔ آپ کی ساری بھاگ دوڑ بیکار گئی ہے"...... بلیک زیرو نے دوسرا کپ اپنے سامنے رکھ کر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا

"بھاگ کا تو پتہ نہیں کہ کب جاگتے ہیں اور جاگتے بھی ہیں یا اسی طرح خواب آور گولیاں کھا کر سوتے رہتے ہیں۔ لیکن جہاں تک دوڑ کا تعلق ہے۔ تو اس میں اس مشورے پر عمل ہو رہا ہے۔ جو شاعر نے گردش ایام کو دیا تھا کہ دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو..... بس یہی کچھ ہوا ہے کہ دوڑ بھی خوب لگی لیکن پیچھے کی طرف"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے چہرے پر چند لمحے پہلے چھائی ہوئی سنجیدگی جیسے یکسر غائب ہو چکی تھی۔

"شکر ہے آپ کا موڈ تو بحال ہوا۔ میں تو جب یہاں پہنچا اور آپ کا چہرہ دیکھا۔ تو یوں لگتا تھا کہ جیسے کسی بچے سے اس کا پسندیدہ کھلونا چھین لیا جائے تو وہ بے بسی کے عالم میں منہ بسورے بیٹھ جاتا ہے"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا حال تو اس بچے سے بھی گیا گزرا ہے۔ اس سے تو اس کا پسندیدہ کھلونا دے کر چھینا گیا یہاں سرے سے پسندیدہ کھلونا اب تک ہاتھ بھی نہیں آسکا۔ جب بھی کوشش کرو پسندیدہ کھلونا یا تو ہینڈ بیگ دے مارتا ہے۔ یا جوتی کی طرف ہاتھ بڑھا دیتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ وہ عمران کا اشارہ بخوبی سمجھ گیا تھا۔

"آپ نے کبھی اس پسندیدہ کھلونے سے پوچھا ہے کہ وہ کیا چاہتا ہے"....... بلیک زیرو نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"کھلونے سے۔ کس کھلونے کی بات کر رہے ہو"....... عمران نے اس طرح چونک کر پوچھا جیسے یہ لفظ ہی اس نے زندگی میں پہلی بار سنا ہو۔

"پسندیدہ کھلونا۔ جس کی طرف آپ نے ابھی اشارہ کیا تھا" بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اچھا ہاں۔ تو تم نے اس پسندیدہ کھلونے کے بارے میں پوچھ رہے ہو۔ ہاں ایک بار پوچھنے کی کوشش کی تھی اور کھلونے بتانے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ اس کی چابی ختم ہو گئی"....... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"چابی ختم ہو گئی تھی۔ مطلب"....... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"بھئی یہ بیٹری اور بجلی سے چلنے والے کھلونے تو اب آئے ہیں۔ تو چابی سے چلنے والے کھلونے آتے تھے اور ان کی چابی ختم بھی ہو کرتی تھی"....... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ میرے سوال کا جواب ٹال گئے ہیں۔ ویسے مجھے یقین ہے اگر آپ ذرا سنجیدہ ہو جائیں تو پسندیدہ کھلونا آپ کو مل سکتا ہے" بلیک زیرو نے چائے کی پیالی سے آخری گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ چابی والا مسئلہ۔ جو درمیان میں موجود ہے۔ اب بتاؤ میں کیا کروں"....... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"اگر معاملہ صرف چابی کی وجہ سے رکا ہوا ہے تو آپ فکر نہ کریں یہ مسئلہ میں حل کر دوں گا"....... بلیک زیرو نے اپنی خدمات پیش کرتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ تم کیا کرو گے۔ کیا اب چابی بھرو گے۔ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف اس قابل رہ گیا ہے کہ بے کار کھلونوں میں چابیاں بھرتا رہے"....... عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کے لئے واقعی یہ کام کیا جا سکتا ہے"....... بلیک زیرو بھی پوری طرح عمران کو زچ کرنے پر تل گیا تھا۔

"اس کا مطلب ہے تم کھلونے سے کوئی خاص مطلب لے گئے ہو"....... عمران نے حیرت سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ آپ کا اشارہ جولیا کی طرف ہی تھا۔ اگر آپ کا خیال ہے کہ شادی کے لئے گفت و شنید کا سلسلہ شروع کر دیا جائے جسے آپ چابی بھرنا کہہ رہے ہیں تو میں یہ کام خوشی سے انجام دینے کے لئے تیار ہوں"....... آخر کار بلیک زیرو نے کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"یا اللہ تو نے دانش منزل کس دانشور کے حوالے کر دی ہے۔ مس جولیا تو انتہائی معزز۔ قابل احترام شخصیت کا نام ہے۔ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہے۔ اس کا اپنا ایک تشخص ہے۔ اپنا

ایک مقام ہے اور تم اسے کھلونا کہہ رہے ہو۔ کچھ تو خدا کا خوف کرو۔ کسی انسان کو کھلونا کہنا کتنی بڑی زیادتی ہے"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بات تو مذاق میں ہو رہی تھی۔ آپ نے خود ہی اشارہ کیا تھا"۔ بلیک زیرو عمران کی سنجیدگی پر بے اختیار بوکھلا گیا تھا۔

"میں تو عام مردوں کی طرح عام عورتوں کو بھی کھلونا نہیں سمجھتا کہ جب جی چاہا کھیل لیا۔ جب جی چاہا اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا۔ جب جی چاہا توڑ دیا اور تم ڈپٹی چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس کی بات کر رہے ہو اور بات کرنے والا بھی کوئی عام مرد نہیں ہے۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ہے۔ واقعی خواتین کا یہ گلہ درست ہے کہ مرد چاہے کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ جبلی طور پر عورت کو کھلونا ہی سمجھتا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے ایسے لہجے میں کہا جیسے بلیک زیرو نے جولیا کو کھلونا کہہ کر واقعی انتہائی جہالت سے بھی بدتر بات کر دی ہو اور بلیک زیرو کے چہرے پر بے اختیار شرمندگی کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

"آپ نے واقعی مجھے شرمندہ کر دیا ہے عمران صاحب۔ جو کہتے ہیں کہ آپ گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے کے ماہر ہیں۔ وہ واقعی سچ ہی کہتے ہیں"...... بلیک زیرو نے شرمندگی کے ساتھ ساتھ قدرے ناراضگی بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"ارے ارے۔ اس میں ناراض ہونے کی کیا بات ہے۔ زندگی تو

خود ایک کھلونا ہے۔ چابی والا کھلونا کہ جب تک دست ایزدی اس کی چابی بھرتا رہتا ہے یہ حرکت میں رہتا ہے۔ جب چابی ختم ہو جاتی ہے تو بے جان ہو جاتا ہے اور جب زندگی بذات خود ایک کھلونا ہو تو پھر کسی کو کھلونا کہہ دینے میں آخر حرج ہی کیا ہے"...... عمران نے ایک بار پھر پینترہ بدلتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑا

"زندگی تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت ہے۔ آپ اسے کھلونا کہہ کر اس کی توہین کر رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے جان بوجھ کر عمران کو مزید چھیڑتے ہوئے کہا۔

"ارے واہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ابھی دماغ کی چابی ختم نہیں ہوئی۔ بہت خوب۔ دانش منزل میں رہنے والے کو اسی طرح دانشور ہونا چاہئے۔ زندگی کیا ہے۔ اس کی ماہیت کیا ہے۔ یہ کہاں سے آئی ہے۔ کہاں چلی جاتی ہے اور کیوں آتی ہے اور کیوں چلی جاتی ہے۔ یہ سب سوالات واقعی بے حد اہم ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ نے بتایا نہیں کہ آپ فاروقی صاحب سے ملنے گئے تھے۔ پھر کیا ہوا"...... بلیک زیرو نے شاید موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

"فاروقی صاحب نے ہائی کلب کے مالک اعظم کی ٹپ دی اور اعظم کو جب رانا ہاؤس میں بلا کر پوچھ گچھ کی گئی تو اس نے ایکریمیا کے ایک جرائم پیشہ آدمی رابرٹ کا حوالہ دے دیا اور اب ایکریمیا میں سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹس اس رابرٹ کو تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے

اور میں ان کے انتظار میں بیٹھا زندگی کے عمیق فلسفے پر لیکچر سن رہا ہوں"....... عمران نے انتہائی مختصر انداز میں ساری بات سنادی۔

"کیا مطلب۔ تو کیا یہ فارمولا ایکریمیا کے ایک عام جرائم پیشہ آدمی کے پاس پہنچ گیا تھا۔ پھر اس کا دوسرا حصہ اس کا کیا ہوا اور کسی مقامی آدمی کے اس میں ملوث ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"۔ بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں۔ بظاہر تو ایسا ہی لگتا ہے۔ اب حقیقت کیا ہے۔ اس کا علم تو بعد میں ہوگا"....... عمران نے جواب دیا۔

"آپ ذرا مجھے تفصیل سے بتلیئے۔ کہ یہ سب کس طرح ہوا۔ اس قدر اہم ترین فارمولا جسے انتہائی قیمتی لیبارٹری کو تباہ کر کے حاصل کیا گیا تھا۔ کس طرح ایک مقامی آدمی اعظم اور ایکریمیا کے ایک عام جرائم پیشہ آدمی کے ہاتھ لگ گیا تھا"....... بلیک زیرو کے لہجے میں بے پناہ الجھاؤ تھا۔ اسے شاید یہ ساری بات کسی طور سمجھ ہی نہ آرہی تھی اور عمران نے اسے فاروقی سے ملنے سے لے کر اعظم کو جوزف اور جوانا کے ذریعے رانا ہاؤس میں لے آنے تک کی ساری تفصیل بتادی۔

"انتہائی حیرت انگیز۔ لیکن اس اعظم نے بتایا نہیں کہ اس رابرٹ کے ہاتھ یہ فارمولا کیسے لگ گیا"....... بلیک زیرو نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"اس نے بتایا کہ رابرٹ کے تعلقات کسی لڑکی سے تھے اور یہ فارمولا اس لڑکی کے پاس تھا۔ جہاں سے رابرٹ نے اسے حاصل کیا۔

کیونکہ اس لڑکی نے اسے بتایا تھا کہ اس فارمولے کا تعلق پاکیشیا سے ہے اور پاکیشیا اس کی بھاری قیمت ادا کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہے گا ان دنوں اعظم ایکریمیا گیا ہوا تھا اور رابرٹ سے اس کے دوستانہ تعلقات تھے۔ چنانچہ بقول اعظم رابرٹ نے بتایا کہ پاکیشیا کا نام سنتے ہی اس کے ذہن میں فوراً ہی اعظم کا خیال آیا اور اس نے وہ فارمولا چرا لیا اور اعظم کے ہاتھ صرف دس ہزار ڈالر میں فروخت کر دیا۔ کیونکہ بقول اعظم وہ کوئی بڑا بلیک میلر نہ تھا۔ عام سا بدمعاش تھا اور اعظم کے کہنے کے مطابق جب اسے معلوم ہوا کہ فارمولا سائنسی ہے اور پاکیشیا سے چرایا گیا ہے۔ تو اس کے ذہن میں سیکرٹری سائنس فاروقی کا خیال آگیا۔ جو اس کا گہرا دوست تھا۔ چنانچہ اس نے فارمولا خریدا اور پھر پاکیشیا پہنچ کر اس نے فاروقی سے بات کی اور فاروقی کے ساتھ مل کر اسے انہوں نے دس کروڑ روپے میں فروخت کر دیا۔ اس طرح پانچ کروڑ روپے اعظم کو مل گئے اور پانچ کروڑ روپے فاروقی کو مل گئے۔ باقی انہوں نے اپنے آپ کو خفیہ رکھنے کی غرض سے ڈرامہ کھیلا"۔ عمران نے جواب دیا۔

"وہ لڑکی کون تھی"....... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"یہی تو اصل مسئلہ ہے۔ اعظم نے اس بارے میں نہ رابرٹ سے پوچھا اور نہ رابرٹ نے بتایا۔ اب رابرٹ مل جائے تو تب ہی معلوم ہوگا کہ وہ لڑکی کون ہو سکتی ہے۔ کیا وہ ڈیزی تھی یا کوئی اور تھی۔ ویسے میرا ذاتی خیال ہے کہ یہ ڈیزی نہیں ہو سکتی کیونکہ جو لوگ اس

قدر جدید ترین ہتھیار استعمال کر کے اور اسٹار سک لے کر فیکٹری کو تباہ کر سکتے ہیں وہ لوگ فارمولے کے بارے میں اس قدر لاپرواہ نہیں ہو سکتے کہ ایک عام سا جرائم پیشہ آدمی اسے چرا سکے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید بات چیت ہوتی ۔ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"رچمنڈ بول رہا ہوں سر۔ ایکریمیا سے"...... دوسری طرف سے فارن ایجنٹ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"رابرٹ۔ کل یہاں ایک حادثے میں ہلاک ہو چکا ہے۔ اس کی لاش جل کر راکھ ہو گئی ہے۔ لیکن اسے شناخت کر لیا گیا ہے۔ رابرٹ کا تعلق ایکریمیا کے ایک عام سے جرائم پیشہ گروہ اگروز سے تھا۔ جو زیادہ تر شراب کی سمگلنگ کرتا ہے اور میں نے رابرٹ کے عورتوں سے تعلقات کے بارے میں تفصیلی انکوائری کی ہے۔ وہ عیاش فطرت آدمی تھا۔ اس کے تعلقات بے شمار عورتوں سے تھے۔ لیکن بہرحال اس بات کا علم نہیں ہو سکا کہ اس کے تعلقات پالینڈ کی رہنے والی کسی لڑکی سے ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ ڈیزی نام کی بھی کوئی لڑکی اس کی دوست نہ تھی"...... رچمنڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ حادثہ واقعی حادثہ تھا یا اسے حادثہ ظاہر کیا گیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"پولیس انکوائری کے مطابق جناب یہ سو فیصد حادثہ تھا۔ حادثے کے وقت رابرٹ نشے میں تھا اور راہگیروں نے اس کی کار کو لہراتے ہوئے دیکھا۔ ایک پولیس سارجنٹ نے اسے روکنے کی بھی کوشش کی لیکن اس سے پہلے اس کی کار تیز رفتاری اور مکمل کنٹرولڈ نہ ہونے کی وجہ سے ایک دوسری کار کے ساتھ ٹکرا چکی تھی۔ یہ ٹکراؤ اس قدر شدید تھا کہ دونوں گاڑیوں کے پرخچے اڑ گئے اور ان میں آگ بھڑک اٹھی۔ رابرٹ کی لاش کے ساتھ ہی دوسری کار میں سے بھی دو لاشیں ملیں وہ بھی جل کر راکھ ہو گئی تھیں۔ اس طرح یہ سو فیصد حادثہ تھا"۔ رچمنڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ اتنی تفصیل کافی ہے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔

"دیکھا۔ میں نے نہ کہا تھا کہ گردش ایام آج کل پیچھے کی طرف دوڑ رہی ہے اور راستہ آگے جا کر بند ہو جاتا ہے۔ پہلے گریٹ لینڈ سامنے آیا پھر پالینڈ اور اب یہ ایکریمیا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اگر آپ اجازت دیں عمران صاحب تو میں پالینڈ جا کر اس ڈیزی کو تلاش کروں"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"اس کے لئے تمہیں پالینڈ جانے کی کیا ضرورت ہے۔ ڈیزی تو

یہاں بھی میسر ہو سکتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"کیا مطلب۔ ڈیزی اور میسر ہو سکتی ہے۔ کیا مطلب"...... بلیک
زیرو نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
"ڈیزی پھول کا ہی نام ہے ناں۔ یہاں بھی کسی نہ کسی جگہ ضرو
کھلا ہوا مل جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک
زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔
"آپ ہر بات کو مذاق میں ٹال دیتے ہیں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔
"مذاق کی بات نہیں ہے۔ پاکیشیا کی اس قدر قیمتی لیبارٹر
ہماری یہاں موجودگی میں تباہ کر دی گئی ہے پاکیشیا کو اس کی تاریخ
شدید ترین نقصان پہنچایا گیا ہے اور ہم ابھی تک صرف باتیں ہی
رہے ہیں۔ یہ درست ہے کہ فارمولا حسن اتفاق سے ہمیں واپس م
گیا ہے۔ لیکن اس کا کوڈ اک بھی ہم نے ہر قیمت پر واپس حاصل کر
ہے اور لیبارٹری کی تباہی کا بھی مجرموں سے عبرت انگیز انتقام لینا
ڈیزی وہ واحد کلیو ہے جو اس وقت ہمارے پاس ہے۔ اس لئے م
تمہیں وہاں نہیں بھیجنا چاہتا کہ اگر یہ کلیو بھی ضائع ہو گیا تو پھر واق
ہم مکمل تاریکی میں رہ جائیں گے"...... عمران نے اس بار سنجیدہ
میں کہا۔
"میرے جانے سے کلیو کیسے ضائع ہو سکتا ہے"...... بلیک ز
نے حیران ہو کر کہا۔
"کیونکہ تمہارے ساتھ کوئی باغبان نہیں ہوگا اور تم پھول توڑ

ے ضائع کر دو گے۔ جب کہ میرے ساتھ انتہائی سخت اور سفاک
زاج باغبان ہو گا۔ جو پھول توڑنے تو ایک طرف کسی پھول کی طرف
ر بھر کر دیکھنے کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے پھول ضائع ہونے
ے بچ جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور
لیک زیرو ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔
"آپ کا مطلب ہے کہ آپ خود سیکرٹ سروس کے ساتھ وہاں
نے کا فیصلہ کر چکے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔
"ہاں۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔ اس لئے بجائے خالی باتیں کرنے
ے ہمیں عملی طور پر میدان میں اترنا چاہئے"...... عمران نے اثبات
ں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
"لیکن عمران صاحب۔ ہائی ٹاورز نے اگر یہ واردات کی ہے تو پھر
ناً یہ کام ایکریمیا کے لئے کیا گیا ہو گا۔ کیونکہ اس کے متعلق بھی
پورٹ ملی ہے کہ اس سے زیادہ تر ایکریمین حکومت ہی کام لیتی ہے
ر فارمولا بھی ایکریمیا سے پاکیشیا واپس پہنچا ہے۔ جب کہ ان لوگوں
واردات کے انداز سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں فیکٹری کے انتہائی
ید سائنسی حفاظتی انتظامات کے بارے میں پہلے سے مکمل آگاہی
صل تھی اور یہ آگاہی گریٹ لینڈ والوں نے حاصل کی تھی"۔ بلیک
رو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔
"تمہاری بات درست ہے۔ اس میں واقعی شدید الجھاؤ موجود ہے۔
ص طور پر اس فارمولے کے عام جرائم پیشہ افراد کے ہاتھ لگ جانے

سے معاملات اور زیادہ الجھ گئے ہیں ۔ میرا اپنا آئیڈیا ہے کہ یہ واردات
ہائی ٹاورز نے کی ہے اور اسے گریٹ لینڈ نے ہائر کیا ۔ لیکن ہائی ٹاورز
سے کس طرح فارمولا ایکریمیا پہنچ گیا اور وہاں سے یہ دو حصوں میں
تقسیم ہو گیا ۔ فارمولا یہاں آ گیا جب کہ کوڈ واک گریٹ لینڈ پہنچ گیا
لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ اگر ہم گریٹ لینڈ والوں کے پیچھے بھاگتے
رہے تو ہو سکتا ہے کہ ایسا نہ ہو اور کوڈ واک واقعی بقول تمہارے
ایکریمین حکومت کے پاس ہو ۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ پہلے
بنیاد کو تلاش کر کے اسے چیک کیا جائے ۔ یعنی ہائی ٹاورز کو اور پھر ہائی
ٹاورز سے ڈور کا سرا آگے تلاش کیا کیا جائے "....... عمران نے جواب
دیا ۔

" تو پھر ایسا ہے کہ آپ مجھے گریٹ لینڈ میں کام کرنے کی اجازت
دے دیں "....... بلیک زیرو نے کہا ۔

" نہیں ۔ میں نے ایک اور بات سوچی ہے ۔ میرا خیال ہے کہ
گریٹ لینڈ میں کیپٹن شکیل اور نعمانی کو بھیجا جائے ۔ یہ دونوں
گریٹ لینڈ میں کافی عرصہ کام کر چکے ہیں ۔ اسی طرح صفدر اور خاور کو
ایکریمیا بھیج دیا جائے ۔ وہ وہاں رابرٹ کے اس حادثے کے بارے میں
مزید تحقیقات کریں ۔ ہو سکتا ہے کوئی خاص کلیو سامنے آ جائے ۔ جب
کہ میں تنویر اور جولیا کے ساتھ پالینڈ چلا جاؤں اور ہائی ٹاورز کے خلاف
کام کروں ۔ اس لحاظ سے تمہارا یہاں رہنا بے حد ضروری ہے ۔ ہمارے
جانے کے بعد ہو سکتا ہے یہاں کوئی مسئلہ کھڑا ہو جائے یا یہ بھی ہو

سکتا ہے کہ فارمولا دوبارہ واپس حاصل کرنے کی کوشش کی جائے ۔
اس لئے صدیقی اور چوہان یہاں رہیں گے تم ان سے کام لے سکتے
ہو "....... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی آرام کرسی پر نیم دراز ڈیزی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس"........ ڈیزی نے عام سے لہجے میں کہا۔

"باب کارب بول رہا ہوں ڈیزی"........ دوسری طرف سے باب کارب کی آواز سنائی دی تو ڈیزی بے اختیار چونک کر سیدھی ہو گئی۔

"اوہ۔ تم۔ تم نے تو کئی روز سے رابطہ ہی نہیں کیا۔ کچھ پتہ چلا۔ یہ تمہارا مافوق الفطرت علی عمران آج کل کیا کر رہا ہے"۔ ڈیزی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ پتہ چل گیا ہے کہ وہ تمہارے درشن کرنے کے لئے پالینڈ کے لئے روانہ ہو گیا ہے"........ باب کارب کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ اچھا۔ ویری گڈ۔ کیا یہ حتمی اطلاع ہے"........ ڈیزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ حتمی ہی سمجھو۔ میرے آدمیوں نے انہیں کل ایئرپورٹ پر ہی آف کیا تھا۔ ساتھ ایک سوئس نژاد عورت اور ایک پاکیشیائی مرد ہے۔ انہوں نے پالینڈ کے لئے ہی بکنگ کرائی تھی۔ مجھے کل ہی اطلاع مل جاتی۔ لیکن میں اپنے ایک ضروری کام کے سلسلہ میں آؤٹ تھا۔ ابھی واپس آیا ہوں۔ تو مجھے اطلاع ملی ہے۔ تو میں نے سوچا کہ تمہیں فوری طور پر اطلاع کر دی جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تم تک پہنچ بھی جائے اور تمہیں علم ہی نہ ہو سکے"........ باب کارب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آج شام کسی بھی وقت وہ یہاں پہنچ جائے گا گڈ۔ اب میں بھی دیکھوں گی کہ جسے تم نے مافوق الفطرت بنا کر پیش کیا ہے وہ دراصل ہے کیا"........ ڈیزی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ڈیزی ایک بات بتا دوں اور یہ بات تم جیرم کو سمجھا دینا وہ احمق اس روز سے مجھ سے ناراض ہے۔ یہ عمران واقعی انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہے۔ اب تم خود دیکھو کہ تم یہاں پالینڈ میں ہو اور وہ پاکیشیا میں اور تم پہلی بار پاکیشیا گئی ہو اور تمہاری مہارت کے بارے میں بھی مجھے علم ہے کہ تم وہاں کوئی کلیو چھوڑ کر نہیں آسکتیں۔ اس کے باوجود اس عمران نے نہ صرف تمہیں ٹریس کر لیا بلکہ اب وہ پالینڈ بھی آ رہا ہے۔ اس لئے ہر لحاظ سے محتاط رہنا"........ باب کارب نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو باب کارب۔ اس کی موت دراصل پالینڈ میں لکھی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ پالینڈ آ رہا ہے۔ پاکیشیا سے یہاں عام مسافر

نہیں آتے۔ اس لئے مجھے ایئرپورٹ پر فوراً معلوم ہو جائے گا کہ
تینوں کون ہیں اور پھر جب چاروں طرف سے اچانک ان پر گولیوں
بوچھاڑ پڑے گی تو میں دیکھوں گی کہ تمہارا یہ ہیرو کس طرح نہیں
مرتا"...... ڈیزی نے کہا۔

" تم بے شک ایسا کرو۔ لیکن تم میری ایک بات یاد رکھنا کہ خ
سامنے نہ آنا بلکہ کسی دوسرے گروپ کو سامنے لے آنا۔ تاکہ اگر ان
یہ حملہ ناکام ہو جائے تو عمران تم تک نہ پہنچ سکے"...... باب کار
نے کہا۔

" چلو ایسا کر لوں گی۔ اطلاع کا بے حد شکریہ"...... ڈیزی ۔
مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم ک
اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" ایئرپورٹ انکوائری"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آوا
سنائی دی۔

" پاکیشیا سے میرے تین مہمان آنے والے ہیں۔ ان کی سیٹیں
پالینڈ کے لئے پاکیشیا سے ہی بک ہیں اور فلائٹ کل رات پاکیشیا ۔
روانہ ہوئی ہے۔ کیا آپ چیک کر کے بتا سکتی ہیں کہ وہ فلائٹ یہاں
کب پہنچے گی اور اس کا نمبر کیا ہے"...... ڈیزی نے کہا۔

" اس کے لئے آپ کو ٹریفک مینجر سے بات کرنی پڑے گی مس
میں نمبر بتا دیتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ
ہی نمبر بتا دیا گیا۔ ڈیزی نے اس کا شکریہ ادا کر کے کریڈل دبا کر رابطہ

ختم کیا اور پھر انکوائری آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

" یس۔ ایئر ٹریفک مینجر"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف
سے ایک مردانہ آواز سنائی دی اور ڈیزی نے وہی بات جو اس سے پہلے
وہ انکوائری آپریٹر سے کہہ چکی تھی دہرا دی۔

" یس میڈم۔ ایک منٹ ہولڈ کیجئے۔ میں بتاتا ہوں"۔ دوسری
طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اس کی آواز دوبارہ
سنائی دی۔

" میڈم۔ اس فلائٹ کا نمبر ایس۔ ڈی۔ ایس۔ ون۔ سکس۔ ٹو۔
یرو ہے اور یہ فلائٹ اب سے دو گھنٹے بعد لینڈ کرے گی"...... ایئر
یفک مینجر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" بے حد شکریہ۔ میرے مہمانوں کے بارے میں مزید تفصیلات
ن صاحب سے مل سکتی ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے مہمان راستے
ں ہی کسی جگہ ڈراپ ہو گئے ہوں اور میں یہاں ان کا انتظار کرتی رہ
اؤں"...... ڈیزی نے کہا۔

" یس میڈم۔ آپ کو اس بارے میں فلائٹ پسنجرز مینجر سے تفصیلی
علومات مل سکتی ہیں"...... ایئر ٹریفک مینجر نے جواب دیتے ہوئے
ا اور پھر ڈیزی نے اس سے نمبر معلوم کیا اور اس کا شکریہ ادا کر کے
ں نے کریڈل دبایا اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" یس۔ فلائٹ پسنجرز مینجر آفس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی
سری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"فلائٹ نمبر ایس ۔ وی ۔ ایس ۔ ون ۔ سکس ۔ ٹو ۔ زیرو ۔ ح
پاکیشیا سے میرے تین مہمان آرہے ہیں ۔ ان میں سے ایک سوئس
نژاد خاتون ہے اور دو پاکیشیائی مرد ہیں ۔ ان تینوں کی ٹکٹیں اکٹھی
بک کرائی گئی ہیں ۔ کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ وہ راستے میں کہیں ڈراپ
تو نہیں ہو گئے" .... ڈیزی نے کہا۔

"ان کے نام بتا دیں ۔ میرے پاس اس فلائٹ کے پسنجرز کی لسٹ
پہنچ چکی ہے ۔ میں چیک کر لیتی ہوں" .... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ان میں سے ایک کا نام علی عمران یا پرنس آف ڈھمپ ہو سکتا ہے
باقی کے ناموں کا علم نہیں ہے ۔ کیونکہ یہ کاروباری سلسلہ ہے اور وہ
پہلی بار پالینڈ آرہے ہیں" .... ڈیزی نے کہا۔

"ایک منٹ ۔ میں چیک کرتی ہوں" ۔ دوسری طرف سے کہا گیا

"ہیلو میڈم ۔ کیا آپ لائن پر ہیں" .... چند لمحوں بعد وہی نسوانی
آواز سنائی دی ۔

"یس" .... ڈیزی نے کہا۔

"جی ہاں ۔ علی عمران نام کا ایک پسنجر فلائٹ میں موجود ہے ۔ چونکہ
آپ نے کہا ہے کہ ٹکٹیں اکٹھی بک ہوئی ہیں اور پاکیشیا سے براہ
راست پالینڈ کے لئے بک ہوئی ہیں ۔ تو اس میں واقعی تین نام ہیں ان
میں ایک علی عمران ہے جب کہ دوسرا نام تنویر ہے اور تیسرا نام مس
جولیانا فٹزواٹر ہے ۔ یہ واقعی سوئس نام ہے" .... دوسری طرف سے
کہا گیا۔

"او کے ۔ بے حد شکریہ" .... ڈیزی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
اس نے کریڈل دبایا اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ۔ مارتھن سپیکنگ" .... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری
آواز سنائی دی ۔

"ڈیزی بول رہی ہوں مارتھن" .... ڈیزی نے کہا۔

"اوہ میڈم آپ ۔ حکم دیجئے" .... دوسری طرف سے مارتھن کا لہجہ
یک لخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"دو گھنٹے بعد ایئر پورٹ پر پاکیشیا سے ایک فلائٹ آرہی ہے ۔
جس کا نمبر نوٹ کر لو" .... ڈیزی نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس میڈم" .... مارتھن نے کہا اور ڈیزی نے اسے فلائٹ نمبر
لکھوا دیا۔

"اس فلائٹ پر تین افراد پاکیشیا سے آرہے ہیں ۔ ان میں سے ایک
سوئس نژاد عورت ہے جب کہ دو پاکیشیائی مرد ہیں ۔ تم نے فوری طور
پر کسی ایسے گروپ کو ہائر کرنا ہے ۔ جو ان تینوں افراد پر ایئر پورٹ سے
باہر نکلتے ہی اچانک اس طرح فائر کھول دے کہ یہ لوگ کسی طرح بھی
زندہ نہ بچ سکیں ۔ سمجھ گئے ہو" .... ڈیزی نے اسے ہدایات دیتے
ہوئے کہا۔

"یس میڈم ۔ سمجھ گیا ہوں" ۔ مارتھن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو ہے اصل مشن ۔ اب اس بارے میں مزید ہدایات کو بغور
سن لو ۔ ان ہدایات پر پوری طرح عمل ہونا چاہیئے ۔ پہلی بات تو یہ ہے

کہ یہ تینوں افراد پاکیشیا کے انتہائی شاطر۔ تیز۔ عیار۔ ذہین۔ فعال اور انتہا درجے کے خطرناک ایجنٹ سمجھے جاتے ہیں۔ خاص طور پر ان میں سے ایک شخص جس کا نام علی عمران بتایا گیا ہے۔ جس کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ مسخروں جیسی باتیں کرتا ہے اور مسخروں جیسی حرکتیں کرتا ہے۔ اس لئے حملہ آور گروپ کو انتہائی محتاط اور چوکنا رہ کر یہ کام کرنا ہوگا۔ اگر انہیں معمولی سا بھی شک پڑ گیا۔ تو یہ لوگ بچ کر نکل جانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اچھی طرح سمجھ گئے ہو"...... ڈیزی نے کہا۔

"یس میڈم"...... مارتھن نے پہلے کی طرح مختصر جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ شاید زیادہ لمبی بات کرنے کا عادی نہ تھا یا پھر ڈیزی کے احترام کی وجہ سے زیادہ لمبی بات نہ کر رہا تھا۔

"دوسری بات یہ کہ یہ گروپ یہاں پالینڈ میں میری تلاش میں آرہا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ ہم نے پاکیشیا میں ایک میزائل فیکٹری کو تباہ کرنے کا مشن مکمل کیا تھا۔ یہ لوگ اسی سلسلے میں آرہے ہیں اور یہ تم اچھی طرح سمجھ سکتے ہو کہ اگر یہ لوگ فوری طور پر قتل نہ ہوئے تو خطرہ ہائی ٹاورز کے لئے ہے۔ اس لئے جس گروپ کو بھی ہائر کرو۔ اسے مختلف حصوں میں تقسیم کر کے اس طرح تعینات کرو کہ اگر ایک گروپ ناکام ہو جائے تو دوسرا گروپ ان کے سنبھلنے سے پہلے ان پر حملہ کر دے اور اگر دوسرا گروپ بھی ناکام رہے تو تیسرا گروپ کام شروع کر دے۔ مطلب یہ کہ ان پر اس طرح مسلسل اور انتہائی تیز

رفتار حملے کئے جائیں کہ یہ لوگ کسی صورت بھی زندہ نہ بچ سکیں۔ سمجھ گئے ہو"...... ڈیزی نے سمجھ گئے ہو ایک بار پھر فقرے کے آخر میں کہا یہ اس کا تکیہ کلام تھا۔ اس لئے وہ ہدایات دیتے وقت لازماً یہ فقرہ ادا کرتی تھی

"یس میڈم"...... مارتھن نے اسی طرح مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور اب تیسری اور آخری بات سنو۔ یہ سب سے اہم بات ہے کہ اس قتل کے بارے میں قتل کرنے والوں کو بھی علم نہ ہو سکے کہ انہیں کس نے ہائر کیا ہے۔ کامیابی کی صورت میں بھی اور ناکامی کی صورت میں بھی۔ ہائی ٹاورز۔ میرا۔ تمہارا۔ کسی کا نام کسی صورت بھی سامنے نہیں آنا چاہئے۔ سمجھ گئے ہو"...... ڈیزی نے کہا۔

"یس میڈم۔ آپ بے فکر رہیں۔ تمام کام بالکل آپ کی ہدایات کے مطابق ہو جائے گا"...... مارتھن نے اس بار تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ "کام مکمل ہونے اور پوری طرح تسلی کر لینے کے بعد مجھے زیرو پوائنٹ پر فون کرنا میں اس وقت وہیں ہوں"...... ڈیزی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات تھے۔ کیونکہ وہ مارتھن کی صلاحیتوں کے بارے میں اچھی طرح جانتی تھی۔

ہوائی جہاز کی انتہائی کھلی اور آرام دہ نشستوں میں دھنسے ہوئے مسافر یا تو مسلسل اونگھنے یا اخبارات اور رسائل پڑھنے میں یا پھر ہر سیٹ کی سائیڈ پر موجود ٹیلی ویژن آن کر کے اسے دیکھنے میں مصروف تھے۔ یہ فلائٹ پاکیشیا سے آران، تارکی، راکانیہ سے ہوتی ہوئی براہ راست پالینڈ کے دارالحکومت کارسا تک جاتی تھی۔ چونکہ سفر بے حد طویل تھا اور پاکیشیا سے پالینڈ براہ راست مسافر بہت کم ہوتے تھے۔ اس لئے راستے میں کئی جگہوں پر جہاز کافی دیر تک لینڈ کرتا اور راستے میں مسافر چڑھتے اور اترتے رہتے تھے۔ اس وقت جہاز راکانیہ میں اپنے آخری سٹاپ سے پرواز کر کے پالینڈ کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ پاکیشیا سے پالینڈ تک براہ راست مسافر جہاز میں صرف تین تھے اور وہ عمران تنویر اور جولیا ہی تھے۔ باقی تمام مسافر ٹرانزٹ مسافر تھے عمران کے ساتھ والی سیٹ خالی تھی۔ جب کہ ساتھ والی دوسری رو میں جولیا اور

تنویر اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ پاکیشیا سے سوار ہوتے وقت جولیا عمران کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی تھی۔ جب کہ تنویر ساتھ والی رو میں کسی دوسرے مسافر کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن عمران سارے راستے میں سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے سوتا ہوا آیا تھا اور جولیا نے اس سے بار بار بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن عمران نے سوائے ہوں ہاں کرنے کے اور کوئی جواب نہ دیا تھا۔ جب جولیا جواب پر اصرار کرتی تو جواباً عمران کے خراٹے سٹارٹ ہو جاتے۔ چنانچہ جولیا عمران کی اس حرکت کے ہاتھوں بری طرح زچ ہو رہی تھی۔ اس نے باقی وقت رسالے اخبار اور ٹیلی ویژن دیکھنے میں گزارنے کی کوشش کی۔ لیکن ظاہر ہے عمران کے اس طرح اسے نظر انداز کر دینے پر ذہنی طور پر وہ بری طرح مشتعل ہو رہی تھی۔ اس لئے وہ بار بار عمران کو بیدار کرنے اور اس سے بات چیت کی کوشش کرتی اور طنزیہ فقرے کہتی۔ لیکن عمران نے تو جیسے آنکھیں کھولنے اور جواب نہ دینے کی قسم کھالی تھی۔ آخر کار جولیا کو بھی نیند نے آ لیا اور وہ بھی نشست پر سو گئی۔ رات کے بعد دن میں بھی عمران نے یہی سلسلہ جاری رکھا۔ جولیا کا پارہ اور زیادہ اوپر کو چڑھتا گیا۔ لیکن چونکہ جہاز مسافروں سے بھرا ہوا تھا۔ اس لئے وہ کوئی ایسی حرکت بھی نہ کرنا چاہتی تھی جس سے وہ مسافروں کے سامنے تماشہ بن جائے۔ اس لئے وہ اپنے آپ پر جبر کرنے پر مجبور تھی۔ لیکن راکانیہ سے جب جہاز نے پرواز کا آغاز کیا تو تنویر کی سائیڈ سیٹ خالی ہو گئی۔ اس پر کوئی نیا مسافر موجود نہ تھا چنانچہ جولیا اٹھ کر تنویر کے

ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گئی اور تنویر جو سارے راستے جولیا اور عمران
کے درمیان ہونے والی کشمکش دیکھ کر مسلسل کڑھ اور جل رہا تھا
بے اختیار کھل اٹھا۔

"مس جولیا آپ خواہ مخواہ اس جانور کو منہ لگاتی ہیں یہ انسان نہیں
ہے اسی لئے اسے کسی انسان کی عزت واحترام کے بارے میں کوئی
احساس ہی نہیں ہوتا"...... تنویر نے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے فوراً ہی
جولیا کو عمران کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا اور اس
کی آواز اتنی اونچی ضرور تھی کہ بہرحال عمران کے کانوں تک پہنچ جاتی
اسی طرح سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے اور آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا تھا

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو تنویر یہ واقعی جانور ہے اسے کسی
جذبات کا احساس نہیں ہے"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مس جولیا آپ چیف کو کیوں نہیں کہتیں کہ وہ اسے کیوں
ہمارے سروں پر بطور لیڈر مسلط کر دیتا ہے۔ کیا ہم اپنے طور پر کام
کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ کیا آپ لیڈر نہیں بن سکتیں"...... تنویر
نے کہا۔

"میں اس بار ضرور چیف سے بات کروں گی اور مجھے یقین ہے کہ وہ
میری بات نہیں ٹالے گا"...... جولیا نے جواب دیا۔ ساتھ ساتھ وہ
عمران کی طرف اس طرح دیکھ رہی تھی جیسے اسے توقع ہو کہ کسی بھی
وقت عمران کی طرف سے ردعمل کا اظہار ہو سکتا ہے مگر عمران کی
آنکھیں بدستور بند تھیں اور چہرہ پرسکون تھا۔

"مس جولیا آپ کو معلوم ہے کہ ہم نے پالینڈ جا کر کیا کرنا
ہے"...... تنویر نے کہا۔

"ہاں صرف اتنا معلوم ہے کہ وہاں کسی سائنسی تنظیم کو ٹریس
کرنا ہے اور بس"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے
پہلے کہ ان کے درمیان مزید بات چیت ہوتی عمران نے ایک جھٹکے
سے آنکھیں کھولیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ پھر اس
نے اس طرح گردن موڑ کر ادھر ادھر دیکھا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ
وہ کسی جہاز پر موجود ہے۔

"نیند کھل گئی تمہاری۔ کیا اب نشہ بھی کرنے لگ گئے ہو"۔
دوسری رو کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھی ہوئی جولیا نے عمران کو اس طرح
دیکھتے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اوہ مس جولیا آپ ادھر کیوں جا بیٹھی ہیں۔ ویری بیڈ۔ اتنا کرایہ
لیتے ہیں اور حالت یہ ہے کہ سیٹوں میں کھٹمل ہیں میں ابھی بات کرتا
ہوں"...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
ایئر ہوسٹس کو بلانے کے لئے بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسرے لمحے ایک خوبصورت ایئر ہوسٹس وہاں
پہنچ چکی تھی۔ یہ نیا عملہ تھا جو راکانیہ سے سوار ہوا تھا جبکہ سابقہ عملہ
راکانیہ میں ڈراپ ہو گیا تھا۔

"ایک بار یس کہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ تین بار یس کہنا پڑتا ہے اور
اصل مسئلہ یہی ہے کہ ایک بار تو ہر لڑکی یس کہہ دیتی ہے لیکن باقی دو

بار کہنے کی نوبت ہی نہیں آتی ۔ کیا آپ تین بار یس کہہ سکتی ہیں مس "...... عمران نے بڑے رومانٹک لہجے میں ایئر ہوسٹس سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تین بار یس کہوں ۔ کیوں ۔ اس سے کیا ہو گا سر "...... ایئر ہوسٹس نے حیران ہو کر کہا۔

" اس سے کیا ہو گا ۔ اوہ تمہیں نہیں معلوم ۔ اس سے زندگی میں بہار آجائے گی ۔ خزاں رسیدہ چمن میں ہر طرف پھول ہی پھول کھل اٹھیں گے اور ان کی معطر اور بھینی بھینی خوشبو سے فضا معطر ہو جائے گی ۔ کیف انگیز خمار میں دن میں بھی رنگین خواب نظر آنے شروع ہو جائیں گے ۔ چاروں طرف رنگ برنگی روشنیاں جھلملانے لگیں گی ۔ چڑیلیں بھی خوبصورت نظر آنے لگ جائیں گی اور پریاں تو پریاں ہی ہوتی ہیں "...... عمران کی زبان رواں ہو گئی ۔ ایئر ہوسٹس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے اور وہ عمران کو اس طرح دیکھ رہی تھی ۔ جیسے اسے عمران کی دماغی صحت پر شک ہونے لگ گیا ہو ۔

" ایک منٹ مس ۔ یہ میری سیٹ ہے آپ جا کر دو لائم جوس لا دیں اور ایک لائم جوس ہمارے تیسرے ساتھی کے لئے بھی لے آئیں "...... اسی لمحے جولیا نے بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر اپنی سیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے ایئر ہوسٹس سے مخاطب ہو کر کہا اور ساتھ ہی وہ اس طرح اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی جیسے اسے خطرہ ہو کہ کہیں اس کی جگہ

اس سیٹ پر ایئر ہوسٹس نہ بیٹھ جائے ۔

" یس مس ۔ کیا آپ کے "...... ایئر ہوسٹس نے حیرت بھرے لہجے میں کہنا چاہا لیکن جولیا نے اسے مزید بولنے سے روک دیا ۔

" جو آپ سے کہا گیا ہے وہ کریں "...... جولیا نے خشک اور روکھے لہجے میں کہا اور ایئر ہوسٹس عجیب سی نظروں سے عمران کو دیکھتی ہوئی واپس چلی گئی ۔ جبکہ ادھر تنویر کا چہرہ جولیا کے اس طرح اچانک اٹھ کر چلے جانے سے غصے سے بگڑا ہوا نظر آرہا تھا ۔

" تمہیں بڑا شوق ہے عورتوں کے منہ سے تین بار " یس " کہلوانے کا ۔ کیوں "...... ایئر ہوسٹس کے جاتے ہی جولیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" عورتیں ۔ یعنی ایک نہیں ، دو نہیں کئی عورتوں کی بات کر رہی ہو ۔ واہ تمہارے منہ میں خالص گھی اور بغیر ملاوٹ اور رنگ کاٹ کے شکر ۔ کاش ایسا ہو سکتا "...... عمران نے بڑے رومانٹک لہجے میں لمبا سا سانس لیتے ہوئے کہا ۔

" میں ابھی سب کے سامنے تمہارے کھوپڑی بھی توڑ سکتی ہوں ۔ سمجھے ۔ خبردار اگر آئندہ ایسی فضول باتیں کسی سے کیں "...... جولیا نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا ۔

" مس جولیا جو کھوپڑی خالی ہو وہ بغیر جوتیوں کے بھی ٹوٹ سکتی ہے جیسے ہمارے تنویر کی ۔ اب دیکھیں کس طرح ترخ ترخ کی آوازیں آرہی ہیں اس میں سے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"خاموش بیٹھے رہو۔ خبردار اگر میرے متعلق کوئی بات کی"۔ تنویر نے فوراً ہی غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کمال ہے جب مس جولیا تمہارے پاس بیٹھی ہوئی تھی تو تم خود بڑی بڑی تجویزیں اور مستقبل کی منصوبہ بندی کر رہے تھے اور جب مس جولیا میرے ساتھ بیٹھی ہیں تو اب تم مجھے خاموش رہنے کا کہہ رہے ہو۔ کیا اسے ہی انصاف کہتے ہیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ایئر ہوسٹس نے لائم جوس کے گلاس ان کے ہاتھوں میں دے دیئے اس کے ساتھ ہی وہ مڑی اور ٹرے میں موجود تیسرا گلاس اس نے تنویر کی طرف بڑھا دیا اور وہ لائم جوس سپ کرنے میں مصروف ہو گئے۔

"پالینڈ میں ہم جس مشن پر جا رہے ہیں کیا اس سلسلے میں تمہارے پاس کوئی واضح لائن آف ایکشن ہے"...... اچانک جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں کیوں نہیں۔ اس قدر رنگین مشن بغیر واضح لائن آف ایکشن کے کس طرح ڈیل ہو سکتے ہیں"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

"رنگین مشن۔ کیا مطلب"...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"ایک محترمہ جس کا نام ڈیزی ہے اور سنا ہے کہ اسے ہر سال متفقہ طور پر مس پالینڈ کا خطاب دیا جاتا ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ محترمہ خوبصورت بھی ہوں گی اور پھر ایسی خوبصورت خاتون کی تلاش

کا مشن رنگین نہیں کہلائے گا تو اور کیا کہلائے گا"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ڈیزی کی تلاش۔ کیا یہی مشن ہے۔ کیوں بکواس کر رہے ہو سیدھی طرح بتاؤ"...... جولیا نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بکواس نہیں کر رہا مس جولیا۔ واقعی یہی مشن ہے"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"لیکن کیوں۔ سیکرٹ سروس کو اس کی تلاش کیوں ہے"۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"سیکرٹ سروس بے چاری تو بس حکم کی غلام ہے۔ تلاش تو تمہارے چیف کو ہے۔ ویسے بزرگ درست ہی کہتے تھے کہ فیصلے آسمانوں پر ہی ہوتے ہیں اور آسمان پر ظاہر ہے پاکیشیا اور پالینڈ کے درمیان فاصلوں کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی ہو گی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فیصلے آسمانوں پر...... کیا مطلب۔ آخر تم صاف صاف کیوں نہیں بتاتے"...... جولیا نے بری طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کمال ہے۔ اس قدر سمجھدار ہونے کے باوجود تم بات نہیں سمجھ رہیں۔ کسی خوبصورت خاتون کی تلاش کسی کو کیوں ہوتی ہے"۔ عمران نے بھی منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ تمہارا مطلب ہے کہ چیف مس ڈیزی سے شادی کرنا چاہتا ہے"۔ جولیا نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ فیصلے تو آسمانوں پر ہی ہوتے ہیں"۔ عمران نے جواب دیا۔

"بکواس مت کرو۔ اگر چیف نے شادی ہی کرنی ہے تو کیا اسے پاکیشیا میں کوئی لڑکی نہیں مل سکتی۔ سیدھی طرح بتاؤ کہ اس ڈیزی کو کیوں تلاش کیا جا رہا ہے"۔ جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ فیصلے آسمانوں پر ہوتے ہیں اور آسمانوں پر زمینی فاصلے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ اب دیکھو کہاں پاکیشیا اور کہاں سوئٹزرلینڈ۔ کس قدر فاصلہ ہے۔ لیکن"...... عمران نے دلیل دیتے ہوئے کہا۔ تو جولیا کے چہرے پر جیسے روشنی سی جھلملا اٹھی۔ اس بار جولیا بھی سمجھ گئی تھی کہ واقعی فاصلوں کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

"لیکن یہ بات میں کسی صورت نہیں مان سکتی کہ چیف سیکرٹ سروس کو اس کام کے لئے استعمال کرے گا۔ اس لئے جو کچھ سچ ہے وہ بتاؤ"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آخر کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ تم خود بتاؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسی لمحے ایک سٹیوارڈ تیزی سے عمران کی طرف بڑھا۔

"جناب آپ کی کال ہے"...... سٹیوارڈ نے کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا کارڈلیس فون اس نے عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"تمہاری کال اور یہاں"...... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ جا سکتے ہیں۔ بعد میں فون لے جائیں"۔ عمران نے سٹیوارڈ کو وہیں کھڑے دیکھ کر کہا۔

"یس سر"...... سٹیوارڈ نے کہا اور تیزی سے مڑ گیا۔

"یس۔ عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے بٹن دبا کر مائیک کو منہ کے قریب لے جاتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ تاکہ دوسری سیٹوں پر بیٹھے ہوئے افراد کو ڈسٹرب نہ کر سکے۔

"ڈارک بول رہا ہوں کارسا سے"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ کیا مطلب۔ کیا کارسا میں ابھی سے رات پڑ گئی ہے۔ حیرت ہے۔ مجھے تو بتایا گیا تھا کہ کارسا میں شام کو فلائٹ پہنچ جائے گی اور شام اتنی ڈارک تو نہیں ہوتی"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے بے اختیار قہقہے کی آواز سنائی دی۔

"آپ کے لئے کارسا کو تو واقعی ڈارک بنا دیا گیا ہے عمران صاحب اور اسی لئے مجھے فوری کال بھی کرنی پڑی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اچھا۔ وہ کیسے"...... عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ کے حکم پر میں نے یہاں چھان بین کی۔ تو مجھے پتہ چل گیا کہ کسی نامعلوم خاتون نے باقاعدہ فلائٹ نمبر اور آپ کا نام لے کر یہاں تحقیقات کرائی ہے کہ فلائٹ کس وقت پہنچے گی اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اسے آپ کے نام کے علاوہ یہ بھی معلوم تھا کہ آپ کے ساتھ

ایک سوئس نژاد خاتون ہیں اور ایک پاکیشیائی مرد ہے ۔ میں اس اطلاع پر چونک پڑا ۔ میں نے اس فون کرنے والی عورت کا سراغ لگانے کی کوشش کی لیکن اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ البتہ تھوڑی دیر پہلے ایک اور حیرت انگیز کارروائی میرے نوٹس میں آئی کہ ایئرپورٹ سے باہر میں نے ایک پیشہ ور مجرم گروپ کے آدمیوں کو منڈلاتے ہوئے دیکھا۔ ان کے انچارج کرمپ کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں ۔ وہ پیشہ ور قاتل ہے اور ان کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ کسی خاص مشن کے سلسلے میں یہاں منڈلا رہے ہیں ۔ میں نے مزید حقیقت حال معلوم کرنے کی غرض سے ایک آدمی کو اپنے آدمیوں کے ذریعے اغوا کرا لیا اور پھر اس آدمی نے جو کچھ بتایا وہ انتہائی حیرت انگیز ہے ۔ اس کے کہنے کے مطابق انہیں پاکیشیا سے آنے والی فلائٹ سے دو پاکیشیائی مردوں اور ایک سوئس نژاد خاتون کو ایئرپورٹ سے باہر ہر قیمت پر قتل کرنے کا مشن ملا ہے اور نہ صرف ایئرپورٹ بلکہ دور دور تک ایسے انتظامات کئے گئے ہیں کہ اگر ایک گروپ ناکام ہو جائے تو دوسرا حملہ کر دے اور دوسرا اگر ناکام ہو جائے تو تیسرا حملہ کر دے اور وہ لوگ اس کے لئے پوری طرح تیار ہیں اور ہر گروپ یہاں اس قدر طاقتور ہے کہ میں یا میرے ساتھی انہیں فوری طور پر ایئرپورٹ سے نہیں ہٹا سکتے ۔ اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے کہ اب کیا کیا جائے اب تو فلائٹ لامحالہ کارسا میں ہی لینڈ کرے گی اور ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کے علاوہ اور بھی موجود ہوں"...... ڈارک نے انتہائی تشویش

بھرے لہجے میں کہا۔

"ایئرپورٹ سے نکاسی کا کوئی دوسرا راستہ ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں ۔ کئی راستے ہیں ۔ لیکن ظاہر ہے ۔ رن وے سے تو آپ باہر نہیں جا سکتے ۔ ضروری کاؤنٹر تو آپ کو کراس کرنے ہی ہوں گے اور انہوں نے جتنا بڑا سیٹ اپ کیا ہوا ہے ۔ اس کے تحت لامحالہ ان کے آدمی اندر کی طرف بھی موجود ہوں گے"...... دوسری طرف سے ڈارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اس کی فکر مت کرو ۔ تم صرف اپنی نشانی بتا دو اور آخری کاؤنٹر کے بعد والے لاؤنج میں پہنچ جاؤ ۔ ہم تم سے خود ہی رابطہ کر لیں گے ۔ اس کے بعد عام راستے سے ہٹ کر کسی اور راستے سے ہمیں باہر لے جانا تمہارا کام ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں وہاں موجود ہوں گا ۔ گہرے نیلے رنگ کا سوٹ اور سبز ٹائی کے ساتھ"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور عمران نے اوکے کہہ کر بٹن آف کیا اور فون پیس اپنے سامنے موجود فولڈنگ ٹیبل پر رکھ دیا ۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی ۔

"کیا بات ہے ۔ کس کی کال تھی ۔ تم اس قدر سنجیدہ کیوں ہو گئے ہو"...... جولیا نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"وہ ایئرپورٹ پر ہمارا انتظار کر رہے ہیں ۔ وہ جو ایسے موقعوں پر پہنچ جایا کرتے ہیں کہ ٹھہرو یہ شادی نہیں ہو سکتی"...... عمران نے

مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔ تم سیدھی طرح بات نہیں کر سکتے"...... جولیا نے بری طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو جولیا۔ یہ پالینڈ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ ڈارک کی کال تھی میں نے پاکیشیا ایئر پورٹ پر چند مشکوک افراد کو چیک کیا تھا۔ وہ ایکریمی لگتے تھے اور مجھے محسوس ہوا تھا کہ وہ ہماری نگرانی کر رہے ہیں۔ اس لئے میں نے فلائٹ سے پہلے چیف سے بات کی اور اسے درخواست کی کہ وہ ڈارک کو ہدایات دے دیں کہ وہ کارسا ایئر پورٹ پر فلائٹ پہنچنے سے پہلے اچھی طرح چیکنگ کرے اور اگر کوئی خاص بات ہو تو وہ فلائٹ کے دوران مجھے اطلاع دے دے۔ چنانچہ ابھی اس ڈارک کا فون آیا ہے۔ اس کے مطابق ایئر پورٹ کے باہر بقول اس کے قاتلوں کے تین گروہ ہم پر فائر کھولنے کے لئے پہنچ چکے ہیں اور ان کے پاس ہمارے متعلق مکمل تفصیلات موجود ہیں"۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو جولیا کے چہرے پر تشویش کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

"پھر اب"...... جولیا نے کہا۔

"اب یہ ہے کہ ہم نے آخری کاؤنٹر کراس کرنے کے بعد ماسک میک اپ کرنا ہے اور اس کے بعد پبلک لاؤنج میں جانا ہے۔ بظاہر یہ گروپ ایئر پورٹ سے باہر ہمارے منتظر ہیں۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ ان کا کوئی آدمی اندر بھی موجود ہوں۔ لیکن وہ آدمی لامحالہ پبلک لاؤنج میں

ہی ہو سکتے ہیں اور چونکہ انہیں صرف اتنا معلوم ہے کہ آنے والے دو پاکیشیائی مرد اور ایک سوئس نژاد خاتون ہے۔ اس لئے انہوں نے یہی بات چیک کرنی ہے بیگ میں ماسک میک اپ کا باکس موجود ہے۔ اس طرح ہم تینوں اپنی قومیت تبدیل کر سکتے ہیں۔ ہم ایئر پورٹ پر ایک دوسرے سے ہٹ کر آگے جائیں گے۔ سب سے آگے تنویر ہو گا۔ جب وہ آخری کاؤنٹر سے فارغ ہو گا۔ تو وہ وہاں بنے ہوئے باتھ روم میں چلا جائے گا اور ماسک میک اپ کر کے خاموشی سے پبلک لاؤنج میں پہنچ جائے گا۔ اس کے بعد تم نے بھی ایسا ہی کرنا ہے اور تم دونوں کے بعد میں پبلک لاؤنج میں پہنچوں گا۔ وہاں ڈارک موجود ہو گا۔ میری اس سے پہلے کبھی ملاقات نہیں ہوئی اس لئے میں نے اس سے نشانی پوچھ لی ہے۔ وہ گہرے نیلے رنگ کے سوٹ اور سبز ٹائی میں ہو گا اور ڈارک یہاں کا رہنے والا ہے اور یہاں زیر زمین دنیا میں خاصا با اثر آدمی ہے۔ وہ ہمیں کسی دوسرے راستے سے باہر نکال کر لے جائے گا اور اس کے بعد ہم ان لوگوں سے نمٹ لیں گے"۔ عمران نے پوری سنجیدگی سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تو میں تنویر کو بریف کر دوں"...... جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اسے پوری طرح محتاط رہنے کا بھی کہہ دینا۔ معمولی سی جذباتیت ہمارے لئے پریشانی پیدا کر سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں اسے اچھی طرح سمجھا دوں گی"...... جولیا نے

کہااور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر تنویر کے ساتھ والی سیٹ پر چلی گئی۔
جب کہ عمران نے ایک بار پھر پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں۔
پہلے بھی وہ مسلسل یہی سوچتا چلا آیا تھا کہ اس ڈیزی کے بارے میں
کیسے پتہ چلائے۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ہائی ٹاورز عام مجرم گروپ
نہیں ہے کہ زیرزمین دنیا والے اس کے بارے میں کچھ جانتے ہوں اور
اس کے پاس بظاہر اس ڈیزی کو تلاش کرنے کا کوئی کلیو بھی موجود نہ
تھا۔ لیکن اب وہ سوچ رہا تھا کہ ان کے متعلق پالینڈ میں پہلے سے
اطلاع اور تفصیلات کس طرح پہنچ گئیں اور کیا یہ حملہ کرنے والے
ہائی ٹاورز سے متعلق ہیں یا یہ کوئی اور سلسلہ ہے۔ اس سوچ بچار میں
نجانے کتنا وقت گذر گیا اور وہ اس وقت چونکا جب فلائٹ کے کارسا
ایئرپورٹ پر لینڈ کرنے کا اعلان کیا جانے لگا۔

سفید رنگ کی نئے ماڈل کی کار خاصی تیز رفتاری سے ایکریمیا کے
دارالحکومت ولنگٹن کی فراخ مگر انتہائی مصروف سڑک پر دوڑتی ہوئی
آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر تھا۔ جب کہ
سائیڈ سیٹ پر خاور بیٹھا ہوا تھا۔ وہ دونوں ایکریمین میک اپ میں
تھے۔ لیکن اپنے چہرے مہروں اور لباس سے وہ زیرزمین دنیا کے افراد
ہی دکھائی دے رہے تھے۔ وہ آج صبح ہی ولنگٹن پہنچے تھے اور یہاں پہنچ
کر انہوں نے سب سے پہلے ایک رہائش گاہ اور کار حاصل کی تھی۔ ان کا
مشن اس عورت کو تلاش کرنا تھا۔ جس سے رابرٹ نے جو ایک
حادثے میں ہلاک ہو چکا تھا۔ ایم میزائل کا فارمولا حاصل کیا تھا۔ چونکہ
رابرٹ کا تعلق زیرزمین دنیا سے تھا اور فارن ایجنسی نے ایکسٹو کو جو
اطلاعات مہیا کی تھیں۔ اس کے مطابق اس کا زیادہ اٹھنا بیٹھنا سپر گیم
کلب میں ہی تھا۔ اس لئے وہ دونوں اس وقت سپر گیم کلب ہی جا رہے

تھے۔ تاکہ وہاں سے کوئی کلیو حاصل کر کے وہ آگے بڑھ سکیں۔

"رابرٹ کی کوئی تصویر مل جاتی تو کام آسان ہو جاتا"...... خاور نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"رابرٹ سپر گیم کلب میں زیادہ رہتا تھا۔ اس لئے وہاں کے ویٹرز اسے اچھی طرح جانتے ہوں گے۔ ہم نے تو صرف یہ چیک کرنا ہے کہ اس کے کن کن عورتوں سے تعلقات تھے اور پھر ان عورتوں کو چیک کرنا ہے۔ اس لئے تصویر کی ضرورت نہیں ہے"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہی کام خاصا مشکل ہے زیر زمین دنیا کے یہ لوگ فطرتاً عیاش ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے تعلقات بھی کئی عورتوں سے ہو سکتے ہیں"...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔ ان کا طرز زندگی ہی ایسا ہوتا ہے اور پھر یہ تو ایکریمیا ہے۔ یہاں تو انتہائی شریف آدمی بھی کی بھی دس بارہ عورتیں تو بہرحال دوست ہوتی ہوں گی"..... صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور خاور بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ چونکہ وہ ولنگٹن بے شمار بار آئے تھے۔ اس لئے انہیں یہاں کی معروف سڑکوں کے بارے میں کافی علم تھا اور نقشے میں وہ سپر گیم کلب کو اپنی رہائش گاہ سے روانگی سے پہلے ہی چیک کر چکے تھے۔ اس لئے انہیں اطمینان تھا کہ وہ کلب پہنچ جائیں گے اور پھر تقریباً مزید ایک گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ گیم کلب پہنچ گئے۔ خاصی بڑی اور وسیع عمارت تھی۔ پارکنگ میں بھی

خاصا رش تھا اور کلب میں آنے جانے والوں میں تقریباً ہر طبقے کے مرد اور عورتیں نظر آ رہی تھیں۔ صفدر نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے کلب کی مین عمارت کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ ایک بڑے سے ہال میں پہنچ گئے۔ یہ ریستوران تھا۔ جو کافی سے زیادہ بھرا ہوا تھا۔ وہاں منشیات بھی کھلے عام استعمال کی جا رہی تھی اور ہال میں موجود عورتیں اور مرد کھلے عام اس قسم کی حرکتیں بھی کر رہے تھے کہ مشرق میں شاید اس کا تصور کر کے ہی پسینہ آ جائے۔ لیکن یہ ایکریمیا تھا۔ یہاں کا معاشرہ مادر پدر آزاد قسم کا معاشرہ تھا۔ اس لئے یہاں ایسی باتوں کو معیوب نہ سمجھا جاتا تھا۔ وہ دونوں ایک کونے میں موجود خالی میز کی طرف بڑھ گئے۔

"شراب کو بے اثر کرنے والی گولیاں ہاتھ میں رکھنا یہاں شراب کے علاوہ اور کچھ نہیں منگوایا جا سکتا"...... صفدر نے میز کی طرف بڑھتے ہوئے خاور سے کہا اور خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد ایک ویٹرس ان کی میز کے قریب پہنچ گئی۔ اس نے انتہائی مختصر ترین لباس پہنا ہوا تھا اور چہرے پر ایسی مسکراہٹ تھی جیسے وہ ان دونوں پر دل و جان فدا کر چکی ہو۔

"دو پیگ ڈبل ہارس"...... صفدر نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بس یا کچھ دھواں اڑانے کے لئے بھی لے آؤں"...... ویٹرس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم دولت کا دھواں اڑانے کے عادی ہیں۔ چند معمولی سی

معلومات چاہئیں ۔ اگر تم دے سکو تو دولت کے اس دھویں کا رخ تمہاری طرف بھی ہو سکتا ہے"........ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور جیب سے بڑی مالیت کے نوٹوں کی گڈی نکال کر اپنے سامنے رکھ دی۔

"معلومات ۔ کیسی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہو"........ ویٹرس نے چونک کر کہا۔ اس کی نظریں نوٹوں کی گڈی پر اس طرح جم گئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس سے چپک جاتا ہے۔

"یوں نہیں ۔ تفصیل سے بات ہو سکتی ہے ۔ فکر مت کرو ۔ تمہیں تمہارے وقت کی بھی پوری قیمت ملے گی اور معلومات کی بھی ۔ کتنے عرصے سے یہاں کام کر رہی ہو"........ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں ایک گھنٹے بعد ڈیوٹی سے آف ہوں گی ۔ کیا تم اس وقت تک انتظار کر سکتے ہو ۔ فکر مت کرو ۔ میں یہاں کی سب سے پرانی ملازم ہوں اور یہاں کے سب راز مجھے معلوم ہیں"........ ویٹرس نے نوٹوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ لیکن ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے ۔ تم ایسا کرو کہ ابھی کام چھوڑ دو ۔ ایک گھنٹے کی تنخواہ بھی ہمارے ذمے"۔ صفدر نے کہا۔

"پھر تم ایسا کرو کہ تیسری منزل کے کمرہ نمبر بارہ میں پہنچ جاؤ ۔ وہ میرا کمرہ ہے ۔ میں جلد ہی وہاں پہنچ جاؤں گی اور پیگ بھی وہیں لے آؤں گی"........ ویٹرس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے واپس مڑ گئی

"آؤ خاور ۔ اب دیکھیں یہ محترمہ کیا کچھ بتا سکتی ہے"........ صفدر نے نوٹوں کی گڈی کو واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے ۔ ہال میں ہر شخص اپنے حال میں مست تھا ۔ اس لئے کسی نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ دی تھی ۔ وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے لفٹ کی طرف بڑھ گئے ۔ چند لمحوں بعد وہ تیسری منزل کے کمرہ نمبر بارہ کے سامنے موجود تھے ۔ کمرے کے باہر مس میگی کے نام کی پلیٹ نصب تھی ۔ صفدر نے ہینڈل گھما کر دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور وہ دونوں اندر داخل ہو گئے ۔ کمرہ عام سا تھا ۔ ایک طرف ایک بیڈ تھا ۔ جب کہ دوسری طرف ایک وارڈ روب درمیان میں ایک میز اور اس کے گرد چار کرسیاں رکھی ہوئی تھیں ۔ فرش پر قالین بچھا ہوا تھا۔

"ہر ویٹرس کو شاید آرام کرنے کے لئے کمرہ دیا جاتا ہے"........ خاور نے کہا۔

"ہاں ۔ لگتا تو ایسا ہی ہے"........ صفدر نے کہا اور وہ دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے ۔ تقریباً دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور وہی ویٹرس عام لباس میں مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی ۔ اس کے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا ۔ اس نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کیا اور پھر لفافے سے شراب کی ایک بوتل نکال کر اس نے اسے میز پر رکھا اور خود دیوار میں نصب ایک الماری کی طرف بڑھ گئی ۔

"تمہارا نام میگی ہے"........ صفدر نے کہا۔

"ہاں ۔ میرا نام میگی ہے اور میں یہاں کی ہیڈ ویٹرس ہوں ۔ اس لئے یہ کمرہ میرے نام پر الاٹ شدہ ہے"...... میگی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے الماری میں سے تین پیگ اٹھائے اور الماری بند کر کے وہ مڑی ۔ اس نے تینوں پیگ ایک ہی ہاتھ میں بڑی مہارت سے پکڑ رکھے تھے ۔ دوسرے ہاتھ کی مدد سے میز پر رکھے اور پھر کرسی پر بیٹھ کر بوتل کھولنی شروع کر دی ۔

"ہمارے لئے نہ ڈالنا"...... صفدر نے کہا ۔

"کیوں"...... میگی نے بے اختیار چونک کر پوچھا ۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ اسے صفدر کے الفاظ پر شدید حیرت ہوئی ہے ۔

"تم پیو ۔ ہم بعد میں پئیں گے"...... صفدر نے خشک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے نوٹوں کی گڈی نکالی اور اسے ایک بار پھر اپنے سامنے رکھ لیا ۔ میگی کی نظریں ایک بار پھر ان نوٹوں پر جم سی گئیں ۔ اس نے جلدی سے ایک پیگ بھرا اور پھر اسے اٹھا کر منہ سے لگا لیا ۔ چند لمحوں بعد اس نے پیگ خالی کیا اور اسے میز پر رکھ دیا ۔

"ہاں ۔ اب آپ پوچھیں ۔ کیا پوچھنا چاہتے ہیں ۔ لیکن یہ سوچ لیں کہ جواب معاوضہ ملنے کے بعد ہی ملے گا"...... میگی نے کہا ۔ اس کی نظریں مسلسل نوٹوں پر جمی ہوئی تھیں ۔

"عام سی معلومات ہیں مس میگی اور ہم خلوص سے تمہیں یہ نوٹ دینا چاہتے ہیں ۔ لیکن شرط صرف اتنی ہے کہ تم درست جواب دو گی ۔

لو یہ گڈی سوال سے بھی پہلے لے لو"...... صفدر نے مسکراتے وئے کہا اور نوٹوں کی گڈی کو میگی کی طرف کھسکا دیا ۔ میگی اس طرح وٹوں پر جھپٹی جیسے چیل گوشت پر جھپٹتی ہے ۔ اس کے چہرے پر سرت کے نمایاں تاثرات نمودار ہوئے ۔

"اب آپ فکر نہ کریں ۔ میں جو کچھ جانتی ہوں ۔ سب کچھ بتا دوں ی"...... میگی نے حسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نوٹوں کی گڈی اٹھائی اور کرسی سے اٹھ کر وارڈ روب کی طرف بڑھ ئی ۔ اس نے الماری کھول کر گڈی اندر رکھی اور پھر الماری بند کر کے وبارہ کرسی پر آ کر بیٹھ گئی ۔ اب اس کے چہرے پر مسرت کے ساتھ رے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے ۔ اس نے جلدی سے بوتل ے ایک بار پھر اپنا پیگ بھرا اور اسے اٹھا کر منہ سے لگا لیا اور اس قت تک اسے منہ سے علیحدہ نہ کیا ۔ جب تک کہ پیگ میں موجود راب کا آخری قطرہ تک اس کے حلق سے نیچے نہ اترا تھا ۔

"آپ کو شاید معلوم نہیں ہے کہ مجھے رقم کی انتہائی سخت ضرورت ھی اور آپ واقعی فیاض ہیں ۔ جو آپ نے اتنی بھاری رقم مجھے کچھ پوچھنے ے پہلے ہی دے دی ہے ۔ آپ قطعی بے فکر رہیں ۔ جو کچھ مجھے معلوم ہے وہ بھی میں بتاؤں گی اور جو کچھ معلوم نہیں ہے ۔ اس کے لئے بھی وئی نہ کوئی راستہ بتا دوں گی"...... میگی نے جذباتی لہجے میں کہا ۔ تو فدر اور خاور دونوں مسکرا دیئے ۔

"اس کلب میں ایک عام سے جرائم پیشہ آدمی رابرٹ کا بہت زیادہ

اٹھنا بیٹھنا تھا۔ وہ رابرٹ ٹریفک کے ایک حادثے میں ہلاک ہو چکا
ہے۔ کیا تم اس رابرٹ کو جانتی تھیں"...... صفدر نے پوچھا۔
"ہاں۔ میں ہی کیا یہاں کا ہر ملازم اسے اچھی طرح جانتا ہے"۔
میگی نے جواب دیا۔
"اس نے اپنی موت سے پہلے اپنی کسی گرل فرینڈ یا کسی ملاقاتی
عورت سے ایک انتہائی اہم سائنسی فارمولا حاصل کیا تھا۔ ہم نے اس
عورت کا سراغ لگانا ہے"...... صفدر نے کہا۔ تو میگی بے اختیار
چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
"سائنسی فارمولا اور رابرٹ نے حاصل کیا تھا۔ کیا کہہ رہے ہو۔
وہ تو انتہائی تھرڈ کلاس آدمی تھا۔ وہ تو لیڈی ککر تھا۔ بس اس میں یہ
خوبی تھی کہ روزانہ اس کے ساتھ نئی سے نئی عورتیں ہوتی تھیں۔
بڑے بڑے ناموں والی عورت سے لے کر انتہائی تھرڈ کلاس طوائف
تک اور انہی عورتوں سے ہی وہ بڑی بڑی رقمیں حاصل کرتا تھا اور یہ
اس کی بدمعاشی تھی۔ لیکن سائنسی فارمولے والی بات ناممکن ہے۔
اس قماش کا آدمی ہی نہ تھا"...... میگی نے جواب دیا۔
"مرنے سے پہلے وہ کن کن عورتوں سے ملتا رہا اور کوئی ایسی
عورت جس سے وہ فارمولا حاصل کر سکے۔ کیا اس بارے میں تم کوئی
ٹپ دے سکتی ہو۔ یہی ہمارا اصل مسئلہ ہے"...... صفدر نے کہا۔
"اس کا ایک دوست ہے۔ جس کا نام میکارتھی ہے۔ وہ اس کا
ساتھی بھی ہے اور رازدار بھی۔ اسے رابرٹ کے ایک ایک لمحے کا علم

معلوم ہوتا ہے۔ لیکن میکارتھی ہے بڑا سخت آدمی۔ وہ واقعی بڑا
بدمعاش ہے۔ انتہائی ہتھ چھٹ اور ظالم آدمی اس لئے وہ تمہیں کچھ
بتائے گا نہیں۔ ویسے اگر وہ چاہے تو تمہاری صحیح رہنمائی کر سکتا ہے۔
ورنہ میں تو اتنا بتا سکتی ہوں کہ اس کے ساتھ نئی سے نئی عورتیں آتی
تھیں۔ وہ یہاں آتا۔ کھاتا پیتا اور پھر یہیں اس نے ایک خاص کمرہ
الاٹ کر رکھا تھا۔ ان عورتوں سمیت وہ اس کمرے میں چلا جاتا تھا۔
بس میں تو اس کے بارے میں یہی بتا سکتی ہوں"...... میگی نے
جواب دیا۔
"اس کا پورا نام کیا تھا"...... صفدر نے پوچھا۔
"پورے نام کا تو علم نہیں البتہ سب اسے رابرٹ ناٹی کہا کرتے
تھے۔ ناٹی کا لفظ اس کا تکیہ کلام تھا"...... میگی نے جواب دیا۔
"یہ میکارتھی کہاں مل سکتا ہے"...... صفدر نے پوچھا۔
"میکارتھی۔ نارسن روڈ پر واقع ابر کو بار کا مالک ہے۔ یہ بار انتہائی
تھرڈ کلاس غنڈوں کا گڑھ ہے۔ وہاں آدمی کو اس طرح مار دیا جاتا ہے
جتنی آسانی سے شاید مکھی کو بھی نہ مارا جاتا ہو۔ پولیس بھی وہاں
جانے سے ڈرتی ہے۔ ویسے وہ لوگ لاشیں بھی غائب کر دیتے ہیں۔
رابرٹ وہیں میکارتھی کے پاس ہی رہتا تھا۔ وہ اس کا بچپن کا دوست
تھا"...... میگی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"اوکے۔ بس کافی ہے۔ شکریہ"...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔
"آپ لوگوں نے شراب نہیں پی۔ بیٹھیں شراب پیئیں اور کوئی

خدمت ہو تو میں حاضر ہوں "....... میگی نے ان کے اس طرح اٹھ
حیران ہوتے ہوئے کہا۔ جیسے اسے یقین نہ آرہا ہو کہ ایسے بھی لو
ہو سکتے ہیں۔ جو اتنی بڑی رقم دینے کے بعد اس طرح روکھے منہ اٹھ
چلے جائیں گے۔

" نہیں۔ پھر کبھی سہی "....... صفدر نے کہا اور دروازے کی طر
بڑھ گیا۔

" ایک منٹ مسٹر "....... میگی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا
صفدر اور خاور دونوں رک گئے۔

" اگر آپ میکارتھی کے پاس جائیں تو پلیز فار گاڈ سیک اسے میر
متعلق نہ بتائیں۔ کیونکہ وہ انتہائی بے رحم اور سفاک آدمی ہے۔ ا
غصہ آگیا۔ تو اس نے مجھے گولیوں سے اڑا دینا ہے "....... میگی
منت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم فکر مت کرو۔ ہماری تمہاری تو ملاقات بھی نہیں ہو
صفدر نے جواب دیا اور پھر دروازہ کھول کر وہ باہر آگیا۔ تھوڑی د
ان کی کار تیزی سے نارسن روڈ کی طرف اڑی چلی جارہی تھی۔

" تم نے میگی کو کچھ زیادہ رقم نہیں دے دی "....... خاور
صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میگی سے ہمیں ابتدائی معلو
مل گئی ہیں اور ایک لائن آف ایکشن بھی۔ ویسے رقم کا کیا ہے۔
بھی وقت تمہیں کسی بھی گیم کلب میں بھیج دوں گا اور تم سارا

کلب ہی لوٹ کر لے آؤ گے "....... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا اور خاور
بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

" ویسے تو میں نے قسم اٹھائی ہوئی ہے کہ جوا نہیں کھیلوں گا۔ لیکن
اگر تم بطور ڈیوٹی حکم دے دو تو واقعی پورا گیم کلب لوٹا جا سکتا
ہے "....... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ مشینی جوا کھیلنے میں
واقعی بے پناہ مہارت رکھتا تھا۔

" ابھی نہیں۔ اگر ضرورت پڑی تو۔ تم اتنے بے چین نہ ہو جاؤ "۔
صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار ایک مارکیٹ کی طرف
موڑ دی۔

" ادھر کیوں "....... خاور نے چونک کر پوچھا۔

" ضروری اسلحہ خرید لیں۔ شاید ابر کو بار میں ضرورت پڑ
جائے "....... صفدر نے جواب دیا اور خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
مارکیٹ سے انہوں نے سائیلنسر لگے جدید ماڈل کے مشین پسٹل اور
ان کے میگزین خریدے اور ایک بار پھر وہ ابر کو بار کی طرف چل
پڑے۔ ابر کو بار کے سامنے پہنچ کر صفدر نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور
پھر وہ دونوں بھی نیچے اتر آئے۔ بار میں آنے جانے والے واقعی انتہائی
تھرڈ کلاس لوگ تھے۔ لیکن بار ہال میں داخل ہوتے ہی وہ یہ دیکھ کر
حیران رہ گئے کہ ہال بے حد بڑا تھا۔ کسی بڑے ہوٹل کے ہال سے بھی
بڑا۔ لیکن اتنا بڑا ہال عورتوں اور مردوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ہال
میں منشیات کا دھواں اس قدر بھرا ہوا تھا۔ کہ اندر داخل ہوتے ہی ان

کے منہ کا ذائقہ یکلخت تلخ سا ہو گیا۔ ہال میں مشین گنوں سے مسلح افراد ادھر ادھر گھوم پھر رہے تھے۔ لیکن وہ کسی کو کچھ کہہ نہ رہے تھے۔ ہال کے چاروں کونوں میں کاؤنٹر تھے اور ہر کاؤنٹر پر چار چار آدمی کام میں مصروف تھے۔ صفدر اس کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔ جس کے ساتھ ایک راہداری اندر کی طرف جا رہی تھی۔

"میکارتھی سے ملنا ہے۔ ہمارے پاس اس کے لئے دھندہ ہے"۔ صفدر نے کاؤنٹر مین سے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جاؤ۔ بھاگ جاؤ۔ وہ کسی سے نہیں ملتا"...... کاؤنٹر مین نے انتہائی تحقیرانہ لہجے میں انہیں سر سے پیر تک دیکھتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے صفدر کا بازو گھوما اور کاؤنٹر مین کے چہرے پر ایسا بھرپور زناٹے دار تھپڑ پڑا کہ تھپڑ کی آواز سے پورا ہال گونج اٹھا۔ کاؤنٹر مین کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ اچھل کر ساتھ والے کاؤنٹر مین سے جا ٹکرایا۔ ایک لمحے کے لئے پورے ہال میں جیسے سکتہ سا چھا گیا۔

"مچھر کی اولاد۔ روبر سے اس لہجے میں بات کرتے ہو"...... صفدر نے انتہائی غصیلے لہجے میں چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاؤنٹر پر پڑی ہوئی شراب کی بوتل اٹھائی اور دوسرے لمحے بوتل پوری قوت سے اس کاؤنٹر مین کے سر پر پڑی جو گال پر ہاتھ رکھے اب صفدر اور خاور کی طرف مڑنے ہی لگا تھا۔ بوتل چھناکے سے ٹوٹ گئی اور اس کے ساتھ ہی کاؤنٹر مین کے حلق سے پہلے سے بھی زیادہ کربناک چیخ نکلی اور وہ کاؤنٹر کے پیچھے ہی گر گیا۔

"تمہاری یہ جرأت کہ روبر سے اس طرح بات کرو"...... صفدر نے اور زیادہ غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"کون ہو تم اور تم نے کاؤنٹر مین پر ہاتھ کیوں اٹھایا"۔ اچانک ایک پہلوان نما آدمی نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کے جسم پر سرخ رنگ کی آدھی آستینوں والی بنیان تھی اور نیچے اس نے بلیک جینز کی پتلون پہن رکھی تھی۔ بنیان کی ہاف آستینوں سے اس کے بازو کی مچھلیاں تڑپتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ اس کا سینہ اس طرح باہر کو نکلا ہوا تھا۔ جیسے اس میں ہوا بھری ہوئی ہو۔ اسے دور سے دیکھتے ہی احساس ہو جاتا تھا۔ وہ ٹھوس اور ورزشی جسم کا مالک ہے۔ اس کے لمبے بال اس کے کاندھوں پر پڑ رہے تھے اور چہرے پر سختی اور سفاکی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"سنو۔ تم جو کوئی بھی ہو۔ اپنا لہجہ درست کر کے بات کرو۔ میرا نام روبر ہے۔ سمجھے۔ میں نے میکارتھی سے ملنا ہے۔ اس کاؤنٹر مین نے مجھے جس لہجے میں جواب دیا ہے میں ایسے لہجے کا عادی نہیں ہوں"۔ صفدر نے غراتے ہوئے جواب دیا۔

"روبر۔ تمہارا نام تو پہلے کبھی نہیں سنا۔ لیکن تم اکڑ اس طرح رہے ہو۔ جیسے کوئی بہت بڑے فائٹر ہو۔ کہاں سے آئے ہو"...... اس پہلوان نما آدمی نے استہزائیہ لہجے میں کہا۔

"تو تمہارا چوکھٹا بھی بگڑنے کے لئے تیار ہے"...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا تم مارجر سے اس لہجے میں بات کرو۔ تمہاری یہ جرأت"...... اس پہلوان نما آدمی نے یکلخت شعلے کی طرح بھڑکتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ یکلخت ہوا میں اٹھا اور اس کے ساتھ ہی وہ بری طرح چیختا ہوا ایک زوردار دھماکے سے قریبی میز پر جا گرا۔ میز کے ٹوٹنے کی آواز سے ہال گونج اٹھا تھا۔ یہ کام خاور کا تھا۔ اس نے اچانک اسے گردن سے پکڑ کر اوپر کو جھٹکا دے کر اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی اچھل کر اس نے گھٹنا اس کے پہلو پر رسید کیا اور بھاری بھرکم مارجر کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا میز پر جا گرا تھا۔ ہال میں یکلخت شور سا مچ گیا اور مشین گن برداروں نے چیختے ہوئے صفدر اور خاور کی طرف دوڑ لگا دی۔

"رک جاؤ۔ سب رک جاؤ۔ یہ میرے شکار ہیں۔ رک جاؤ۔ انہوں نے مارجر پر ہاتھ اٹھایا ہے"...... یکلخت اس مارجر نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے دونوں ہاتھ فضا میں اٹھا کر چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ چکا تھا اور اس کے چیختے ہی سب اس طر رک گئے جیسے چابی بھرے کھلونے چابی ختم ہوتے ہی رک جاتے ہیں

"ابھی ہاتھ کہاں اٹھایا ہے۔ ابھی تو میں نے صرف تمہیں ای جھٹکا دیا ہے"...... خاور نے مضحکہ اڑانے والے لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم"...... مارجر واقعی غصے سے پاگل سا ہو گیا اور دوسر لمحے وہ اس طرح ان دونوں کی طرف دوڑ پڑا۔ جیسے سٹیم انجن تو نکالتا ہوا پوری رفتار سے دوڑ پڑتا ہے۔ اس کے دھاڑنے کی آواز

پورا بار ہال گونج رہا تھا۔ لیکن صفدر اور خاور اسی طرح بڑے اطمینان سے کھڑے تھے۔ تیزی سے دوڑتا ہوا مارجر یکلخت فضا میں اچھلا اور پھر اس کا جسم واقعی انتہائی ماہرانہ انداز میں فضا میں گھوم گیا اور اگر خاور بجلی کی سی تیزی سے ایک لمبا جمپ لے کر ایک طرف نہ ہٹتا تو مارجر کے دونوں جڑے ہوئے پیروں کی ضرب اس کے جبڑے کا بھرتہ بنا کر رکھ دیتی۔ مارجر کا یہ انداز ہی بتا رہا تھا۔ کہ وہ واقعی ماہر لڑاکا ہے۔ لیکن اور کے اچانک اچھل کر ایک طرف ہٹتے ہی اس نے اپنے جسم کو بھی ہرانہ انداز میں موڑ لیا تھا اور اس طرح وہ پیچھے دیوار سے ٹکرانے سے چ گیا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کے پیر زمین سے لگتے۔ صفدر کا زو گھوما اور دوسرے لمحے مارجر ہوا میں ہی قلابازی کھا کر سر کے بل یچ گرنے ہی لگا تھا کہ صفدر کی لات چلی اور اس بار مارجر کے حلق سے لنے والی چیخ سے پورا ہال گونج اٹھا اور دوسرے لمحے اس کا جسم کسی ل کی طرح گھومتا ہوا پشت کے بل نیچے فرش سے ایک دھماکے سے یا۔ نیچے گرتے ہی مارجر نے یکلخت اٹھنے کے لئے سمٹنے کی کوشش کی د اس کے جسم نے سمٹنے سے انکار کر دیا تھا۔ اسی لمحے خاور نے جو ل کر اس کے قریب آ گیا تھا۔ جھک کر اس کی گردن پکڑی اور ایک پھر مارجر کا جسم ہوا میں اٹھتا ہوا پہلے سے زیادہ فاصلے پر ایک اکے سے جا گرا۔ اس بار وہ گردن کے بل نیچے گرا تھا اور پھر پلٹ کر ٹ کے بل جا گرا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ کون یہ جھگڑا کر رہا ہے"...... اچانک ایک

سائیڈ سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے ایک لمبے قد او[ر]
بھاری جسم کا آدمی ایک سائیڈ کی راہداری سے اندر داخل ہوا۔ اس نے
جسم پر تھری پیس سوٹ تھا۔ لیکن چہرے مہرے سے وہ بھی زیر زمی[ن]
دنیا کا ہی آدمی لگ رہا تھا۔ مارجر اپنی جگہ پر بے حس و حرکت پڑا ہوا
اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طر[ح]
بگڑ گیا تھا۔ لیکن وہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کر پا رہا تھا۔ یوں لگتا تھا ج[یسے]
اس کا اعصابی نظام یکلخت جامد ہو کر رہ گیا ہو۔ جب کہ وہ کاؤنٹر
جس کے سر پر صفدر نے بوتل ماری تھی۔ وہ کاؤنٹر کے اندر ہی
ہوش پڑا ہوا تھا۔

"باس۔ باس۔ یہ لوگ۔ یہ لوگ۔ انہوں نے مارجر کا یہ حال
دیا ہے"۔۔۔۔۔۔۔ ایک مشین گن بردار نے اس آنے والے سے مخا[طب]
ہو کر کہا۔ اس کے لہجے میں خوف کی لرزش نمایاں تھی۔

"مارجر کا۔ اوہ۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ مارجر تو"۔۔۔۔۔۔
آدمی نے حیرت سے مارجر کی طرف دیکھا اور پھر وہ صفدر اور خا[ور]
طرف اس طرح دیکھنے لگا۔ جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ مارجر کا یہ
انہوں نے ہی کیا ہو گا۔

"کون ہو تم"۔۔۔۔۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اس نے
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ تم کون ہو"۔۔۔۔۔۔۔ صفدر نے اسی طرح
ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرا نام میکارتھی ہے اور میں اس بار کا مالک ہوں۔ تم اجنبی لگتے
ہو۔ کیا واقعی یہ سارا ہنگامہ تم نے کیا ہے"۔۔۔۔۔۔۔ اس آدمی نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"تو تم ہو میکارتھی۔ یہ ہنگامہ ہم نے نہیں کیا۔ تمہارے ان
آدمیوں نے کیا ہے۔ ہم تو یہاں اس لئے آئے تھے کہ ایک دھندے
کے لئے تم سے بات چیت کی جا سکے۔ ہم نے کاؤنٹر مین سے کہا کہ ہم
ایک دھندے کے لئے میکارتھی سے ملنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس نے
جواب ایسے تحقیر آمیز لہجے میں دیا جسے روبر کبھی برداشت نہیں کر سکتا۔
چنانچہ وہ اب کاؤنٹر کے پیچھے بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ پھر یہ تمہارا ڈمی
پہلوان آگے بڑھا۔ ہم نے اسے بھی یہی کہا کہ ہم تو میکارتھی سے ملنے
آئے ہیں۔ لیکن یہ اپنے آپ کو نجانے کیا سمجھتا تھا۔ اس نے ہم پر حملہ
کر دیا اور نتیجہ تمہارے سامنے ہے"۔۔۔۔۔۔۔ صفدر نے بڑے سادہ سے
لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کہاں سے آئے ہو۔ میں نے تو پہلے کبھی تمہیں ولنگٹن میں نہیں
دیکھا"۔۔۔۔۔۔۔ میکارتھی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"روکوہاما سے۔ میرا نام روبر ہے اور یہ میرا ساتھی ہے مائیکل اور
روکوہاما سٹیٹ میں روبر اور مائیکل کے سامنے صرف وہی آتے ہیں
جنہوں نے خودکشی کرنی ہو"۔۔۔۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ اگر واقعی تم نے مارجر کا یہ حال کیا ہے۔ تو پھر تم سے
ملاقات ہو سکتی ہے"۔۔۔۔۔۔۔ میکارتھی نے ایک بار پھر مڑ کر مارجر کی

طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جو بے بسی کے عالم میں پڑا ہوا تھا۔

"یہ ٹھیک بھی ہو سکتا ہے۔ اگر تم چاہو۔ ہم یہاں لڑنے نہیں آئے تھے۔ یہ تو خود ہم سے الجھ پڑے"...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر فرش پر پشت کے بل پڑے ہوئے مارجر کے دونوں پیروں پر پیر رکھے اور اس کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر اس نے اسے پیروں کی طرف ایک جھٹکے سے کھینچا تو مارجر کا جسم کمان کی طرح دوہرا ہوتا چلا گیا۔ پھر کھٹاک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی مارجر کے حلق سے یکلخت اس طرح چیخ نکلی جیسے چیخ اس کے حلق میں کافی دیر سے رکی ہوئی ہو۔ صفدر ہاتھ جھاڑتا ہوا واپس میکارتھی کے پاس آگیا۔ جب کہ مارجر یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر تکلیف کے ساتھ ساتھ حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"بب۔ بب۔ باس۔ یہ لوگ۔ یہ نجانے کون ہیں۔ انہوں نے نجانے کیا کیا تھا کہ مجھے بیکار کر دیا تھا"...... مارجر نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"مگر تمہارا تو دعویٰ تھا مارجر کہ تم جیسا فائٹر پورے ایکریمیا میں کوئی نہیں ہے۔ نانسنس۔ خبردار آئندہ اگر تم نے ایسا دعویٰ کیا"...... میکارتھی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر وہ ہال میں موجود اپنے آدمیوں سے مخاطب ہو گیا۔

"اس کاؤنٹر مین کو اٹھا کر باہر پھینک دو اور پھر آئندہ اگر کوئی مجھ سے ملنے آئے تو پہلے مجھ سے اس کے بارے میں پوچھ لیا کرو"۔

میکارتھی نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ صفدر اور خاور سے مخاطب ہو گیا۔

"تم نے مارجر کو ناکارہ کر کے میرے دل میں اپنی عزت بڑھالی ہے اس لئے اب میں اپنے اصول کے خلاف بھی تم سے ملنا پسند کروں گا۔ آؤ میرے ساتھ"...... میکارتھی نے کہا اور تیزی سے اسی راہداری کی طرف بڑھ گیا جدھر سے وہ برآمد ہوا تھا۔

"ویل ڈن مارجر۔ ویسے تم اچھے لڑاکے ہو۔ لیکن خیال رکھا کرو۔ دنیا میں صرف تم ہی تم نہیں ہو"...... صفدر نے حیران و پریشان کھڑے مارجر کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے مسکرا کر کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر میکارتھی کے پیچھے چل دیا۔ صفدر کی اس حرکت سے مارجر کا ستا ہوا چہرہ یکلخت جیسے نارمل سا ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک خاصے بڑے لیکن انتہائی قیمتی اور جدید انداز کے فرنیچر سے سجے ہوئے دفتر میں موجود تھے۔ یہ میکارتھی کا دفتر تھا۔

"بیٹھو۔ اور اپنا تفصیلی تعارف کراؤ"...... میکارتھی نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی اپنی کرسی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"تفصیلی تعارف بعد میں۔ پہلے کام ہونا چاہئے"...... صفدر نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں۔ تم کسی دھندے کی بات کر رہے تھے۔ کیا دھندہ ہے"...... میکارتھی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے چونک کر کہا۔

"ایک شخص کی موت سے پہلے اس کے ملاقاتیوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں"........ صفدر نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔ تو میکار تھی بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب ۔ کیا کہہ رہے ہو ۔ مرنے سے پہلے ملاقاتیوں کے بارے میں معلومات ۔ یہ کیسا دھندہ ہے"........ میکار تھی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مسٹر میکار تھی ۔ تمہارے دوست رابرٹ نے مرنے سے پہلے اپنی کسی دوست عورت سے ایک سائنسی فارمولا خرید کیا تھا اور پھر اس نے یہ فارمولا پاکیشیا کے ایک کلب کے مالک اعظم کے ہاتھ فروخت کر دیا اور اس اعظم سے حکومت پاکیشیا نے اسے خرید کر لیا ہے ۔ لیکن یہ نامکمل ہے اور حکومت پاکیشیا نے یہ مشن ہمارے ذمے لگایا ہے کہ ہم اس عورت کو تلاش کر کے اس سے اس فارمولے کا باقی حصہ بھی خرید لیں ۔ اس کے لئے جتنا بڑا معاوضہ بھی ہو ۔ حکومت ادا کرنے پر تیار ہے ۔ رابرٹ روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو چکا ہے اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ تم اس کے نہ صرف دوست ہو ۔ بلکہ اس کے راز دار بھی ہو ۔ اگر تم اس عورت کے متعلق بتا سکو تو ہم تمہیں تمہارا منہ مانگا معاوضہ دینے کے لئے تیار ہیں"........ صفدر نے اس بار تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تمہیں حکومت پاکیشیا نے ہائر کیا ہے ۔ کیا مطلب ۔ کیا حکومت پاکیشیا کے پاس اپنے ایجنٹ نہیں ہیں جو انہوں نے ایکریمین آدمیوں

کو ہائر کیا ہے"........ میکار تھی نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"حکومت پاکیشیا کے لئے کام کرنے والے وہاں کے اعلیٰ حکام انتہائی عقلمند ہیں ۔ انہیں معلوم ہے کہ ایسے کاموں میں ہم زیادہ مؤثر ثابت ہو سکتے ہیں"........ صفدر نے جواب دیا۔

"اوہ تو تم سیکرٹ ایجنٹ ہو اس لئے مارجر مار کھا گیا ہے ۔ تم لوگ تو انتہائی تربیت یافتہ ہوتے ہو"........ میکار تھی نے ایسے لہجے میں کہا ۔ جیسے اسے اب سمجھ آئی ہو کہ مارجر کو ان کے مقابلے میں شکست کیوں اٹھانی پڑی ہے ۔

"تم ان باتوں کو چھوڑو ۔ اصل بات کرو"........ صفدر نے کہا۔

"دیکھو مسٹر روبر ۔ یہی نام بتایا تھا ناں تم نے"........ میکار تھی نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں"........ صفدر نے مختصر سا جواب دیا۔

"تو مسٹر روبر ۔ تمہیں کسی نے غلط ٹپ دی ہے ۔ رابرٹ میرا دوست ضرور تھا ۔ لیکن مجھے اس کی ذاتی دلچسپیوں کا علم نہیں ہے اور ویسے بھی وہ تو لیڈی کلر مشہور تھا ۔ اس لئے اب کیا کہا جا سکتا ہے کہ اس نے اگر کوئی فارمولا حاصل بھی کیا تو کس سے کیا"........ میکار تھی نے جواب دیا۔

"اوکے ۔ ٹھیک ہے ۔ ہم خود ہی تلاش کر لیں گے ۔ ہم نے سوچا تھا کہ شاید تمہیں بھاری معاوضہ حاصل کرنے میں دلچسپی ہو"۔ صفدر نے روکھا سا جواب دیا اور اٹھ کھڑا ہوا ۔ اس کے اٹھتے ہی خاور بھی کھڑا

ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی صفدر اور خاور دونوں بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئے ۔ لیکن ابھی وہ دروازے کے قریب نہ پہنچے تھے کہ میکارتھی کی آواز سنائی دی۔

" ایک منٹ"....... میکارتھی نے کہا اور صفدر اور خاور دونوں مڑے ۔

" کتنا معاوضہ دو گے"....... میکارتھی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" دیکھو میکارتھی ۔ یہ حکومت کا معاملہ ہے ۔ اس لئے معاوضہ تمہاری خواہش سے بھی زیادہ دیا جا سکتا ہے ۔ لیکن ایک بات بتا دوں ہمارے پاس کچھ مصدقہ شواہد پہلے سے موجود ہیں ۔ اس لئے ہمارے ساتھ غلط بیانی کر کے تم ہم سے کچھ حاصل نہیں کر سکتے" ۔ صفدر نے واپس آکر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" تم معاوضہ تو بتاؤ۔ پھر میں فیصلہ کروں گا ۔ کہ تمہیں کچھ بتایا جا سکتا ہے یا نہیں"....... میکارتھی نے اس بار خالصتاً کاروباری لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" ایک لاکھ ڈالر"....... صفدر نے جواب دیا ۔ تو میکارتھی بے اختیار چونک پڑا اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" ایک لاکھ ڈالر ۔ کیا واقعی"....... میکارتھی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آرہا ہو۔

" میں نے پہلے کہا تھا کہ حکومتوں کے معاملات ہیں اور تمہیں صرف زبان ہلا کر بھاری معاوضہ مل سکتا ہے ۔ اس جیسا خوش قسمت

لمحہ اور کیا ہو سکتا ہے ۔ لیکن شرط وہی ہے کہ معلومات درست ہونی چاہئیں"....... صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" مجھے تسلیم ہے کہ اتنا معاوضہ میرے تصور میں بھی نہ تھا ۔ میرا خیال تھا کہ تم زیادہ سے زیادہ چار پانچ ہزار ڈالر دے دو گے ۔ ٹھیک ہے نکالو ایک لاکھ ڈالر میں تمہیں انتہائی مصدقہ معلومات دیتا ہوں"....... میکارتھی نے کہا۔ اس کے لہجے میں بے چینی تھی۔

" معاوضہ مل جائے گا اور وہ بھی نقد میری اور میرے ساتھی کی جیبیں بڑی مالیت کے نوٹوں کی گڈیوں سے پر ہیں ۔ تم پہلے بات تو بتاؤ"....... صفدر نے کہا۔

" نہیں مسٹر ایسے نہیں چلے گا۔ پہلے معاوضہ پھر آگے بات ہو گی" ۔ میکارتھی نے جواب دیا۔

" او کے ۔ یہ لو ۔ میں معاوضہ اپنے سامنے رکھ لیتا ہوں" ۔ صفدر نے کہا اور اس نے جیب سے گڈیاں نکال نکال کر اپنے سامنے رکھنی شروع کر دیں۔

" یہ اصل ہیں"....... میکارتھی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" سو فیصد"....... صفدر نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

" تو سنو ۔ رابرٹ نے یہ فارمولا ٹریسا سے حاصل کیا تھا ۔ ٹریسا ایکریمیا میں گریٹ لینڈ کے سفارت خانے سے متعلق ہے اور رابرٹ کی گہری دوست تھی ۔ اس بات کا صرف مجھے ہی علم ہے ۔ لاؤ ۔ اب یہ رقم مجھے دے دو"....... میکارتھی نے کہا۔

"پہلے اسے ثابت تو کرو۔ گریٹ لینڈ سفارت خانے فون کرو اور ٹریسا سے بات کرو۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے فون میں لاؤڈر موجود ہے۔ اسے آن کر لو اور ٹریسا سے اس طرح بات کرو کہ ہمیں یقین آجائے کہ تم نے واقعی درست بتایا ہے"...... صفدر نے کہا تو میکارتھی نے جلدی سے رسیور اٹھایا اور نیچے لگے ہوئے دو بٹنوں کو یکے بعد دیگرے پریس کر دیا۔

"یس"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لاؤڈر کا بٹن آن ہونے کی وجہ سے آواز بخوبی صفدر اور خاور کے کانوں تک پہنچ رہی تھی۔

"گریٹ لینڈ سفارت خانے میں مس ٹریسا سے بات کراؤ"۔ میکارتھی نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ابھی تمہارے سامنے بات ہو جائے گی"...... میکارتھی نے کہا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بجی تو میکارتھی نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... میکارتھی نے کہا۔

"باس۔ سفارت خانے والے کہہ رہے ہیں کہ مس ٹریسا طویل رخصت لے کر چلی گئی ہیں اور انہیں نہیں معلوم کہ وہ اس وقت کہاں ہیں۔ ان کی واپسی چھ ماہ بعد ہو گی"...... دوسری طرف سے میکارتھی کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"اوہ اچھا"...... میکارتھی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"وہ تو یہاں ہے ہی نہیں۔ یقیناً وہ گریٹ لینڈ چلی گئی ہو گی۔ تم اسے وہاں تلاش کر سکتے ہو۔ بہرحال میں نے تمہیں بتا دیا ہے۔ اس

لئے معاوضہ مجھے دو"...... میکارتھی نے کہا۔

"سوری مسٹر میکارتھی۔ جب تک تصدیق نہ ہو جائے ایک ڈالر بھی تمہیں نہیں مل سکتا"...... صفدر نے جواب دیا۔

"نہیں۔ اب یہ معاوضہ تمہیں دینا ہو گا۔ چلو۔ ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہو جاؤ۔ ورنہ گولی مار دوں گا"...... اچانک میکارتھی نے کھلی دراز میں سے ریوالور نکال کر اس کا رخ ان کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"خواہ مخواہ مت الجھو میکارتھی۔ تم کسی بھی طور تصدیق کرا دو کہ تم نے جو کچھ کہا ہے۔ وہ درست ہے پھر معاوضہ ملے گا"...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں کہتا ہوں ہاتھ اٹھا دو اور کھڑے ہو جاؤ"...... میکارتھی کا لہجہ یکلخت سرد پڑ گیا۔ اس کے چہرے پر سفاکی ابھر آئی تھی۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے"...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ لیکن اس نے ہاتھ نہ اٹھائے تھے۔ اس کے اٹھتے ہی خاور بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"ہم تو جا رہے ہیں میکارتھی۔ لیکن کیا واقعی تم نے درست بتایا ہے"...... صفدر نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ واقعی میں نے درست بتایا ہے۔ رابرٹ کی کوئی بات مجھ سے چھپی ہوئی نہ ہوتی تھی۔ وہ مجھے ایک ایک بات بتاتا تھا۔ مجھے ٹریسا سے اس کی ملاقاتوں اور اس فارمولے کے بارے میں بھی معلوم تھا اور اس پاکیشیائی اعظم کے ہاتھ اس کی فروخت کا بھی مجھے علم ہے۔

میں نے درست بتایا ہے"...... میکارتھی نے کہا۔

"لیکن ٹریسا نے یہ فارمولا کہاں سے حاصل کیا تھا"...... صفدر نے جواب دیا۔

"یہ بات معاہدے میں شامل نہیں ہے۔ اس لئے اب نہیں بتائی جا سکتی۔ حالانکہ مجھے اس کا بھی علم ہے"...... میکارتھی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مزید معاوضہ لے لو"...... صفدر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ایک لاکھ ڈالر اور دے دو۔ پھر بتاؤں گا اور وہ بھی ابھی"...... میکارتھی نے کہا۔

"مائیکل ایک لاکھ ڈالر کی گڈیاں نکال کر میز پر رکھ دو"۔ صفدر نے خاور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوکے"...... خاور نے کہا اور جیب میں ہاتھ ڈال دیا۔ دوسرے لمحے جیسے ہی اس کا ہاتھ باہر آیا۔ مشین پسٹل چلنے اور میکارتھی کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ خاور نے بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے کام کیا تھا۔ اس نے فائر میکارتھی کے ہاتھ پر کیا تھا۔ نتیجہ یہ کہ ریوالور میکارتھی کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا تھا اور میکارتھی نے بے اختیار زخمی ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے پکڑا ہی تھا کہ صفدر نے انتہائی تیزی سے آگے بڑھ کر میکارتھی کو گردن سے پکڑا اور دوسرے لمحے ایک ہی زوردار جھٹکے سے میکارتھی اچھل کر میز کی سائیڈ سے نکل کر قالین پر جا گرا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا صفدر کی لات چلی اور

میکارتھی کے حلق سے ایک اور چیخ نکلی اور وہ تڑپ کر ساکت ہو گیا۔ کنپٹی پر پڑنے والی ایک جچی تلی اور بھرپور ضرب نے اسے بے ہوش کر دیا تھا۔

"دروازہ بند کر دو خاور۔ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ اس لئے یہاں سے آواز تو باہر نہ جائے گی لیکن کوئی اچانک نہ آ جائے"...... صفدر نے جھک کر فرش پر پڑے ہوئے میکارتھی کو اٹھا کر صوفے پر ڈالتے ہوئے کہا اور خاور نے مڑ کر دروازہ اندر سے لاک کر دیا۔ صفدر نے بے ہوش میکارتھی کا کوٹ اس کے عقب میں آدھے سے زیادہ نیچے کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد میکارتھی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے۔ تو صفدر پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے بھی جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ لیکن میز پر پڑی ہوئیں نوٹوں کی گڈیاں ویسے ہی پڑی رہنے دیں۔ چند لمحوں بعد میکارتھی کراہتا ہوا ہوش میں آ گیا۔ اس نے ہوش میں آتے ہی اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن کوٹ عقب میں اترے ہونے کی وجہ سے وہ فوری طور پر اٹھ کر کھڑا نہ ہو سکا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اپنے کاندھوں کو جھٹک کر کوٹ اونچا کرنا چاہا۔ لیکن جب وہ اس میں بھی ناکام ہو گیا تو اس کی نظریں سامنے کھڑے صفدر پر پڑیں۔

"تم۔ تم نے یہ کیا کر دیا ہے۔ تم"...... میکارتھی نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سکون سے بیٹھ جاؤ۔ ورنہ تمہارا سینہ گولیوں سے چھلنی بھی ہو سکتا ہے"...... صفدر نے خشک لہجے میں کہا۔

"میں نے تو تمہیں درست بتایا تھا۔ تم نے"...... میکارتھی نے کچھ کہنا چاہا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کی نظریں میز پر پڑی ہوئی نوٹوں کی گڈیوں پر پڑیں تو وہ بولتے بولتے رک گیا۔

"نوٹ اب بھی تمہیں مل سکتے ہیں۔ لیکن اس طرح نہیں جس طرح تم چاہتے ہو۔ ایک لاکھ ڈالر کم رقم نہیں ہوتی۔ اس لئے اب بتا دو کہ ٹریسا کو یہ فارمولا کہاں سے ملا تھا اور ہم یہ نوٹ یہیں چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ ورنہ دوسری صورت میں تم لاش میں تبدیل ہو جاؤ گے اور لاشوں کو نوٹوں کی ضرورت نہیں ہوتی"...... صفدر نے خشک لہجے میں کہا۔

"ٹریسا گریٹ لینڈ سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری کی سیکرٹری اور اس کی عورت ہے۔ وہ اس کی رازدار ہے۔ گریٹ لینڈ کے فرسٹ سیکرٹری لاتھر کو یہ فارمولا ایکریمیا کے ہی کسی خفیہ تنظیم کے آدمی نے دیا تھا۔ اس نے ٹریسا کو اسے پیک کر کے سیلڈ کرنے کے لئے کہا۔ تو ٹریسا نے اس سے فارمولے کے بارے میں تفصیلات معلوم کیں۔ تو لاتھر نے اسے بتایا کہ یہ انتہائی اہم فارمولا ہے۔ اسے پاکیشیا سے چوری کیا گیا ہے اور یہ انتہائی جدید ترین میزائل کا فارمولا ہے اور اس نے اسے گریٹ لینڈ کے اعلیٰ حکام تک پہنچانا ہے۔ ٹریسا کو جوا کھیلنے کی عادت تھی۔ وہ اس سلسلے میں ایک زیر زمین گروپ کی کافی سے

زیادہ مقروض ہو چکی تھی اور اس پر رقم کے لئے شدید دباؤ تھا۔ اس لئے اس کی نیت بد ہو گئی۔ اس نے خاموشی سے فارمولے کا ایک حصہ نکالا اسے معلوم تھا کہ رابرٹ کا ایک پاکیشیائی دوست آیا ہوا ہے۔ وہ اس سے مل چکی تھی۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ وہ فارمولے کے عوض اچھی خاصی رقم حاصل کر لے گی۔ لیکن جب وہ فارمولا لے کر آئی۔ تو اعظم نے اسے بتایا کہ اسے ایسے کاموں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ لیکن میرے اور رابرٹ کے دباؤ پر اعظم اسے خریدنے پر تیار ہو گیا۔ لیکن اس نے رقم ہماری توقع سے بہت کم دی۔ بہرحال اتنی رقم ٹریسا کو مل گئی جس سے وہ اپنے ادھار اتار کر بھی کچھ دن عیش کر سکتی تھی۔ اس کے بعد اعظم وہ فارمولا لے کر واپس چلا گیا۔ ٹریسا نے ادھار اتارا اور پھر رابرٹ کے ساتھ مل کر اس نے جزیرہ ہوائی میں ایک ماہ تک عیش کرنے کا پروگرام بنایا کہ اچانک رابرٹ بھی غائب ہو گیا اور ٹریسا بھی میں سمجھا کہ شاید وہ اچانک چلے گئے ہیں۔ لیکن پھر رابرٹ کے ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہونے کی خبر ملی۔ وہ کار چلاتے وقت شدید نشے میں بتایا گیا۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ اسے جتنی مرضی آئے شراب پلا دو اسے کبھی نشہ ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ تو بلا نوش تھا۔ تیز سے تیز شراب اس کے لئے پانی کا درجہ رکھتی تھی۔ لیکن میں کیا کر سکتا تھا۔ خاموش ہو گیا"...... میکارتھی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اپنی سیکرٹری سے کہو کہ وہ فرسٹ سیکرٹری لاتھر سے تمہاری بات کرائے۔ تم نے اس سے ٹریسا کے بارے میں پوچھنا ہے کہ وہ کہاں

ہے۔ کہہ دینا کہ اس نے تمہاری رقم دینی ہے۔ اس لئے تم پوچھ رہے ہو"...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر پڑا ہوا فون اٹھایا اور اسے میکارتھی کے سامنے میز پر رکھا اور رسیور اٹھا کر اس نے لاؤڈر کے ساتھ والا بٹن دبایا اور رسیور میکارتھی کے کان میں لگا دیا۔

"بس"...... دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی

"گریٹ لینڈ سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری لاتھر سے بات کراؤ"...... میکارتھی نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور صفدر نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"لاتھر سے تمہاری پہلے سے واقفیت ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

"ہاں۔ وہ میرے پاس اکثر آیا کرتا ہے۔ وہ بھی عورتوں کا شکاری ہے"...... میکارتھی نے جواب دیا۔

"تمہارے سارے ہی دوست عورتوں کے شکاری ہیں"۔ صفدر نے منہ بناتے ہوئے انتہائی نفرت بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن میکارتھی نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

"سنو۔ اگر تم آرتھر کو یہاں اپنے پاس کسی بھی بہانے سے فوراً بلا سکو۔ تو تمہیں مزید ایک لاکھ ڈالر مل سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"کیا واقعی تم ایک لاکھ ڈالر اور دو گے"...... میکارتھی نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہم نے تمہیں پہلے ہی بتایا تھا کہ یہ حکومتوں کے کھیل ہیں

اس لئے اس میں رقم کوئی اہمیت نہیں رکھتی اور تمہیں تو بالکل مفت ہی سب کچھ مل رہا ہے۔ تم نے تو خواہ مخواہ جلدی کر کے اپنے آپ کو عذاب میں ڈال لیا ہے"...... صفدر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ میکارتھی اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور صفدر نے ایک بار پھر رسیور اٹھا کر میکارتھی کے کان سے لگا دیا۔

"ہیلو باس"...... سیکرٹری کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"یس"...... میکارتھی نے کہا۔

"جناب لاتھر صاحب سے بات کریں"...... سیکرٹری نے کہا۔

"ہیلو میکارتھی۔ میں لاتھر بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک بھاری اور باوقار سی آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اس کا تعلق گریٹ لینڈ سے ہے۔

"لاتھر۔ میں میکارتھی بول رہا ہوں۔ وہ ٹریسا کے متعلق معلوم کرنا تھا۔ اس کے ذمے میری خاصی بڑی رقم ہے اور وہ غائب ہے"۔ میکارتھی نے کہا۔

"رقم ٹریسا کے ذمے۔ تمہاری۔ کیا مطلب۔ کیا اس نے تم سے ادھار رقم لی تھی"...... لاتھر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اس کے دوست رابرٹ نے رقم لی تھی اور ٹریسا نے اس کی ضمانت دی تھی۔ رقم میرے ایک دوست سے لی گئی تھی۔ اب وہ تقاضا کر رہا ہے اور رابرٹ روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو چکا ہے۔ اس لئے میں ٹریسا کے بارے میں معلوم کر رہا تھا کہ وہ کہاں ہے۔ تاکہ

اب وہ اپنی ضمانت پوری کرے"...... میکارتھی نے کہا۔

"وہ طویل رخصت پر ہے چھ ماہ بعد اس کی واپسی ہو گی۔ اس لئے چھ ماہ تک تو تمہیں صبر کرنا پڑے گا"...... دوسری طرف سے لاتھر نے کہا۔

"اوہ۔ اتنی طویل رخصت۔ کہاں گئی ہے۔ کیا گریٹ لینڈ واپس چلی گئی ہے"...... میکارتھی نے کہا۔

"نہیں۔ اس کا کوئی مالدار چچا جنوبی ایکریمیا میں رہتا ہے۔ وہ بیمار تھا اور اس نے ٹریسا کو ٹیلی گرام دیا تھا۔ ٹریسا فوراً طویل رخصت لے کر چلی گئی ہے۔ مزید تفصیلات کا مجھے علم نہیں ہے"...... دوسری طرف سے لاتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ چلو یہ بات تو ختم ہوئی۔ اب تم اپنے متعلق بتاؤ۔ موڈ ہے۔ فوری طور پر عیش کرنے کا"...... میکارتھی نے کہا۔

"عیش کرنے کا۔ کیا مطلب"...... لاتھر نے چونک کر پوچھا۔

"تمہارے مطلب کی ایک چیز آئی ہے میرے پاس۔ تھائی لینڈ کی خاص الخاص چیز ہے۔ بالکل تمہاری ڈیمانڈ کے مطابق۔ لیکن رات کو اس نے آگے چلے جانا ہے۔ اس لئے اگر فوری موڈ ہو تو بتا دو۔ رقم کی فکر مت کرنا۔ اس کا بندوبست ہو جائے گا"...... میکارتھی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا واقعی"...... لاتھر کی یکلخت جذبات میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں درست کہہ رہا ہوں۔ تم دیکھو گے تو خوش ہو جاؤ گے۔ آخر تم میرے دوست ہو۔ اس لئے میں نے سوچا کہ تمہیں موقع دے دوں"...... میکارتھی نے کہا۔

"گڈ۔ میکارتھی۔ تم واقعی بہترین دوست ہو۔ کہاں آنا پڑے گا۔ جلدی بتاؤ"...... لاتھر نے کہا۔

"وہیں کلب میں میرے پاس۔ تم جانتے تو ہو"...... میکارتھی نے کہا۔

"اوکے۔ میں پھر عقبی دروازے پر پہنچ رہا ہوں۔ تم وہاں اطلاع کرا دو"...... لاتھر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آ جاؤ"...... میکارتھی نے کہا اور صفدر نے ہاتھ کریڈل پر رکھ دیا اور پھر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"گڈ۔ تم واقعی کامیاب ترین انسان ہو۔ صرف باتوں ہی باتوں میں تم نے دو لاکھ ڈالر کما لئے ہیں۔ فکر مت کرو۔ اسے یہاں آنے دو۔ اس کے بعد دو لاکھ ڈالر تمہارے ہو جائیں گے"...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر اس کا کوٹ پکڑ کر ایک جھٹکے سے اوپر کر دیا۔

"یہ رقم اٹھا لو۔ جب لاتھر یہاں پہنچ جائے گا تو دوسرا لاکھ بھی مل جائے گا۔ لیکن خیال رکھنا اب کسی بدمعاشی کا سوچنا بھی ناں۔ ورنہ اس بار قبر میں اتر جاؤ گے"...... صفدر نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"اب میں کچھ نہیں کروں گا"...... میکارتھی نے جلدی سے میز پر

پڑے ہوئے نوٹ سمیٹتے ہوئے کہا اور پھر نوٹ اٹھا کر اس نے میز کی دراز میں ڈال دیئے اور پھر میز پر پڑے ہوئے ایک انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"گریٹ لینڈ سفارت خانے کا فرسٹ سیکرٹری لاتھر آ رہا ہے۔ اسے میرے دفتر پہنچا دینا"...... میکارتھی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تم لاتھر کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو۔ وہ سفارت خانے کا آدمی ہے کہیں میرے لئے مصیبت نہ کھڑی ہو جائے"...... اچانک میکارتھی نے اس طرح چونکتے ہوئے کہا جیسے اسے اب اس بات کا خیال آیا ہو۔

"تم فکر نہ کرو۔ ہم اس سے صرف ثریسا کے بارے میں درست معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں اور بس۔ جب وہ یہاں آئے تو تم اس سے کہہ سکتے ہو کہ ہم نے تمہیں گن پوائنٹ پر اسے یہاں بلوانے پر مجبور کیا تھا"...... صفدر نے کہا۔

"اوہ۔ پھر ایسا کرو۔ کہ عقبی کمرے میں چلو۔ میں دروازہ کھول دوں گا۔ تم میرا کوٹ پہلے کی طرح کر دینا تاکہ جب وہ آئے تو اسے شک نہ پڑے"...... میکارتھی نے جلدی سے کہا۔

"وہ کمرہ بھی ساؤنڈ پروف ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

"ہاں۔ وہ میرا خاص کمرہ ہے۔ آؤ"...... میکارتھی نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک ریسٹ روم کے انداز میں سجے ہوئے ساؤنڈ پروف کمرے میں پہنچ گئے۔ میکارتھی نے اس کا خفیہ دروازہ کھول دیا اور پھر صفدر کے کہنے پر گردن سے اس کا کوٹ دوبارہ عقبی طرف سے نیچے کر دیا اور اسے ایک طرف صوفے پر بٹھا دیا۔ جب کہ وہ دونوں ہاتھوں میں مشین پسٹل اٹھائے ایک بار پھر دروازے کی دونوں سائیڈوں میں کھڑے ہو گئے۔

ختم شد

عمران سیریز
کوڈ واک
SECRET
www.paksociety.com
Scanned by Waqar Azeem Pakistanipoint
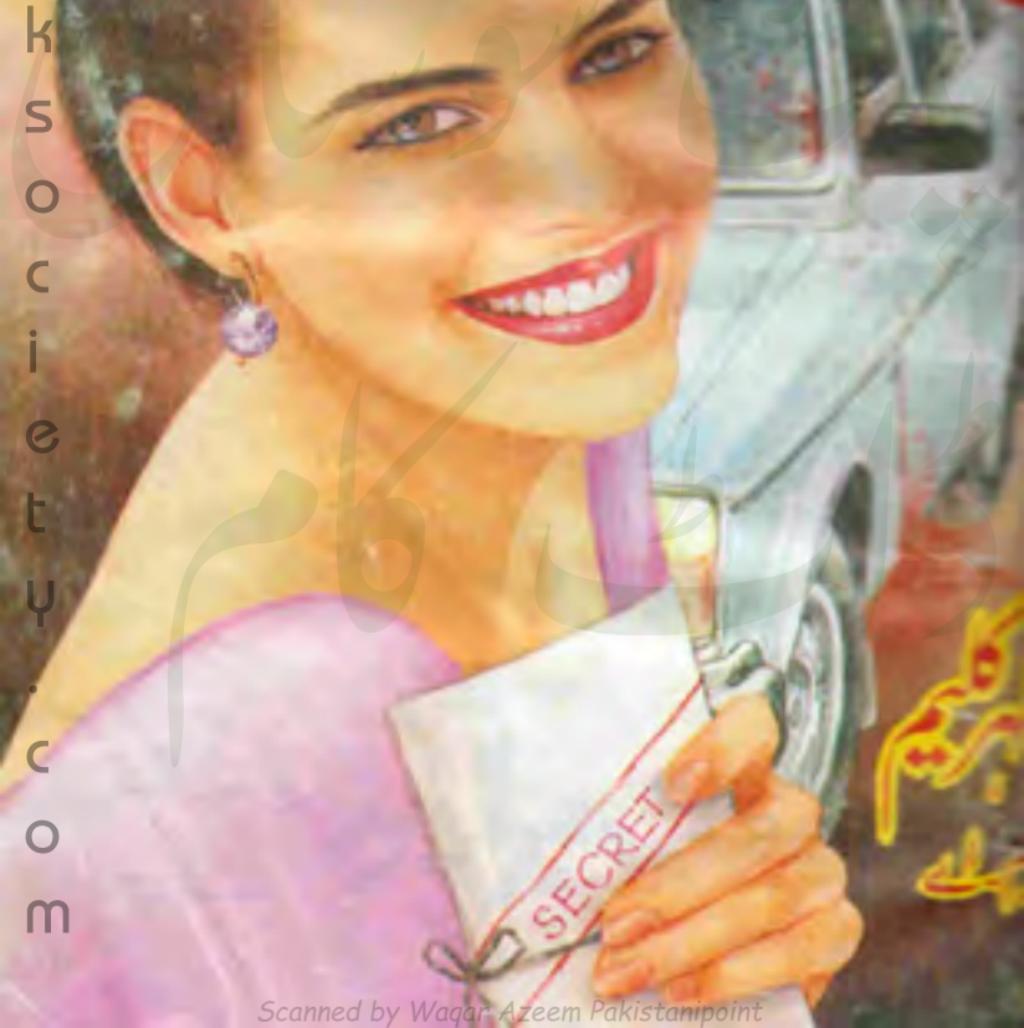
چند باتیں

معزز قارئین۔ سلام مسنون "کوڈ واک" کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے اور مجھے یقین ہے کہ بے پناہ سسپنس اور تیزی سے آگے بڑھتی ہوئی اس کہانی کو پڑھنے کے لئے آپ بے چین ہو رہے ہوں گے لیکن اس سے پہلے آپ اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ دلچسپی میں یہ بھی کسی صورت کم نہیں ہیں۔

بستی ملتان سے سجاد احمد عرف چنی لکھتے ہیں۔ "آپ کے تمام ناول میں نے ایک بار نہیں بلکہ کئی کئی بار پڑھ چکا ہوں اور ہر بار پڑھتے ہوئے ایک نیا لطف اور چاشنی محسوس ہوتی ہے۔ یہ یقیناً آپ کے قلم کا اعجاز ہے کہ آپ کی تحریر پرانی محسوس نہیں ہوتی۔ "کاشان ٹی لینڈ" میں صالحہ کا کردار بے حد پسند آیا ہے۔ آپ اسے سیکرٹ سروس میں ضرور شامل کرائیں لیکن برائے کرم اسے نعمانی وغیرہ کی طرح جیسے دوسرے ممبران کی طرح نظر انداز نہ کر دیں بلکہ ہر ناول میں صالحہ کو شامل کریں تاکہ تنویر اور عمران کے درمیان توازن برقرار رہ سکے۔ مجھے امید ہے کہ آپ میری اس تجویز پر ضرور غور فرمائیں گے۔"

محترم سجاد احمد عرف چنی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک ہر ناول میں صالحہ کی شمولیت کا تعلق ہے تو

اس کا انحصار عمران پر ہے۔ اس کے سامنے جو مشن ہوتا ہے وہ اس مشن کے پیش نظر سیکرٹ سروس میں سے ٹیم کا انتخاب کرتا ہے اس لئے ہر مشن میں صالحہ کا شامل ہونا تو مشکل ہے البتہ جس مشن میں عمران کے نقطہ نظر سے صالحہ کی ضرورت ہوگی اس میں وہ ضرور شامل ہوتی رہے گی باقی جہاں تک صالحہ کی وجہ سے عمران اور تنویر کے درمیان توازن کی بات آپ نے لکھی ہے تو محترم یہ تو صالحہ کا کردار آگے بڑھنے پر ہی معلوم ہو سکے گا کہ اس کی شمولیت سے توازن برقرار رہتا ہے یا پہلے سے برقرار توازن بھی بگڑ جاتا ہے۔

نارنگ دھوتھڑاں ضلع گجرات سے سیف الرحمن ضیغم صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بے حد پسند ہیں۔ آپ کا ہر ناول پہلے سے نہ صرف موضوع کے لحاظ سے الگ ہوتا ہے بلکہ ہر ناول نئے انداز سے سامنے آتا ہے اور ہر ناول میں آپ قارئین کو جاسوسی ادب کی ایک نئی جہت سے روشناس کراتے ہیں۔ یہ یقیناً آپ کے قلم کا جادو ہے جس نے اس قدر طویل عرصے سے قارئین کو اپنے سحر میں جکڑ رکھا ہے البتہ ایک شکایت ضرور ہے کہ عمران اور جولیا اب یقیناً بڑھاپے کی سرحدوں پر پہنچ چکے ہوں گے اس لئے کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ان کے پوری طرح بوڑھے ہونے سے پہلے ان کی شادی کر دی جائے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اس بات پر ضرور غور کریں گے"۔

محترم سیف الرحمن ضیغم صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ میری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ میرا ہر ناول موضوع اور ٹریٹمنٹ کے لحاظ سے دوسرے سے مختلف ہو اور مجھے خوشی ہے کہ میری اس کوشش کو قارئین نے بے حد پسند کیا ہے۔ جہاں تک عمران اور جولیا کے بڑھاپے کی سرحدوں پر پہنچ جانے کا تعلق ہے تو محترم بڑھاپا دراصل ایک کیفیت کا نام ہے۔ بعض بوڑھے بھی حقیقتاً جوان ہوتے ہیں اور بعض جوان بھی بوڑھے۔ اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ عمران اور جولیا کو چیک کریں اور پھر لکھیں کہ کیا واقعی وہ بڑھاپے کی سرحدوں پر پہنچ چکے ہیں یا نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ اپنی رائے پر خود ہی نظر ثانی کر لیں گے۔

[illegible] سید احسن گیلانی صاحب لکھتے ہیں۔ "ہم نے تھوڑا عرصہ پہلے آپ کے ناولوں کو پڑھنا شروع کیا اور پھر یہ آپ کے ناولوں کی دلکشی تھی کہ اس قدر مختصر عرصے میں ہم نے آپ کے تمام ناول پڑھ لئے۔ ہمیں "ہاٹ فیلڈ" کا سلسلہ خاص طور پر بے حد پسند آیا ہے۔ آپ سے ایک بات پوچھنی ہے کہ کیا واقعی ڈکٹافون نامی کسی آلے کا وجود ہے جس سے دور بیٹھے گفتگو سنی جا سکتی ہے۔ اگر ہے تو کیا یہ بازار سے ملتا ہے یا نہیں"۔

محترم سید احسن گیلانی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ ڈکٹافون واقعی ایک سائنسی آلہ ہے اور اس کی مدد سے گفتگو کو ریڈیو لہروں کے ذریعے مخصوص فاصلے تک ٹرانسمٹ کر کے سنا جا سکتا ہے لیکن یہ آلہ بازار میں عام فروخت نہیں ہوتا۔ یہ صرف سرکاری خفیہ ایجنسیوں کے زیر استعمال رہتا ہے۔ اگر یہ بازار میں عام

ملنا شروع ہو جائے تو آپ خود سوچیں کہ اس کے استعمال سے ہر شخص اور ہر گھر کی پرائیویسی ہی ختم ہو جائے جس سے یقیناً معاشرے میں شدید بگاڑ پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے ہر ملک میں اس کے عام استعمال پر انتہائی سخت قانونی پابندی ہوتی ہے۔ صرف خاص لوگ خاص مواقع پر ملکی سلامتی اور ملکی مفاد کے تحت ہی اُسے استعمال کرتے ہیں۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

[illegible] دونوں میکارتھی کے ساؤنڈ پروف دفتر کے عقبی حصے کے دونوں طرف ہاتھوں میں مشین پسٹل پکڑے گریٹ لینڈ سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری لاتھر کے انتظار میں کھڑے ہوئے تھے۔ میکارتھی کمرے کے درمیانی صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا کوٹ اس کی پشت سے نیچے کر دیا گیا تھا تاکہ لاتھر یہ سمجھے کہ میکارتھی نے [illegible] ہو کر اسے فون کیا ہے۔

"کیا وہ یہاں اکیلا آئے گا یا تمہارا آدمی اسے ساتھ لے آئے گا"۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

"وہ اکثر آتا رہتا ہے۔ اسے راستہ معلوم ہے۔ وہ اکیلا ہی آتا ہے"۔۔۔ میکارتھی نے جواب دیا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً بیس پچیس منٹ کے انتظار کے بعد دوسری طرف قدموں کی آواز ابھری اور صفدر اور خاور دونوں چوکنا ہو گئے۔ صفدر نے خاور کو

سر سے مخصوص اشارہ کیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور درمیانے جسم کا آدمی اندر داخل ہوا ہی تھا کہ خاور اس پر جھپٹ پڑا۔ جب کہ صفدر نے لات مار کر دروازہ بند کر دیا۔ دوسرے لمحے کمرہ آنے والے کی چیخ سے گونج اٹھا اور وہ خاور کے سینے سے لگا اس طرح پھڑک رہا تھا جیسے اس کے جسم میں سے لاکھوں وولٹیج کا الیکٹرک کرنٹ مسلسل دوڑ رہا ہو اور چند لمحوں بعد ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ اس کی آنکھیں اوپر کو چڑھ گئی تھیں اور وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ خاور نے اسے ایک طرف پڑے صوفے پر دھکیل دیا۔

"حیرت انگیز"...... تم لوگ واقعی حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہو"...... صوفے پر بیٹھے ہوئے میکارتھی نے کہا۔ صفدر اور خاور دونوں مسکرا دیئے۔

"یہاں کوئی رسی وغیرہ ہے"...... صفدر نے میکارتھی سے پوچھا۔

"ہاں۔ سامنے والی الماری کھولو۔ اس کے نچلے خانے میں نائیلون کی رسی کا بنڈل موجود ہے"...... میکارتھی نے کہا اور خاور تیزی سے اس الماری کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد جب وہ مڑا تو اس کے ہاتھوں میں رسی کا بنڈل موجود تھا۔ اس نے صوفے پر بے ہوش پڑے ہوئے لاتھر کے دونوں ہاتھ عقب میں کر کے باندھے اور پھر بقایا رسی سے اس نے اس کے دونوں گھٹنے بھی جوڑ کر باندھ دیئے۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ"...... صفدر نے کہا اور خاور نے ایک ہاتھ اس کے سر پر اور دوسرا اس کے کندھے پر رکھ کر سر کو

مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر گھمایا اور پھر دونوں ہاتھ ہٹا کر اس نے اس کی ناک اور منہ پر رکھ دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی لاتھر کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے۔ تو خاور پیچھے ہٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد لاتھر کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس کے منہ سے کراہ نکلی تو خاور نے اس کا بازو پکڑ کر ایک جھٹکے سے اسے سیدھا کر کے بٹھا دیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے"...... لاتھر نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی ادھر ادھر حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا اور اس کی نظریں صفدر اور خاور سے گھوم کر جب صوفے پر بیٹھے ہوئے میکارتھی پر پڑیں تو [illegible] چونک پڑا۔ صفدر اور خاور دونوں نے اس دوران جیبوں سے مشین پسٹل نکال لئے تھے۔

"یہ۔ یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ یہ کیا کیا ہے تم نے۔ کون ہیں یہ دونوں"...... لاتھر نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں بھی تمہاری طرح مجبور اور بے بس ہو چکا ہوں لاتھر۔ دیکھو میں حرکت بھی نہیں کر سکتا اور ان دونوں نے گن پوائنٹ پر مجھ سے جو سب کچھ کرایا ہے"...... میکارتھی نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام لاتھر ہے اور تم گریٹ لینڈ سفارت خانے میں فرسٹ سیکرٹری ہو اور ٹریسا تمہاری سیکرٹری تھی"...... صفدر نے لاتھر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ مگر تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو"...... لاتھر نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے صفدر کا ہاتھ گھوما اور مشین

پسٹل کا دستہ لاتھر کے جبڑے پر پڑا تو لاتھر کے حلق سے زوردار چیخ نکل گئی۔

"ہوش میں رہ کر بات کرو۔ ورنہ ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا"...... صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم۔ کون ہو۔ یہ کیا کر رہے ہو"...... اس بار لاتھر نے اٹک اٹک کر کہا۔ اس کے لہجے میں خوف کا عنصر موجود تھا۔

"کہاں ہے ٹریسا۔ بولو۔ درست جواب دو"...... صفدر نے اسی طرح غراتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"وہ۔ چھٹی لے کر"...... لاتھر نے کہنا شروع کیا ہی تھا کہ صفدر کا ہاتھ ایک بار پھر گھوما اور مشین پسٹل کے دستے کی ضرب ایک بار پھر لاتھر کے جبڑے پر پڑی اور کمرہ ایک بار پھر لاتھر کی چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کا جسم بری طرح پھڑک رہا تھا۔ جبڑا تکلیف کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا۔ اس کی ناک اور منہ سے خون کی لکیر سی باہر بہنے لگی تھی۔

"سچ بتاؤ۔ کہاں ہے وہ"...... صفدر کا لہجہ اور سرد ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر باہر نکال لیا۔

"سچ بتاؤ لاتھر۔ سچ بتاؤ گے تو تمہاری جان بخش دی جائے گی"...... صفدر نے خنجر کی نوک اس کی دائیں آنکھ کے نیچے رکھتے ہوئے غراتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں واقعی بے پناہ سفاکی ابھر آئی تھی۔

"م۔ م"...... لاتھر نے خوف کے مارے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ایک ہی وار میں آنکھ نکال دوں گا۔ سمجھے۔ یہ مم۔ مم بند کرو اور سچ بتاؤ کہ ٹریسا کہاں ہے"...... صفدر نے سرد لہجے میں کہا۔

"وہ گریٹ لینڈ میں ہے۔ اسے حکومت نے واپس بلوا لیا ہے"۔ لاتھر آخر کار سچ بول پڑا۔

"وہ فارمولا جو تمہیں ملا تھا اور تم نے ٹریسا کو پیک کرنے کے لئے دیا تھا۔ وہ فارمولا کہاں ہے"...... صفدر نے پوچھا تو لاتھر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ تو تم فارمولے کے لئے آئے ہو۔ مگر تم تو مقامی آدمی ہو"...... لاتھر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جو پوچھا گیا ہے۔ اس کا جواب دو"...... صفدر نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ تیزی سے گھوما اور کمرہ لاتھر کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخ سے گونج اٹھا۔ صفدر نے ایک ہی وار میں اس کا ایک کان آدھے سے زیادہ کاٹ ڈالا تھا۔

"یہ صرف کاشن ہے۔ سمجھے۔ اس بار فضول بات کی تو آنکھ میں خنجر چبھے گا۔ بولو۔ کہاں ہے وہ فارمولا"...... صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

"وہ فارمولا ٹریسا نے چرا لیا تھا اور پھر اپنے دوست رابرٹ کو دے دیا۔ اس رابرٹ نے اسے ایک پاکیشیائی کو فروخت کر دیا اور اس

پاکیشیائی نے اسے حکومت پاکیشیا کو فروخت کر دیا۔ اس لئے رابرٹ کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور ٹریسا کو واپس بلوا لیا گیا ہے۔ اس کا کورٹ مارشل ہو گا اور اسے سزا ملے گی"...... لاتھر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" وہ فارمولا ادھورا ہے۔ اس کا باقی حصہ کہاں ہے۔ اس کا جواب دو"...... صفدر نے اسی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" وہ۔ وہ تمام فارمولا لے گئی تھی"...... لاتھر نے کہا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے اس قدر زوردار چیخ نکلی کہ کمرہ اس کی چیخ سے گونج اٹھا۔ اس بار صفدر نے واقعی خنجر کی نوک اس کی دائیں آنکھ میں گھونپ دی تھی اور پھر لاتھر ایک اور چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا۔ لیکن دوسرے لمحے صفدر نے اس کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کر دی تیسرے یا چوتھے تھپڑ پر لاتھر ایک بار پھر جھٹکے سے ہوش میں آ گیا اور اس کے حلق سے ایک بار پھر چیخیں نکلنے لگیں۔

" بولو۔ کہاں ہے وہ باقی فارمولا۔ ورنہ اس بار دوسری آنکھ بھی نکال دوں گا"...... صفدر کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ دور بیٹھے ہوئے میکارتھی کا جسم بے اختیار کانپنے لگ گیا۔

" وہ۔ وہ۔ پرائم منسٹر کو بھیجا گیا تھا۔ سیلڈ کر کے سفارتی بیگ میں"۔ آخر کار لاتھر بول پڑا۔ وہ جس انداز اور لہجے میں بول رہا تھا۔ اس سے بھی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

" تم جھوٹ بول رہے ہو۔ پرائم منسٹر کو براہ راست کیسے کوئی چیز بھیجی جا سکتی ہے۔ ان کے کسی سیکرٹری وغیرہ کو بھیجا گیا ہو گا"۔ صفدر

نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔ اس وقت اس کے چہرے کے تاثرات آنکھوں سے جھلکنے والی سفاکی اور لہجے کی کاٹ دیکھ کر ایسے لگ رہا تھا۔ جیسے اس کی ساری عمر انسانوں کو خنجر سے ذبح کرنے میں گذر گئی ہو۔ جیسے وہ فطری طور پر انتہائی تشدد پسند ہو۔ جیسے اسے غیر انسانی انداز میں تشدد کر کے بے پناہ لطف حاصل ہوتا ہو۔

" م۔ م۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ یہی ہدایت تھی اور ہدایت بھی پرائم منسٹر نے براہ راست فون پر دی تھی۔ اس روز سفارتی بیگ کو وصول بھی پرائم منسٹر نے خود کیا تھا اور فارمولے کا پیکٹ نکال لینے کے بعد بیگ سفارت خانے کے متعلقہ سیکرٹری کو بھجوا دیا گیا تھا"...... لاتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور صفدر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ فارمولے کو محفوظ رکھنے کے لئے یہ سب کھیلا گیا ہے۔ ظاہر ہے اب پرائم منسٹر عام آدمی نہ تھا کہ کوئی شخص اس کی گردن پر خنجر رکھ کر اس سے معلومات حاصل کر لیتا۔ اس طرح انہوں نے معلومات حاصل کرنے کا راستہ مکمل طور پر بلاک کر دیا تھا۔

" فارمولا کس نے دیا تھا تمہیں"...... صفدر نے دوسرے پہلو پر بات کرتے ہوئے کہا۔

" جی تھری نے بھیجا تھا"...... اس بار لاتھر نے سیدھا سا جواب دیا۔

" جی تھری۔ وہ کون ہے"...... صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

" فرنٹنگ ایجنٹ تنظیم ہے جو خفیہ ہے اور خفیہ رہ کر کام کرتی

ہے"....... لاتھر نے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔ پوری تفصیل بتاؤ"....... صفدر نے کچھ نہ سمجھنے والے لہجے میں کہا۔اسے واقعی اس بات کی سمجھ نہ آئی تھی۔

"جی تھری۔ ایکریمیا کی ایک خفیہ تنظیم ہے۔ وہ صرف ڈیلنگ کا کام کرتی ہے اور صرف حکومتوں کے لئے کام کرتی ہے۔ ان کا خاص فون نمبر ہے اور خاص کوڈ ہوتا ہے۔ جب اس فون نمبر پر بات کی جائے اور کوڈ دوہرایا جائے تو کوئی جواب نہیں ملتا۔ لیکن جی تھری اس فون کرنے والے کے متعلق مکمل انکوائری کرتی ہے۔ جب اسے تسلی ہو جائے کہ فون کرنے والا واقعی اس خاص کوڈ کا حامل ہے اور ان کا ایجنٹ ہے۔ تو پھر وہ خود فون کرتے ہیں اور کام لیتے ہیں۔ لیکن کام وہ خود نہیں کرتے بلکہ اپنے کلائنٹ کی ہدایت پر کسی خاص تنظیم سے کام کراتے ہیں۔ لیکن اس تنظیم کو بھی معلوم نہیں ہو سکتا کہ یہ کام جی تھری کو کس نے دیا ہے وہ کام کرتے ہیں اور جی تھری انہیں معاوضہ ادا کرتی ہے۔ اور پھر کام میں اگر مال وصول کرنا ہوتا ہے۔ تو وہ اسے بتا دیتے ہیں کہ مال کہاں پہنچانا ہے۔ اور بس۔ اس کے بعد جی تھری وہ مال ہدایت کے مطابق متعلقہ آدمی تک اس طرح پہنچا دیتی ہے۔ کہ اسے بھی معلوم نہیں ہوتا کہ کس نے یہ مال بھیجا ہے۔ صرف جی تھری کی چٹ ساتھ ہوتی ہے۔ مجھے بھی پرائم منسٹر صاحب کا براہ راست فون آیا کہ جی تھری ایک پیکٹ میرے پاس بھجوائے گی۔ اور اسے خود دوبارہ پیک کر کے اور سیلڈ کر کے اسے سفارتی بیگ میں پرائم منسٹر کو

بھیج دوں۔ پھر میں دفتر گیا۔ تو میری میز پر فارمولے کا پیکٹ موجود تھا۔ بس مجھ سے غلطی ہو گئی۔ کہ میں نے ٹریسا کو کہہ دیا کہ وہ اسے پیک کر کے سیلڈ کر کے لے آئے۔ کیونکہ میرے ایسے کام وہی کرتی تھی۔ وہ پیکٹ سیلڈ کر کے لے آئی۔ میں نے ہدایت کے مطابق اسے سفارتی بیگ میں ڈال کر پرائم منسٹر صاحب کو بھجوا دیا۔ پھر فون آیا کہ اس میں موجود فارمولا ادھورا ہے یہاں سے مکمل بھجوایا گیا تھا۔ چنانچہ میں نے ٹریسا پر سختی کی تو ٹریسا نے بتایا کہ اس نے ہی فارمولا نکالا اور بھاری رقم کے عوض ایک پاکیشیائی کو فروخت کر دیا ہے۔ اس لئے [illegible] گرفتار کر لیا گیا۔ پھر اعلیٰ حکام کی ہدایت پر رابرٹ کو ایک [illegible] میں ہلاک کر دیا گیا اور ٹریسا کو گریٹ لینڈ بھجوا دیا گیا۔ کیونکہ وہ گریٹ لینڈ کی شہری ہے۔ اس لئے وہاں کے قانون کے مطابق اس پر مقدمہ چلے گا اور پھر اسے سزا دی جائے گی"۔ لاتھر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس جی تھری کا کچھ اتا پتا بتا دو"....... صفدر نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم اور مجھے ہی کیا۔ پوری دنیا میں کسی کو بھی نہیں معلوم۔ اس کا خفیہ رہنا ہی اس کا سب سے بڑا بزنس ہے۔ جب بھی کسی کو اپنے آپ کو خفیہ رکھنا ہوتا ہے۔ وہ جی تھری کی خدمات حاصل کر لیتا ہے۔ اگر جی تھری کا کسی کو علم ہو جائے تو پھر جی تھری کو کون بزنس دے گا"۔ لاتھر نے جواب دیا۔ اب وہ ذہنی طور پر پوری طرح سنبھل چکا تھا اور شاید اسے احساس ہو گیا تھا کہ اب اگر اس نے مزید

کچھ بتانے میں ہچکچاہٹ کا اظہار کیا تو واقعی اس کا انجام عبرت ناک ہو گا اس لئے وہ پوری روانی سے سب کچھ بتائے چلا جا رہا تھا۔

"گریٹ لینڈ میں کون ایسا آدمی ہو سکتا ہے جو جی تھری کے بارے میں جانتا ہو"...... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ ایسی باتیں مجھے کیسے معلوم ہو سکتی ہیں"۔ لاتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور صفدر سمجھ گیا کہ لاتھر درست کہہ رہا ہے۔ اس نے خنجر جیب میں ڈالا اور پھر جیب سے مشین پسٹل نکال لیا

"مسٹر لاتھر۔ تم نے میرے ملک کے اہم ترین فارمولے کی چوری کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس لئے میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑ سکتا"...... صفدر نے انتہائی خشک لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ لاتھر زبان کھولتا۔ صفدر نے ٹریگر دبایا اور لاتھر کی کھوپڑی ٹکڑوں میں تبدیل ہوتی چلی گئی۔

"اب تم بتاؤ میکارتھی۔ تم یہاں کے رہنے والے ہو۔ یہ جی تھری کون ہے۔ اس کا کوئی کلیو بتاؤ ورنہ تمہارا بھی حشر یہی ہو گا"۔ صفدر نے مشین پسٹل کا رخ میکارتھی کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ جو صفدر کا رخ بدلنے اور اس کی بات سنتے ہی بری طرح چونک پڑا۔ وہ شاید اب تک اس لئے مطمئن بیٹھا تھا کہ یہ سب کچھ صرف لاتھر کے ساتھ ہو سکتا ہے اس کے ساتھ نہیں۔

"مم۔ مم۔ میں کیا بتاؤں۔ میں نے تو یہ نام ہی پہلی بار سنا ہے۔ تم مجھے مت کچھ کہو۔ میں نے تو تمہارے ساتھ تعاون کیا ہے"۔

میکارتھی نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کوئی ایسا کلیو بتاؤ۔ کوئی ایسا آدمی جو جی تھری کے بارے میں جانتا ہو۔ لیکن یہ خیال رکھنا کہ تمہیں اپنی بات ثابت بھی کرنی پڑے گی"۔ صفدر نے اسی طرح خشک لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں تو نہیں جانتا۔ مجھے تو نہیں معلوم۔ میں نے تو یہ نام ہی پہلی بار سنا ہے"...... لاتھر نے اور زیادہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر سوری میکارتھی۔ ہم تمہیں زندہ چھوڑ کر اپنے لئے کوئی خطرہ نہیں لے سکتے"...... صفدر نے خشک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی انگلی ایک بار پھر ٹریگر پر حرکت میں آئی اور کئی گولیاں ٹھک کی طرح میکارتھی کے دل میں ترازو ہو گئیں۔

"تو خاور۔ اب یہاں سے نکل چلیں"...... صفدر نے جلدی سے مشین پسٹل جیب میں رکھتے ہوئے خاور سے کہا اور وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے اس دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ جو دفتر کی طرف کھلتا تھا۔

آرکن گریٹ لینڈ کے دارالحکومت کا سب سے معروف اور سب
سے مہنگا کلب سمجھا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آرکن میں صرف گریٹ
لینڈ کے اعلیٰ ترین آفیسرز اور انتہائی خوش حال افراد کو ہی جانے کی
اجازت تھی۔ آرکن میں ایک خصوصیت اور بھی تھی کہ یہاں کسی
قسم کا کوئی کارڈ سسٹم نہ تھا۔ بلکہ مین گیٹ کے باہر موجود دربان ہر
ممبر کو ذاتی طور پر جانتے اور پہچانتے تھے۔ اس مین گیٹ کے بعد ایک
راہداری تھی۔ جس کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا۔ جس میں صرف
ایک چھوٹا سا مائیک لگا ہوا نظر آتا تھا اور ممبر کو انتظامیہ کی طرف سے
ہر ہفتے ایک خصوصی کوڈ دیا جاتا تھا۔ جس کا علم کسی دوسرے ممبر کو
نہ ہوتا تھا۔ وہ ممبر اس مائیک پر اپنا کوڈ دوہراتا تو دروازہ کھلتا اور اس
کے ساتھ ہی مین گیٹ کے باہر جلتا ہوا سرخ بلب بھی بجھ جاتا تھا۔ یہی
وجہ تھی کہ جب تک راہداری میں کوئی نہ ہوتا مین گیٹ کے باہر سرخ

رنگ کا بلب جلتا رہتا اور کسی کو اندر جانے کی اجازت ہی نہ تھی۔ یہ
ساری پابندیاں اور سختی صرف اس لئے تھی کہ کوئی غیر ممبر کسی طرح
بھی آرکن میں داخل نہ ہو سکے اور اندر پہنچ جانے کے بعد ہر ممبر آزاد تھا
محض آزاد۔ جو چاہے کرے جو چاہے بولے۔ کسی پر کسی قسم کا کوئی
قدغن نہ تھا اور نہ باہر کی دنیا کو اس کی حرکات سکنات یا گفتگو کا علم ہو
سکتا تھا۔ وہاں سیلف سروس تھی۔ ویٹر وغیرہ نام کی مخلوق وہاں ہوتی
ہی نہ تھی۔ بے شمار کمرے تھے۔ جو ہر ممبر کے لئے کھلے ہوئے تھے۔
جب کوئی ممبر کمرے میں جا کر دروازہ بند کر دیتا تو کمرے کے باہر
[illegible] جلتی۔ اس طرح اس کمرے کو مصروف سمجھ لیا جاتا۔
سوئمنگ پول تھا۔ ڈانسنگ ہال تھا۔ ڈائننگ ہال تھا جہاں کھانے ہر
وقت تازہ موجود رہتے تھے۔ جو چاہے لے لو۔ جتنا چاہے لے لو۔ کوئی
ہاتھ روکنے والا نہ تھا۔ نہ کسی قسم کی ادائیگی اور نہ کسی قسم کی پابندی
یہاں کی حالت یہ تھی کہ چاہے ممبر پورے کلب میں قطعی عریاں ہو کر
پھرتا رہے۔ کوئی دوسرا مائنڈ بھی نہ کرتا تھا اور نہ ٹوکتا تھا۔ ممبرز کی
تعداد محدود تھی اور اس میں آدھی سے زیادہ عورتیں تھیں۔ لیکن آرکن
کا ایک خاص اصول یہ تھا کہ مرد ہو یا عورت۔ وہ صرف انفرادی طور پر
ممبر ہو سکتا تھا۔ اس کے کسی عزیز یا رشتے دار کو کسی صورت بھی ممبر
نہ بنایا جا سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں کوئی عزیز یا رشتے دار نہ ہوتا تھا
سب دوست ہوتے تھے اور سب ہی ایک دوسرے کی پردہ داری بھی
کرتے تھے۔ دوسرے لفظوں میں آرکن ایک ایسا حمام تھا۔ جس میں

محاورتاً سب ہی ننگے ہوتے تھے۔ آرکن کا ممبر بننے کی انتہائی کڑی شرائط تھیں۔ ممبر کا انتہائی ٹاپ رینک سرکاری افسر ہونا یا بے پناہ دولت مند ہونا۔ بس یہی دو شرائط تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ آرکن میں یا تو سرکاری افسر آتے تھے۔ جن میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی یا پھر لارڈ بہت بڑے بڑے صنعت کار اور تاجر ہوا کرتے تھے۔ یہ لوگ آرکنز کہلاتے تھے اور آرکنز کو ایک۔ طبقہ سمجھا جاتا تھا اور ایک دوسرے کا جائز یا ناجائز ہر قسم کا کام کرنا ہر آرکنز کے لئے فرض سمجھا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں بڑے بڑے سودے ہو جایا کرتے تھے۔ ٹھیکے، پرمٹ ترقیاں، تبادلے، سب کچھ یہاں آسانی سے ہو جایا کرتا تھا۔ پھر وہ کام جو کروڑوں روپے دے کر بھی نہ ہو سکتا تھا۔ آرکن میں مفت ہو جایا کرتا تھا۔ چنانچہ آرکن کا ممبر بننا سب سے بڑی خوش قسمتی سمجھا جاتا تھا۔ آرکن میں ہر سیچرڈے کی رات کو مخصوص جشن کا سا سماں ہوا کرتا تھا کیونکہ ہر ممبر لازماً سیچرڈے کی رات کو کلب آتا تھا اور پھر وہاں ہر وہ کام ہوتا تھا جسے شاید آزاد سے آزاد معاشرے میں بھی ممکن نہ سمجھا جاتا ہو۔

اس وقت بھی آرکن کے مین گیٹ کی پارکنگ میں کاروں کا رش تھا۔ کیونکہ یہ سیچرڈے کی شام تھی۔ زیادہ تر رش پارکنگ میں ہی رہتا تھا۔ کیونکہ یہاں سے مین گیٹ پر جلنے والی لائٹ صاف نظر آتی تھی۔ اس لئے لوگ باری باری مین گیٹ کی طرف جاتے رہتے تھے۔ اس وقت بھی پارکنگ میں تقریباً چالیس مرد اور تیس کے قریب نوجوان اور خوبصورت عورتیں موجود تھیں۔ ان سب کی نظریں مین گیٹ کی

صرف اس طرح جمی ہوئی تھیں جیسے وہ جنت کا دروازہ ہو اور اس دروازے سے گذر کر جنت میں جانے کا اشتیاق پارکنگ میں موجود ہر چہرے پر نظر آتا تھا۔ اسی لمحے نئے ماڈل کی نیلے رنگ کی بنیٹلے کار کمپاؤنڈ گیٹ سے مڑ کر پارکنگ کی طرف آتی دکھائی دی۔ بنیٹلے کمپنی کا یہ ماڈل خصوصی تھا اور ایسا ماڈل صرف انتہائی دولت مند افراد یا پرنس یا بڑے بڑے لارڈ ہی خرید سکتے تھے۔ ایسے لوگ جو امراء کے لئے بھی قابل رشک حیثیت رکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ بنیٹلے کے اس خصوصی ماڈل کو دیکھتے ہی پارکنگ میں موجود سب افراد کی نظریں کار کی طرف گھوم گئیں۔ [illegible] گھومتی ہوئی آہستہ آہستہ پارکنگ کے ایک خالی حصے میں جا کر رک گئی۔ دروازے کھلتے ہی دو لمبے تڑنگے اور انتہائی خوبصورت نوجوان نیچے اترے۔ دونوں اپنی وجاہت اور انتہائی قیمتی لباس سے پرنس ہی لگ رہے تھے۔ پارکنگ میں موجود افراد حیرت سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ دونوں شکلیں ہی ان کے لئے اجنبی تھیں۔ وہ خاموشی سے ادھر ادھر کچھ دیر دیکھتے رہے۔ پھر دونوں آہستہ آہستہ قدم بڑھاتے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ اسی لمحے دو انتہائی خوبصورت اور نوجوان لڑکیاں تیزی سے ان کی طرف بڑھیں۔

"ہیلو ڈیئر۔ میرا نام جولین ہے"...... ایک لڑکی نے قریب جا کر بڑے میٹھے انداز میں ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اور ڈیئر میرا نام جینی ہے"...... دوسری نے بھی کہا۔

"تو ہم کیا کریں۔ اگر آپ کے نام یہ نہ بھی ہوتے تو اس سے

ہماری صحت پر کیا اثر پڑ جاتا"...... ان میں سے ایک نے انتہائی خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ جب کہ دوسرا خاموش کھڑا رہا۔ دونوں لڑکیاں یہ خلاف توقع جواب سن کر بے اختیار ٹھٹھک گئیں۔ ان کے کھلے ہوئے چہروں پر یکلخت انتہائی ناگواری کے تاثرات نمایاں ہوئے۔

"کیا آپ آر کنز ہیں"...... جینی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ کون ہوتی ہیں پوچھنے والی"...... اسی آدمی نے پہلے سے زیادہ خشک لہجے میں کہا۔

"نانسنس۔ ڈیم فول"...... لڑکیوں نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور تیزی سے ایک طرف ہٹ گئیں۔ ان کے چہرے غصے اور خفت سے بگڑ سے گئے تھے۔

"ہونہہ"...... اس آدمی نے ہنکارا بھرا اور ایک بار پھر وہ دونوں آگے کی طرف بڑھ گئے۔ پارکنگ میں موجود ہر شخص کے چہرے پر ان دونوں کے لئے نفرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ لیکن وہ سب خاموش رہے۔ کیونکہ یہاں کا اصول یہی تھا کہ کسی کے معاملے میں قطعی کسی قسم کی کوئی مداخلت نہ کی جائے۔

"تم نے کچھ زیادہ سختی نہیں کر دی کیپٹن"...... اچانک دوسرے آدمی نے آہستہ سے کہا۔

"مجھے ایسی لڑکیوں سے شدید نفرت ہے۔ جو خواہ مخواہ گلے کا ہار بننا چاہیں اور اگر میں سختی نہ کرتا تو یہ ابھی ہم سے گوند کی طرح چپک

جاتیں اور پھر انہیں جھٹکنا مشکل ہو جاتا"...... اس بار اس آدمی نے جسے کیپٹن کہا گیا تھا۔ نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہمیں بتایا تو یہی گیا ہے کہ آر کنز کا ماحول مادر پدر آزاد ہے"...... دوسرے آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہوگا۔ ہمیں ماحول سے کیا لینا ہے۔ ہم نے تو اس چیف سیکرٹری کی گردن پکڑنی ہے اور بس"...... پہلے نے کہا اور دوسرے نے مسکراتے ہوئے کندھے اچکا دیئے۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ اگر یہاں تمہاری جگہ عمران ہوتا تو اس کا کیا [illegible] نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"[illegible] جواب نکلا ہے۔ لیکن طریقہ کار مختلف ہوتا۔ [illegible] لڑکیوں کو [illegible] کرتے کہ وہ خود ہی بھاگ جاتیں"...... اس بار کیپٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ یہ کیپٹن شکیل اور نعمانی تھے۔ جنہیں چیف نے یہ ہدایات دے کر گریٹ لینڈ بھیجا تھا کہ وہ یہاں اس [illegible] کے باقی حصے کا کھوج لگائیں۔ کیونکہ چیف کا خیال تھا کہ اس [illegible] کے پس منظر میں بہرحال کسی نہ کسی انداز میں گریٹ لینڈ [illegible] ملوث ہے اور کیپٹن شکیل اور نعمانی دونوں تین روز سے گریٹ لینڈ آئے ہوئے تھے۔ لیکن یہاں باوجود کوشش کے انہیں کوئی ایسا [illegible] نہ مل سکا جو ان کے لئے کام کو آگے بڑھانے کے لئے کارآمد ثابت [illegible]۔ آخرکار انہیں بہت بھاگ دوڑ کے بعد اتنا معلوم ہوا کہ ایسے [illegible] میں کسی نہ کسی طور پر چیف سیکرٹری بہرحال ملوث ہوتا ہے۔

لیکن چیف سیکرٹری حکومت کا اتنا بڑا عہدہ تھا کہ اس تک کسی
صورت بھی نہ پہنچا جا سکتا تھا اور نہ وہ پبلک مقامات پر آتا تھا اور نہ ہی
وہ کسی کلب کا ممبر تھا۔ البتہ انہیں یہ معلوم ہوا تھا کہ چیف سیکرٹری
کا پرسونل آفیسر جس کا نام راجر تھا وہ چیف سیکرٹری کا راز دار تھا اور وہ
یہاں کے ایک مقامی کلب آرکن کا رکن ہے اور ہر سیچرڈے کی شام کو
لازماً وہاں جاتا ہے اور وہاں کسی قسم کی روک ٹوک نہیں ہوتی۔ لیکن
آرکن کے بارے میں انہیں جو تفصیلات ملیں وہ انتہائی حوصلہ شکن
تھیں۔ وہ کسی صورت نہ اس کلب میں داخل ہو سکتے تھے اور نہ اس کی
ممبر شپ حاصل کر سکتے تھے۔ چنانچہ کیپٹن شکیل نے اس صورتحال
میں پاکیشیا چیف کو مطلع کیا۔ تو چیف نے انہیں ایک خصوصی فارن
ایجنٹ برگرز سے ملنے کا کہا۔ جو ایک انٹرنیشنل تجارتی کمپنی کا مینجنگ
ڈائریکٹر تھا۔ چنانچہ وہ برگرز سے جا کر ملے۔ چیف نے اسے بریف کر دیا
تھا۔ برگرز نے واقعی کام دکھایا اور کئی گھنٹوں کی تگ و دو کے بعد آخر
کار اس نے انہیں ممبر شپ کوڈ مہیا کر دیئے اور تمام طریقہ کار بھی بتا دیا
اس نے بنٹیلے کار کا یہ خصوصی ماڈل بھی انہیں مہیا کر دیا تھا۔ لیکن وہ
خود کسی صورت بھی سامنے نہ آنا چاہتا تھا۔ اس لئے وہ دونوں میک
اپ کر کے اس وقت بنٹیلے کار میں ہی آرکن کی پارکنگ میں پہنچے تھے۔
چونکہ ان کا مقصد آرکن میں جا کر تفریح کرنا نہ تھا۔ وہ ایک خاص
مقصد کے لئے یہاں آئے تھے۔ اس لئے کیپٹن شکیل نے دونوں
لڑکیوں سے انتہائی خشک بلکہ کسی حد تک غیر اخلاقی رویہ اپنا لیا تھا۔

یہی باتیں کرتے ہوئے وہ دونوں مین گیٹ کے سامنے پہنچ گئے۔
گیٹ کے باہر کھڑے ہوئے دونوں دربان ان دونوں کو دیکھ کر بے
اختیار چونک پڑے۔
"آپ تو ممبرز نہیں ہیں جناب"...... ان میں سے ایک دربان نے
انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
"تمہارے پاس کارڈ پہنچ چکے ہوں گے۔ چیک کرو"...... کیپٹن
شکیل نے اسی طرح خشک لہجے میں کہا۔ کیونکہ انہیں بتا دیا گیا تھا کہ
جو نئے ممبرز بنتے ہیں۔ پہلی بار ان کے کارڈوں پر ان کی تصدیق شدہ
تصویریں موجود رہتی ہیں اور کارڈ دربان کے پاس پہنچا دیئے جاتے ہیں
اور انہیں یہ الفاظ کہنے پڑتے ہیں۔
"یس سر"...... دربان نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے جیب میں
ہاتھ ڈالا اور دو کارڈ نکال کر اس نے ان پر موجود تصویروں کا کیپٹن
شکیل اور نعمانی سے اس طرح موازنہ کرنا شروع کر دیا۔ جیسے اس کی
پوری خواہش ہو کہ وہ دونوں کے درمیان کوئی فرق بہرحال ڈھونڈھ
ہی نکالیں گے۔
"ٹھیک ہے جناب۔ آپ جا سکتے ہیں"...... دربان نے چند لمحوں
بعد طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور کارڈ جیب میں ڈال کر دربان نے
آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ کیونکہ اسی لمحے اوپر موجود لائٹ آف
ہو گئی تھی اور وہ دونوں اطمینان سے چلتے ہوئے مین گیٹ سے گزر کر
پیچھے راہداری میں داخل ہو گئے۔ راہداری کے اختتام پر موجود

دروازے پر پہنچ کر وہ رک گئے اور پھر پہلے کیپٹن شکیل نے مخصوص کو دوہرایا اور پھر نعمانی نے ۔چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا اور وہ دونوں اندر داخل ہو گئے ۔یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا ۔جو خالی تھا ۔ان کے عقب میں دروازہ بند ہو گیا ۔تو وہ آگے بڑھے اور پھر کمرے کے سامنے والی دیوار میں موجود دروازہ کھول کر وہ ایک بڑے ہال میں پہنچ گئے ۔بے ہنگم موسیقی کا بے پناہ شور تھا ایسا شور جیسے ہزاروں بدروحیں مل کر چیخ رہی ہوں ۔لیکن دوسرے لمحے وہ دونوں اس طرح ٹھٹھک کر رک گئے جیسے ان کے جسموں سے اچانک روح نکل گئی ہو ۔اس ہال میں دس کے قریب نوجوان مرد اور عورتیں اس خوفناک موسیقی پر انتہائی وحشت بھرے انداز میں ناچ رہے تھے ۔لیکن ان افراد کے لباس اور ان کی حرکات ایسی تھیں کہ ان دونوں کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ زمانہ ماقبل میں آگئے ہوں جب انسان کسی تہذیب ، کسی اخلاق ، کسی ضابطے سے روشناس ہی نہ ہوئے تھے ۔

"لاحول ولاقوۃ ۔یہ کیا ہو رہا ہے"...... اچانک کیپٹن شکیل کے منہ سے بے اختیار نکلا ۔

"یہاں یہی تو ہوتا ہے ۔آؤ آگے چلیں"...... نعمانی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل نے دونوں کاندھے جھٹکے جیسے بڑی مجبوری کے عالم میں یہ سب کچھ کر رہا ہو ۔بہرحال وہ خاموشی سے آگے بڑھ گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک ایک کر کے تمام ہالز میں گھوم گئے ۔لیکن راجر کے حلیے کا آدمی انہیں کہیں بھی نظر نہ آیا ۔البتہ

...ں نے ایسے ایسے انسانیت سوز مناظر دیکھے جن کا شاید وہ کبھی ...ب تک بھی تصور نہ کر سکتے تھے ۔یہ کلب اس دنیا کا حصہ ہی نہ لگتا

"...یہ تو مکمل طور پر شیطان کا کارخانہ ہے ۔جی چاہتا ہے کہ بم مار کر ...پوری عمارت کو ہی اڑا دوں"...... کیپٹن شکیل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔

"ہاں ۔جی تو میرا بھی یہی چاہتا ہے ۔لیکن ہمیں اس راجر کو تلاش ...ہے ۔ہو سکتا ہے ۔وہ کسی کمرے میں گھسا ہوا ہو ۔اب کیسے اسے ... یہاں تو نہ کوئی ویٹر ہے ۔نہ کوئی سپروائزر"...... ایک ... پر ان دونوں نے بیٹھتے ہوئے کہا ۔

...عمر کی عورت جھومتی جھامتی ان کے قریب پہنچ گئی ۔ ...جسم پر بس نام کی چند دھجیاں نظر آرہی تھیں ۔چہرہ سرخ تھا ...نشے سے بوجھل ۔

"...تم نئے ہو ۔اوہ ۔کس قدر کڑیل جوان ہو ۔آؤ میرے ساتھ ... ہوں ۔آؤ ۔آؤ ۔دونوں آجاؤ ۔ادھر میرا خصوصی کمرہ ... عورت نے قریب آکر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان دونوں کو ...نشے ۔ بوجھل لہجے میں کہا ۔

"...شرط پر تمہارے ساتھ جائیں گے لیڈی بارکنس کہ تم ...ی کے پرسونل آفیسر راجر کو اس کمرے میں لے آؤ" ۔ ...نعمانی نے کہا ۔

"وہ راجر۔ وہ بندر کی شکل والا۔ وہ احمق۔ وہ کیسے آسکتا ہے۔ وہ
پڑا ہوگا۔ اپنے کمرے میں سوزن کو لئے۔ وہ تو یہاں سوزن کے لئے آ
ہے اور کتے کی طرح اس کے پیچھے دم ہلاتا رہتا ہے۔ سوزن بھی بڑ
کایاں ہے۔ وہ بھی اسے اس وقت ہی لفٹ کراتی ہے۔ جب اس
اس سے کوئی بڑا کام کرانا ہو۔ ورنہ عام طور پر دھتکار دیتی ہے اور
بندر سوچے ہوئے منہ کے ساتھ بس کھڑا دیکھتا رہ جاتا ہے۔ میں نے
اسے آج دیکھا ہے۔ سوزن کو اپنے کمرے میں لے جاتے ہوئے۔ اس
کمرہ میرے کمرے کے ساتھ ہے۔ چھوڑو اسے۔ میرے ساتھ آؤ ڈیئر
لیڈی بار کنس بوڑھی نہیں ہے جوان ہے۔ دیکھو مجھے۔ کیسی ہو
میں۔ آؤ میرے ساتھ۔ ہمیں فوراً اپنے کمرے میں پہنچ جانا چاہئے۔ اس
سے پہلے کہ تمہاری جوانی کسی اور کے حصے میں آجائے۔ آؤ"...... اس
عورت نے کہا۔

"آؤ چلیں"...... نعمانی نے جلدی سے اٹھتے ہوئے کہا اور کیپٹن
شکیل بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ کیونکہ یہ ان کے لئے بہترین کلیو تھا کہ راجر کا
کمرہ اس لیڈی کے ساتھ تھا اور اس لیڈی کے ساتھ گئے بغیر وہ اس کمرے
تک نہ پہنچ سکتے تھے۔ اس لئے وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور
دوسرے لمحے لیڈی بار کنس نے تیزی سے غوطہ لگایا اور پھر اس سے پہلے
کہ وہ صورتحال کو سمجھتے۔ لیڈی بار کنس ان دونوں کے درمیان آ
گئی اور اس نے اپنا ایک بازو کیپٹن شکیل کے بازو میں اور دوسرا
نعمانی کے بازو میں ڈال دیا۔

"ہا۔ ہا۔ دیکھا لیڈی بار کنس کی قسمت۔ ہا۔ ہا"...... لیڈی بار کنس
نے بڑے مسرت بھرے انداز میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ دوڑتی
ہوئی آگے بڑھی اور پھر اچھل کر منہ کے بل فرش پر گری اور اس کے
منہ سے چیخ نکل گئی۔ نعمانی اور کیپٹن شکیل دونوں نے ہی بیک
وقت اپنے بازو اس طرح جھٹکے جیسے ان کے بازوؤں میں کوئی انتہائی
کراہت آمیز چیز آگئی ہو اور یہ ان کے بازو جھٹکنے کا ہی نتیجہ تھا کہ لیڈی
بار کنس بے اختیار آگے کی طرف دوڑتی چلی گئی اور پھر اچھل کر منہ
کے بل نیچے گری تھی۔ دوسرے لمحے وہ تڑپ کر اٹھی اور پھر اس کے
منہ سے بے تحاشا غلیظ گالیوں کی بوچھاڑ شروع ہو گئی۔ لیکن وہاں
موجود کسی نے پلٹ کر بھی نہ دیکھا تھا کہ یہاں کیا ہوا ہے۔
"لیڈی بار کنس۔ باری باری۔ اکٹھے نہیں"...... نعمانی نے آگے
بڑھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا تو یہ بات ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ مردوں کی فطرت۔ اچھا
اچھا۔ ٹھیک ہے۔ آؤ آؤ"...... لیڈی بار کنس نعمانی کی بات سنتے ہی
سب غصہ وغیرہ بھول گئی اور وہ نعمانی کا ہاتھ پکڑنے کے لئے آگے بڑھی۔
"ابھی نہیں۔ ورنہ میرا ساتھی غصہ کھا جائے گا۔ اس لئے کمرے
میں چل کر باقاعدہ قرعہ اندازی کی جائے گی کہ ہم دونوں میں سے کون
خوش قسمت ہے جسے پہلے لیڈی بار کنس کی کمپنی ملے گی"...... نعمانی
نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔
"اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ قرعہ اندازی۔ اوہ۔ لیڈی بار کنس کے لئے

واہ ۔ لطف آ گیا ۔ آؤ ۔ آؤ ۔ اس کا مطلب ہے ابھی لیڈی بار کنس جوا
ہے ۔ ابھی اس کی کمپنی کے لئے مردوں میں قرعہ اندازی ہوتی ہے ہا ۔
ہا "...... لیڈی بار کنس کا چہرہ مسرت کی شدت سے گلاب کے پھول ک
طرح کھل اٹھا تھا اور پھر وہ ان دونوں کو ساتھ لئے مختلف راہداریو
میں گھومتی ہوئی ایک بڑی راہداری میں پہنچ گئی ۔ جس میں دس کمرو
کے دروازے تھے ۔

" یہ سپیشل رومز ہیں ۔ یہ سپیشل ممبرز کے نام مستقل بک ہیں
ہا ۔ ہا ۔ ہا اور لیڈی بار کنس بھی سپیشل ممبر ہے "...... لیڈی بار کنس
نے کہا ۔ آگے بڑھتی چلی گئی ۔ ان میں سے چار کمروں کے دروازوں کے
باہر لائٹس جل رہی تھیں ۔ لیڈی بار کنس ایک روم کے سامنے جا ک
رک گئی ۔

" یہ ہے کمرہ اس بندر راجر کا ۔ دیکھا لائٹ جل رہی ہے وہ اندر ہو
سوزن کے ساتھ "...... لیڈی بار کنس نے ساتھ والے دروازے ک
طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہینڈل دبا ک
دروازہ کھولا جیسے ہی دروازہ کھلا اندر چٹک کی آواز سنائی دی اور کم
روشن ہو گیا اور لیڈی بار کنس کمرے میں داخل ہو گئی اس کے پیچھے
کیپٹن شکیل اور نعمانی بھی اندر داخل ہوئے خاصا بڑا کمرہ تھا اور ا
انتہائی رومانٹک انداز میں بطور بیڈروم سجایا گیا تھا ایک طرف وار
روب تھی جب کہ اس کے ساتھ ایک کافی بڑا ریک تھا جس میں ہر قسم
کی شرابیں سجی ہوئی نظر آ رہی تھیں لیڈی بار کنس نے ان دونوں ک

اندر داخل ہوتے ہی دروازہ بند کیا تو تیز روشنی بجھ گئی اور نیلے رنگ کی
ہلکی سی روشنی چھت میں سے نکلنے لگی ۔

" آؤ ۔ آؤ ۔ اب قرعہ اندازی کر لو ۔ جلدی کرو "...... لیڈی بار کنس
نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا اور شراب کے ریک کی طرف بڑھ گئی ۔

" یہاں دروازے اندر سے لاک نہیں کئے جاتے "...... کیپٹن
شکیل نے پوچھا ۔

" ارے نہیں ۔ باہر لائٹ جل جاتی ہے اور یہی کافی ہے یہاں کوئی
کسی کو ڈسٹرب نہیں کرتا "...... لیڈی بار کنس نے شراب کی ایک
بڑی سی بوتل میز پر رکھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک بار پھر
ریک کی طرف بڑھی تاکہ اس میں سے گلاس اٹھائے ۔

" ارے تم کھڑے کیوں ہو ۔ جلدی کرو قرعہ اندازی "۔ لیڈی
بار کنس نے کہا ۔

" قرعہ اندازی کر لی گئی ہے "...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا
تو لیڈی بار کنس بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئی ۔ اس کے چہرے پر
حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے ۔

" اچھا بہت خوب ۔ کون پہلے کمپنی کرے گا "...... لیڈی بار کنس
نے بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا ۔

" تمہارا نام نکلا ہے قرعہ اندازی میں "...... نعمانی نے مسکراتے
ہوئے کہا ۔

" میرا ۔ کیا مطلب ۔ میرا نام ۔ کیا مطلب "...... لیڈی بار کنس نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن اسی لمحے نعمانی کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک لیڈی بار کنس کی کنپٹی پر اس طرح پڑا کہ لیڈی بار کنس بے اختیار چیختی ہوئی اچھل کر دو فٹ دور فرش پر ایک دھماکے سے جا گری ۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل کی لات گھومی اور فرش پر گر کر اٹھتی ہوئی لیڈی بار کنس ایک جھٹکے سے ساکت ہو گئی ۔

"ہونہہ ۔ شیطان کی اولاد ۔ نانسنس" ..... کیپٹن شکیل نے نفرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"اس کا یہ فائدہ تو ہوا کہ اس راجر کا پتہ لگ گیا ورنہ ہم اسے کہاں ڈھونڈتے پھرتے" ..... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر قالین پر بے ہوش پڑی ہوئی لیڈی بار کنس کو بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے بیڈ پر اچھال دیا اور ایک طرف پڑا ہوا کمبل اٹھا کر اس نے اس پر ڈال دیا تاکہ اگر کوئی اچانک اندر آ بھی جائے تب بھی اسے بیڈ پر پڑی ہوئی لیڈی بار کنس نظر نہ آئے گو لیڈی بار کنس نے یہی بتایا تھا کہ جب تک باہر لائٹ جلتی رہتی ہے کوئی اندر نہیں آتا لیکن وہ پھر بھی محتاط رہنا چاہتے تھے ۔

"آؤ اب اس راجر سے بات چیت ہو جائے" ..... کیپٹن شکیل نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا نعمانی بھی سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھا چند لمحوں بعد وہ دونوں دروازے سے باہر آ گئے انہوں نے جیسے ہی دروازہ کھولا تھا چٹک کی آواز کے ساتھ اس بار

روشنی ہو گئی تھی لیکن پھر دروازہ بند کرتے ہی تیز روشنی بجھ گئی البتہ باہر واقعی سرخ لائٹ جل رہی تھی شاید اس کے اندر کوئی بٹن تھا جو اس لیڈی بار کنس نے دروازہ بند کرتے وقت آن کر دیا تھا ۔ راہداری خالی پڑی ہوئی تھی کیپٹن شکیل اور نعمانی نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا دوسرے لمحے کیپٹن شکیل نے بند دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اس کے ساتھ ہی اندر تیز روشنی ہو گئی اور وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے اندر داخل ہو گئے ۔

"کلک ۔ کلک ۔ کون ۔ کون" ..... اچانک اندر سے دو چیختی ہوئی حیرت بھری آوازیں سنائی دیں لیکن نعمانی نے فوراً ہی دروازہ اندر سے بند کر دیا اور تیز روشنی بجھ گئی البتہ نیلی لائٹ بدستور جل رہی تھی ۔

"کون ہو تم" ..... اچانک بیڈ پر لیٹے ہوئے ایک مرد نے جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا اس کے چہرے پر شدید غصہ ابھر آیا تھا ۔ نعمانی نے ایک جھٹکے سے بیڈ کی سائیڈ پر پڑا ہوا کمبل اٹھایا اور اس آدمی کے ساتھ لیٹی ہوئی عورت پر پھینک دیا جو حیرت اور خوف سے آنکھیں پھاڑے ان دونوں کو دیکھ رہی تھی ۔

"تم بھی کپڑے پہن لو مسٹر راجر ۔ ہم نے تم سے ضروری باتیں کرنی ہیں" ..... کیپٹن شکیل نے انتہائی سخت لہجے میں کہا ۔

"لیکن ۔ لیکن تم ہو کون اور کیوں اندر آئے ہو" ..... راجر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا مگر دوسرے لمحے وہ بڑی طرح چیختا ہوا اچھل کر لڑکی پر جا گرا اور لڑکی کے حلق سے بھی چیخ نکل گئی ۔ کیپٹن شکیل کا

زوردار تھپڑ راجر کے چہرے پر پوری قوت سے پڑا تھا۔

"میں کہہ رہا ہوں لباس پہنو جلدی کرو ورنہ ہڈیاں توڑ دوں گا"۔ کیپٹن شکیل نے راجر کو گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے قالین پر اچھالتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا مت مارو۔ اچھا اچھا"...... راجر نے خوف سے چیختے ہوئے کہا۔

"جلدی کرو"...... کیپٹن شکیل نے غراتے ہوئے کہا اور راجر تیزی سے اٹھا اور وارڈروب کی طرف بڑھ گیا۔

"اس لڑکی کے کپڑے بھی اس کی طرف پھینک دو"...... کیپٹن شکیل نے راجر سے کہا جو وارڈروب کھول رہا تھا اور پھر وہ لڑکی سے مخاطب ہو گیا۔

"کمبل لپیٹ کر اور اپنے کپڑے لے کر باتھ روم میں جاؤ اور لباس پہن کر باہر آؤ"۔ کیپٹن شکیل نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا۔ مم۔ مم۔ مگر......" لڑکی نے کمبل لپیٹ کر اٹھتے ہوئے کہا لیکن اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے جیسے اسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ یہ لوگ آخر لباس پہننے پر اس قدر سختی کیوں کر رہے ہیں راجر نے وارڈروب سے پتلون نکال کر پہنی اور پھر ایک شرٹ نکال کر پہن لی جب کہ اس نے اسکرٹ نکال کر لڑکی کی طرف اچھال دیا لڑکی کمبل لپیٹے اٹھی اور اسکرٹ لے کر باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔

"تم ہو کون اور کیا چاہتے ہو اور تم یہاں آئے کیسے"......... راجر نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے ایک گال پر البتہ کیپٹن شکیل کی پانچوں انگلیوں کے نشانات واضح طور پر نظر آ رہے تھے۔

"کرسی پر بیٹھ جاؤ"...... کیپٹن شکیل نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا تو راجر خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا نعمانی باتھ روم کے دروازے کے ساتھ کھڑا ہوا تھا تھوڑی دیر بعد باتھ روم کا دروازہ کھلا اور وہ لڑکی جس کا نام سوزن بتایا گیا تھا لباس پہن کر باہر آ گئی لیکن اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ انتہائی خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔

"تم بھی اس کے ساتھ بیٹھ جاؤ لڑکی"..... کیپٹن شکیل نے اس لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا اور لڑکی بھی خاموشی سے راجر کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گئی کیپٹن شکیل نے نعمانی کی طرف دیکھا اور نعمانی سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر وہ ان دونوں کی کرسیوں کے عقب میں آ کر کھڑا ہو گیا۔

"راجر۔ تم چیف سیکرٹری کے پرسونل آفیسر ہو میں درست کہہ رہا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے اس بار راجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ مگر......" راجر نے کچھ کہنا چاہا۔

"کوئی سوال نہیں کرو گے تم صرف جواب دو گے اگر تم نے اس بار جواب دیتے ہوئے کوئی سوال کیا یا چوں چرا کی تو میرا ساتھی جو تمہارے عقب میں کھڑا ہے ایک لمحے میں تمہاری کھوپڑی توڑ دے گا

مجھے۔ کیپٹن شکیل نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔مم۔میں تو سرکاری ملازم نہیں ہوں مجھے تو جانے دو"۔ لڑکی نے خوف زدہ سے لہجے میں کہا۔

"ہاں تمہیں عارضی طور پر رہا کیا جا سکتا ہے کیونکہ تم خواہ مخواہ ہمیں ڈسٹرب کرتی رہو گی"...... کیپٹن شکیل نے ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس کا بازو گھوما اور لڑکی انتہائی کربناک آواز میں چیختی ہوئی اچھل کر منہ کے بل قالین پر جا گری۔

"یہ۔یہ۔کیا......" راجر بے اختیار بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"خاموشی سے بیٹھ جاؤ مسٹر"...... اسی لمحے اس کے عقب میں موجود نعمانی نے مشین پسٹل اس کی پشت سے لگا کر انتہائی سخت لہجے میں کہا تو راجر تیزی سے مڑا اور پھر نعمانی کے ہاتھ میں مشین پسٹل دیکھ کر اس کی آنکھیں خوف اور دہشت سے پھیلتی چلی گئیں دوسرے لمحے وہ ہرا کر کرسی پر گرا اور پھر کرسی سمیت نیچے قالین پر جا گرا اب وہ خوف کی وجہ سے ہی بے ہوش ہو چکا تھا ادھر اس لڑکی کے لئے ایک ہی ضرب کافی رہی تھی وہ نیچے گر کر چند لمحوں کے لئے تڑپی اور پھر ساکت ہو گئی۔

"یہاں رسی تو نہ ہو گی وارڈ روب میں دیکھو شاید ٹائی وغیرہ مل جائے تو اس راجر کے ہاتھ عقب میں باندھ دو"...... کیپٹن شکیل نے نعمانی سے کہا اور نعمانی وارڈ روب کی طرف بڑھ گیا اس نے وارڈ روب سے ایک ٹائی اٹھائی اور پھر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے راجر کے دونوں ہاتھ عقب میں کر کے اس نے ٹائی کی مدد سے باندھ دیئے اور

پھر اسے اٹھا کر کرسی پر بیٹھا دیا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور نعمانی نے اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھ سے دبا کر بند کر دیئے چند لمحوں بعد ہی راجر ہوش میں آ گیا تو نعمانی پیچھے ہٹ گیا راجر کے منہ سے کراہیں نکل رہی تھیں اور وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے لیکن سکتے کی سی کیفیت میں دیکھ رہا تھا۔

"ہم تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچانا چاہتے راجر صرف چند سوالوں کے صحیح جواب دے دو۔دوسری صورت میں جواب تو ہم حاصل کر ہی لیں گے لیکن تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ کاٹ دیا جائے گا"..... کیپٹن شکیل نے کوٹ کی اندرونی جیب سے خنجر نکالتے ہوئے کہا۔

"مم۔مم۔میں درست جواب دوں گا مجھے مت مارو"...... راجر نے انتہائی خوف کے عالم میں ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔وہ چونکہ صرف سرکاری افسر تھا اسی لئے اس قسم کی کارروائی سے اسے کبھی گزرنے کا اتفاق ہی نہ ہوا تھا۔یہی وجہ تھی کہ وہ اب حد درجہ خوف زدہ نظر آ رہا تھا۔

"پاکیشیا میں میزائل فیکٹری کو تباہ کیا گیا ہے اور وہاں سے میزائل کا فارمولا حاصل کیا گیا اور یہ سب کچھ گریٹ لینڈ کی طرف سے ہوا ہے اور ہمارے پاس یہ مصدقہ اطلاع ہے کہ اس سارے کام میں چیف سیکرٹری براہ راست ملوث ہے جب کہ تم چیف سیکرٹری کے پرسونل

آفیسر ہو اور چیف سیکرٹری کا کوئی کام تم سے چھپا ہوا نہیں ہے ہمیں و
فارمولا چاہیے بتاؤ کس کی تحویل میں ہے "...... کیپٹن شکیل نے سر
لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا لیکن راجر پھٹی پھٹی آنکھوں سے کیپٹن
شکیل کو دیکھتا رہا۔

"یہ ۔ یہ ۔ تم کیا کہہ رہے ہو چیف سیکرٹری اس طرح کے کاموں
میں کیسے ملوث ہو سکتا ہے اور نہ ہے "...... راجر نے کہا تو کیپٹن شکیل
نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ راجر کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ سچ کہہ
رہا ہے۔

"شٹ اپ ہمیں اس طرح کا جواب نہیں چاہیے میں کہہ رہا ہوں کہ
ہمارے پاس مصدقہ اطلاع موجود ہے اور تم جھوٹ بول رہے
ہو "...... کیپٹن شکیل نے دانستہ مزید دباؤ ڈالنے کی غرض سے پہلے اور
زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"مم ۔ مم میں سچ کہہ رہا ہوں مجھے نہیں معلوم نہ ایسی کوئی فائل
میری نظروں سے گزری ہے نہ میں نے کسی سے سنا ہے نہ ہی چیف
سیکرٹری نے کوئی ایسی میٹنگ اٹنڈ کی ہے البتہ البتہ ...... "راجر بولتے
بولتے یک لخت رک گیا او کیپٹن شکیل اس کے اس طرح رک جانے پر
بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس کے اس طرح بولتے بولتے رک جانے
کا مطلب تھا کہ کوئی خاص بات اس معاملے میں راجر کے ذہن میں آئی
ہے۔

"بولو ۔ رکو مت ۔ ورنہ "...... کیپٹن شکیل نے خنجر کی نوک اس

ی آنکھ کے نیچے رکھ کر دباتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ ایک فائل میری نظروں سے گزری
تھی جس میں چیف سیکرٹری نے ایکریمیا کی کسی جی تھری نامی تنظیم کو
ایک لاکھ پاؤنڈ کی سپیشل فنڈ سے ادائیگی کا نوٹ دیا تھا چونکہ مجھے اس
جی تھری کے بارے میں معلوم نہ تھا اس لئے میں وضاحت کے لئے خود
چیف سیکرٹری کے پاس گیا تھا تو چیف سیکرٹری نے مجھے بتایا تھا کہ یہ
ایک خفیہ تنظیم ہے اور کسی خاص فارمولے کے حصول کے لئے جی
تھری کو یہ ادائیگی کی گئی ہے اور اس بارے میں مزید تفصیل کا انہیں
بھی علم نہیں ہے یہ سارا کام پرائم منسٹر صاحب نے سرانجام دیا ہے
بس مجھے اتنا ہی معلوم ہے...... راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس جی تھری کے بارے میں مزید تفصیلات "...... کیپٹن شکیل
نے پوچھا۔

"نہیں صرف اس فائل میں جی تھری ایکریمیا درج تھا اور بس "۔
راجر نے جواب دیا۔

"کوئی ایسا آدمی بتاؤ جسے اس بارے میں تفصیلات کا علم ہو "۔
کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"خود چیف صاحب کو اس کا علم نہ تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ پرائم
منسٹر صاحب نے یہ سب کچھ ذاتی طور پر کیا ہے تو اور آدمی کون ہو سکتا
ہے جسے معلوم ہو "...... راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ فارمولا بہر حال چیف سیکرٹری کے پاس

واپس پہنچا ہوگا کیا تم چیف سیکرٹری سے فون پر رابطہ کر کے معلوم کر سکتے ہو"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ نہیں وہ چیف صاحب ہیں اور ویسے ہیں وہ انتہائی سخت مزاج اور بااصول آفسر ہیں وہ تو فون ہی نہ سنیں گے وہ ایسے ہی آدمی ہیں"۔ راجر نے جواب دیا۔

"اس وقت وہ کہاں ہوں گے بہر حال ان کی مصروفیات کا تو تمہیں علم ہوگا"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"وہ اپنی رہائش گاہ پر ہی ہوں گے وہ کہیں آتے جاتے نہیں نہ کسی کلب میں اور نہ کسی دعوت میں"...... راجر نے جواب دیا۔

"ان کی رہائش گاہ کا فون نمبر بتا دو"...... کیپٹن شکیل نے پوچھا تو راجر نے نمبر بتا دیا تو کیپٹن شکیل ایک سائیڈ پر بڑی تپائی پر پڑے فون کی طرف بڑھ گیا فون پیس کے نیچے موجود بٹن دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ اس بٹن کو پریس کرنے کے بعد کلب کی ایکس چینج سے ہٹ کر براہ راست رابطہ بھی کیا جا سکتا ہے اس نے بٹن پریس کر کے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس چیف سیکرٹری ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"چیف سیکرٹری صاحب سے بات کرائیں انہیں کہیں کہ جی تھری ایکریمیا کی طرف سے کال ہے"...... کیپٹن شکیل نے ایکریمین لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"جی تھری ایکریمیا یہ کیا ہوتا ہے تفصیل بتائیں"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"آپ ان سے یہی لفظ کہہ دیں وہ سمجھ جائیں گے"۔ کیپٹن شکیل نے سرد لہجے میں کہا اور پھر چند لمحوں تک رسیور پر خاموشی طاری رہی۔

"ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... وہی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"یس"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"چیف صاحب سے بات کریں"......چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"فرام جی تھری ایکریمیا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کون جی تھری آپ کھل کر بات کریں"...... دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا۔

"کیا یہی کافی نہیں آپ کو تو اچھی طرح معلوم ہے کہ جی تھری ہی کافی ہے پھر آپ ایسی بات کیوں کر رہے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے تیز لہجے میں کہا۔

"اچھا کہو کیا بات ہے"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"پاکیشیائی میزائلوں کے فارمولے کے بارے میں بات کرنی تھی"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"پاکیشیائی میزائلوں کا فارمولا کیا مطلب میں سمجھا نہیں کون سا فارمولا اور اس فارمولے کا مجھ سے کیا تعلق"......چیف سیکرٹری کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

"مسٹر چیف سیکرٹری ہم تک اطلاع پہنچی ہے کہ آپ تک فارمولا ادھورا پہنچا ہے اور آپ نے اس سلسلے میں جی تھری پر شک کا اظہار کیا گیا ہے۔ میں اس سلسلے میں بات کر رہا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے اندازے سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"سوری مسٹر۔ نہ ہی مجھے کسی فارمولے کا علم ہے اور نہ ہی مکمل اور ادھورے کا اور نہ میرا کسی جی تھری سے کوئی رابطہ ہے"۔ دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ کیپٹن شکیل کے چہرے پر انتہائی مایوسی کے تاثرات نمودار ہو گئے اور اس مایوسی کے عالم میں وہ چند لمحوں تک رسیور کانوں سے لگائے کھڑا رہا۔ کہ اچانک رسیور سے ہلکی سی آواز سنائی دی۔ پہلے چٹک کی آواز سنائی دی جیسے کوئی بٹن دبایا گیا ہو۔ پھر چیف سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"فوراً معلوم کرو کہ آرکن کلب سے کون فون کر رہا تھا اور مجھے رپورٹ دو۔ یہ انتہائی اہم ہے"...... چیف سیکرٹری کسی کو ہدایت دے رہا تھا۔

"یس سر۔ میں نے سنٹرل ایکس چینج کو اشارہ کر دیا ہے۔ وہ ٹریس کر لیں گے"...... وہی آواز سنائی دی جس نے پہلے کال اٹنڈ کی تھی۔ اس کے ساتھ ہی دوبارہ چٹک کی آواز سنائی دی اور پھر خاموشی چھا گئی۔ کیپٹن شکیل نے تیزی سے رسیور رکھ دیا۔ اب ساری صورتحال اس پر ظاہر ہو گئی تھی۔ چیف سیکرٹری کو دوران گفتگو یہ بتا دیا گیا تھا کہ کال

آرکن کلب سے کی جا رہی ہے۔ اس لئے وہ فوراً ہی اس بات سے مکر گیا تھا۔ کیونکہ ظاہر ہے کیپٹن شکیل نے اس سے یہی کہا تھا کہ وہ ایکریمیا سے بات کر رہا ہے۔ دراصل اسے یہ علم نہ تھا کہ چیف سیکرٹری نے فون چیکنگ کے ایسے انتظامات کر رکھے ہوں گے۔

"آؤ"...... کیپٹن شکیل نے نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ان کا کیا کرنا ہے"...... نعمانی نے راجر اور اس بے ہوش لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ اگر تم نے ہمارے متعلق کسی کو اشارہ بھی کیا۔ تو پھر تم جہاں کہیں بھی ہو گے۔ قبر میں اتار دیئے جاؤ گے۔ خیال رکھنا"۔ کیپٹن شکیل نے دروازے کے قریب پہنچ کر مڑتے ہوئے راجر سے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ نعمانی بھی اس کے پیچھے ہی باہر آ گیا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ باہر لائٹ اسی طرح جل رہی تھی۔

"ان کا خاتمہ کر دینا تھا"...... نعمانی نے کہا۔

"نہیں۔ یہاں کی پولیس قتل کے کیس کی انتہائی تیزی سے اور تندہی سے تفتیش کرتی ہے۔ اب تو یہ زیادہ سے زیادہ ہمارے حلیئے بتا دیں گے۔ اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ یہاں سے باہر جا کر ہم میک اپ تبدیل کر سکتے ہیں۔ اس صورت میں صرف کال کا مسئلہ ہو گا۔ اس کے لئے لمبی چوڑی انکوائری کرنی نہیں پڑتی"۔ کیپٹن

شکیل نے کہا اور نعمانی نے اثبات میں سرہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار آرکن کلب سے نکل کر تیزی سے اس جگہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں انہوں نے کار کو چھوڑ دینا تھا۔ کیونکہ اس فارن ایجنٹ سے یہی بات طے ہوئی تھی کہ وہ راجر سے معلومات حاصل کرنے کے بعد کار ایک مخصوص جگہ چھوڑ دیں گے۔ ورنہ پولیس اس کار کے ذریعے بھی ان تک پہنچ سکتی تھی۔ جب کہ کار اس جگہ سے غائب کر دی جائے گی۔ یہ جگہ ایک کالونی کی کوٹھی تھی جو کہ خالی تھی۔ وہاں ایک دوسری عام کار پہلے سے موجود تھی جو کہ وہ اطمینان سے استعمال کر سکتے تھے اور تقریباً نصف گھنٹے بعد وہ جب اس دوسری کار میں سوار اس خالی کوٹھی سے باہر نکلے۔ تو وہ میک اپ بھی تبدیل کر چکے تھے۔

"اس ساری کارروائی کا فائدہ کیا ہوا کیپٹن۔ سوائے اس کے ایک نام کا پتہ چلا ہے۔ لیکن اس کے بارے میں بھی کوئی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی"...... نعمانی نے کہا۔

"ہمیں بہرحال اس چیف سیکرٹری کو کسی نہ کسی طرح قابو کرنا ہی ہو گا۔ اس کے بغیر بات آگے نہ بڑھ سکے گی"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن تم نے خود ہی اس کی رہائش گاہ کا جائزہ لیا تھا۔ پوری کوٹھی میں زبردست حفاظتی انتظامات ہیں اور دفتر کا بھی یہی حال ہے" نعمانی نے کہا۔

"ہاں۔ اس لئے تو میں نے اس راجر کے بارے میں سوچا تھا۔ لیکن راجر بھی بے خبر نکلا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میرا خیال ہے۔ ہمیں اس سلسلے میں گریٹ لینڈ کے کسی معروف سائنسدان کو کور کرنا پڑے گا۔ فارمولا یقیناً کسی لیبارٹری میں رکھا گیا ہو گا یا پھر کسی سائنسدان کی تحویل میں ہو گا"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نعمانی نے کہا۔ تو کیپٹن شکیل بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم نے بہت اچھا پوائنٹ دیا ہے۔ ویری گڈ۔ اب ساری بات آسانی سے معلوم ہو جائے گی۔ ڈاکٹر لوتھر گریٹ لینڈ کا سب سے مشہور سائنسدان ہے۔ اسے حکومت گریٹ لینڈ کی طرف سے نہ صرف لارڈ کا خطاب دیا گیا ہے بلکہ اسے ہاؤس آف لارڈز کا اعزازی ممبر بھی بنایا گیا ہے۔ وہ بوڑھا آدمی ہے اور دارالحکومت کے شمال کی طرف ایک محل نما رہائش گاہ میں رہتا ہے۔ وہ ایسا آدمی ہے کہ وزیراعظم سے بھی بات کر سکتا ہے اور اس تک پہنچنا بھی آسان ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن کیا اس پر تشدد کرنا پڑے گا"...... نعمانی نے کہا۔

"یہ تو اس سے ملنے کے بعد ہی معلوم ہو گا کہ کیا صورتحال پیش آتی ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چوک سے کار کا رخ دائیں طرف جانے والی سڑک پر موڑ دیا۔

"کیا تم اب ڈاکٹر لوتھر کی طرف جا رہے ہو"...... نعمانی نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کی

مسلسل اور تیز رفتار ڈرائیونگ کے بعد کار ایک ایسی رہائشی کالونی میں داخل ہوئی۔ جہاں بڑی بڑی کوٹھیاں تھیں۔ لیکن سب کوٹھیاں ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر تھیں اور ساری کوٹھیوں کا طرز تعمیر خاصا پرانا تھا۔

"کیا تم پہلے اس ڈاکٹر لوتھر سے مل چکے ہو"...... نعمانی نے پوچھا۔

"ہاں۔ ایک بار عمران صاحب کے ساتھ اس سے ملا تھا۔ عمران کا تو وہ جیسے مرید ہے۔ اب بھی میں ملاقات کے لئے عمران کا ہی حوالہ دوں گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر کار ایک قدیم طرز تعمیر کی لیکن کافی بڑی اور وسیع کوٹھی کے مین گیٹ کے سامنے روک دی۔ گیٹ پر دو مسلح باوردی دربان موجود تھے۔ جن میں سے ایک تیزی سے کار کی طرف بڑھا۔

"یس سر"...... دربان نے قریب آکر غور سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"ڈاکٹر صاحب سے کہیں کہ پاکیشیا کے علی عمران نے ان کے لئے ایک خاص پیغام بھیجا ہے اور اس پیغام کے سلسلے میں ہمیں ان سے ملاقات کرنی ہے"...... کیپٹن شکیل نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا کے علی عمران"...... دربان نے رک رک کر کہا۔

"ہاں"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور دربان سر ہلاتا ہوا واپس گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ گیٹ کے ساتھ ہی ایک کمرہ بنا ہوا تھا اور وہ کمرے میں داخل ہو گیا۔ وہاں یقیناً فون موجود تھا۔ تقریباً

دس منٹ بعد وہ باہر آیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ کار کی طرف بڑھ گیا۔

"آیئے جناب۔ ڈاکٹر صاحب آپ سے خود بات کرنا چاہتے ہیں"...... دربان نے قریب آکر کہا اور کیپٹن شکیل سر ہلاتا ہوا دروازہ کھول کر کار سے اترا اور تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں میز پر فون موجود تھا۔ جس کا رسیور ایک طرف رکھا ہوا تھا۔ کیپٹن شکیل نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ مائیکل بول رہا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے نرم لہجے میں کہا۔

"آپ کون ہیں اور علی عمران کا حوالہ آپ نے کیسے دیا ہے"۔ دوسری طرف سے ایک بوڑھی لیکن انتہائی باوقار آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر صاحب۔ میرا نام مائیکل ہے اور میرے ساتھ میرا بھائی راجر ہے۔ ہم دونوں کا تعلق ایک ایسے ادارے سے ہے۔ جس کے علی عمران صاحب سرپرست ہیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے آپ کے نام ایک انتہائی ضروری پیغام ہمیں پہنچانے کا حکم دیا ہے"...... کیپٹن شکیل نے مؤدبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا پیغام ہے"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"جناب یہ پیغام جدید ترین میزائل کے فارمولے کے سلسلے میں ہے۔ فون پر نہیں بتایا جا سکتا۔ تفصیل سے بات ہو سکتی ہے"۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ٹھیک ہے۔ رسیور دربان کو دے دو"...... دوسری طرف

سے کہا گیا اور کیپٹن شکیل نے مڑ کر پیچھے کھڑے ہوئے دربان کی طرف رسیور بڑھا دیا۔

"یس سر"...... دربان نے رسیور لے کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے بات سننے کے بعد اس نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں۔ آپ اندر تشریف لے جائیے"...... دربان نے رسیور رکھ کر کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور کیپٹن شکیل اثبات میں سر ہلاتا ہوا اس کمرے سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کار کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا ہوا"...... نعمانی نے اس کے کار میں بیٹھتے ہی پوچھا۔

"فی الحال ملاقات کا تو مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ آگے دیکھو"۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر کار سٹارٹ کر کے اس نے آگے بڑھا دی۔ پھاٹک کھل چکا تھا۔ پھاٹک کے بعد وسیع و عریض لان تھا۔ اس کے بعد عمارت تھی اور عمارت تک پہنچتے پہنچتے کیپٹن شکیل نے مختصر لفظوں میں ڈاکٹر لوتھر سے ہونے والی بات چیت سے نعمانی کو آگاہ کر دیا۔

"تم نے واقعی ذہانت سے کام لیا ہے کیپٹن۔ ورنہ یہ بوڑھے لوگ اتنی آسانی سے ملاقات پر آمادہ نہیں ہوا کرتے"...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمارت کے وسیع و عریض پورچ میں جا کر کیپٹن شکیل نے جیسے ہی کار روکی برآمدے میں موجود ایک ادھیڑ عمر آدمی سیڑھیاں اتر کر نیچے آ گیا۔ اس

دوران کیپٹن شکیل اور نعمانی کار سے نیچے اتر آئے تھے۔

"میرا نام آسکر ہے جناب اور میں ڈاکٹر صاحب کا سیکرٹری ہوں"...... آنے والے نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے مائیکل کہتے ہیں اور یہ میرا بھائی ہے راجر"...... کیپٹن شکیل نے اپنا اور نعمانی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"گلیڈ ٹو میٹ یو سر۔ آیئے تشریف لایئے۔ ڈاکٹر صاحب آپ کے منتظر ہیں۔ لیکن برائے کرم زیادہ وقت نہ لیجئے۔ کیونکہ ان کی طبیعت خراب ہے"...... سیکرٹری نے باقاعدہ مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ ہمیں اس کا پورا احساس ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ سیکرٹری کے پیچھے چلتے ہوئے اور چھوٹی راہداری سے گزر کر ایک بند دروازے کے سامنے پہنچ گئے...... سیکرٹری نے دروازہ پر آہستہ سے دستک دی۔

"یس۔ کم ان"...... اندر سے ڈاکٹر لوتھر کی آواز سنائی دی۔

"تشریف لے جایئے سر"...... سیکرٹری نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل نے دروازے کو دبایا اور اسے کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا وسیع و عریض کمرہ تھا۔ جسے ڈرائنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک آرام دہ کرسی پر ایک بوڑھا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی جسمانی صحت تو اچھی تھی۔ لیکن چہرے پر جھریاں اتنی تھیں کہ چہرہ گراموفون ریکارڈ جیسی صورت اختیار کر گیا تھا۔ سر کی سائیڈوں پر سفید بالوں کی جھالر تھی۔ لیکن اس کی آنکھوں میں چمک

اور روشنی تھی اور چہرے پر باوقار سنجیدگی۔ اس نے باقاعدہ تھری پیس
سوٹ پہنا ہوا تھا۔ کیپٹن شکیل اسے دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہی گریٹ
لینڈ کا مشہور زمانہ ڈاکٹر لوتھر ہے۔ ڈاکٹر لوتھر ان کے استقبال کے لئے
اٹھ کھڑے ہوئے۔ رسمی فقرے ابھی ختم ہی ہوئے تھے کہ کمرے کا
دروازہ کھلا اور سیکرٹری ٹرے میں لائم جوس کے گلاس رکھے اندر
داخل ہوا۔ دو گلاس تھے۔ اس نے ایک ایک گلاس کیپٹن شکیل اور
نعمانی کے آگے رکھ دیا۔

"لیجئے۔ میرے ہاں شراب نہیں پی جاتی"...... ڈاکٹر لوتھر نے
کہا۔

"شکریہ۔ ہم بھی سوائے خاص اوقات کے شراب نہیں پیا
کرتے"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر لوتھر نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔ سیکرٹری خالی ٹرے اٹھائے کمرے سے باہر چلا گیا

"جی اب فرمایئے۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ لیکن خیال رکھیں
میرے پاس وقت بے حد کم ہوتا ہے۔ میں نے آپ کو صرف علی عمران
کے ریفرنس کی وجہ سے وقت دیا ہے۔ کیونکہ وہ مجھے بے حد عزیز
ہے"...... ڈاکٹر لوتھر نے کہا۔

"بے حد شکریہ ڈاکٹر صاحب۔ میں مختصر بات کروں گا۔ پاکیشیا
کے سائنسدانوں نے ایک جدید ترین میزائل کے فارمولے پر کام کر
اسے تخلیق کیا اور پھر اس کی فیکٹری لگائی گئی۔ لیکن پھر گریٹ لینڈ کے
ایجنٹوں نے اس فیکٹری کو تباہ کر دیا اور اس کے فارمولے کو لے

اڑے۔ لیکن ایک اتفاق کی وجہ سے اس فارمولے کا آدھا حصہ واپس
حکومت پاکیشیا کے پاس پہنچ گیا۔ جب کہ باقی آدھا حصہ حکومت
گریٹ لینڈ کی تحویل میں ہے۔ جو کہ دراصل پاکیشیا کی ہی ملکیت ہے
عمران صاحب نے آپ کے نام پیغام دیا ہے کہ آپ برائے مہربانی اس
فارمولے کے بقیہ حصے کی واپسی کے لئے چیف سیکرٹری صاحب سے
بات کریں۔ کیونکہ وہ اس راہبری کے مین کردار ہیں۔ ورنہ دوسری
صورت میں عمران صاحب گریٹ لینڈ کے خلاف کام کرنے پر مجبور ہو
جائیں گے اور ایسی صورت میں گریٹ لینڈ کی بہت سی لیبارٹریاں اور
دفاعی فیکٹریاں تباہی کی زد میں آ سکتی ہیں۔ جو ظاہر ہے آپ پسند نہ
کریں گے۔ عمران صاحب نے کہا ہے کہ اگر آپ اس فارمولے کا بقیہ
حصہ واپس دلانے میں مدد کریں تو وہ پاکیشیائی میزائل فیکٹری کی تباہی
کو بھی نظر انداز کر سکتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے براہ راست اور
صاف بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ اول تو گریٹ لینڈ ایسا کر نہیں سکتا۔
کیونکہ گریٹ لینڈ سائنسدانوں اور سائنسی فارمولوں کی قدر کرنے
والا ملک ہے۔ وہ دوستی کے طور پر کوئی فارمولا تو حاصل کر سکتا ہے۔
زبردستی نہیں اور اگر ایسا ہوا بھی ہے۔ تو اس سے میرا کیا تعلق ہے۔
میں کیا کر سکتا ہوں"...... ڈاکٹر لوتھر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں
کہا۔

"عمران صاحب کا بھی یہی خیال ہے۔ لیکن ایسے شواہد ملے ہیں کہ

آپ کے ملک کے چیف سیکرٹری صاحب نے ایکریمیا کی کسی خفیہ تنظیم جی تھری کی خدمات حاصل کی ہیں۔ آپ اگر ہماری تسلی کرا دیں کہ چیف سیکرٹری صاحب یا حکومت گریٹ لینڈ اس میں ملوث نہیں ہے۔ تو ہم واپس چلے جاتے ہیں"..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"سوری مسٹر۔ میں ان معاملات میں پڑنے کا عادی نہیں ہوں اور نہ میرا ان معاملات سے کبھی کوئی تعلق رہا ہے۔ اس لئے آپ میری طرف سے عمران سے کہہ دیں کہ وہ جو چاہے کرتا پھرے۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں"..... ڈاکٹر لوتھر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے اس طرح اٹھنے کا مطلب تھا کہ ملاقات ختم۔

"ایک منٹ ڈاکٹر صاحب۔ آپ چیف سیکرٹری سے فون پر تو بات کر لیں، ہو سکتا ہے کہ مسئلہ صحیح طور پر حل ہو جائے"..... کیپٹن شکیل نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ میں اس سلسلے میں آپ لوگوں کی کوئی مدد نہیں کر سکتا آپ جا سکتے ہیں"..... ڈاکٹر لوتھر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختے ہوئے اچھل کر نیچے جا گرے۔ کیپٹن شکیل کا بازو گھوما تھا اور ان کی کنپٹی پر اس کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک پوری قوت سے پڑا تھا۔ ڈاکٹر لوتھر نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگے۔ لیکن کیپٹن شکیل کی لات گھومی اور ڈاکٹر لوتھر ایک بار پھر چیخ مار کر گرے اور پھر ساکت ہو گئے۔

"اس سیکرٹری کو بھی بے ہوش کرنا پڑے گا"..... کیپٹن شکیل نے نعمانی سے کہا تو نعمانی سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا چند لمحوں بعد وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ پھر اس کی واپسی تقریباً بیس منٹ بعد ہوئی۔

"سیکرٹری کے علاوہ عمارت میں چار افراد تھے۔ میں نے ان سب کو طویل عرصے کے لئے آف کر دیا ہے۔ لیکن اب تمہارا پروگرام کیا ہے"..... نعمانی نے کہا۔

"اب یہی صورت ہے کہ میں ڈاکٹر لوتھر کی آواز اور لہجے میں خود چیف سیکرٹری سے بات کروں۔ اب اگر اس نے فون کال چیک کرائی تو اسے یہی معلوم ہو گا کہ ڈاکٹر لوتھر کی رہائش گاہ سے ہی فون کیا جا رہا ہے۔ اس طرح وہ مطمئن ہو جائے گا"..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن کیا تم اس کی آواز اور لہجے کی پوری طرح نقل کر لو گے اور کیا چیف سیکرٹری ڈاکٹر لوتھر کے سامنے کھل جائے گا"..... نعمانی نے کہا۔

"کوشش تو بہرحال کی جا سکتی ہے۔ نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ یہ بعد کی بات ہے"..... کیپٹن شکیل نے کہا اور کرسی پر بیٹھ کر اس نے ساتھ ہی تپائی پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ چیف سیکرٹری ہاؤس"..... دوسری طرف سے وہی آواز

سنائی دی۔

"میں آسکر بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر لوتھر صاحب کا سیکرٹری۔ ڈاکٹر صاحب چیف سیکرٹری سے کسی اہم مسئلے پر بات کرنا چاہتے ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے ڈاکٹر کے سیکرٹری آسکر کی آواز اور لہجے کی نقل کرتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ ہولڈ کیجئے۔ میں معلوم کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر فون پر خاموشی طاری ہو گئی۔ کیپٹن شکیل اور نعمانی دونوں سمجھ گئے کہ اس دوران فون کال کا منبع چیک کیا جا رہا ہو گا۔

"یس۔ چیف صاحب لائن پر ہیں۔ ڈاکٹر صاحب بات کر سکتے ہیں"...... تھوڑی دیر بعد سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو۔ ڈاکٹر لوتھر بول رہا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے ڈاکٹر لوتھر کے لہجے اور انداز میں ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولتے ہوئے کہا۔

"یس ڈاکٹر صاحب۔ میں چیف سیکرٹری بول رہا ہوں۔ فرمایئے کیسے فون کرنے کی تکلیف کی ہے اور وہ بھی اس وقت"...... دوسری طرف سے چیف سیکرٹری کے لہجے میں حیرت کی جھلک نمایاں تھی۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ نے پاکیشیا سے جدید ترین میزائل کا کوئی فارمولا حاصل کیا ہے۔ لیکن آپ نے یہ فارمولا نہ ہی میرے پاس بھجوایا ہے اور نہ اس بارے میں مجھے کوئی اطلاع ملی ہے۔ جب کہ آپ کو معلوم ہے کہ مجھے اس سلسلے میں کس قدر دلچسپی ہو سکتی ہے"۔ کیپٹن شکیل نے حتی الوسع ڈاکٹر لوتھر کی آواز اور لہجے کی نقل کرتے

ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے لہجے میں ناراضگی کا عنصر بھی نمایاں تھا۔

"آپ کو کیسے اطلاع ملی ہے"...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔

"سائنس کی دنیا میں ایسی باتیں چھپی نہیں رہ سکتیں۔ آپ وہ فارمولا مجھے کب بھجوا رہے ہیں۔ جب سے میں نے سنا ہے میں اس کے مطالعے کے لئے سخت بے چین ہو رہا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ یہ بات تو درست ہے کہ فارمولا حاصل کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ لیکن بد قسمتی سے فارمولا ہمارے پاس مکمل نہیں واپس پہنچ سکا۔ فارمولے والا حصہ تو حکومت پاکیشیا کے پاس واپس پہنچ گیا اور اس کا کوڈ واک والا حصہ ہمارے پاس پہنچا۔ لیکن ہمارے لئے یہ بیکار تھا اور چونکہ ہم نے یہ فارمولا ایک ایکریمی تنظیم سے انتہائی بھاری قیمت پر خریدا تھا۔ اس لئے ہم نے وہ باقی حصہ اسے واپس بھیج دیا کہ یا تو وہ مکمل فارمولا حاصل کر کے ہمیں بھجوائے یا پھر دوسری صورت میں وہ ہماری رقم ہمیں واپس دے دے اور ابھی چند روز پہلے ہی ان کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ وہ مکمل فارمولا فی الحال حاصل نہیں کر سکتے۔ اس لئے وہ ہماری رقم ہمیں واپس بھیج رہے ہیں کچھ عرصے بعد وہ دوبارہ کوشش کریں گے۔ اگر وہ اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر ہم سے نئے سرے سے بات کریں گے۔ ایک لحاظ سے ان کی طرف سے ناکامی کا اعتراف تھا۔ اس لئے ہم بھی خاموش

ہو گئے ہیں"۔ چیف سیکرٹری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن مجھے تو اطلاع ملی ہے کہ گریٹ لینڈ کے سفارت خانے نے اس سلسلے میں کام کیا ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ کسی ایکریمین تنظیم کے ذریعے یہ کام کرایا گیا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ کام واقعی پاکیشیا میں گریٹ لینڈ کے سفارت خانے نے کیا تھا لیکن ہم اس سلسلے میں براہ راست ملوث نہیں ہونا چاہتے تھے۔ کیونکہ پاکیشیا سے گریٹ لینڈ کے خاصے دوستانہ تعلقات ہیں اور ہم ایک سائنسی فارمولے کی خاطر تعلقات کو رسک میں نہ ڈال سکتے تھے۔ اس لئے اعلیٰ سطح پر یہی طے ہوا کہ فارمولا کسی ایسی تنظیم کے ذریعے حاصل کیا جائے۔ جسے کوئی ٹریس نہ کر سکے۔ تاکہ گریٹ لینڈ کا نام درمیان میں نہ آئے۔ چنانچہ اس فیصلے کے تحت ایکریمیا کی سب سے خفیہ تنظیم جی تھری سے پرائم منسٹر صاحب نے بات چیت کی اور انتہائی بھاری معاوضہ پر وہ تیار بھی ہو گئے اور پھر انہوں نے فارمولا بھی حاصل کر لیا۔ لیکن فارمولا ہم تک پہنچنے سے پہلے ان کے کسی آدمی نے درمیان میں بد نیتی سے کام لیا اور آدھا فارمولا چرا کر کسی ذریعے سے واپس حکومت پاکیشیا کو فروخت کر دیا۔ جب ہمیں اس کا علم ہوا تو پھر حکومت نے یہی فیصلہ کیا جو آپ کو بتایا گیا ہے"...... چیف سیکرٹری نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اصل فارمولا واپس جا چکا ہے اور اس کا کوڈ واک آپ نے واپس اس تنظیم کو دے دیا ہے۔ یہ تو انتہائی زیادتی ہے

مجھ سے اس بارے میں کسی نے رائے ہی نہیں لی۔ میں پرائم منسٹر صاحب سے اس پر خاص طور پر احتجاج کروں گا۔ کیونکہ کوڈ واک بھی میرے لئے اتنا اہم تھا جتنا وہ فارمولا۔ کیا آپ اب کوڈ واک اس تنظیم سے واپس لے سکتے ہیں۔ کیا نام ہے اس تنظیم کا"۔ کیپٹن شکیل اب پوری روانی سے بولے چلا جا رہا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ ڈاکٹر لوتھر کے لہجے اور آواز کی بہرحال اتنی کامیاب نقل کر لینے میں کامیاب ہو گیا ہے کہ کم از کم چیف سیکرٹری کوئی فرق محسوس نہیں کر سکا۔

"نہیں جناب۔ اب تو ہم رقم بھی واپس لے چکے ہیں۔ ویسے بھی ہم وہ کوڈ واک اپنی تحویل میں نہیں رکھ سکتے تھے۔ کیونکہ ایک تو یہ ہمارے لئے فضول اور بیکار تھا اور دوسری بات یہ کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کا علم ہو جاتا کہ کوڈ واک ہمارے پاس ہے تو وہ لازماً ہمارے ملک میں آگ لگا دیتی اور اس طرح پاکیشیا اور گریٹ لینڈ کے تعلقات بے حد خراب ہو جاتے اور انہی تعلقات کو بچانے کے لئے ہم نے براہ راست کارروائی نہ کی تھی اور تیسری بات یہ کہ اس تنظیم نے پاکیشیا کی انتہائی جدید ترین میزائل فیکٹری تباہ کر کے وہ فارمولا وہاں سے حاصل کیا تھا۔ اب اگر کوڈ واک ہمارے پاس رہ جاتا تو لامحالہ اس فیکٹری کی تباہی کا انجام بھی ہمارے سر آتا اور آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی سے واقف نہیں ہیں۔ اگر وہ انتقام لینے پر اتر آتی تو گریٹ لینڈ کی ساری لیبارٹریاں اور دفاعی فیکٹریاں تباہی کا

شکار ہو سکتی تھیں ۔ اس لئے حکومت نے یہ مناسب سمجھا کہ یہ کوڈ واک واپس کر دیا جائے ...... چیف سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے اس تنظیم کا نام نہیں بتایا" ...... کیپٹن شکیل نے پوچھا

"اس کا نام جی تھری ہے ۔ ایکریمین تنظیم ہے اور یہ دنیا کی واحد تنظیم ہے ۔ جس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا اور نہ جان سکتا ہے" ۔ چیف سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر حکومت گریٹ لینڈ کو اس کا علم کیسے ہو گیا اور انہوں نے فارمولا حاصل کرنے کا کام کیسے اس کے ذمہ لگا دیا" ...... کیپٹن شکیل نے جان بوجھ کر لہجے میں حیرت کا شدید عنصر پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"اس تنظیم سے صرف بڑی بڑی حکومتیں کام لیتی ہیں ۔ اس لئے پرائم منسٹر صاحب کے پاس ان کا فون نمبر موجود ہے اور یہ نمبر انتہائی خفیہ ہے اور اس کے ساتھ ہی مخصوص کوڈ ہے ۔ جس کا علم بھی صرف پرائم منسٹر صاحب کو ہے" ...... چیف سیکرٹری نے جواب دیا۔

"اوکے ۔ بہتر ہوتا کہ آپ کوڈ واک کو واپس نہ بھجواتے" ۔ کیپٹن شکیل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ڈاکٹر صاحب ۔ آپ کو اس بارے میں کیسے علم ہوا" ۔ چیف سیکرٹری نے پوچھا۔

"پاکیشیا میں ایک سائنسدان ہیں ڈاکٹر داور ۔ ان سے میرے گہرے تعلقات ہیں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا

کوئی آدمی ہے علی عمران ۔ اس علی عمران سے ڈاکٹر داور کے گہرے تعلقات ہیں ۔ اس علی عمران نے یہ بات ڈاکٹر داور سے کہی اور پھر ڈاکٹر داور سے ہونے والی گفتگو کے دوران ویسے ہی یہ بات انہوں نے کہہ دی ۔ انہوں نے آپ کا نام لیا تھا کہ فارمولا آپ کے پاس ہے ۔ اس لئے میں نے آپ کو فون کیا تھا" ...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ ۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہ معلوم ہو گیا ہے کہ فارمولا ہمارے پاس پہنچا تھا ۔ یقیناً انہوں نے یہ اندازہ ابتدائی اقدامات کی بنا پر لگایا ہو گا ۔ لیکن بہرحال اب ہمارا دامن صاف ہے" ...... چیف سیکرٹری نے انتہائی مطمئن لہجے میں کہا۔

"لیکن اگر انہیں اس جی تھری کے بارے میں علم ہو گیا تو لامحالہ جی تھری سے انہیں یہ بھی علم ہو جائے گا کہ یہ کام گریٹ لینڈ نے اس کے ذمہ لگایا تھا" ...... کیپٹن شکیل نے ایک خیال کے تحت پوچھا ۔

"جی تھری ۔ انتہائی خفیہ تنظیم ہے ۔ اس کے نام کا تو علم ہو سکتا ہے ۔ لیکن اس کا حدود اربعہ کسی کو معلوم نہیں ہو سکتا ۔ میرا خیال ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ اس معاملے میں جی تھری ملوث ہے ۔ لیکن وہ جی تھری کے بارے میں معلومات حاصل نہیں کر سکے" ...... چیف سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کیسے اس قدر حتمی لہجے میں کہہ رہے ہیں" ...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے ایک پراسرار کال ملی تھی ۔ بولنے والا اپنے

آپ کو جی تھری کا نمائندہ بتا رہا تھا اور اس نے کہا کہ وہ ایکریمیا سے
بول رہا ہے۔ لیکن جب کال چیک ہوئی تو معلوم ہوا کہ کال آر کو
کلب سے کی جا رہی ہے۔ وہاں چیکنگ پر معلوم ہوا ہے کہ میرے
پرسونل آفیسر کو باقاعدہ گھیرا گیا ہے اور اس سے معلومات حاصل
کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن اسے کچھ معلوم ہی نہ تھا۔ اس لئے ا
کیا بتاتا۔ اس سے میں سمجھا ہوں کہ یہ یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سرو
والوں کی حرکت تھی"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"اوہ۔ اس لئے میری کال پر آپ کا شروع میں رویہ کچھ عجیب
تھا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یس ڈاکٹر۔ آپ درست کہہ رہے ہیں۔ آپ کی کال بھی چونکہ ا
سلسلے میں تھی اور اچانک تھی۔ اس لئے میں پریشان ہو گیا تھا۔ لیک
جب چیکنگ پر معلوم ہوا کہ واقعی کال آپ کی رہائش گاہ سے اور آ
کے خاص فون سے کی جا رہی ہے تو میں مطمئن ہو گیا"...... چی
سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ تھینک یو"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور رسیور رکھ
اس نے ایک طویل سانس لیا۔ فرش پر ڈاکٹر لوتھر ابھی تک بے ہو
پڑا ہوا تھا۔

"اب ساری صورتحال مکمل طور پر واضح ہو گئی ہے"...... کی
شکیل نے کہا اور نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کیونکہ لاؤڈر پر وہ
ساری بات چیت سنتا رہا تھا۔

"میرا خیال ہے۔ ہمیں ایکریمیا میں اس جی تھری کو تلاش کرنا
ے گا۔ کوڈ واک وہیں سے حاصل ہو سکے گا"...... نعمانی نے کہا۔

"ہاں۔ اب بظاہر تو یہی صورت نظر آتی ہے۔ بہرحال یہاں سے چلو
کہ چیف کو تفصیلی رپورٹ دے کر ان سے مزید ہدایات حاصل کی جا
لیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف
ھ گیا۔ باہر موجود دربانوں کو علم ہی نہ تھا کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔
ں لئے وہ اسی طرح مطمئن اپنی جگہ پر موجود تھے اور کیپٹن شکیل اور
مانی کی کار گیٹ پر پہنچی۔ پھر انہوں نے گیٹ کھول دیا اور کیپٹن
کیل کار تیزی سے باہر نکال کر آگے بڑھتا چلا گیا۔

دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تھا۔ کرسی پر نیم دراز ڈیزی بے اختیار چونک پڑی۔ دروازے میں جیرم کھڑا ہوا تھا اور اس کے چہرے پر سختی اور غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کیا ہوا جیرم۔ کیا کسی سے لڑ کر آ رہے ہو"...... ڈیزی نے سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی تو یہی چاہ رہا ہے کہ تمہیں اپنے ہاتھوں گولیوں سے اڑا دوں۔ لیکن کیا کروں دل سے مجبور ہوں۔ اس لئے اپنی خواہش کے خلاف کھڑا ہوں"...... جیرم نے اندر داخل ہوتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نشے میں تو نہیں ہو"...... ڈیزی نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم نے مارتھن سے کہا تھا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے عمران اور

اس کے ساتھیوں کو ایئرپورٹ پر فائرنگ کرا کر ختم کرا دے"۔ جیرم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ کیا مارتھن نے بتایا ہے۔ اب تک تو وہ کامیاب بھی ہو چکا ہو گا۔ میں دراصل تمہیں بتانا چاہتی تھی کہ تم جسے اس قدر خطرناک اور ناقابل تسخیر سمجھتے ہو۔ اس کی میرے مقابل کیا حیثیت ہے۔ لیکن اس میں اس قدر غصے کی کیا بات ہے"۔ ڈیزی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ تمہاری سکیم سو فیصد ناکام رہی ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی ایئرپورٹ سے صاف بچ کر نکل گئے اور انہوں نے اس کرمپ کی بھی گردن دبا لی۔ جس کے ذمے مارتھن نے یہ کام لگایا تھا اور کرمپ نے انہیں بتا دیا کہ اسے یہ کام مارتھن نے دیا تھا۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ مجھے اس بات کی فوری اطلاع مل گئی ہے اور مجھے مجبوراً عمران اور اس کے ساتھیوں کا راستہ روکنے کے لئے مارتھن کو فوری طور پر ہلاک کرانا پڑا۔ اگر مارتھن ان کے ہاتھ لگ جاتا تو جانتی ہو کیا ہوتا۔ انہیں تمہارا پتہ معلوم ہو جاتا اور تم سے میرا اس طرح ہائی ٹاورز مکمل طور پر ختم ہو جاتی۔ وہ ایسے ہی لوگ ہیں اور مجھے اب مارتھن کو ہلاک کرانے کے ساتھ ساتھ پوری تنظیم کو انڈر گراؤنڈ کر دینا پڑا ہے"...... جیرم نے اسی طرح انتہائی غصیلے لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت ڈیزی کے سامنے کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"مارتھن کو ہلاک کر دیا تم نے۔ مارتھن کو جو تمہارا دست راست تھا"...... ڈیزی نے ایسے لہجے میں کہا۔ جیسے اسے جیرم کی بات کا سرے سے یقین ہی نہ آرہا ہو۔

"جب ساری تنظیم ہی داؤ پر لگ جائے اور تمہاری اور میری دونوں کی جانیں براہ راست خطرے کی زد میں آجائیں تو مجبوراً ایسا کرنا پڑتا ہے اور یہ سب کچھ تمہاری حماقت کی وجہ سے ہوا ہے۔ تمہیں کیا ضرورت تھی عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابل آنے کی۔ جب کہ تمہیں معلوم ہے کہ انہیں معلوم ہو چکا ہے کہ پاکیشیا میں مشن تم نے حاصل کیا ہے اور تمہارا تعلق پالینڈ سے ہے۔ وہ تمہاری تلاش میں یہاں آرہے تھے۔ لیکن اگر تم یہ حرکت نہ کرتیں۔ تو وہ یہاں بے شک جتنی بھی ٹکریں مار لیتے۔ تم تک یا مجھ تک نہ پہنچ سکتے۔ لیکن تم نے خود ہی انہیں یہ موقع دے دیا کہ وہ سیدھے تمہاری شہ رگ پر آکر ہاتھ رکھ دیں"...... جیرم نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہو گیا۔ وہ کیسے بچ گئے۔ انہیں تو علم ہی نہ تھا کہ کارسا ایئر پورٹ پر ان کے خلاف کوئی منصوبہ تیار کیا گیا ہے اور میں نے منصوبہ بندی ایسی کی تھی کہ وہ کسی صورت بھی موت سے نہ بچ سکتے تھے۔ پھر وہ کیسے بچ گئے۔ اور ہاں تم باب کارب سے ناراض تھے کہ اس نے خواہ مخواہ اس عمران سے تمہیں ڈرانے کی کوشش کی ہے اور اب تم خود اس سے اس طرح خوفزدہ ہو جیسے وہ واقعی عفریت ہو"...... ڈیزی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے ان کے متعلق معلومات حاصل کر لی ہیں۔ وہ واقعی ایسے لوگ ہیں جیسا باب کارب نے بتایا تھا"...... جیرم نے منہ بناتے ئے کہا۔

کچھ بھی ہو میری منصوبہ بندی ایسی تھی کہ وہ کسی طرح بھی نہ بچ ے تھے۔ پھر کیسے بچ گئے"...... ڈیزی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

تم نے واقعی انتہائی فول پروف منصوبہ بندی کی لیکن اب مجھ ے اس فول پروف منصوبہ بندی کا حال سن لو۔ میں نے اس سلسلے ں مکمل تحقیقات کرائی ہے۔ تم نے ایئر پورٹ پر فون کر کے وائری کی کہ پاکیشیا سے فلائٹ کب آرہی ہے اور اس میں سے ئس نژاد اور پاکیشیائی دو سوار ہیں یا نہیں۔ تم نے کی تھی ناں فون نکوائری"...... جیرم نے کہا۔

ہاں۔ مگر میں نے کسی کو اپنا نام نہیں بتایا اور عام انداز میں چھ گچھ کی تھی"...... ڈیزی نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

تم سائنسی آلات کی مدد سے لیبارٹری اور دفاعی فیکٹریاں تباہ نے کی ماہر ہو ڈیزی۔ تمہیں ان سیکرٹ ایجنٹوں کی کارکردگی کے ے میں کوئی علم نہیں ہے۔ تم نے یہ انکوائری کر کے مارتھن سے اور مارتھن نے معروف پیشہ ور مجرم گروپ کی خدمات حاصل کر ۔ گروپ کے آدمی ایئر پورٹ پہنچ گئے اور انہوں نے واقعی یکے بعد گر تین حملوں کی منصوبہ بندی کی۔ لیکن ہوا یہ کہ وہ تینوں ایئر رٹ پر فلائٹ سے اترے ضرور۔ لیکن ایئر پورٹ سے باہر نہیں آئے

اور گروپ کے آدمی ان کی آمد کا انتظار ہی کرتے رہے۔ پھر جب انہوں
نے اندر جا کر معلومات حاصل کیں۔ تو پتہ چلا کہ ان کے کاغذات او
سامان وغیرہ باقاعدہ چیک ہوا ہے۔ لیکن اس کے بعد وہ پبلک لاؤنج
میں آنے کی بجائے اچانک غائب ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد وہ کرمپ
کے اڈے پر پہنچ گئے اور انہوں نے کرمپ پر تشدد کر کے مارتھن کے
بارے میں معلومات حاصل کر لیں۔ مارتھن کے فلیٹ کے بارے
میں انہیں معلومات مل گئیں۔ کرمپ کو انہوں نے ہلاک کر دیا۔
وہاں چونکہ تمہارا اور ہائی ٹاورز کا نام بھی آیا تھا۔ اس لئے وہاں موجو
میرے آدمیوں نے مجھے اطلاع کر دی۔ کرمپ کے دفتر میں خفیہ خو
کار ٹیپ سسٹم موجود ہے۔ جس کا علم میرے آدمیوں کو بھی تھا او
اسی ٹیپ سسٹم کی وجہ سے ہی انہیں یہ معلوم ہوا تھا کہ کرمپ سے
ان لوگوں نے ہائی ٹاورز اور ڈیزی کے بارے میں پوچھ گچھ کی ہے او
مارتھن کا پتہ معلوم کیا ہے۔ چنانچہ میں نے فوری طور پر مارتھن کے
بارے میں معلوم کرایا۔ مارتھن اس وقت زولو کلب میں تھا اور اپنے
فلیٹ پر جانے کے لئے اٹھنے ہی والا تھا۔ چنانچہ میں نے اس کے ایر
طرح قتل کے احکامات دے دیئے کہ وہ کلب اور فلیٹ کے درمیا
روڈ ایکسیڈنٹ سے ہلاک ہو جائے۔ اس کے ساتھ ہی میں نے مکمل
انکوائری کرائی تو جو معلومات ملیں اس کے مطابق ایئرپورٹ پر ایک
آدمی نے یہ معلومات حاصل کیں کہ کسی نے پاکیشیائی فلائٹ کے
بارے میں پوچھ گچھ تو نہیں کی اور اسے بتا دیا گیا کہ ایک خاتون نے

باقاعدہ انکوائری کی ہے۔ اس کے بعد میں نے ایئرپورٹ ایکسچینج کے
خودکار نصب سسٹم سے رجوع کیا۔ تو معلوم ہوا کہ ایئرپورٹ کے
ایک فارن پبلک فون بوتھ سے پاکیشیا سے کارسا آنے والی فلائٹ
میں علی عمران کو کال کیا گیا ہے اور کال کرنے والا ڈارک نامی آدمی تھا
اور اس نے یہ ساری رپورٹ اسے دے دی اور اس نے جہاز میں اسے
کرمپ اور اس کے آدمیوں کے بارے میں بتایا ہے۔ کیونکہ وہ
کرمپ اور اس کے آدمیوں کو پہچانتا تھا اور اس نے کرمپ کے ایک
آدمی کو اغوا کر کے اس سے ساری معلومات حاصل کر لی تھیں اور اس
عمران نے اسے بتایا تھا کہ وہ چیکنگ کے آخری کاؤنٹر سے فارغ ہو کر
اس سے ملیں گے اور وہ انہیں کسی خفیہ راستے سے باہر نکال کر لے
جائے گا۔ اس طرح ساری بات کا علم ہو گیا کہ عمران اور اس کے
ساتھی کس طرح کرمپ کے آدمیوں سے بچ نکلے۔ وہاں ایکسچینج میں
اب ٹیپ میں نے سنی تو میں نے تمہاری آواز پہچان لی۔ اس طرح مجھے
معلوم ہو گیا کہ یہ سب کچھ کیوں اور کیسے ہوا ہے"...... جیرم نے
پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ لوگ تو میرے تصور سے بھی کہیں زیادہ
خطرناک ہیں۔ تم نے اچھا کیا کہ مارتھن کو ختم کر کے ان کا راستہ
روک دیا ہے۔ لیکن اب تمہارا کیا پروگرام ہے۔ میرا تو خیال ہے کہ
ہمیں ان کے خاتمے کے لئے کوئی نہ کوئی منصوبہ بندی بہرحال کرنی
چاہئے۔ یوں انہیں کھلی چھوٹ تو نہیں دے دینی چاہئے"۔ ڈیزی نے کہا۔

"میں نے اس سلسلے میں مکمل منصوبہ بندی کر لی ہے۔ جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا ہے میں نے پوری تنظیم کو تاحکم ثانی انڈر گراؤنڈ کر دیا ہے۔ مارتھن ویسے ہی ہلاک ہو چکا ہے۔ اب رہ گئے ہم دونوں اور عمران ہمارے پیچھے لگا ہوا ہے۔ اسے میرے متعلق علم نہیں ہے اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔ اس لئے تم فوری طور پر پالینڈ چھوڑ کر ایکریمیا چلی جاؤ۔ جہاز میں نے چارٹر کرا دیا ہے اور جب تک یہ عمران وغیرہ کا مسئلہ ختم نہیں ہوتا تب تک تم واپس نہیں آؤ گی"...... جیرم نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں اس طرح خوفزدہ ہو کر نہیں جاؤں گی جیرم۔ یہ میری فطرت کے خلاف ہے۔ تم میری فکر چھوڑ دو۔ اب میں جانوں اور عمران۔ اب اس کی اور میری کھلی جنگ ہو گی۔ میں دیکھتی ہوں کہ وہ ڈیزی کے مقابلے میں کتنی دیر ٹھہرتا ہے۔ میں اسے ہلاک کر کے اور تسخیر کر کے رہوں گی"...... ڈیزی نے انتہائی سرد اور فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ تو جیرم حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

"یہ کیا کہہ رہی ہو تم۔ کیا تم خودکشی کرنا چاہتی ہو اور ساتھ ساتھ میرا اور ہائی ٹاورز کا خاتمہ کرانا چاہتی ہو"...... جیرم نے کہا۔

"ایسا نہیں ہو گا اور سنو اگر تم اس سے اتنے ہی خوفزدہ ہو تو تم اس چارٹرڈ جہاز کے ذریعے ایکریمیا یا کسی اور ملک چلے جاؤ اور مجھے بھی نہ بتاؤ۔ کہ تم کہاں گئے ہو۔ تاکہ اگر بقول تمہارے وہ لوگ مجھ پر قابو بھی پالیں تو انہیں مجھ سے یہ معلوم نہ ہو سکے کہ تم کہاں ہو اور اتنا

تم بھی جانتے ہو کہ ہائی ٹاورز کے بارے میں مجھے کچھ بھی نہیں معلوم مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ تم ہائی ٹاورز کے چیف ہو اور مارتھن تمہارا نمبر ٹو تھا۔ میرا کام صرف مشن مکمل کرنا ہوتا تھا اور مارتھن ویسے ہی ختم ہو چکا ہے اور تم یہاں سے چلے گئے تو تم اور تمہاری تنظیم ہائی ٹاورز دونوں خطرے کی زد سے باہر ہو جائیں گے۔ میری فکر چھوڑ دو۔ میں نے تمہارے ساتھ شادی سے پہلے ایسے بے شمار فیلڈ میں کام کئے ہیں۔ میری اپنی تنظیم ریڈ کوئین ابھی تک کام کر رہی ہے۔ میں اسے دوبارہ سنبھال لوں گی اور پھر میں دیکھوں گی کہ ریڈ کوئین کے مقابلے میں یہ عمران اور اس کے ساتھی کتنے دن زندہ رہ سکتے ہیں"۔ ڈیزی کا لہجہ فیصلہ کن تھا۔

"نہیں۔ میں تمہیں یہاں اکیلا چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ اچھا چلو۔ تم ضد نہ کرو۔ میں اور تم دونوں ہی یہاں سے چلے جاتے ہیں کچھ عرصہ تفریح ہی کر لیں گے"...... جیرم نے قدرے ڈھیلے ہوتے ہوئے کہا۔

"نہیں جیرم۔ تم میری فطرت کو جانتے ہو۔ جب میں کوئی فیصلہ کر لوں تو وہ اٹل ہوتا ہے اور میں فیصلہ کر چکی ہوں اب تمہارے پاس ایک ہی صورت ہے۔ کہ تم مجھے مارتھن کی طرح گولی مار دو تو میرا فیصلہ تبدیل ہو سکتا ہے۔ ورنہ نہیں باقی رہے تم۔ تو تمہاری مرضی کہ تم یہاں چھپے رہو یا باہر چلے جاؤ۔ بہرحال میں تو ریڈ کوئین بن کر کام کروں گی اور اس سیٹ اپ میں تم میرے ساتھ نہیں ہو گے اور نہ میں اس وقت تک تم سے رابطہ کروں گی جب تک کہ میں اس

عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ نہ کر دوں"...... ڈیزی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ یہ تو مسئلہ خراب ہو گیا۔ ٹھیک ہے۔ میں تمہاری فطرت کو جانتا ہوں او کے۔ میری طرف سے اجازت ہے کہ تم ر کوئین بن کر عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دو۔ میں تمہارے حق میں دعا کرتا رہوں گا اور کیا کر سکتا ہوں"...... جیرم نے کہا۔

"او کے۔ تو مجھے اجازت۔ اب اس وقت ملاقات ہو گی جب عمران اور اس کے ساتھی لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہوں گے"...... ڈیزی نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئی۔

"ارے ارے۔ رکو تو سہی۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے"...... جیرم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ مجھے اب مت روکو۔ گڈ بائی"...... ڈیزی نے مڑے بغیر کہا اور دوسرے لمحے وہ دروازہ کھول کر باہر نکلی اور دروازہ اس کے عقب میں ایک دھماکے سے بند ہو گیا تو جیرم نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اب میں کیا کر سکتا ہوں ڈیزی۔ کاش میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے گولی مار سکتا۔ لیکن اب میں یہاں کارسا تو کیا پالینڈ میں کسی صورت بھی نہیں رہ سکتا۔ ورنہ کسی بھی وقت ہائی ٹاورز خطرے کی زد میں آ سکتی ہے"...... جیرم نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا اور میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے اس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے

اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ رومام سپیکنگ"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"جیرم بول رہا ہوں رومام"...... جیرم نے کہا۔

"اوہ جیرم۔ تم۔ خیریت۔ کیسے فون کیا"...... دوسری طرف سے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"رومام۔ تمہارے نام ایک اہم اور ذاتی کام لگانا چاہتا ہوں"۔ جیرم نے کہا۔

"اہم اور ذاتی کام۔ اوہ۔ بتاؤ جیرم۔ تمہارے ذاتی کام کے لئے تو رومام اپنی جان بھی دے سکتا ہے۔ تم میرے محسن ہو"...... رومام نے کہا۔

"تو پھر غور سے اور خاموشی سے میری بات سنو"...... جیرم نے کہا اور اس کے بعد اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں تفصیلات بتانے کے ساتھ ساتھ ڈیزی کے حالیہ منصوبے کے متعلق پوری تفصیل بتا دی۔

"کیا یہ عمران اور اس کے ساتھی واقعی اس قدر خطرناک لوگ ہیں جس قدر تم بتا رہے ہو"...... رومام کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں۔ اس سے بھی زیادہ۔ تم نے ان کے کام کرنے کی ایک مثال تو دیکھ لی کہ انہوں نے کس طرح نہ صرف ایئرپورٹ پر اپنے آپ کو بچایا بلکہ وہ کرمپ تک پہنچ گئے اور پھر اس کے بعد مارتھن کی

طرف چل پڑے۔ اگر مجھے اطلاع نہ مل جاتی اور میں مارتھن کو درمیان سے نہ ہٹا دیتا۔ تو اب تک مارتھن کے ذریعے وہ ڈیزی اور مجھ تک پہنچ چکے ہوتے"...... جیرم نے کہا۔

"تو پھر اب تم کیا چاہتے ہو۔ میرا دھندہ تو تم جانتے ہو صرف مخبری کا کرنے کا ہے میں فیلڈ میں تو کام ہی نہیں کرتا۔ ورنہ میں تمہاری اور ڈیزی کی خاطر خود اس عمران اور اس کے ساتھیوں سے ٹکرا جاتا"۔ رومام نے کہا۔

"میں تمہیں ان کے سامنے لانا بھی نہیں چاہتا۔ ڈیزی انتہائی ضدی لڑکی ہے۔ اس پر ضد سوار ہو گئی ہے کہ وہ بطور ریڈ کوئین عمران اور اس کے ساتھیوں سے ٹکرائے گی۔ اس کی ضد کے سامنے مجھے بہرحال ہتھیار ڈالنے پڑے ہیں۔ لیکن تم جانتے ہو کہ میں ڈیزی کے ساتھ کس قدر محبت کرتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ ڈیزی عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ لگ جائے یا ہلاک ہو جائے۔ اس لئے میں تمہارے ذمے یہ کام لگانا چاہتا ہوں کہ تم اور تمہارے ساتھی سائے کی طرح ڈیزی کے پیچھے رہیں۔ لیکن اس کے کسی کام میں مداخلت نہ ہو البتہ جب بھی تمہیں یہ خطرہ محسوس ہو کہ ڈیزی ان کا شکار ہو گئی ہے تو پھر یہ تمہارا کام ہے کہ تم فوری طور پر ڈیزی کو ان کے شکنجے سے نکالنے کے لئے حرکت میں آجاؤ گے اور ڈیزی کو زبردستی پالینڈ سے باہر بھیج دو گے اور مجھے اطلاع دو گے۔ میں ایکریمیا پہنچ کر وہاں سے تم سے رابطہ کر کے تمہیں اپنا فون نمبر دے دوں گا۔ بولو کیا تم یہ کام کر سکتے ہو۔ سوچ لو

تمہاری ذرا سی غفلت سے ڈیزی کی زندگی ختم ہو سکتی ہے"...... جیرم نے کہا۔

"اوہ۔ تم فکر نہ کرو جیرم۔ یہ کام میں انتہائی آسانی سے کر لوں گا۔ میں ڈیزی کو بھی معلوم نہ ہونے دوں گا کہ میں اس کی نگرانی کر رہا ہوں اور خطرے کی صورت میں اسے میں بچا بھی لوں گا۔ یہ میری ذمہ داری رہی"...... رومام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے اب میں پوری طرح مطمئن ہوں۔ مجھے تمہاری صلاحیتوں کا بخوبی علم ہے"...... جیرم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور پھر اٹھ کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

سیاہ رنگ کی جدید ماڈل کی کار خاصی تیز رفتاری سے پالینڈ کے
دارالحکومت کارسا کی شہری حدود سے نکل کر ایک ایسی سڑک پر بڑھی
چلی جا رہی تھی۔ جو کارسا کے شمال مشرق میں کارسا سے تقریباً ڈیڑھ کلو
میٹر کے فاصلے پر واقع ایک قصبے مورلینڈ کی طرف جاتا تھا۔ مورلینڈ
ایک پہاڑی قصبہ تھا۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ڈارک تھا۔ جب کہ
اس کے ساتھ والی سیٹ پر عمران اور عقبی سیٹ پر تنویر اور جولیا بیٹھے
ہوئے تھے۔ اس وقت ڈارک سمیت وہ سب مقامی میک اپ میں تھے
عمران اور اس کے ساتھی ایئرپورٹ پر ماسک میک اپ کی بنا پر او
رڈارک کی مدد سے ایک خفیہ راستے سے بحفاظت نکل جانے میں
کامیاب ہو گئے تھے اور ڈارک نے ان کے لئے جس رہائش گاہ
بندوبست کر رکھا تھا۔ وہاں پہنچتے ہی عمران نے سب سے پہلے اپنا او
اپنے ساتھیوں کا مکمل میک اپ کیا اور میک اپ کے ساتھ ساتھ اس

نے لباس بھی تبدیل کر دیا تھا۔ اس کے بعد وہ ڈارک اور تنویر کے
ساتھ اس کلب میں پہنچا تھا۔ جو حملہ آور گروپ کا خاص اڈہ تھا۔ ڈارک
نے ہی اس سلسلے میں ان کی رہنمائی کی تھی۔ اس گروپ کے لیڈر کا
نام کرمپ تھا اور وہ ایک مقامی غنڈہ تھا۔ عمران نے کرمپ سے اپنے
مخصوص انداز میں معلومات حاصل کر لیں اور کرمپ نے انہیں بتایا
کہ اس حملے کا کام اس کے ذمہ ایک شخص مارتھن نے لگایا تھا۔ جو ایک
کلب کا مالک تھا۔ اس کی رہائش گاہ کا بھی پتہ چل گیا تو عمران ، ڈارک
اور تنویر کے ساتھ اس کی رہائش گاہ پر پہنچا۔ لیکن وہاں کافی دیر تک
انتظار کرنے کے بعد جب مارتھن نہ آیا۔ تو وہ اس کے کلب چلے گئے۔
وہاں جا کر انہیں معلوم ہوا کہ مارتھن کلب سے رہائش گاہ پہنچنے کے
درمیان روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو چکا ہے۔ اس طرح عمران کے لئے
آگے بڑھنے کا راستہ قطعی طور پر بلاک ہو گیا۔ لیکن ظاہر ہے عمران
ہمت ہارنے والی شخصیت نہ تھی۔ اس نے ہائی ٹاورز اور ڈیزی کے
متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے کسی ایسے آدمی کی تلاش
شروع کر دی۔ جو معلومات فروخت کرنے کا دھندہ کرتا ہے اور پھر اس
کی اور ڈارک کی مشترکہ کوشش سے ایک آدمی جیسپر کا پتہ چل گیا۔
لیکن یہ جیسپر گذشتہ کئی ماہ سے بیمار تھا اور پہاڑی قصبے مورلینڈ میں
رہائش پذیر تھا۔ لیکن عمران نے اس سے ملنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ کیونکہ
ہائی ٹاورز کوئی ایک دو ہفتے کے دوران قائم ہونے والی تنظیم تو نہ تھی
اس لئے اسے یقین تھا کہ جیسپر سے یقیناً اس بارے میں کافی کچھ

معلومات حاصل ہو سکیں گی ۔ ڈارک نے جیسپر کے لئے اس کے ایک
دوست کی ٹپ حاصل کر لی تھی اور اس وقت وہ ڈارک کی رہنمائی میں
ہی مورلینڈ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے ۔

" تم نے یہ سوچا ہے عمران کہ مارتھن نے کس کے کہنے پر ہم پر حملہ
کرایا ہو گا ۔ کیونکہ مارتھن یا اس قبیل کے افراد تو ہمارے بارے میں
نہ جانتے ہوں گے "...... عقبی سیٹ پر بیٹھی ہوئی جولیا نے عمران سے
مخاطب ہو کر کہا ۔

" مارتھن اور اس کی قبیل کے افراد تو کیا جانتے ہوں گے ۔
تمہارے ساتھ بیٹھا ہوا تنویر بھی تمہارے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتا
جو اسے جاننا چاہئے "...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔

" میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں ۔ اس لئے سیدھی طرح بات
کرو "...... جولیا نے انتہائی سرد لہجے میں کہا ۔

" میرا خیال ہے مس جولیا کہ یہ حملہ یقیناً اس ڈیزی نے ہی کرایا ہو
گا ۔ کیونکہ ڈارک صاحب پہلے بتا چکے ہیں کہ کسی عورت نے فون پر
ہمارے بارے میں ایئرپورٹ سے تفصیلات حاصل کی تھیں "۔ جولیا
کے ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" ڈیزی کو ہمارے متعلق کیسے معلومات مل گئیں "...... جولیا نے
کہا ۔

" جس طرح عمران کو ڈیزی کے متعلق معلومات حاصل ہوئی ہیں
اسی طرح ڈیزی نے بھی اس کے متعلق معلومات حاصل کر لی ہوں

گی "...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا
دیا ۔

" ہاں ۔ تمہاری بات درست لگتی ہے ۔ اچھا تجزیہ کیا ہے تم
نے "...... جولیا نے کہا تو تنویر کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا ۔

" واقعی ۔ لیکن جب کوئی عورت کسی مرد کے بارے میں معلومات
حاصل کرے اور اس عورت کے متعلق اور ان معلومات کے بارے
میں کسی تیسرے مرد کا تجزیہ بھی درست ہو اور پھر اس کی تصدیق کوئی
دوسری عورت کر دے تو پھر ان معلومات حاصل کرنے والے مرد اور
عورت کے درمیان کیا تعلقات ہوں گے یا آئندہ ہو سکتے ہیں ۔ تنویر
جیسا ذہین آدمی اس پر بھی ضرور روشنی ڈالے گا "...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا ۔ جب کہ ڈارک بھی عمران کی بات پر زیر لب
مسکرا دیا ۔

" یہ تو مرد کی ذہنیت پر منحصر ہے "...... تنویر نے ترکی بہ ترکی جواب
دیتے ہوئے کہا اور جولیا تنویر کے اس خوب صورت اور فوری جواب پر
بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی ۔

" تجزیہ کرنے والے کی ۔ یا "...... عمران بھلا کب پیچھے رہنے والا تھا ۔

" یہ کوئی جواب نہیں ہے ۔ تم تنویر کی ذہانت سے جیلس ہو رہے
ہو ۔ تنویر نے خوبصورت جواب دیا ہے "...... جولیا نے مسکراتے
ہوئے کہا اور تنویر نے عمران کی بات کا جواب دینے کے لئے منہ کھولا
ہی تھا کہ دوبارہ منہ بند کر لیا اور اس کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے

تاثرات ابھر آئے تھے۔ عمران کے مقابلے میں جولیا نے اس کی حمایت
کر کے اسے واقعی بے حد مسرت بخشی تھی۔

"نفسیات دان کہتے ہیں کہ خوبصورت گفتگو خوبصورت افراد نہیں
کیا کرتے بلکہ ..... بہرحال اب میں کیا کہوں۔ تنویر واقعی سمجھ دار
ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ظاہر ہے۔ اس کی بات سب
سمجھ گئے تھے۔ گو عمران نے براہ راست تنویر کو بدصورت نہ کہا تھا۔
لیکن ظاہر ہے۔ اس نے اس پیرائے میں بات کی تھی۔ اس سے سب
اس کا مطلب اچھی طرح سمجھ گئے تھے۔

"میں کسی وقت تمہیں تمہارے تمام نفسیات دانوں سمیت قبر
میں اتار دوں گا۔ سمجھے"..... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے تنویر۔ اس کی باتوں پر غصہ مت کھایا کرو۔ فضول
گفتگو کرنے والوں کی بات کو انجوائے کیا جاتا ہے۔ غصہ نہیں کھایا
جاتا"..... جولیا نے مسکراتے ہوئے تنویر سے کہا اور تنویر کا غصے کی
شدت سے تمتماتا ہوا چہرہ فوراً ایک بار پھر کھل اٹھا۔ جولیا اس وقت
واقعی ایک نئے موڈ میں لگ رہی تھی۔

"عمران صاحب۔ مارتھن کی اس طرح موت سے تو یہی پتہ چلتا
ہے کہ حملہ آوروں کو ہماری نقل و حرکت کے بارے میں مکمل
معلومات حاصل ہیں۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر انہوں نے اب تک ہم
پر حملہ کیوں نہیں کیا"..... اچانک ڈارک نے عمران سے باتے کرتے
ہوئے کہا۔ اس نے شاید موضوع بدلنے کے لئے بات کی تھی۔

"ہاں۔ واقعی ڈارک صاحب درست کہہ رہے ہیں۔ تم نے اس
میک اپ میں اس کرمپ سے معلومات حاصل کیں اور پھر تمہارے
مارتھن تک پہنچنے سے پہلے ہی اسے راستے سے ہٹا دیا گیا۔ ایسی صورت
میں ہمارے یہ حلیئے ان تک پہنچ چکے ہوں گے"..... جولیا نے کہا۔

"میرا آئیڈیا ہے کہ ہمارے حلیوں کی بجائے ہماری گفتگو سنی گئی
ہے۔ کیونکہ ہم جس راستے سے کرمپ تک پہنچے اور پھر باہر آئے۔ اس
دوران ہمارا ٹکراؤ صرف دو افراد سے ہوا اور ان دونوں کا ہم نے خاتمہ کر
دیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اس کمرے میں کوئی خفیہ ٹیپ ریکارڈر موجود
ہو"..... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ اگر ہم مارتھن کے قتل کی انکوائری کرتے تو
اس لائن پر آگے بڑھ سکتے تھے"..... جولیا نے کہا۔

"مجھے تو عمران کی یہ ساری بھاگ دوڑ فضول لگ رہی ہے۔ ڈیزی
کا تعلق اگر ہائی ٹاورز جیسی تنظیم سے ہے۔ تو وہ کوئی عام گھریلو عورت
نہیں ہو گی۔ اس کا تعلق یقیناً جرائم پیشہ افراد سے ہو گا اور اس سلسلے
میں کسی بھی کلب کے ویٹر سے اس کے بارے میں آسانی سے معلومات
حاصل کی جا سکتی تھیں"..... تنویر نے کہا۔

"لیکن یہ ضروری تو نہیں کہ وہ عام لوگوں میں ڈیزی کے نام سے
ہی متعارف ہو اور پھر اس کا حلیہ بھی ہمیں معلوم نہیں ہے۔ دوسری
بات یہ کہ اس انداز میں معلومات حاصل کرنے پر انہیں بھی فوری
اطلاع مل سکتی ہے۔ وہ بھی یقیناً ہماری ہی تلاش میں ہوں گے"۔

عمران نے جواب دیا۔

"کیا ڈیزی کے مل جانے سے ہمارا اصل مسئلہ حل ہو جائے گا"۔ جولیا نے کہا۔

"باقی کا تو پتہ نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ میرا اصل مسئلہ حل ہو جائے آخر تقدیر بھی تو کوئی چیز ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم پھر پٹڑی سے اترنے لگے ہو اور سن لو کہ اس بار چیف نے مجھے اختیار دے دیا ہے کہ اگر میں چاہوں تو ٹیم کو لیڈ کر سکتی ہوں"۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مس جولیا۔ جس کے ذہن میں ہی ایسی باتیں بھری ہوئی ہوں۔ اس نے ایسی ہی باتیں کرنی ہیں۔ اس سے اور کیا توقع رکھی جا سکتی ہے"...... اس بار تنویر نے جولیا کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ عمران یا کوئی اور جواب دیتا۔ اچانک ایک سائیڈ پر کھڑی ہوئی پولیس کی کار حرکت میں آئی اور دوسرے ہی لمحے اس کا سائرن انتہائی تیز آواز میں بجنے لگا اور وہ پوری رفتار سے دوڑتی ہوئی ان کی طرف بڑھنے لگی۔

"اسے کیا ہوا ہے۔ میں نے ٹریفک کی تو کوئی خلاف ورزی نہیں کی"...... ڈارک نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے کار کی رفتار کم کی اور اسے سائیڈ پر کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد جیسے ہی اس نے کار روکی۔ پولیس کار ان کے سامنے آکر رکی اور کار میں سے تین پولیس آفیسر تیزی سے اترے اور ان کی کار کی طرف بڑھ

نے۔

"کاغذات دکھائیں"...... ایک پولیس آفیسر نے انتہائی درشت لہجے میں کہا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور موجود تھا۔

"وجہ۔ کیا کیا ہے ہم نے"...... ڈارک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"وجہ بتانا ضروری نہیں ہے۔ کاغذات دکھاؤ۔ ورنہ حکم عدولی کے سلسلے میں تم سب کو گرفتار بھی کیا جا سکتا ہے"...... پولیس آفیسر نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔ جب کہ دوسرے پولیس آفیسر بھی کار کی دوسری طرف ریوالور لے کر پوزیشنیں سنبھال چکے تھے۔

"تم خواہ مخواہ ہمارا اور اپنا وقت ضائع کر رہے ہو۔ میں پولیس چیف کو شکایت کروں گا"...... ڈارک نے اسی طرح غصیلے لہجے کہا اور ڈیش بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ کاغذات نکال سکے۔ عمران اور اس کے ساتھی اس لئے مطمئن بیٹھے ہوئے تھے کہ انہیں معلوم تھا کہ ڈارک انتہائی ذمہ دار آدمی ہے۔ اس نے یقیناً کاغذات درست رکھے ہوں گے اور یہ پولیس آفیسر معمول کی چیکنگ کر رہے ہوں گے۔ لیکن اس سے پہلے کہ ڈارک ڈیش بورڈ کھول کر کاغذات نکالتا۔ اچانک سرسر کی آوازیں ابھریں اور کار کے اندر یکلخت نیلے رنگ کا دھواں سا پھیل گیا۔ یہ سب کچھ اس قدر اچانک ہوا کہ عمران سنبھل ہی نہ سکا اور اس کا ذہن اس طرح تاریک پڑ گیا جیسے کیمرے کا شٹر بند ہو جاتا ہے پھر اس تاریکی میں خود بخود روشنی کی کرن نمودار ہوئی اور اس کے ذہن پر پھیلی ہوئی تاریکی تیزی سے سمٹتی چلی گئی اور عمران کی

آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ اسے پوری طرح شعور میں آنے
آتے چند لمحے لگ گئے۔ شعور میں آتے ہی اس کے ذہن میں وہ منظر
کسی فلم کی طرح گھوم گیا۔ جب ان کی کار پولیس نے روکی تھی اور
کاغذات چیک کرتے ہوئے اچانک سرر سرر کی آوازوں کے ساتھ ہی
کار میں نیلے رنگ کا دھواں سا پھیل گیا تھا۔ پوری طرح ہوش میں
آتے ہی اس نے اپنے آپ کو لوہے کے راڈز والی کرسی میں جکڑا ہوا پایا
تھا۔ اس کے ساتھ ہی دوسری کرسیوں پر تنویر جولیا اور ڈارک بھی
موجود تھے۔ ایک آدمی سب سے آخر میں بیٹھے ہوئے ڈارک کے بازو
میں انجکشن لگا رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے یہ بھی دیکھ لیا تھا کہ
تنویر اور جولیا دونوں اپنی اصل شکلوں میں تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ
پہلے ان کا میک اپ صاف کیا گیا ہے۔ اس کے بعد انہیں ہوش میں
لایا جا رہا ہے۔ یہ ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا۔ جس میں ٹارچنگ کی جدید
ترین مشینیں جگہ جگہ موجود نظر آ رہی تھیں۔ اسی لمحے انجکشن لگانے والا
واپس مڑا۔ تو وہ عمران کو ہوش میں دیکھ کر چونک پڑا۔

"تم اتنی جلدی کیسے ہوش میں آ گئے۔ انجکشن لگانے کے آدھے
گھنٹے بعد تمہیں ہوش میں آنا چاہئے تھا"۔۔۔ اس آدمی نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

"میں جتنی جلدی بے ہوش ہوتا ہوں۔ اتنی ہی جلدی ہوش میں
بھی آ جاتا ہوں۔ تمہیں اس بارے میں فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں
ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ ہم کس کے مہمان ہیں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

"ریڈ کوئین کے"۔۔۔ نوجوان نے خشک لہجے میں جواب دیا اور
تیزی سے مڑ کر وہ سامنے موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ریڈ کوئین۔ یہ کون محترمہ ہیں"۔۔۔ عمران نے حیران ہوتے
ہوئے کہا۔ لیکن نوجوان باہر جا چکا تھا اور اس کے عقب میں دروازہ
بھی بند ہو چکا تھا عمران نے اب کرسی کو چیک کرنا شروع کر دیا لیکن
چند لمحوں کی چیکنگ کے بعد اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا
کیونکہ کرسی کی ساخت بتا رہی تھی کہ اس کا آپریٹنگ سسٹم کرسی کے
پائے کی بجائے کہیں اور رکھا گیا ہے لیکن سامنے موجود دروازے یا
اس کے دونوں اطراف دیوار میں کہیں بھی کوئی سوئچ پینل نظر نہ آ رہا
تھا اس نے گردن گھمانے کی کوشش کی لیکن دونوں سائیڈوں پر بھی
اسے کوئی سوئچ پینل نظر نہ آیا عقب میں وہ دیکھ نہ سکتا تھا لیکن اتنا بہر
حال وہ سمجھ گیا تھا کہ اپریٹنگ سسٹم عقب میں ہو گا اس لئے وہ اب
پوری طرح بے بس تھا ورنہ اگر سامنے آپریٹنگ سسٹم ہوتا تو یقیناً اس
کی تار بھی انڈر گراؤنڈ ہوتی اور سامنے کے رخ سے کرسی تک پہنچ رہی
ہوتی اور وہ اپنے جوتے میں موجود تیز دھار خنجر کی مدد سے اسے نکالنے اور
توڑنے کی کوشش کر سکتا تھا لیکن اب ایک تو عقب میں اس کا پیر ہی
نہ جا سکتا تھا کیونکہ کرسی کے درمیان لوہے کی پلیٹ لگی ہوئی تھی اور
اگر جا بھی سکتا تو وہ اس کی مدد سے اس تار کو نہ کاٹ سکتا تھا اس لئے
واقعی وہ اس معاملے میں بے بس ہو کر رہ گیا تھا اس طرف سے مایوس

ہونے کے بعد اس نے راڈز اور جسم کے درمیانی فاصلے کو چیک کرنا شروع کر دیا لیکن کرسی کی چوڑائی خاصی چھوٹی تھی اس لئے راڈز ایک لحاظ سے اس کے جسم سے پیوست ہو کر رہ گئے تھے اور ان کے درمیان اتنا فرق نہ تھا کہ وہ اپنے جسم کو کھسکا کر یا سانس اندر کی طرف کھینچ کر ان میں سے باہر نکل سکتا۔

" یہ ریڈ کوئین صاحبہ خاصی کنجوس لگتی ہیں کہ چھوٹی چھوٹی کرسیاں بنوا رکھی ہیں اس نے" ۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اب اس نے ہال اور اس میں موجود مشینری کو جس حد تک وہ اسے نظر آ رہی تھی چیک کرنا شروع کر دیا لیکن کوئی ایسی چیز اسے نظر نہ آئی جسے وہ بر وقت اپنی رہائی کے لئے استعمال کر سکتا اس کی دونوں ٹانگوں کے گرد بھی راڈز موجود تھے اس لئے وہ دونوں ٹانگوں کو بھی پوری طرح حرکت نہ دے سکتا تھا زیادہ سے زیادہ اس کے پیر حرکت کر سکتے تھے لیکن اس حرکت سے وہ بظاہر کوئی فائدہ نہ اٹھا سکتا تھا تھوڑی دیر بعد اسے تنویر کی کراہنے کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور عمران اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر کی طرف متوجہ ہو گیا۔ تنویر ہوش میں آ رہا تھا۔

" یہ ہم کہاں پہنچ گئے ہیں اور تمہارا میک اپ بھی صاف کر دیا گیا ہے" ..... تنویر نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی ادھر ادھر دیکھ کر عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہاں شاید محترمہ سرخ ملکہ صاحبہ کو پاکیشیائی پسند ہیں" ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" سرخ ملکہ ۔ کیا مطلب ۔ تنویر نے چونک کر پوچھا۔

" جب مجھے ہوش آیا تو ایک صاحب ڈارک کو انجکشن لگانے میں مصروف تھے ۔ انہوں نے انکشاف کیا ہے کہ ہم کسی ریڈ کوئین کے مہمان ہیں" ..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا اسی لمحے جولیا بھی ہوش میں آنے لگی اور پھر جولیا کو بھی یہ سب کچھ بتانا پڑا سب سے آخر میں ڈارک ہوش میں آیا۔

" کسی ریڈ کوئین کو جانتے ہو ڈارک" ..... عمران نے اس کے ہوش میں آتے ہی اس سے مخاطب ہو کر پوچھا اور ڈارک ریڈ کوئین کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

" ہاں منشیات کی سمگلنگ کے سلسلہ میں پالینڈ میں اس کی خاصی شہرت ہے مگر یہ ہم کہاں ہیں وہ پولیس والے ۔ وہ ..... " ڈارک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے اسے بتایا کہ انجکشن لگانے والے نے یہی بتایا ہے کہ وہ ریڈ کوئین کو تحویل میں ہیں۔

" ریڈ کوئین کو ہم سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے" ..... جولیا نے کہا۔

" تم سے تو ظاہر ہے نہیں ہو سکتی البتہ ہو سکتا ہے تنویر سے ہو" ۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی دروازہ ایک دھماکے کھلا اور ایک مشین گن بردار تیزی سے اندر داخل ہوا اس نے ایک نظر عمران اور اس کے ساتھیوں کا بغور جائزہ لیا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھ آیا اس نے قریب آ کر باری باری ان سب کی کرسیوں کے راڈز چیک کئے

جیسے اسے خطرہ ہو کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے راڈز کھول لئے ہوں گے۔

"یار خواہ مخواہ تم نے راڈز میں جکڑ رکھا ہے جب کہ ہم تو کچے دھاگوں میں بندھ جانے والے لوگ ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس آدمی نے کوئی جواب نہ دیا اور ساری کرسیوں کے راڈز کو باقاعدہ ہاتھوں سے چیک کرنے کے بعد وہ تیزی سے مڑا اور اس نے ایک طرف دیوار کے ساتھ رکھی ہوئی ایک کرسی اٹھائی اور اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے تقریباً دو تین گز کے فاصلے پر رکھا اور پھر دروازے کی طرف مڑ گیا چند لمحوں بعد وہ دروازے سے باہر جا چکا تھا اور دروازہ اس کے عقب میں بند ہو گیا۔

"ریڈ کوئین تو واقعی کوئین لگتی ہے کہ پہلے چوب دار کی آمد ہوتی ہے اب باقاعدہ بگل بجے گا پھر کوئین صاحبہ کی آمد کا اعلان ہو گا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ اس کی بات کا کوئی جواب دیتا دروازہ ایک بار پھر کھلا اور وہی مشین گن بردار اندر داخل ہو کر ایک طرف ہٹ گیا اس کے پیچھے ایک نوجوان اور خوب صورت مقامی لڑکی اندر داخل ہوئی اس نے جینز کی پتلون اور بغیر آستین کے شرٹ پہنی ہوئی تھی اس کے بال اس کے کاندھوں پر بکھرے ہوئے تھے وہ مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی اور پھر اطمینان سے چلتی ہوئی آگے بڑھی اور کرسی پر آ کر بیٹھ گئی جب کہ وہ مشین گن بردار اس کے عقب میں چوکنے انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"اوہ۔ تو یہ کرسی ملکہ کی کنیز کے لئے رکھی گئی تھی۔ ملکہ کے لئے تو کوئی تخت لایا جائے گا"...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور لڑکی نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

"تمہارا نام علی عمران ہے"...... لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا

"بہتر ہوتا کہ تعارف کی رسم ملکہ عالیہ کی طرف سے شروع ہوتی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں ریڈ کوئین ہوں اور سنو۔ اس بار اگر تم نے میرے سوال کا جواب دینے کی بجائے آگے سے بکواس کی تو دوسرا سانس نہ لے سکو گے"...... لڑکی نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ...... تو یہاں کی کوئین ایسی ہوتی ہیں۔ حیرت ہے۔ ہمارے مشرق میں تو کوئین کا جاہ و جلال دیکھنے والا ہوتا ہے۔ نہ شاہانہ لباس، نہ سر پر تاج زریں، نہ گلے میں ہیرے جواہرات کے ہار، نہ سونے کا کرسی نما تخت، نہ چوبدار، نہ مور چھل بردار، یہ کیسی کوئین ہو تم"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ تو اس بار لڑکی بے اختیار مسکرا دی۔

"میرا ایک نام ڈیزی بھی ہے"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو اس بار عمران بھی بے اختیار چونک پڑا اور اس کے چونکنے پر وہ لڑکی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"جس طرح تمہیں میرا یہ نام سن کر حیرت ہوئی ہے۔ اسی طرح

مجھے تمہاری شکل دیکھ کر حیرت ہوئی تھی ۔ میں نے تو سنا تھا کہ علی عمران دنیا کا سب سے خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہے ۔ لیکن تم تو بالکل ہی ایک معصوم سے بچے ہو ۔ پھر تم جس طرح آسانی سے قابو میں آئے ہو ۔ اس سے بھی مجھے تمہاری شہرت پر حیرت ہوئی تھی ۔ میرا خیال ہے ۔ تم مشرقی لوگ پروپیگنڈے کے حق میں ہم مغرب والوں سے کئی قدم آگے ہو" ...... لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

" تو تم ہو وہ محترمہ جس نے پاکیشیا کی میزائل فیکٹری تباہ کی اور وہاں سے میزائل کا فارمولا چرایا" ...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ہاں ۔ یہ میرا ہی کارنامہ ہے اور تم نے دیکھا ہوگا کہ میں نے کس قدر کامیابی سے اپنا مشن مکمل کیا تھا ۔ کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہو سکی" ...... ڈیزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" لیکن تم مجھے اس قدر احمق تو بہرحال نہیں لگ رہیں کہ تم اس قدر اہم فارمولا گریٹ لینڈ کے ایک عام جرائم پیشہ آدمی کے حوالے کر دو گی" ...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔ تو ڈیزی بے اختیار چونک پڑی ۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے ۔

" کیا مطلب ۔ گریٹ لینڈ کے عام جرائم پیشہ آدمی کے پاس فارمولا یہ کیسے ہو سکتا ہے" ...... ڈیزی کے لہجے میں بھی حقیقی حیرت تھی ۔

" تمہارا ہائی ٹاورز میں کیا عہدہ ہے ۔ عام کارکن ہو اس کی" ۔ عمران نے پوچھا۔

" عام کارکن اتنا بڑا مشن کیسے مکمل کر سکتا ہے ۔ میں ہائی ٹاورز کی سیکنڈ چیف ہوں" ...... ڈیزی نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

" اور چیف کون ہے" ...... عمران نے پوچھا۔

" میرا شوہر جیرم ۔ جو تم سے اس قدر خوفزدہ تھا کہ تمہارے یہاں آنے کی خبر سن کر ہی یہاں سے چلا گیا ہے ۔ وہ تو مجھے بھی ساتھ لے جانا چاہتا تھا ۔ لیکن ڈیزی اس کی طرح صرف سائنسی جرائم کرنے والی تنظیم سے ہی متعلق نہیں ہے ۔ بلکہ پالینڈ میں منشیات کے سب سے بڑے ریکٹ کی سربراہ بھی ہے ۔ اگر یہ آدمی یہاں کا رہنے والا ہے تو تمہیں بتا سکتا ہے کہ ریڈ کوئین کی پالینڈ میں کیا حیثیت ہے" ۔ ڈیزی نے ڈارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" تو پھر یہ فارمولا جیرم نے اس آدمی کے ہاتھ فروخت کیا ہوگا" ۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" نہیں ۔ ایسا ناممکن ہے ۔ ہمیں اس لیبارٹری کی تباہی اور اس فارمولے کے حصول کے لئے اتنی بڑی رقم دی گئی تھی کہ جو ہمارے تصور سے بھی زیادہ تھی اور اتنی بڑی رقم کا ایک عام جرائم پیشہ آدمی کبھی خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا ۔ اس لئے تو میں تمہاری بات سن کر حیران ہو رہی تھی" ...... ڈیزی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہیں گریٹ لینڈ حکومت نے ہائر کیا تھا" ...... عمران نے پوچھا۔

" نہیں ۔ ہمیں جی تھری نے ہائر کیا تھا اور ہم نے فارمولا بھی جی تھری کے حوالے کر دیا تھا" ...... ڈیزی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے

ہوئے کہا۔

"جی تھری"...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔ کیونکہ یہ نام بھی اس نے پہلی بار سنا تھا۔

"اب تم نے زندہ تو رہنا نہیں۔ اس لئے یہ سب کچھ پوچھ کر کیا کرو گے"...... ڈیزی نے قدرے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران کو پہلی بار یہ بات سمجھ میں آئی کہ ڈیزی کیوں ہر بات لتنے اطمینان سے بتائے چلی جارہی تھی۔

"ہو سکتا ہے۔ وہاں جنت میں یہ معلومات کام آجائیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈیزی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"ہاں۔ ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ بتا دیتی ہوں۔ جی تھری ایکریمیا کی ایک انتہائی خفیہ تنظیم ہے۔ جس کا کام ہی بار گیننگ کا ہے وہ رابطے کا کام کرتی ہے اور اس بات کی وہ بھاری رقمیں لیتی ہے۔ اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا اور وہ یہ بھی نہیں بتاتی کہ وہ کس پارٹی کے لئے کام کر رہی ہے۔ اس نے ہائی ٹاورز کو اس مشن کے لئے ہائر کیا۔ ہماری مرضی کا معاوضہ دیا اور ہم نے بھی فارمولا اس کے بھیجے ہوئے ایک آدمی کے حوالے کر دیا۔ اب ہمیں نہیں معلوم کہ وہ فارمولا کس نے حاصل کرنے کے لئے جی تھری کو ہائر کیا تھا اور نہ ہی شاید اس پارٹی کو علم ہو گا کہ جی تھری نے اس مشن کے لئے کسے ہائر کیا ہو گا۔ اس لئے تو میں تمہارے منہ سے یہ سن کر حیران ہوئی تھی کہ فارمولا گریٹ لینڈ کے ایک عام جرائم پیشہ آدمی کے پاس تھا اور

دوسری بات یہ کہ میں تمہیں ہوش میں لانے سے پہلے ہی ختم کرا دیتی لیکن میں تم سے دو باتیں معلوم کرنا چاہتی تھی۔ ایک تو یہ کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ فیکٹری کی تباہی اور فارمولے کے حصول کے سلسلے میں میری ذات ملوث تھی اور میرا تعلق ہائی ٹاورز سے ہے"...... ڈیزی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"فیکٹری سے ایک ٹاپس ملا تھا۔ جو خواتین کانوں میں پہنتی ہیں۔ اس پر پالینڈ کا قومی پھول بنا ہوا تھا اور پالینڈ کے قانون کے مطابق اس کا کمپیوٹر کوڈ بھی درج تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ ایک عورت جس کا تعلق پالینڈ سے ہے اس تباہی میں شامل رہی ہے۔ چنانچہ اس کمپیوٹر کوڈ کی مدد سے یہاں پالینڈ سے معلومات حاصل کی گئیں تو تمہارا نام سامنے آیا۔ مزید معلومات حاصل کرنے پر معلوم ہوا کہ تمہارا تعلق سائنس فارمولے حاصل کرنے والی اور سائنسی لیبارٹریاں اور دفاعی فیکٹریاں تباہ کرنے والی پالینڈ کی انتہائی فعال تنظیم ہائی ٹاورز سے ہے اس طرح یہ بات طے ہو گئی کہ پاکیشیا کی اس فیکٹری کو تباہ ہائی ٹاورز نے کیا ہے اور اس گروپ میں ڈیزی بھی شامل ہے۔ لیکن ابتدائی طور پر یہ معلومات مل چکی تھیں کہ اس فارمولے میں حکومت گریٹ لینڈ دلچسپی لے رہی ہے۔ اس لئے یہ سوچا گیا کہ ہو سکتا ہے کہ گریٹ لینڈ نے ہائی ٹاورز کو ہائر کیا ہو۔ اس بات کو کنفرم کرنے کے لئے ہم یہاں آئے تھے۔ یہاں ہم پر تم نے ایئر پورٹ پر حملہ کرانے کا پروگرام بنایا۔ لیکن ہمیں پہلے ہی اطلاع مل گئی۔ چنانچہ ہم بچ نکلے۔

حملہ کرنے والے کرمپ سے ہم نے معلومات حاصل کر لیں اور اس
نے مارتھن کی ٹپ دی ۔ لیکن مارتھن کو تم نے روڈ ایکسیڈنٹ ظاہر
کر کے ختم کر دیا ۔ ہم ہائی ٹاورز کے بارے میں مزید معلومات حاصل
کرنے کے لئے مور لینڈ جا رہے تھے کہ پولیس گاڑی نے ہمیں روکا ۔
پولیس کی وجہ سے ہمارے تصور میں بھی نہ تھا کہ وہ تمہارے ساتھی ہو
سکتے ہیں ۔ اس لئے ہم مار کھا گئے اور یہاں ہمیں ہوش آیا تو معلوم ہو
کہ ہم کسی ریڈ کوئین کے مہمان ہیں اور پھر تمہاری آمد پر انکشاف ہو
کہ ریڈ کوئین ہی وہ محترمہ ڈیزی ہے جس کی ہمیں تلاش تھی ۔ لیکن تم
نے ایک نیا مسئلہ کھڑا کر دیا ہے کہ ہائی ٹاورز کو جی تھری نامی کس
تنظیم نے ہائر کیا تھا اور جی تھری کا تعلق ایکریمیا سے ہے"...... عمرا
نے بڑے مطمئن لہجے میں پوری وضاحت کرتے ہوئے کہا ۔

"میں نے جو کچھ کہا ہے درست کہا ہے بحیثیت ریڈ کوئین ہم ۔
کرمپ کے کلب سے تمہارے حلیے معلوم کر لئے تھے ۔ یہ حلیے ہم
اتفاق سے ملے تھے ۔ کیونکہ کلب کے خفیہ راستے سے تم باہر نکلے ۔
تو ساتھ ہی ایک عمارت میں ایک پرائیویٹ فلم کی شوٹنگ ہو ر
تھی اور اس وقت وہ عمارت کی کھڑکی سے سڑک کا منظر فلما رہے تھے
ہمارے آدمیوں کو اس بارے میں معلوم ہو گیا ۔ چنانچہ وہ فلم حا
کر لی گئی ۔ ان میں تمہارے حلیے واضح طور پر آ گئے تھے اور کار کے متع
بھی تفصیلات مل گئی تھیں ۔ چنانچہ بحیثیت ریڈ کوئین میں نے پو
چیف کو تمہارے بارے میں اور تمہاری کار کے بارے میں تفصیل

پہنچا دیں اور اسے یہ بھی بتایا کہ تم انتہائی خطرناک ترین تخریب کار ہو
ہو ۔ اگر تمہیں ذرا سا بھی موقع مل گیا تو تم پوری پولیس فورس کو تباہ
کر دو گے ۔ چنانچہ پولیس چیف نے پوری پولیس فورس کو کار اور
تمہارے متعلق الرٹ کر دیا اور ساتھ ہی یہ حکم بھی دے دیا کہ تمہیں
مخصوص بے ہوش کر دینے والی گیس سے اچانک بے ہوش کر کے کار
سمیت پولیس ہیڈ کوارٹر لایا جائے ۔ میرے آدمی پولیس ہیڈ کوارٹر میں
موجود تھے ۔ پھر پولیس ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی گئی کہ تمہیں مور لینڈ
جانے والی سڑک پر چیک کر کے بے ہوش کر دیا گیا ہے اور تمہیں
ہیڈ کوارٹر لایا جا رہا ہے ۔ یہ اطلاع فوری طور پر مع تفصیل کے مجھے مل
گئی ۔ چنانچہ میرے آدمیوں نے راستے میں پولیس پر حملہ کر کے بظاہر
تمہیں چھڑوا لیا اور تمہیں اس خفیہ اڈے پر لایا گیا ۔ یہاں تمہارا میک
اپ صاف کیا گیا اور مجھے رپورٹ دی گئی ۔ جب میری پوری طرح تسلی
ہو گئی کہ تم وہی ہو جن کی مجھے تلاش تھی تو میں یہاں آ گئی اور اب
تمہارے سامنے ہوں"...... ڈیزی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔

"تم تو واقعی ذہین ہو ۔ لیکن وہ تمہارا جیرم جسے تم ہائی ٹاورز کا
سربراہ کہہ رہی تھیں ۔ وہ کیوں فرار ہو گیا ہے"...... عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا ۔ اس کی گفتگو کا انداز ایسا تھا جیسے عام دوستوں
کے درمیان انتہائی پر امن ماحول میں بات چیت ہو رہی ہو ۔

"وہ تم سے انتہائی خوفزدہ تھا ۔ نجانے کیوں خوفزدہ تھا ۔ بہرحال
میں نے اسے بلوایا ہے ...... تھوڑی دیر بعد پہنچ جائے گا ۔ میں اسے دکھانا

چاہتی ہوں کہ جن لوگوں سے وہ اس قدر خوفزدہ تھا۔ ان کی میرے سامنے کیا حیثیت ہے"...... ڈیزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جیرم کو تو یقیناً جی تھری کے بارے میں معلومات ہوں گی"۔ عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں...... صرف ایک فون نمبر ہے۔ جسے چیک کیا گیا۔ لیکن نمبر بھی ایکس چینج میں نہیں ہے اور اس فون کو ڈائل کیا جائے تو گھنٹی بھی نہیں بجتی بس عجیب و غریب سی آوازیں نکلتی ہیں۔ فون کرنے والا اپنا نام اور پتہ اور فون نمبر بتا دیتا ہے اور پھر رسیور رکھ دیا جاتا ہے پھر کئی گھنٹوں بعد اور بعض اوقات کئی دنوں بعد جی تھری کی طرف سے کال آجاتی ہے اور بات چیت کر لی جاتی ہے"...... ڈیزی نے جواب

"تمہیں اس فون نمبر کا علم ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں"...... ڈیزی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس فون نمبر بھی بتا دیا۔

"یہ ایکریمیا کا نمبر ہے یا یہاں پالینڈ کا"...... عمران نے پوچھا۔

"ایکریمیا کا نمبر ہے"...... ڈیزی نے جواب دیا۔

"بے حد شکریہ ڈیزی۔ تم نے واقعی تعاون کیا ہے۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ تم نے میرے ملک کی انتہائی اہم ترین فیکٹری تباہ کی ہے۔ اس لئے میں چاہوں بھی تو تمہارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کر سکتا"۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔ تو ڈیزی بے اختیار کھلکھلا

ہنس پڑی۔

"بہت خوب۔ تمہارے اندر واقعی حس مزاح کافی قوی ہے۔ اس بے بسی کی حالت میں بھی تم ایسی باتیں کر رہے ہو۔ جیسے تمہاری جگہ میں بے بس ہوئی بیٹھی ہوں۔ جب کہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میرا ایک اشارہ تم سب کی زندگیوں کے چراغ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گل کر سکتا ہے"...... ڈیزی نے کہا۔

"ہم مسلمان ہیں مادام ڈیزی اور مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ موت زندگی کا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ انسانوں کے پاس نہیں اس لئے اگر تم یہ سمجھ رہی ہو کہ عقبی پینل سے منسلک آٹو میٹک کرسیوں نے ہمیں بے بس کر رکھا ہے۔ تو یہ تمہاری بھول ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ ان کا تعلق عقبی پینل سے ہے۔ جیری جاؤ جا کر پینل چیک کرو جلدی کرو"...... ڈیزی نے ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"مادام۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ کرسیاں ٹھیک ہیں"...... اس کے عقب میں کھڑے مشین گن بردار نے کہا۔

"نہیں یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ انہیں یہاں بیٹھے کسی طور بھی پتہ نہیں چل سکتا کہ میں نے ان کرسیوں کا سسٹم خصوصی طور پر عقبی پینل سے قائم کیا ہوا ہے۔ جاؤ۔ جا کر چیک کرو۔ یہ مشین گن

مجھے دے دو"..... ڈیزی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ تو جیری نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن ڈیزی کی طرف بڑھا دی اور خود وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی عقبی طرف کو بڑھ گیا۔ ڈیزی اب بڑے غور سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہی تھی۔

"ارے اس قدر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جس قدر تم نظر آنے لگ گئی ہو۔ تمہارا یہ سمارٹ اور نازک جسم ہماری طرح نہ ہی اس کرسی کی وجہ سے بے بس ہو سکتا ہے اور نہ ہی تم ابھی اس قابل ہوئی ہو کہ اتنی بھاری مشین گن کو چلا سکو"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے گردن گھما کر سرسری نظروں سے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں جولیا سے ملیں۔ اس نے مخصوص انداز میں پلکیں جھپکا کر اسے آئی کوڈ میں اشارہ کیا اور گردن سیدھی کر لی۔

"مادام۔ چینل درست حالت میں ہے"..... اسی لمحے عقب سے جیری کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ گاڈ۔ تم نے تو مجھے ڈرا دیا تھا۔ وہ جیرم بھی ابھی تک نہیں آ رہا"..... ڈیزی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جیری بھی عقب سے سامنے کے رخ پر آ گیا اور ڈیزی نے مشین گن اس کی طرف بڑھا دی۔ ابھی جیری نے مشین گن ہاتھ میں لی تھی کہ کمرے میں تیز سیٹی کی آواز ایک لمحے کے لئے گونجی اور پھر خاموشی چھا گئی۔

"اوہ۔ جاؤ جیری پھاٹک کھولو۔ جیرم آ گیا ہے۔ اسے سیدھا یہیں لے آؤ"..... ڈیزی نے چونک کر کہا۔

"یس میڈم"..... جیری نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"تمہاری موت کا وقت قریب آ گیا ہے عمران۔ اس لئے اگر تم چاہو تو کوئی دعا وغیرہ مانگ لو۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم مشرقی لوگ مرنے سے پہلے بڑی دعائیں وغیرہ مانگتے رہتے ہو"..... ڈیزی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"شکریہ مادام۔ لیکن تم مغربی لوگ بھی مرنے والوں کی آخری خواہش کا تو بہرحال احترام کرتے ہی ہو اس لئے کیا تم میری آخری خواہش پوری نہ کرو گی"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوائے اس کرسی سے رہائی کے کوئی اور خواہش ہو تو بتاؤ"۔ ڈیزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سب کے سامنے بتانے والی نہیں۔ ہم مشرقی لوگ ذرا شرمیلے واقع ہوئے ہیں۔ اس لئے اگر تم مہربانی کرو تو میرے قریب آ جاؤ اور کان میں میری خواہش سن لو۔ پوری کرنے یا نہ کرنے کا تمہیں اختیار ہے۔ مجھے کوئی گلہ نہ ہو گا"..... عمران نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا چلو یہ بھی کر لیتی ہوں۔ معصوم سے آدمی ہو۔ دیکھتی ہوں تمہاری آخری خواہش کیا ہے"..... ڈیزی نے مسکراتے ہوئے کہا اور

اٹھ کر عمران کی طرف بڑھنے لگی۔ جیسے ہی وہ عمران کے سامنے اس کے قریب آئی۔ عمران نے یکلخت دونوں پاؤں کو حرکت دی اور ڈیزی کی دونوں ننگی پنڈلیوں پر اس کے بوٹوں کی ٹو پوری قوت سے پڑی اور ڈیزی بے اختیار چیختی ہوئی اچھل کر پشت کے بل نیچے گری ہی تھی کہ یکلخت جولیا کرسی میں سے نکل کر اوپر کو اٹھی اور پھر اس سے پہلے کہ ڈیزی نیچے گر کر اٹھتی جولیا کرسی کی گرفت سے آزاد ہو کر نیچے فرش پر پہنچ چکی تھی۔ ڈیزی نیچے گر کر تیزی سے اٹھی۔ اس کے منہ سے بے اختیار عمران کے لئے گالیاں نکل رہی تھیں۔ چہرہ تکلیف اور غصے سے بری طرح بگڑ گیا تھا۔ وہ اٹھتے ہی عمران کی طرف لپکی۔ اس کا انداز بھوکی شیرنی کی طرح کا تھا۔

"ارے ارے۔ کیا ہوا۔ یہ تو میری آخری خواہش تھی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن ڈیزی اس قدر غصے میں تھی کہ اس نے عمران کی بات ہی نہ سنی اور اسی طرح چیختی ہوئی عمران پر جھپٹنے لگی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختی ہوئی اچھل کر ایک طرف جا گری عمران اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب رہا تھا۔ اس نے ڈیزی کے ساتھ یہ حرکت کر کے اس کی توجہ سرے سے جولیا کی طرف مبذول ہی نہ ہونے دی تھی اور جولیا کو نہ صرف کرسی کی گرفت سے نکلنے کا موقع مل گیا تھا۔ بلکہ اسے ڈیزی پر بھرپور حملہ کرنے کا بھی موقع مل گیا تھا۔ ڈیزی چیختی ہوئی اچھل کر نیچے گری ہی تھی کہ یکلخت عقبی دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور جیری اور ایک تھری پیس سوٹ میں ملبوس آدمی

اندر داخل ہوا۔ لیکن اسی لمحے جولیا نے الٹی قلا بازی کھائی اور دوسرے لمحے کسی شہتیر کی طرح فضا میں اڑتی ہوئی ان دونوں سے ٹکرائی اور وہ دونوں چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے۔ جیری کے ہاتھ میں موجود مشین گن اچھل کر دور جا گری تھی۔ جولیا تو اس وقت چھلاوہ بنی ہوئی تھی۔ اس نے یکلخت ایک بار پھر جمپ لگایا اور دوسرے لمحے فضا میں پھر قلا بازی کھا کر وہ سیدھی ہوئی تو اس کے ہاتھ میں مشین گن موجود تھی ادھر ڈیزی چیختی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ جب کہ جیری اور اس کے ساتھ آنے والے نے نیچے گرتے ہی انتہائی پھرتی سے جیبوں سے ریوالور نکالے ہی تھے کہ کمرہ ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی جیری اس کے ساتھ آنے والے اور پھر ڈیزی تینوں کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ جیری کا جسم تو زمین پر مرغ بسمل کی طرح پھڑکنے لگا تھا۔ جب کہ جیری کے ساتھ آنے والا اور ڈیزی دونوں لٹوؤں کی طرح گھومتے ہوئے فرش پر گرے۔

"خبردار۔ اگر ذرا بھی حرکت کی تو اس بار گولیاں جسم میں اتار دوں گی"...... جولیا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"جولیا نے واقعی انتہائی حیرت انگیز انداز میں فائرنگ کی تھی کہ جیری کے جسم میں تو گولیاں اتر گئی تھیں۔ جب کہ جیری کے ساتھ آنے والے نوجوان اور ڈیزی دونوں کے ہاتھوں پر گولیاں پڑی تھیں اور جولیا نے ایک ہی راؤنڈ میں اس طرح گولیاں چلائی تھیں کہ ڈیزی اور اس آدمی کے جسم گولیوں کی اس بوچھاڑ سے بچ گئے اور یہ واقعی جولیا

کے بے پناہ اعصابی کنٹرول کا نمونہ تھا۔

" گڈ شو ۔ میری طرف سے اجازت ہے ۔ اگر یہ کوئی غلط حرکت کریں تو بے شک پورا برسٹ ان کے جسموں میں اتار دینا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" دونوں ہاتھ سر پر رکھ کر کھڑے ہو جاؤ اور دیوار کی طرف منہ کر لو جلدی کرو ۔ ورنہ میں فائر کھول دوں گی"...... جولیا نے چیختے ہوئے کہا اور وہ دونوں میں تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے ۔ ان دونوں نے ہاتھ سر پر رکھے ہوئے تھے ۔ ان دونوں کے ہاتھوں سے خون بہہ رہا تھا ۔ ان کے چہرے خوف اور تکلیف کی وجہ سے بگڑے ہوئے نظر آرہے تھے ۔

" چلو ادھر عقبی طرف ۔ چلو جلدی کرو"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ ان دونوں کو بھیڑ بکری کی طرح ہانکتی ہوئی عقبی طرف لے گئی ۔ عقبی طرف واقعی سوئچ پینل موجود تھا اور چند لمحوں بعد کٹک کٹک کی ہلکی ہلکی آوازوں کے ساتھ ہی کرسیوں کے راڈز غائب ہونے شروع ہو گئے اور عمران اور اس کے ساتھی اچھل کر کھڑے ہو گئے ۔

" تم نے اچھا کیا کہ ان دونوں کو زندہ رکھا ہے ۔ ابھی ان سے بہت سی باتیں کرنی ہیں"...... عمران نے ان کے قریب جا کر کہا ۔ ساتھ ہی اس نے تنویر کو بھی اشارہ کر دیا تھا اور دوسرے لمحے کمرہ ڈیزی اور جیری کے ساتھ آنے والے کے منہ سے بے اختیار چیخ نکلیں اور وہ دونوں ہی اچھل کر نیچے گرے اور ایک لمحے تک تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے ۔ عمران اور تنویر دونوں نے ایک ہی جچے تلے ہاتھ سے ان

دونوں کو ہوش کی وادی سے بے ہوشی کی دلدل میں دھکیل دیا تھا ۔ پھر عمران کے کہنے پر تنویر اور ڈارک نے ان دونوں کو انہی راڈز والی کرسیوں پر بٹھا کر بے بس کر دیا ۔ جب کہ عمران جولیا کے ساتھ اس کمرے سے باہر نکل گیا ۔ یہ ایک چھوٹی سی عمارت تھی ۔ پورچ میں ایک نئے ماڈل کی سیاہ رنگ کی کار کھڑی تھی ۔ عمارت خالی تھی ۔ البتہ اس کے ایک تہہ خانے میں منشیات سے بھری مخصوص انداز کی پیٹیوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے اور ایک اور کمرہ جدید قسم کے اسلحے کی پیٹیوں سے بھرا ہوا تھا ۔

" تم نے واقعی مخصوص اشارہ کر کے مجھے راستہ بتا دیا تھا ۔ ورنہ میرا تو ذہن بھی اس طرف نہ گیا تھا"...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا ۔

" شکر ہے اب تم اشارے تو سمجھنے لگی ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جولیا کا چہرہ شرم سے گلنار ہو گیا ۔

" نانسنس ۔ خبردار ۔ اگر آئندہ ایسی گھٹیا بات کی"...... جولیا نے مصنوعی غصے بھرے لہجے میں کہا ۔

" یہ گھٹیا بات ہے ۔ اگر تم اشارہ نہ سمجھتیں تو اب تک ہم سب لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہوتے"...... عمران نے جواب دیا اور جولیا کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا ۔

" تمہیں کیسے معلوم ہو گیا تھا کہ میں ان راڈز میں سے کھسک کر باہر نکل سکتی ہوں ۔ میری کرسی تو تم سے تیسرے نمبر پر تھی"۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"مجھے معلوم نہ ہو سکتا تو اور کسے معلوم ہو سکتا ہے کہ کسی بھی خاتون کو لوہے کے جال میں نہیں رکھا جا سکتا۔ اس کے لئے تو سونے کا جال بنانا پڑتا ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا نے بے اختیار منہ بنالیا۔

"ہونہہ۔ تم مرد نجانے عورتوں کو اتنا گھٹیا کیوں سمجھتے ہو"۔ جولیا نے اس بار واقعی غصیلے لہجے میں کہا۔

"لوہے کی نسبت سونا بڑھیا دھات ہوتی ہے۔ گھٹیا نہیں ہوتی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس دوران وہ دوبارہ اس ٹارچنگ روم میں پہنچ گئے۔ جہاں ڈیزی اور جیری کے ساتھ آنے والے کو کرسیوں میں جکڑ دیا گیا تھا۔ وہ دونوں ابھی تک بے ہوش تھے۔ جب کہ جیری کی لاش وہیں فرش پر پڑی ہوئی تھی۔

"ان دونوں کو ہوش میں لے آؤ تنویر"...... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور ساتھ ہی اس نے جولیا کو اس کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جس پر پہلے ڈیزی بیٹھی ہوئی تھی۔ تنویر نے آگے بڑھ کر باری باری پہلے ان دونوں کے سر اور کاندھے پکڑ کر مخصوص انداز میں جھٹکے دیئے اور پھر ان کے ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے پہلے ڈیزی کو ہوش میں لایا گیا اور پھر یہی کارروائی اس دوسرے آدمی کے ساتھ کی گئی اور جب تنویر پیچھے ہٹا تو چند لمحوں بعد ہی وہ دونوں کراہتے ہوئے ہوش میں آ گئے۔

"تمہارا نام جیرم ہے اور تم ہائی ٹاورز کے چیف ہو"...... عمران نے اس آدمی سے جو جیری کے ساتھ آیا تھا۔ مخاطب ہو کر کہا۔

"تم۔ تم۔ سب رہا ہو گئے۔ یہ عورت۔ یہ کوئی شعبدہ باز ہے۔ یہ کس طرح اچانک آزاد ہو گئی"...... اس آدمی کے جواب دینے سے پہلے ڈیزی نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"میں نے تم سے سوال کیا تھا مسٹر"...... عمران نے ڈیزی کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ میرا نام جیرم ہے۔ لیکن یہ غلط ہے کہ میں ہائی ٹاورز کا چیف ہوں۔ میں اس کا ایک ادنیٰ سا کارکن ہوں"...... اس آدمی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ڈیزی ہمیں سب کچھ بتا چکی ہے۔ پورے اطمینان اور پوری تفصیل کے ساتھ۔ کیونکہ اس وقت اس کے ذہن کے کسی گوشے میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ ہم ان کرسیوں کی گرفت سے آزاد بھی ہو سکتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے یہ بھی سمجھ رکھا تھا کہ ہماری زندگیوں کا اختیار بھی اس کے ہاتھ میں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم۔ واقعی انتہائی حیرت انگیز لوگ ہو۔ کاش۔ میں جیرم کی بات پر یقین کر لیتی"...... ڈیزی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام علی عمران ہے"...... جیرم نے اس بار عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ میرے والد صاحب نے تو یہی نام رکھا تھا اور ابھی تک والدین حیات ہیں۔ اس لئے مجھ میں اسے تبدیل کرنے کی ہمت ہی نہیں پیدا ہوئی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دیکھو عمران۔ مجھے تمہارے متعلق پوری طرح علم ہے۔ میں نے
ڈیزی کو بھی سمجھانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن ڈیزی نے ضد کر لی۔
جب ڈیزی نے مجھے فون کر کے بتایا کہ اس نے کس طرح تم لوگوں پر
قابو پایا ہے۔ تو میں نے یہاں آنے سے پہلے اپنے طور پر تصدیق کی تھی
اور تصدیق کے بعد یہاں آیا۔ لیکن نتیجہ وہی نکلا جس کا مجھے خطرہ تھا۔
اب ہم دونوں تمہارے رحم و کرم پر ہیں۔ تم جو چاہو ہمارے ساتھ
سلوک کر سکتے ہو۔ لیکن ایک بات کا یقین کر لو کہ ہمیں مشن لینے کے
بعد آخری لمحوں تک یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ یہ مشن کس ملک کے خلاف
ہے۔ آخری لمحات میں جب مشن کی تفصیلات بتائی گئیں۔ تو ہم مجبور
ہو چکے تھے۔ اگر مجھے پہلے علم ہو جاتا تو یقیناً میں اس مشن سے انکار کر
دیتا"...... جیرم نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم ایک تنظیم کے سربراہ ہو۔ اس لئے مشن لینا اور اس پر کام
کرنا تمہاری مجبوری ہے۔ لیکن اگر تم صرف فارمولا حاصل کرتے اور
فیکٹری تباہ نہ کرتے تو شاید تمہاری پوزیشن دوسری ہوتی۔ لیکن اب
بھی تمہارے ساتھ ایک شرط پر خصوصی رعایت کی جا سکتی ہے کہ تم
ہمیں جی تھری کے بارے میں کوئی ایسا کلیو دے دو۔ کہ جس کی مدد
سے ہم فوری طور پر جی تھری سے اپنا فارمولا واپس لے سکیں"۔ عمران
نے کہا۔

"جی تھری کے پاس فارمولا موجود نہ ہو گا۔ جی تھری تو ڈیلنگ
ایجنسی ہے۔ وہ تو مشن ہائر کرتی ہے اور پھر کسی دوسری تنظیم سے اپنے

طور پر مشن مکمل کرا کر اصل پارٹی کے حوالے کر دیتی ہے۔ فارمولا
انہوں نے لامحالہ اس پارٹی کو دے دیا ہو گا۔ جس پارٹی سے اس نے
مشن حاصل کیا ہو گا"...... جیرم نے کہا۔

"فارمولا تو پاکیشیا واپس پہنچ بھی چکا ہے۔ لیکن اس کا کوڈ واک
غائب ہے اور جس پارٹی نے بھی وہ فارمولا جی تھری سے حاصل کیا ہو گا
اسے خالی کوڈ واک ہی ملا ہو گا اور لامحالہ اس نے وہ کوڈ واک جی تھری
کو واپس کر دیا ہو گا کہ اسے فارمولا مکمل کر کے دیا جائے۔ اس لئے
میرا خیال ہے کہ اگر جی تھری کے بارے میں تم ہمیں کوئی ایسا کلیو بتاؤ
دو۔ کہ جس سے ہم جی تھری تک آسانی سے پہنچ سکیں۔ تو ہمارا کام ہو
جائے گا اور ہم تمہارے ساتھ رعایت کر دیں گے۔ ورنہ دوسری
صورت میں ڈیزی نے ہمیں ان کا خاص فون نمبر بتا دیا ہے اور گو ڈیزی
نے تو یہی بتایا ہے کہ یہ نمبر ایکس چینج میں نہیں ہے۔ لیکن ایسے
نمبروں کو ٹریس کرنا ہمارے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے"۔ عمران
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم واقعی میرے اور ڈیزی کے ساتھ رعایت کرو گے"۔ جیرم
نے بڑے امید بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ بالکل رعایت کروں گا۔ لیکن شرط یہی کہ کلیو جاندار ہونا
چاہئے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو سنو۔ ایکریمیا کے دارالحکومت ولنگٹن میں ایک کلب ہے آرسیا
تو۔ اس کے مالک کا نام بھی آرسیا تو ہی ہے آرسیا تو جی تھری کے بورڈ

آف ڈائریکٹر کا رکن ہے۔ اس بات کا علم بھی بس کافی عرصے پہلے مجھے
ایک اتفاق کی وجہ سے ہوا تھا۔ ورنہ جی تھری اپنے آپ کو اس قدر
خفیہ رکھتی ہے کہ اگر اسے ذرا بھی شک ہو جائے کہ اس کے متعلق
کسی کو بھی کسی قسم کا معمولی سا کلیو بھی مل گیا ہے۔ تو اس آدمی کو
کسی صورت میں زندہ نہیں رہنے دیا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے اس
کا ذکر ڈیزی سے بھی نہیں کیا تھا اور اسے اپنی ذات تک محدود رکھا تھا۔
آج تم پہلے آدمی ہو۔ جسے مجبوراً یہ بتا رہا ہوں۔ لیکن ایک بات بتا دوں
کہ میرے پاس ایسا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ میں تمہیں اس کی تصدیق
کرا سکوں"...... جیرم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ آرسیاتو بورڈ کا رکن ہے"...... عمران
نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"میں آرسیاتو کلب کا ممبر ہوں۔ وہ بے حد اونچے درجے کا کلب ہے
آرسیاتو کے ساتھ بھی میرے خاصے دیرینہ تعلقات ہیں۔ میں جب بھی
ولنگٹن جاؤں۔ آرسیاتو کے پاس ضرور جا کر کچھ روز گزارتا ہوں۔ ایک
بار میں آرسیاتو کے دفتر گیا۔ تو آرسیاتو کہیں گیا ہوا تھا۔ میں اس کے
دفتر میں اس کے انتظار میں بیٹھ گیا۔ اب یہ اتفاق سمجھو یا اس کی بھول
کہ ایک سرخ رنگ کی چھوٹی سی ڈائری میز کے کونے پر پڑی ہوئی تھی۔
میں نے ویسے ہی وقت گزاری کے لئے وہ ڈائری اٹھا کر دیکھنی شروع کر
دی۔ یہ آرسیاتو کی ذاتی ڈائری تھی۔ اس میں اس نے ایلفا بیٹیا کوڈ میں
اس بات کا اشارہ درج کر رکھا تھا کہ وہ جی تھری کے بورڈ کی میٹنگ

ذکر کرتا رہتا ہے۔ جیسے ہی میں نے یہ بات پڑھی میں نے فوراً ڈائری
ی اور اسے واپس اسی طرح میز پر رکھ دیا اور خود صوفے پر بیٹھ گیا۔
محوں بعد ہی آرسیاتو بوکھلائے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوا۔
وہاں دیکھ کر اس کے چہرے کے عضلات یکلخت سکڑ سے گئے۔ وہ
کی سی تیزی سے ڈائری کی طرف جھپٹا۔ اس نے سب سے پہلے
ی اٹھا کر اسے دیوار کے ایک خفیہ سیف میں رکھا اور اس کے بعد
مجھے ملا اور پھر اس نے تقریباً ایک گھنٹے تک ادھر ادھر کی باتوں میں
چکر دے دے کر یہ پوچھنے کی کوشش کی کہ میں نے اس ڈائری کو
ا ہے یا نہیں۔ اس نے کوڈ تکنیک پر بھی باتیں کیں اور باتوں
ں میں ایلفا بیٹیا کوڈ کے بارے میں بھی مجھ سے پوچھ گچھ کی۔ لیکن
پہلے سے ہی ہوشیار تھا۔ اس لئے میں بالکل ہی انکار کر گیا اور بڑی
کل سے جا کر آرسیاتو کو یقین آیا کہ میں نے اس کی ڈائری نہیں
ائی اور میں ایلفا بیٹیا کوڈ کے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتا۔ اس کے
آج تک میں نے بھی اس بارے میں کبھی منہ سے بات تک نہیں
لی"...... جیرم نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ کیا تم میرے سامنے آرسیاتو سے فون پر بات کر سکتے ہو۔
ی بھی موضوع پر ہمیں موضوع سے کوئی دلچسپی نہیں۔ میں صرف
دیق کرنا چاہتا ہوں کہ واقعی آرسیاتو کا وجود ہے"۔ عمران نے کہا۔

"بالکل میں بات کرنے کے لئے تیار ہوں"...... جیرم نے جواب
یا۔ تو عمران نے آگے بڑھ کر ایک طرف پڑا ہوا فون پیس اٹھایا اور

اسے لا کر جیرم کی کرسی کے بازو پر رکھ دیا۔
"فون نمبر بتا دو اور ایکریمیا کا رابطہ نمبر بھی"...... عمران نے کہا۔
جیرم نے فون نمبر اور رابطہ نمبر بتا دیا۔ عمران نے لاؤڈر کا بٹن آن
اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے
جب دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی مخصوص آواز سنائی دینے لگی
عمران نے رسیور جیرم کے کان سے لگا دیا۔
"یس۔ آرسیاتو کلب"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
"میں پالینڈ سے جیرم بول رہا ہوں۔ آرسیاتو سے بات کراؤ"۔ جیر
نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور
چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔
"آرسیاتو سپیکنگ"...... بولنے والے کے لہجے سے ہی محسوس ہو
تھا جیسے وہ انتہائی سنجیدہ اور ٹھوس طبیعت کا مالک ہو۔
"آرسیاتو۔ جیرم بول رہا ہوں۔ ڈیزی کا پروگرام بن رہا ہے ولنگٹ
آنے کا۔ میں نے سوچا کہ تمہیں پہلے فون کر لوں۔ کیا خیال ہے کلب
میں اسے کمرہ دو گے یا نہیں"...... جیرم نے کہا۔
"بڑی خوشی سے دوں گا۔ وہ تمہاری بیوی ہے جیرم اور تم میرے
دوست ہو۔ کیا ہوا اگر پچھلی بار ڈیزی نے میری بے عزتی کر دی تھی
لیکن دوستوں کے ساتھ تو ایسا ہوتا ہی رہتا ہے"...... آرسیاتو نے ا
طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ تم واقعی اچھے دوست ہو۔ میں نے یہی بات ڈیزی سے کی
ی۔ لیکن ڈیزی کا خیال تھا کہ تم اس کا نام سنتے ہی غصے سے بھڑک
ہو گے۔ اس لئے میں نے فون کیا تھا"...... جیرم نے کہا۔
"ارے نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میں اس کا انتہائی مسرت
ے اپنے کلب میں استقبال کروں گا۔ کب آ رہی ہے وہ"...... آرسیاتو
نے کہا۔
"ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ فی الحال تو وہ پروگرام بنا رہی ہے اور
م تو اچھی طرح جانتے ہو کہ اس کے پروگراموں کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔
ب بن جائیں اور کب بن کر ختم ہو جائیں"...... جیرم نے کہا۔
"او۔ کے۔ بہرحال جب بھی وہ آئے۔ مجھے پہلے فون کر دینا"۔
سیاتو نے کہا اور جیرم نے اس کا شکریہ ادا کیا تو عمران نے ہاتھ سے
یڈل دبایا اور پھر رسیور اس کے کان سے ہٹا کر کریڈل پر رکھ دیا۔
"تو یہ آرسیاتو جی تھری کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا رکن ہے"۔ عمران
نے کہا۔
"ہاں"...... جیرم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"تنویر اور جولیا۔ جیرم اور ڈیزی دونوں کے منہ میں کپڑے ٹھونس
......" عمران نے ٹیلی فون سیٹ کو کرسی کے بازو سے اٹھاتے ہوئے
یر اور جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔
"کیوں۔ کیوں۔ مگر"...... جیرم اور ڈیزی نے چونک کر کچھ کہنا چاہا
ن تنویر اور جولیا دونوں نے ہی اپنی جیبوں سے رومال نکال کر انتہائی

پھرتی سے ان کے منہ میں ٹھونس دیئے۔

"اس لئے کہ اب جو کچھ میں کرنے والا ہوں اس میں کوئی مداخلت نہیں ہونی چاہئے"...... عمران نے جیرم سے مخاطب ہو کر کہا اور فون سیٹ کو ایک خالی کرسی پر رکھ کر اس نے تیزی سے دو آرسیاتو کلب کے نمبر ملانے شروع کر دیئے۔

"آرسیاتو کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ای شیریں نسوانی آواز سنائی دی۔

"آرسیاتو سے بات کراؤ۔ میں لارڈ ارتھائس بول رہا ہوں گر لینڈ سے"...... عمران نے لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ آرسیاتو بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد آرسیاتو کی آ سنائی دی۔

"گریٹ لینڈ سے لارڈ ارتھائس بول رہا ہوں"...... عمران بڑے باوقار لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"جی فرمایئے"...... آرسیاتو نے جواب دیا۔ لیکن اس کے لہجے حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

"پالینڈ کی سائنسی تنظیم ہائی ٹاورز کے چیف جیرم کو جا ہو"...... عمران نے اسی طرح باوقار لہجے میں کہا۔

"آپ کون صاحب ہیں۔ آپ سے پہلے تو کبھی تعارف نہیں ہوا" اس بار آرسیاتو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا تم بورڈ کے تمام ممبران سے واقف ہو"...... عمران کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

"بورڈ کے ممبران سے۔ کس بورڈ کی بات کر رہے ہیں آپ"۔ آرسیاتو نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا اب نام بتانا ضروری ہے۔ کیا تم اس بورڈ کو نہیں جانتے جس کے تم خود ممبر ہو"...... عمران کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

"سوری جناب۔ میں آپ کی بات کا مطلب نہیں سمجھ سکا۔ میں تو کسی بورڈ کا ممبر نہیں ہوں"...... آرسیاتو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ تمہارا یہی جواب ہونا چاہئے تھا۔ لیکن سنو۔ تم صرف اس کے عام سے ممبر ہو۔ بورڈ آف گورنرز کے۔ اوپر بھی ایک تنظیم ہے۔ اسے ماسٹرز کہا جاتا ہے۔ سمجھ گئے ہو اور ماسٹرز کا کام بورڈ اور اس کے ممبران کے کاموں کی نگرانی ہے۔ خاص طور پر یہ چیک کرنا ہے کہ کہیں تنظیم کے وجود کا راز تو لیک آؤٹ نہیں ہو رہا اور اب میں مکمل تعارف کرا دوں۔ میں ماسٹر لارڈ ارتھائس ہوں۔ سمجھ گئے ہو"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ مگر۔ یہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ آج تک تو کبھی یہ نام سامنے نہیں آیا"...... آرسیاتو نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ کیونکہ آرسیاتو کی اس بات نے ہی ثابت کر دیا تھا کہ وہ واقعی جی تھری کا اہم آدمی ہے۔

"بغیر کسی خاص ضرورت کے سیٹ اپ کو سامنے نہیں لایا جاتا۔

بہرحال تم ہائی ٹاورز کے جیرم کو جانتے ہو اور شاید تم نے ہی پاکیشیا والا مشن اپنی ذاتی دوستی کی وجہ سے اس تنظیم کو دیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ نہیں جناب۔ پارٹی نے از خود اس تنظیم کو تجویز کیا تھا" آخر کار آرسیاتو کھل گیا۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ جب کہ مجھے گریٹ لینڈ کے چیف سیکرٹری نے خود کہا ہے کہ انہوں نے صرف مشن دیا تھا۔ پارٹی تجویز نہ کی تھی اور اب صورتحال یہ ہے کہ کام تو اس پارٹی نے مکمل کر دیا ہے۔ لیکن وہاں تک فارمولا آدھا پہنچا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ نہیں۔ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ میں نے خود چیک کر کے ان کے سفارت خانے ان کی ہدایت کے مطابق بھجوایا تھا اور انہوں نے اسے درست تسلیم کر لیا تھا"...... آرسیاتو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن وہ تو کہہ رہے ہیں کہ اصل فارمولا غائب ہے صرف کوڈ واک انہیں ملا ہے اور کوڈ واک بھی انہوں نے واپس بھجوا دیا ہے۔ اس لئے تو میں پوچھ رہا ہوں کہ جیرم تمہارا دوست ہے اور اس کا تعلق بھی سائنسی تنظیم سے ہے۔ کہیں اس نے تو یہ حرکت نہیں کی"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔ واپس ہی نہیں کیا گیا۔ انہیں تو ہمارے متعلق معلوم ہی نہیں کہ کہاں بھیجا جا سکتا ہے۔ یہ سب ان کی غلط

بیانی ہے اور جیرم سے ہم پہلے بھی کام لیتے رہے ہیں۔ کبھی ایسی شکایت نہیں آئی"...... آرسیاتو اب پوری طرح کھل چکا تھا۔

"او کے۔ ٹھیک ہے۔ اب میں مطمئن ہوں"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب ان کے منہ سے رومال نکال لو"...... عمران نے تنویر اور جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم نے تو مجھے یہ کہانی سنائی تھی کہ تم نے اچانک اس کی ڈائری دیکھ لی تھی۔ اب تم نے اس کی باتیں سن لی ہیں۔ وہ تم سے اچھی طرح واقف ہے اور اس نے تمہیں خاص طور پر یہ کام دیا تھا۔ بولو۔ تم نے جھوٹ کیوں بولا تھا"...... عمران کا لہجہ سرد ہو گیا۔

"میں نے کب جھوٹ بولا ہے۔ میں نے تمہیں آرسیاتو کے متعلق بتا دیا تھا کہ وہ میرا دوست ہے"...... جیرم نے کہا۔

"تم نے یہ ساری کہانی اس لئے سنائی تھی کہ تمہیں معلوم تھا کہ ہم اس آرسیاتو کو پکڑ کر اس سے فارمولے کے بارے میں پوچھ گچھ کریں گے اور اس طرح ہم اس کے ہاتھوں آسانی سے ہلاک ہو جائیں گے۔ کیونکہ ایسے لوگ اپنے آپ کو خفیہ رکھنے کے لئے انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہر وقت کئے رکھتے ہیں"...... عمران کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

"نہیں نہیں۔ یہ بات نہیں ہے۔ میں نے تو"...... جیرم نے کہا۔

"بہرحال تم سے میں نے وعدہ کیا ہے کہ تم دونوں سے رعایت

کروں گا اور میں وعدہ ضرور پورا کروں گا۔ لیکن چونکہ تم دونوں پاکیشیا
کے قومی مجرم ہو۔ تم نے انتہائی قیمتی اور اہم لیبارٹری تباہ کی ہے۔
اس لئے تمہاری موت تو بہر حال میرا فرض ہے۔ لیکن چونکہ تم سے
رعایت کا وعدہ کیا تھا اور دوسری بات یہ کہ تم دونوں اس وقت
بندھے ہوئے اور بے بس ہو۔ اس لئے میں اس وقت تمہیں چھوڑ کر جا
رہا ہوں۔ لیکن مشن کی تکمیل کے بعد میں دوبارہ آؤں گا اور پھر میں
دیکھوں گا۔ کہ تمہاری موت کس قدر عبرت ناک ہو سکتی ہے"۔
عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما
اور دوسرے لمحے کرسی پر بندھے ہوئے جیرم کے حلق سے زور دار چیخ
نکلی۔ اس کی کنپٹی پر عمران کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک پوری قوت سے پڑا
تھا۔ جیرم کے ساتھ ہی ڈیزی کے حلق سے بھی چیخ نکلی تھی۔ کیونکہ اسی
لمحے اس کے ساتھ کھڑی ہوئی جولیا کا بازو گھوما تھا اور جیرم کے ساتھ
ساتھ ڈیزی کی گردن بھی ایک سائیڈ پر ڈھلک گئی۔

"ان دونوں کو کھول دو۔ اب یہ ایک دو گھنٹے یہاں بے ہوش
پڑے رہیں گے اور اس دوران ہم آسانی سے پالینڈ سے نکل جائیں
گے"...... عمران نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیوں۔ یہ واقعی ہمارے قومی مجرم ہیں۔ تم انہیں زندہ
کیوں چھوڑ رہے ہو"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہر وقت کا غصہ اچھا نہیں ہوتا تنویر۔ اب بندھے ہوئے اور بے
بس انسانوں کو تو میں گولی مارنے سے رہا اور صرف انہیں مارنے کے

لئے میں پالینڈ میں مزید رکنے سے رہا۔ کیونکہ ہمارا اصل مشن اس کوڈ
واک کو حاصل کرنا ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور تیز تیز قدم
اٹھاتا کمرے سے باہر آگیا۔

"مس جولیا۔ کیا آپ بھی عمران کی حامی ہیں"...... تنویر نے جولیا
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"عمران نے اگر انہیں چھوڑا ہے تو کسی خاص مقصد کے لئے چھوڑا
ہو گا۔ جہاں تک میرا خیال ہے عمران اس پوری تنظیم ہائی ٹاورز کا
خاتمہ کرنا چاہتا ہے"...... جولیا نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔ جیسے جولیا
نے اس کی سوچ کے عین مطابق بات کی ہو۔

"فکر نہ کرو تنویر۔ تمہیں فرض کی ادائیگی کا پورا پورا موقع دیا جائے
گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ پورچ میں موجود اس کار
تک پہنچ گئے۔ جس پر شاید جیرم یہاں پہنچا تھا اور چند لمحوں بعد وہ کار
میں بیٹھے اس کوٹھی سے نکل کر اپنی رہائش گاہ کی طرف بڑھے چلے جا
رہے تھے۔ لیکن ابھی انہوں نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا ہو گا کہ اچانک
کار کے ڈیش بورڈ کے نیچے سے ٹرانسمیٹر کال کی مخصوص آواز سنائی دینے
لگی اور سوائے عمران کے سب بے اختیار چونک پڑے۔ عمران نے جو
کہ ڈرائیونگ سیٹ پر تھا ہاتھ بڑھا کر ڈیش بورڈ کے نیچے موجود ایک
بٹن دبا دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ایچ ٹی تھری۔ کالنگ اوور"...... بولنے والے کا لہجہ
مؤدبانہ تھا۔

"یس ۔ایچ ٹی ون اسٹنڈنگ اوور"...... عمران نے جیرم کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" باس ۔کیا آپ کی کار چلے جانے کے باوجود بھی نگرانی قائم رکھنی ہے یا نہیں اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" نہیں ۔اب کسی نگرانی کی ضرورت نہیں رہی اور سنو تم تمام ایچ ممبران کو سنٹرل ہیڈ کوارٹر میں پہنچنے کا حکم دے دو۔ایک انتہائی اہم مشن کے لئے میں ان سب سے ضروری بات کرنا چاہتا ہوں اوور"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ایک گھنٹے بعد اوور"...... عمران نے جواب دیا۔

"یس باس اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"کیا تمہیں پہلے سے اس نگرانی کا علم تھا"...... عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" مجھے علم کیسے ہو سکتا ہے ۔میں بھی تو تمہارے ساتھ ہی ٹریپ ہوا تھا۔لیکن ڈیزی نے جس طرح جیرم کے متعلق بتایا تھا اور پھر جیرم نے جو باتیں کی تھیں ۔اس سے مجھے اندازہ ہوا تھا کہ اس نے کسی بھی امکانی خطرے سے نمٹنے کے پیش نظر لازماً نگرانی کا بندوبست کیا ہو گا۔تب ہی وہ یہاں پہنچا ہو گا۔اس کی کلائی میں کاشن واچ بھی موجود تھی ۔لیکن کمرے میں داخل ہوتے ہی چونکہ اس پر حملہ ہو گیا تھا اور پھر

وہ راڈز میں جکڑا گیا تھا۔اس لئے اسے کاشن دینے کا موقع ہی نہ مل سکا تھا۔ورنہ ہم واقعی چوہے دان میں پھنس کر رہ جاتے"...... عمران نے جواب دیا۔

" تو اب تم نے سنٹرل ہیڈ کوارٹر میں انہیں جمع ہونے کا کیوں کہا ہے ۔تم اس کے سنٹرل ہیڈ کوارٹر کے بارے میں جانتے ہو"۔سائیڈ سیٹ پر بیٹھی ہوئی جولیا نے پوچھا۔

" نہیں ۔لیکن اتنی بڑی تنظیم کا بہرحال سنٹرل ہیڈ کوارٹر تو ہو گا۔ ہماری کار کی بھی نگرانی ہو رہی تھی ۔لیکن چونکہ اس کے شیشے کلرڈ ہیں اس لئے انہیں یہ معلوم نہیں ہو سکا۔کہ کار میں کون موجود ہے اور اب کال کے بعد تو وہ پوری طرح مطمئن ہو گئے ہوں گے ۔اس لئے اب ہم واپس ڈیزی کے حسین چہرے کی جلوہ گری دیکھنے جا رہے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک راؤنڈ دے کر کار کو واپس موڑ دیا۔

" اوہ ۔میں اب سمجھ گیا۔تم اس پوری تنظیم کا اکٹھا خاتمہ کرنا چاہتے تھے ۔لیکن اس لئے اتنی دردسری کی کیا ضرورت تھی ۔یہی جیرم ہی سب کچھ بتا دیتا"...... تنویر نے کہا۔

"جیرم سے زیادہ اس کال نے مجھے بتا دیا ہے ۔ایچ ٹی تھری کی کال کا مطلب ہے کہ ایچ ۔ٹی ۔ون تو ہوا جیرم اور یقیناً ایچ ٹی ٹو ڈیزی ہو گی یہ ظاہر ہے ۔ڈیزی اکیلی تو لیبارٹری تباہ کرنے نہیں گئی ہو گی ۔اس کے ساتھ پورا گروپ ہو گا اس لئے میں نے ایچ ممبران کو اکٹھے ہونے کا

کہا تھا اور اس ایچ ٹی تھری نے اسے فوراً تسلیم کر لیا۔ اس کا مطلب ہے
کہ یہ وہی گروپ ہے جو ڈیزی کی سرکردگی میں ایسی وارداتیں کرتا رہتا
ہے۔ جیرم فیلڈ کا آدمی نہیں تھا۔ لیکن ڈیزی نے جس طرح جیرم کے
کہنے کے باوجود اس کی طرح خوفزدہ ہو کر فرار ہونے سے انکار کر دیا اور
پھر جس ذہانت سے ہمیں ٹریپ کیا۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ
ڈیزی اس گروپ کی عملی طور پر انچارج ہے۔ اس لئے صرف ڈیزی اور
جیرم کی ہلاکت سے لیبارٹری کی تباہی کا پورا انتقام نہیں لیا جا سکتا تھا۔
اس پورے گروپ کو ہلاک ہونا پڑے گا۔ جن کے ناجائز قدم پاکیشیا
کی فیکٹری کی طرف اٹھے تھے"...... عمران نے قدرے جذباتی لہجے میں کہا

"بعض اوقات میں سوچتا ہوں کہ آخر تمہارے دماغ میں ایسے
گہرے منصوبے کیسے آجاتے ہیں"...... تنویر کی آواز سنائی دی۔
"کمال ہے۔ سوچنے کے باوجود تمہیں اس کا جواب نہیں ملا"۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"نہیں۔ تم بتا دو"...... تنویر نے اپنی فطرت کے عین مطابق سادہ
سے لہجے میں کہا۔
"حد ہے۔ یعنی تمہیں آج تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ میں جولیا کو
اپنے ساتھ والی سیٹ پر کیوں بٹھاتا ہوں"...... عمران نے کہا تو جولیا
بے اختیار ہنس پڑی۔
"یعنی تم نے آج تسلیم کر لیا کہ میری وجہ سے تمہارا دماغ کام کرتا

ہے"...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔
"پہلے تم تنویر سے پوچھ لو۔ کہ تمہاری وجہ سے دل زیادہ کام کرتا
ہے یا دماغ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"کرتا تو دل زیادہ کام ہے۔ لیکن تمہارے جسم میں چونکہ دل ہے
نہیں۔ اس لئے ظاہر ہے اس کی جگہ دماغ زیادہ کام کرتا ہوگا"۔ تنویر
نے جواب دیا اور کار اس کے اس خوب صورت جواب پر بے اختیار
قہقہوں سے گونج اٹھی۔ عمران اور جولیا کے ساتھ ساتھ تنویر کے ساتھ
والی سیٹ پر خاموش بیٹھا ہوا ڈارک بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

دروازے پر دستک کی آواز سنتے ہی کمرے کے اندر بیٹھے ہوئے صفدر اور خاور دونوں چونک پڑے ۔ وہ اس وقت ایکریمین دارالحکومت والنگٹن کے ایک ہوٹل آئس فال میں موجود تھے ۔ دستک کی آواز سنتے ہی صفدر کرسی سے اٹھا اور جیب میں ہاتھ ڈال کر دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ جب کہ خاور بھی بجلی کی سی تیزی سے کرسی سے اٹھا اور دروازے کی دوسری سائیڈ پر جا کر دیوار سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا ۔ اس کا ہاتھ بھی جیب میں تھا ۔ صفدر اور خاور دونوں ہی ایکریمی میک اپ میں تھے ۔

" کون ہے " ...... صفدر نے خالصتاً ایکریمی لہجے میں پوچھا ۔

" کیپٹن آرنلڈ " ...... باہر سے ایک سنجیدہ سی آواز سنائی دی ۔

" سوری ۔ میں کسی کیپٹن آرنلڈ کو نہیں جانتا " ...... صفدر نے چونک کر کہا ۔

" او کے ۔ پھر پہلے پاکیشیا فون کر کے پوچھ لیں " ...... باہر سے اس بار کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی اور صفدر اور خاور دونوں کے تنے ہوئے جسم یکلخت ڈھیلے پڑ گئے اور صفدر نے جلدی سے دروازے کی چٹخنی کھول دی ۔ دروازے پر دو ایکریمی موجود تھے ۔

" آ جاؤ " ...... صفدر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے مسکرا کر کہا اور وہ دونوں اندر آ گئے ۔ صفدر نے دوبارہ دروازہ بند کر دیا ۔

" ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے ۔ چیف نے ہمیں تفصیل بتا دی تھی کہ تم نے گریٹ لینڈ میں اپنی کارکردگی سے یہ معلوم کر لیا ہے ۔ کہ فارمولے کا دوسرا حصہ واپس جی تھری کے پاس پہنچ چکا ہے اور ہم نے بھی چیف کو یہی اطلاع دی تھی کہ اس سارے مشن میں اصل کردار جی تھری کا ہے ۔ چنانچہ تمہاری کال کے بعد چیف نے ہمیں بتایا کہ اب جی تھری کو تلاش کرنا بے حد ضروری ہے ۔ تاکہ اس سے دوسرا حصہ حاصل کیا جا سکے " ...... صفدر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" لیکن اس جی تھری کو تلاش کیسے کیا جائے ۔ ہم بھی گریٹ لینڈ سے یہاں تک پہنچنے کے دوران سارے راستے یہی سوچتے آئے ہیں ۔ کیا تم نے یہاں اس سلسلے میں کوئی کام کیا ہے " ...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" میں نے اور خاور دونوں نے کوشش کی ہے ۔ لیکن نہ ہی کسی معلومات فروخت کرنے والے سے اس کے بارے میں علم ہو سکا ہے

اور نہ ہی کسی اور سے "...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"صفدر صاحب۔ عمران تنویر اور جولیا کے ساتھ پالینڈ گیا ہوا ہے اور اس سے نہ ہی ہمارا رابطہ ہے اور نہ ہی چیف نے اس سلسلے میں کوئی بات کی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے "...... اچانک کیپٹن شکیل کے ساتھ آنے والے نعمانی نے کہا۔

"میں نے چیف سے بات کی تھی۔ چیف نے صرف اتنا جواب دیا تھا کہ عمران ہائی ٹاورز کے ذریعے فارمولے کے دوسرے حصے تک پہنچنا چاہتا ہے۔ اس لئے اس سے رابطے کا کوئی فائدہ ہمیں نہیں ہو گا "...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے۔ اس بار ہمیں عمران صاحب کے مقابل کارکردگی کا ایک سنہری موقع ملا ہے۔ ہمیں یہ موقع ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہئے "...... خاور نے کہا۔

"کیسا موقع "...... صفدر اور دوسرے ساتھیوں نے چونک کر کہا۔

"میں نے اس سلسلے میں بہت کچھ سوچا ہے کہ آخر چیف نے ہمیں عمران سے علیحدہ کیوں مشن پر بھیجا ہے۔ میرے ذہن کے مطابق فیکٹری کی تباہی اور فارمولے کی چوری میں ابتدائی طور پر گریٹ لینڈ ملوث لگتا ہے۔ لیکن پھر ایسے شواہد مل گئے کہ اس فیکٹری کی تباہی اور فارمولے کی چوری میں پالینڈ کی خفیہ تنظیم ہائی ٹاورز ملوث ثابت ہوئی۔ اس کے بعد اچانک ایکریمیا سے فارمولا پاکیشیا لایا گیا اور پاکیشیا حکومت نے اسے حاصل کر لیا۔ اس طرح تین مختلف سپاٹس

سامنے آئے۔ گریٹ لینڈ پالینڈ اور ایکریمیا۔ چنانچہ چیف نے ان تینوں سپاٹس پر بیک وقت ٹیمیں بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ عمران تنویر اور جولیا کو پالینڈ بھجوا دیا گیا تاکہ اصل تنظیم کا سراغ لگایا جاسکے۔ جس نے یہ مشن مکمل کیا ہے اور پھر اس سے معلوم کیا جاسکے کہ اس نے فارمولا کس کو دیا اور پھر وہاں سے فارمولے کے پیچھے چلتے ہوئے اس کے دوسرے حصے کو حاصل کیا جاسکے۔ جب کہ مجھے اور صفدر صاحب کو ایکریمیا بھیجا گیا۔ تاکہ ہم یہاں تحقیقات کریں کہ فارمولا ایکریمیا کیسے پہنچا۔ کس کے پاس پہنچا اور یہاں سے کس طرح پاکیشیا پہنچا اور کیا اس کا دوسرا حصہ واقعی ایکریمیا میں ہے یا کہیں اور ہے۔ جب کہ کیپٹن شکیل اور نعمانی کو براہ راست گریٹ لینڈ بھیج دیا گیا۔ تاکہ وہاں اس بات کی چھان بین کی جاسکے کہ کیا ابتدائی شواہد کے مطابق واقعی گریٹ لینڈ اس مشن میں شامل ہے اور کیا فارمولے کا دوسرا حصہ اب گریٹ لینڈ میں موجود ہے یا نہیں۔ میں نے اور صفدر صاحب نے یہاں جو کام کیا۔ اس کے نتیجے میں ہمیں یہ معلوم ہوا کہ اس مشن میں درمیانی پارٹی جی تھری تھی اور جی تھری نے یہ فارمولا ایکریمیا میں گریٹ لینڈ کے سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری کو دے دیا۔ جہاں سے اس لڑکی ٹریسا نے فارمولا چرایا اور کوڈواک کو لیے کر کے گریٹ لینڈ کے وزیراعظم کے پاس بھجوا دیا گیا اور اصل فارمولا واپس پاکیشیا پہنچا دیا گیا۔ اس لحاظ سے تو کوڈواک گریٹ لینڈ میں ہونا چاہئے۔ لیکن کیپٹن شکیل اور نعمانی نے گریٹ لینڈ میں کام

کرنے کے بعد یہ معلوم کیا کہ کوڈواک واقعی گریٹ لینڈ کے وزیر اعظم
کے پاس پہنچا تھا۔ لیکن چونکہ ان کے لئے خالی کوڈواک بیکار تھا۔ اس
لئے انہوں نے یہ کوڈواک واپس جی تھری کے پاس بھیج دیا ہے۔ اس
طرح ہم دونوں گروپوں نے جب اپنے اپنے طور پر چیف کو رپورٹ دی
تو چیف سمجھ گیا کہ کوڈواک اب ایکریمیا میں جی تھری کے پاس موجود
ہو گا اور یہ بات بھی معلوم ہو گئی ہے کہ جی تھری نے گریٹ لینڈ کو
اس کا معاوضہ واپس کر دیا ہے اور کہا ہے کہ وہ چند ماہ بعد پاکیشیا سے
فارمولا واپس حاصل کرنے کی کوشش کرے گی اور پھر نئے سرے سے
معاوضہ وصول کرے گی۔ جب کہ عمران ابھی تک ایکریمیا نہیں پہنچا
اس کا مطلب ہے کہ ابھی وہ ہائی ٹاورز سے یہ معلوم نہیں کر سکا۔ کہ
فارمولا ہائی ٹاورز نے جی تھری کو بھیجا تھا۔ اس لئے ہمارے پاس موقع
موجود ہے کہ ہم یہاں جی تھری کے لئے تیزی سے کام کر کے عمران کے
جی تھری کے پیچھے آنے سے پہلے ہی فارمولا حاصل کر لیں"...... خاور نے
پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اور اگر جی تھری نے کوڈواک واپس ہائی ٹاورز کو بھیج دیا ہو
تب"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اسے عمران کی خوش قسمتی ہی کہا جا سکتا ہے"...... خاور نے
جواب دیا اور سب اس کی بات پر بے اختیار ہنس پڑے۔ صفدر نے
فون پر ہوٹل سروس والوں سے لائم جوس لانے کا آرڈر دے دیا تھا
اس لئے تھوڑی دیر بعد لائم جوس کے گلاس ان کے سامنے موجود تھے۔

"اب آپ لوگ آگئے ہیں۔ اب ہمیں کام کا آغاز کر دینا چاہئے۔ اب
سب سے پہلے مسئلہ جی تھری کے لئے کسی اہم کلیو کی تلاش ہے۔ اس
کے لئے کیا کیا جائے"۔ صفدر نے لائم جوس کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا

"اخبار میں اشتہار دے دیا جائے"...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا اور کمرہ ایک بار پھر بھرپور قہقہوں سے گونج اٹھا۔ کیپٹن
شکیل جیسا ہر وقت سنجیدہ رہنے والا آدمی بھی اس وقت دل کھول کر
ہنس رہا تھا۔

"واقعی بہترین ترکیب ہے"...... صفدر نے اچانک سنجیدہ لہجے میں
کہا۔ تو سب بے اختیار چونک کر صفدر کی طرف دیکھنے لگے۔ خاص
طور پر نعمانی کے چہرے پر تو شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ وہ
صفدر کی سنجیدگی سے یہی سمجھا تھا کہ صفدر کو اس کا یہ مذاق پسند نہیں
آیا۔ لیکن بے ساختہ قہقہہ صفدر نے ہی لگایا تھا۔

"میں نے تو مذاق کیا تھا صفدر۔ تم سنجیدہ ہو گئے"...... نعمانی نے
قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"تم نے تو واقعی مذاق کیا ہے اور خوبصورت مذاق کیا ہے۔ لیکن
اس سے میرے ذہن میں ایک تجویز آ گئی ہے۔ اگر ہم اخبار میں اس قسم
کا اشتہار دے دیں کہ ایم میزائل کے فارمولے کو فوری طور پر فروخت
کرنا مقصود ہے تو یقیناً جی تھری کے کسی نہ کسی آدمی کی نظروں سے یہ
اشتہار ضرور گزرے گا اور وہ لازماً اس سلسلے میں کسی نہ کسی طرح
رابطہ کرنے یا تصدیق کرنے کی کوشش کریں گے۔ اس طرح ہمیں

آگے بڑھنے کے لئے کلیو مل سکتا ہے"...... صفدر نے سنجیدہ لہجے میں
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات تو درست ہے۔ لیکن اس طرح کسی سائنسی
فارمولے کی فروخت کا اشتہار دینا خطرناک معاملہ بھی ہو سکتا ہے۔ اگر
تھری تو رابطہ کرے یا نہ کرے حکومت کے ایجنٹ اور دوسرے خفیہ
ادارے ضرور رابطہ کر لیں گے اور ہم نئے مسائل میں پھنس سکتے
ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ضروری نہیں کہ اس قدر واضح اشتہار دیا جائے۔ کوئی ایسا اشتہار
دیا جا سکتا ہے کہ جو عام لوگوں کے لئے تو عام سا ہو۔ لیکن جی تھری سے
تعلق رکھنے والے لوگوں کے لئے خاص ہو"۔ اس بار خاور نے کہا۔

"لیکن کیپٹن شکیل کی بات درست ہے۔ یہ معاملہ خطرناک بھی
ثابت ہو سکتا ہے اور اس میں ہمیں طویل انتظار بھی کرنا پڑ سکتا ہے
اس لئے ہمیں اس سلسلے میں کوئی ایسا لائحہ عمل سوچنا چاہئے کہ ہم
فوری طور پر آگے بڑھ سکیں"...... صفدر نے حتمی اور فیصلہ کن لہجے
میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"عمران میں یہی ایک خوبی ہے کہ ایسے مواقع پر وہ کوئی نہ کوئی
آدمی ایسا ڈھونڈ نکالتا ہے جسے فون کر کے وہ کلیو حاصل کر لیتا ہے"
نعمانی نے کہا تو خاور بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ وری گڈ۔ اوہ میرا خیال ہے۔ ہمارا کام ہو جائے
گا"...... خاور نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو سب چونک کر حیرت

بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگے۔

"کیا ہوا"...... سب نے بیک وقت پوچھا۔

"نعمانی کی بات سے میرے ذہن میں ایک شخصیت کا نام آ گیا ہے۔
وہ میرا بہت پرانا دوست ہے اور اس کا تعلق بھی زیر زمین دنیا سے ہے۔
وہ ضرور اس بارے میں کوئی نہ کوئی کلیو بتا سکے گا"...... خاور نے کہا اور
اس کے ساتھ ہی اس نے فون سیٹ کے نیچے لگا ہوا بٹن دبا کر اسے
ڈائریکٹ کیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری کے نمبر ڈائل کرنے
شروع کر دیئے۔

"یس۔ انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز
سنائی دی۔

"راکسن کول کمپنی کے جنرل مینجر فرنیک کا نمبر دیں"...... خاور
نے کہا۔ تو دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا اور خاور نے کریڈل
دبا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ صفدر نے ہاتھ بڑھا کر
لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اور خاور نے اس طرح اثبات میں سر ہلا دیا
جیسے وہ ایسا کرنا بھول گیا تھا۔

"ہیلو۔ جنرل مینجر آفس راکسن کول کمپنی"...... رابطہ قائم ہوتے
ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"جنرل مینجر فرنیک سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے ان کا پرانا
دوست خاور بول رہا ہوں"...... اس بار خاور نے پاکیشیائی لہجے میں
بات کرتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سے ۔ اوہ ۔ ہولڈ آن کریں ۔ میں معلوم کرتی ہوں کہ باس اس وقت کس نمبر پر مل سکتے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"نمبر نوٹ کر لیں ۔ باس اس نمبر پر موجود ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور خاور نے شکریہ ادا کر کے کریڈل دبا دیا اور اس لڑکی کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

"یس"...... ایک بھاری سخت اور قدرے کرخت سی آواز سنائی دی۔

"فرنیک بول رہے ہو یا کریک"...... خاور نے مسکراتے ہوئے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"کیا ۔ کیا ۔ کون ہو تم"...... دوسری طرف سے یکلخت پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا گیا۔

"ارے ارے ۔ ابھی تمہاری وہ فوری غصے میں آجانے والی عادت نہیں گئی ۔ میں خاور بول رہا ہوں پاکیشیا سے"...... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"خاور ۔ پاکیشیا"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا گیا۔

"سلور گرل میں وہ وقت یاد کرو ۔ جب ایک لڑکی نے تمہارے سر پر جوتیوں کی بارش کر دی تھی"...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ۔ ارے ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ تم ۔ تم خاور ۔ اوہ مائی فرینڈ ۔ یہ تم اچانک اتنے برسوں کے بعد کہاں سے ٹپک پڑے"...... یکلخت دوسری

طرف سے چیختے ہوئے کہا گیا۔ انداز میں بے حد بے تکلفی تھی۔

"اور تم نے بھی تو اتنے برسوں میں نہ کبھی پاکیشیا کا چکر لگایا اور نہ کبھی فون کیا"...... خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔ واقعی ۔ ویسے سچی بات بتاؤں ۔ میرے ذہن سے ہی تم نکل گئے تھے ۔ آئی ایم سوری فار دس ۔ لیکن سچ یہی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"گڈ ۔ تمہاری یہی بات تو مجھے پسند ہے کہ تم سچ کہہ دیتے ہو"۔ خاور نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"آج کیسے فون کیا ۔ خیریت ۔ کیا ابھی خفیہ پولیس میں ہی ہو ۔ یا اپنا دھندہ کر رہے ہو"...... فرنیک نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اپنا دھندہ کر رہا ہوں ۔ لیکن یہ تمہاری طرح کا دھندہ نہیں ہے ۔ سیدھا سادھا سا دھندہ ہے ۔ معلومات فروخت کرنے والا"...... خاور نے جواب دیا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ اچھا ۔ تو اب پاکیشیا اتنا ترقی یافتہ ہو گیا ہے کہ وہاں اس قسم کے دھندے کا سکوپ بن گیا ہے"...... فرنیک نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا تو تمہارے تصور سے بھی زیادہ ترقی یافتہ ہو گیا ہے ۔ تم نے تو سالوں میں چکر نہیں لگایا"...... خاور نے کہا۔

"اصل بات یہ ہے کہ یہاں کاروبار کچھ اس قدر پھیل گیا ہے کہ اب فرصت ہی نہیں ملتی ۔ بہرحال ۔ بتاؤ کیسے فون کیا"...... فرنیک

نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم سچ بولتے ہو۔اس لئے میں نے سوچا کہ اگر تمہیں معلوم ہو گا تو تم سچ ہی جواب دو گے۔میری فیلڈ کا ایک لمبا دھندہ ہے۔پاکیشیا کی ایک بہت بڑی پارٹی ایکریمیا کی ایک ڈیلنگ پارٹی جی تھری کے ذریعے کوئی بزنس کرنا چاہتی ہے۔لیکن جی تھری کی شہرت تو پوری دنیا میں ہے۔لیکن اس سے رابطے یا اس کی کوئی ٹپ کسی کے پاس نہیں ہے۔اس لئے یہ کام مجھے سونپا گیا ہے کہ میں اس سلسلے میں معلومات حاصل کروں اور میرے ذہن میں تمہارا نام آگیا کہ تم لازماً اس بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور جانتے ہو گے"...... خاور نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی تھری۔ہاں۔معلوم تو ہے۔لیکن وہ کسی اجنبی پارٹی سے کسی صورت بھی رابطہ نہیں کرتے اور نہ کام لیتے ہیں۔ان کا زیادہ تر دھندہ حکومتوں سے ہی رہتا ہے"...... فرنیک نے جواب دیا۔

"مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ وہ کام دیتے ہیں یا نہیں رابطہ کرتے ہیں یا نہیں۔مجھے تو اپنے دھندے سے مطلب ہے کہ میں رابطے کے بارے میں معلومات اس پارٹی کو فروخت کر کے ان سے بھاری رقم کما سکوں"...... خاور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر ٹھیک ہے۔میں بتا دیتا ہوں۔لیکن ایک بات کا وعدہ کرو کہ میرا نام درمیان میں نہ آئے گا"...... فرنیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔اس کے لئے تمہیں وعدہ لینے کی ضرورت پڑ گئی ہے"۔ خاور نے قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔میں تمہارے متعلق جانتا ہوں۔میں نے تو ویسے ہی حفظ ماتقدم کے طور پر بات کی تھی۔کیونکہ جی تھری اپنے آپ کو خفیہ رکھنے کے معاملے میں بے حد سفاکی سے کام لیتی ہے۔مجھے بھی بس ایک اتفاق کی وجہ سے علم ہو گیا۔ولنگٹن میں ایک کلب ہے۔اس کا نام ہائی سکائی کلب ہے اس کا مالک رچرڈ ہے۔یہ رچرڈ دراصل جی تھری کا رجسٹرار ہے۔سمجھ لو کہ دھندہ یہاں رجسٹرڈ ہوتا ہے اور پھر آگے کام بڑھایا جاتا ہے۔جہاں تک اس رچرڈ کا تعلق ہے۔اس کے لئے تم اپنی پارٹی کو کہہ دو کہ وہ پہلے گلاسکو آرٹ کارپوریشن کے مالک لانسر سے بات کریں۔لانسر معقول معاوضہ لے کر مرفی کے لئے ٹپ دے سکتا ہے اور جب تک لانسر ٹپ نہ دے گا۔رچرڈ رجسٹر نہ کرے گا"...... فرنیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ویری ویری تھینک فل ٹو یو کبھی آؤ پاکیشیا"۔خاور نے انتہائی شکرانہ لہجے میں کہا۔

"میرا آنا تو مشکل ہے۔تم خود ہی ایکریمیا آجاؤ۔میری طرف سے دعوت ہو گئی"...... فرنیک نے ہنستے ہوئے کہا اور خاور نے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔

"واہ۔واقعی کمال ہو گیا کہ عمران کا نام لیتے ہی کام ہو گیا"۔نعمانی

نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر سب بے اختیار ہنس پڑے ۔

"عمران کا نام ہی ایسا ہے کہ سب بند دروازے کھل جاتے ہیں ۔ میرے خیال میں قدیم دور میں کھل جا سم سم کہا جاتا تھا ۔ اس جدید دور میں اس کو عمران کہا جاتا ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"تو پھر اب کیا پروگرام ہے ۔ پہلے لانسر سے بات کی جائے یا براہ راست اس رچرڈ کی گردن دبائی جائے"...... خاور نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا ۔

"ہم نے جی تھری کو کوئی کام تو نہیں دینا کہ لانسر کی ٹپ حاصل کرتے پھریں ۔ اس لئے براہ راست رچرڈ سے ملاقات ہو گی ۔ لیکن ظاہر ہے ۔ اس کلب میں رچرڈ سے تفصیلی پوچھ گچھ بھی نہیں ہو سکتی اور ہو سکتا ہے کہ وہاں اس سلسلے میں خود کار حفاظتی انتظامات کئے گئے ہوں اس لئے پہلے تو ہمیں یہاں کوئی رہائش گاہ اور کار وغیرہ حاصل کر لینی چاہیے ۔ اس کے بعد رچرڈ کو اغوا کر کے اس رہائش گاہ میں لایا جائے اور اس کے بعد اس سے تفصیلی پوچھ گچھ کی جائے" ۔ صفدر نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا ۔

"چلو ۔ پھر اٹھو ۔ کیپٹن شکیل اور نعمانی کی وجہ سے ہم ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے ۔ اب ان دونوں کی آمد کے بعد یہاں ٹھہرنے کا کوئی جواز نہیں رہا ۔ لیکن رہائش گاہ اور کار کا بندوبست کہاں سے ہو گا" خاور نے کہا ۔

"اس کی فکر مت کرو ۔ عمران کے ساتھ یہاں آ کر مجھے اس سلسلے

میں کافی تجربہ حاصل ہو چکا ہے ۔ آؤ سب کام ہو جائے گا"...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد صفدر اور خاور سفید رنگ کی نئی کار میں سوار ہائی سکائی کلب پہنچ گئے ۔ کیپٹن شکیل اور نعمانی ایک دوسری کار میں ان کے پیچھے تھے ۔ ان دونوں کو انہوں نے نگرانی کے لئے مخصوص کر دیا تھا ۔ جب کہ رچرڈ کا اغوا صفدر اور خاور نے اپنے ذمے لیا تھا ۔

"ڈرائیونگ سیٹ پر خاور تھا ۔ جب کہ صفدر سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا ۔ دونوں ایکریمین میک اپ میں تھے ۔ کار کی پارکنگ گو خاصی وسیع تھی ۔ لیکن اس وقت وہ اس طرح پر نظر آ رہی تھی ۔ کہ وہاں ایک کار کی بھی گنجائش نہ تھی ۔ اس لئے مین گیٹ کی سائیڈ دیوار کے ساتھ بھی دو تین کاریں کھڑی نظر آ رہی تھیں ۔ خاور کار کو اس طرف لے گیا جب کہ کیپٹن شکیل اور نعمانی کی کار کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہی نہ ہوئی تھی ۔ وہ باہر ہی رک گئی تھی ۔ خاور نے کار مین گیٹ سے ذرا پہلے کر کے اس طرح روک دی کہ مین گیٹ اور اس کی کار کے درمیان دوسری کوئی کار پارک نہ ہو سکے اور پھر وہ دونوں کار سے نیچے اتر آئے ۔ لیکن انہوں نے کار کو لاک نہ کیا اور تیزی سے قدم بڑھاتے مین گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے ۔ کلب کا وسیع و عریض ہال ایکریمیز اور یورپی مردوں اور عورتوں سے بھرا ہوا تھا ۔ مترنم قہقہوں کے ساتھ ساتھ بھاری مردانہ آوازیں بھی ہال میں گونج رہی تھیں ۔ ہال کے چاروں کونوں میں مشین گنیں کاندھوں سے لٹکائے غنڈہ نما افراد دیواروں

سے پشت لگائے کھڑے سگریٹ پیتے نظر آ رہے تھے۔ ہال میں نیم
عریاں لباسوں میں ملبوس نوجوان عورتیں شراب اور دوسرے
لوازمات سرو کرنے میں مصروف تھیں۔ ایک طرف ایک بڑا سا کاؤنٹر
تھا۔ جہاں سے شراب اور دوسرے مشروبات سرو کئے جا رہے تھے۔
جب کہ دوسری طرف ایک اور کاؤنٹر تھا۔ جس پر دو لڑکیاں فارغ
کھڑی تھیں اور دونوں کے سامنے فون سیٹ رکھے ہوئے تھے۔ جب
کہ ایک آدمی کاؤنٹر کے سامنے سٹول پر بیٹھا فون کرنے میں مصروف
تھا۔ مجموعی طور پر ہال کا ماحول پر سکون اور خاصا مہذب نظر آ رہا تھا۔
صفدر اور خاور دونوں اسی کاؤنٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جو شاید فون
کال کرنے یا سننے کے لئے بنایا گیا تھا۔

"یس سر"...... ایک لڑکی نے ان دونوں کے کاؤنٹر کے قریب پہنچتے
ہی ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"رچرڈ سے ملنا ہے۔ ہم وسکائس سے آئے ہیں سیار کن برادرز"۔
صفدر نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"کیا آپ کی باس سے ملاقات طے ہے"...... لڑکی نے چونک کر
پوچھا۔

"نہیں۔ ہمارے پاس لانسر کی ٹپ موجود ہے اور اس ٹپ کی
موجودگی میں ملاقات طے کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی"...... صفدر
نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اچھا...... میں بات کرتی ہوں"...... لڑکی نے کہا اور

ایک طرف پڑے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر اس نے دو بٹن پریس
کر دیئے۔

"باس۔ کاؤنٹر سے لزی بول رہی ہوں۔ دو صاحبان تشریف لائے
ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ وسکائس سے آئے ہیں۔ سیار کن برادرز نام بتا
رہے ہیں۔ میں نے ان سے ملاقات طے ہونے کے بارے میں پوچھا۔
تو انہوں نے کہا کہ ان کے پاس لانسر کی ٹپ موجود ہے اور اس ٹپ کی
موجودگی میں ملاقات طے کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی"...... لڑکی نے
صفدر سے ہونے والی ساری بات اپنے خاص انداز میں دوہرا دی اور پھر
دوسری طرف سے آنے والی آواز سنتی رہی۔

"یس باس"...... اس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی
اس نے ایک طرف کھڑے ایک نوجوان کو اشارے سے بلایا۔

"ان صاحبان کو باس کے سپیشل آفس پہنچا آؤ"...... لڑکی نے اس
نوجوان کے قریب آنے پر صفدر اور خاور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
کہا۔

"آیئے جناب"...... نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور صفدر اور
خاور اس کے پیچھے چلتے ہوئے لفٹ کی طرف بڑھ گئے۔ لفٹ نے چند
لمحوں میں انہیں نیچے والی منزل میں پہنچا دیا۔ یہاں ایک اور بڑا ہال تھا۔
جس میں جوئے کی مشینیں نصب تھیں اور عورتیں اور مرد جوا کھیلنے
میں مصروف تھے۔ یہاں بھی مشین گنوں سے مسلح افراد ہال میں
گھومتے پھرتے نظر آ رہے تھے۔ لیکن مجموعی طور پر ماحول پرامن تھا۔

ایک سائیڈ پر راہداری تھی ۔ جب کہ آخر میں ایک دروازہ تھا ۔ دروازے سے باہر دو مسلح آدمی بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے ۔

" لزی نے بھیجا ہے انہیں "...... صفدر اور خاور کے ساتھ آنے والے نوجوان نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان دونوں مسلح افراد سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔ تم جاؤ "...... ان میں سے ایک نے کہا اور وہ نوجوان سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا ۔

" آپ کے پاس جو اسلحہ ہو ۔ وہ ہمیں دے دیں ۔ واپسی پر آپ کو مل جائے گا "...... اسی مسلح آدمی نے صفدر اور خاور سے مخاطب ہو کر نرم لہجے میں کہا ۔

" کس قسم کا اسلحہ "...... خاور نے مسکراتے ہوئے پوچھا ۔ تو نوجوان چونک کر حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگا ۔

" قسم کا کیا مطلب ۔ اسلحہ تو اسلحہ ہی ہوتا ہے ۔ مطلب ہے ریوالور اور پسٹل وغیرہ "...... ایک مسلح آدمی نے قدرے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" اوہ ۔ اچھا ۔ تو بارودی اسلحہ کہو ۔ اسلحے تو اس دور میں بہت سی قسموں کے ہیں ۔ مثلاً ہم بزنس کے لئے آئے ہیں اور بزنس میں کرنسی نوٹوں کو بھی اسلحہ کہا جاتا ہے "...... خاور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔ تو دونوں بھی بے اختیار ہنس پڑے ۔

" ہمارا مطلب بارودی اسلحے سے تھا "...... اسی آدمی نے مسکراتے

وئے کہا ۔

" وہ ہمارے پاس نہیں ہے ۔ بے شک تم تلاشی لے سکتے ہو ۔ ہاں بزنس ہو وہاں ایسا اسلحہ ساتھ نہیں رکھا جاتا "...... خاور نے سکراتے ہوئے جواب دیا ۔

" ٹھیک ہے ۔ تشریف لے جائیں "...... اس آدمی نے کہا اور خاور ر صفدر دونوں سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھے اور کلرڈ شیشے کا گیٹ کھول ۔ وہ اندر داخل ہو گئے ۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا ۔ جس کی دونوں ائیڈوں پر صوفے لگے ہوئے تھے ۔ ایک طرف کاؤنٹر نما میز تھی ۔ س کے پیچھے ایک انتہائی خوبصورت اور نوجوان مقامی لڑکی بیٹھی ئی تھی ۔ صوفوں پر دو مرد اور تین عورتیں پہلے سے بیٹھی ہوئی تھیں ۔

" ہم وسکائس سے آئے ہیں ۔ سیار کن برادرز "...... صفدر نے آگے ھ کر اس لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" یس سر ۔ تشریف رکھیے ۔ ابھی آپ کا نمبر آجائے گا "...... لڑکی نے بات میں سر ہلاتے ہوئے ایک صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ا اور صفدر اور خاور دونوں خاموشی سے خالی صوفے پر جا کر بیٹھ گئے ۔ ں لمحے اندرونی دروازہ کھلا اور ایک موٹی اور بھاری جسامت کی رت اندر سے باہر آئی ۔ اس کے ہاتھوں میں نوٹوں کی ایک گڈی ۔ جو اس نے باہر آتے ہی دوسرے ہاتھ میں موجود پرس کے کھلے ۔ میں ڈال دی اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی ۔ ب کہ اس کے ساتھ ہی ایک مرد اور دونوں عورتیں جو پہلے سے بیٹھی

ہوئی تھیں اٹھ کر اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ اب صفدر اور
خاور کے علاوہ اس کمرے میں صرف دو مرد بیٹھے ہوئے نظر آرہے تھے۔
تقریباً دس منٹ بعد وہ مرد اور عورتیں واپس آئیں اور سیدھی بیرونی
دروازے کی طرف بڑھ گئیں۔ جب کہ اس بار وہ دونوں مرد اٹھے اور
اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ اسی لمحے کاؤنٹر کے پیچھے بیٹھی
ہوئی لڑکی کے سامنے رکھے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بجی اور اس نے جھک
کر رسیور اٹھالیا۔

"یس باس"...... چند لمحوں بعد اس نے کہا اور رسیور رکھ کر اس
نے ایک سائیڈ پر رکھے ہوئے فون کو اپنی طرف کھسکایا اور تیزی سے
نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ سب کام دفتری انداز میں ہو رہے تھے
اور صفدر اور خاور دونوں خاموش بیٹھے ہوئے یہ سب کچھ ہوتا دیکھ
رہے تھے۔ لڑکی فون پر کچھ دیر بات کرتی رہی پھر اس نے رسیور رکھ د
اسی لمحے دروازہ کھلا اور وہ دونوں مرد باہر آگئے۔

"اب آپ تشریف لے جائیے۔ لیکن خیال رکھیں۔ باس کے پاس
وقت بے حد کم ہوتا ہے"...... لڑکی نے صفدر اور خاور سے مخاطب ہ
کر کہا اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے اٹھ کر اندرونی دروازے کی طرف
بڑھ گئے۔ اندر ایک اور خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس میں انتہائی قیمتی فرن
موجود تھا۔ ایک بڑی سی دفتری میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہ
تھا۔ اس کے جسم پر ہلکے رنگ کا سوٹ تھا۔ چہرے مہرے سے
کاروباری آدمی ہی لگ رہا تھا۔ آدھے سر سے گنجا تھا اور آنکھوں پر مو۔

یم کی نظروں والی عینک بھی موجود تھی۔
"آیئے جناب۔ تشریف رکھیں۔ میرا نام رچرڈ ہے"...... اس آدمی
، کرسی سے تھوڑا سا اٹھ کر ان کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔
شکریہ۔ ہم سیار کن برادرز ہیں اور ہمارا تعلق وسکانس سے
۔...... صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور میز کی ایک سائیڈ
کھے ہوئے صوفے پر وہ دونوں بیٹھ گئے۔
آپ نے کاؤنٹر پر کسی لانسر کی ٹپ کا حوالہ دیا تھا۔ وہ کیا ٹپ ہے
، تو سمجھ نہیں سکا تھا۔ اس لئے میں نے آپ کو ملاقات کا وقت بھی
ے دیا تھا ورنہ بغیر پیشگی وقت طے کئے کسی سے ملاقات نہیں کیا
نا"...... رچرڈ نے بڑے فاخرانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
جی تھری کے لئے لانسر کی ٹپ ضروری ہوتی ہے"...... صفدر نے
ے سادہ سے لہجے میں کہا۔ تو رچرڈ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے
ے پر ایک لمحے کے لئے انتہائی حیرت کے تاثرات ابھرے لیکن
رے لمحے اس کا چہرہ سپاٹ ہو گیا۔
جی تھری۔ کیا مطلب۔ آپ کھل کر بات کریں۔ کیا کہنا چاہتے
،۔ میں تو آپ کی کسی بات کا مطلب نہیں سمجھ سکا"...... رچرڈ نے
ت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے میز کے کنارے
موجود ہاتھ نے ذرا سی حرکت کی اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر اور
ہ کوئی بات کرتے۔ اچانک میز کے دوسرے کنارے سے نیلے
ل کے دھوئیں کے جیسے پچکاری سی ان دونوں کے چہروں پر پڑی اور

اس کے ساتھ ہی ان دونوں کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسم
میں دوڑتا ہوا خون یکلخت منجمد ہو گیا ہو۔ وہ دیکھ رہے تھے۔ سمجھ ر
تھے لیکن کسی قسم کی حرکت کرنے سے معذور ہو گئے تھے۔ رچرڈ
واقعی کسی انتہائی تیز گیس سے اچانک ان پر وار کر کے انہیں بے
کر دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی رچرڈ نے تیزی سے میز پر رکھے ہوئے
رنگ کے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور کئی نمبر پریس کر دیئے۔

"چیراٹی فوراً میرے سپیشل آفس میں دو آدمیوں سمیت
فوراً"...... رچرڈ نے کہا اور رسیور ایک دھماکے سے کریڈل پر رکھ

"ہونہہ۔ تو تم جی تھری کے چکر میں یہاں آئے تھے"...... رچ
رسیور رکھ کر صفدر اور خاور کی طرف دیکھتے ہوئے بگڑے ہوئے
میں کہا۔

لیکن ظاہر ہے صفدر اور خاور اس کی بات سن تو رہے تھے
جواب دینے سے قاصر تھے۔ لیکن بہرحال صفدر کو یہ اطمینان ہو
کہ خاور کے دوست نے انہیں ٹپ درست دی ہے۔ رچرڈ جس
جی تھری کے الفاظ پر چونکا تھا اور اس نے فوری طور پر جس رد
اظہار کیا تھا۔ اس سے یہ بات ثابت ہو گئی تھی۔ چند لمح
اندرونی طرف کا ایک دروازہ کھلا اور تین مسلح افراد اندر داخل

"ان دونوں کو اٹھا کر پہلے اوپر زیرو روم میں لے جاؤ اور
دونوں کے قد وقامت کے آدمی بلوا کر ان کے چہروں پر ان کے
اپ کراؤ۔ ان کی کار باہر موجود ہو گی۔ مین گیٹ کے سائیڈ

ہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہ کس کار سے اترے تھے۔ تمہارے
میوں نے اس کار میں بیٹھ کر کلب سے باہر جانا ہے اور تم نے
ہرے آدمیوں کے ساتھ نگرانی کرنی ہے۔ لازماً ان کے اور ساتھی
ہر موجود ہوں گے۔ جو انہیں واپس جاتا دیکھ کر ان کے پیچھے آئیں
ے۔ وہ جتنے بھی ہوں۔ انہیں بھی اسی طرح سیوک گیس کی مدد سے
ے حس کر کے تم نے آسٹر ہاؤس پہنچا دینا ہے اور ان دونوں کو بھی
قبی راستے سے آسٹر ہاؤس بھجوا دو۔ پھر مجھے کال کرنا۔ میں آسٹر ہاؤس
ج جاؤں گا"...... رچرڈ نے آنے والوں کو تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے
ا اور صفدر اس رچرڈ کی ذہانت اور کارکردگی پر دل ہی دل میں حیران
گیا۔ اس نے واقعی ان کے ساتھیوں کو سامنے لانے کے لئے فول
ف تجویز سوچی تھی۔ صفدر اور خاور کو آنے والے دو افراد نے لاشوں
ے انداز میں اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر اندرونی دروازے سے
کر وہ ایک راہداری میں سے گزرتے ہوئے ایک لفٹ میں پہنچے۔
اں سے وہ اوپر کسی منزل پر پہنچ گئے۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس
چار کرسیاں موجود تھیں۔ صفدر اور خاور کو کرسیوں پر بٹھا دیا گیا
پھر تیسرا آدمی باہر چلا گیا۔ جب کہ انہیں اٹھا کر لانے والے دونوں
ہیں کھڑے رہے۔ تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور دو آدمی
داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے وہی تیسرا آدمی تھا اور اس کے پیچھے
یک چھوٹے قد کا گنجا سا ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک
یک تھا۔

"ان دونوں کا میک اپ سولجر اور آرتھر پر کر دو۔ خیال رکھنا کوئی کمی باقی نہ رہے"...... تیسرے آدمی نے اس بیگ والے سے کہا۔

بیگ والے آدمی نے بیگ نیچے رکھ کر اسے کھولا اور پھر میک اپ کا جدید سامان نکال کر سامنے رکھ لیا۔ چند لمحوں بعد اس کے ہاتھ تیزی سے حرکت میں آ گئے۔

"میں ان کی کار کے متعلق معلومات کر لوں"...... اس تیسرے آدمی نے کہا اور ایک بار پھر وہ باہر چلا گیا۔ اس کی واپسی جب ہوئی وہ بیگ والا آدمی میک اپ سے فارغ ہو کر سامان کو واپس بیگ میں ڈال رہا تھا۔ صفدر اور خاور چونکہ حرکت نہ کر سکتے تھے۔ اس لئے سائیڈ پر نہ دیکھ سکتے تھے۔ اس لئے انہیں معلوم ہی نہ ہو سکا تھا کہ ان کا میک اپ کیسا کیا گیا ہے۔

"گڈ شو جونی۔ تم نے واقعی مہارت کا ثبوت دیا ہے۔ اب تم جا سکتے ہو"...... تیسرے آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ میک اپ مین خاموشی سے بیگ اٹھائے کمرے سے باہر چلا گیا۔

"سولجر اور آرتھر۔ میں نے تمہیں ساری گیم سمجھا دی ہے۔ ان کے لباس اتار کر خود پہن لو اور ایکشن کے لئے تیار ہو جاؤ"...... تیسرے آدمی نے صفدر اور خاور کی سائیڈ پر بیٹھے ہوئے افراد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"فکر مت کرو چیرانی۔ سب ویسے ہی ہوگا۔ جیسے تم نے کہا۔ لیکن ہم نے کار لے کر جانا کہاں ہے"۔ ان میں سے ایک آدمی نے

"جب تک میں ٹرانسمیٹر پر تمہیں مزید ہدایات نہ دوں تم نے کار کو ویسے ہی سڑکوں پر دوڑائے رکھنا ہے"...... چیرانی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دونوں مڑ کر صفدر اور خاور کے سامنے آ گئے۔ صفدر اور خاور نے دیکھا کہ واقعی ان کے چہروں پر شاندار میک اپ کیا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد صفدر اور خاور کے لباس اتار لئے گئے اور ان دونوں افراد کے اترے ہوئے لباس انہیں پہنا دیئے گئے۔

"اب تم ان دونوں کو سپیشل وے سے آسٹر ہاؤس پہنچا دو"۔ چیرانی نے ان دونوں افراد سے کہا۔ جو صفدر اور خاور کو اٹھا کر لائے تھے اور چند لمحوں بعد صفدر اور خاور ایک بار پھر ان دونوں کے کاندھوں پر لدے ہوئے اس کمرے سے باہر آ گئے۔ کافی دیر تک ایک طویل سرنگ نما راستے سے پیدل گزرنے کے بعد انہیں ایک کلرڈ شیشوں والی کار میں پہنچا دیا گیا اور پھر کار روانہ ہو گئی۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد کار رکی اور ایک بار پھر صفدر اور خاور کو اٹھا کر ایک بڑے سے کمرے میں لے آیا گیا اور انہیں کرسیوں پر بٹھا دیا گیا۔ اس کے بعد ان کے جسموں کو کرسیوں سے رسیوں سے باندھ دیا گیا اور پھر انہیں لے آنے والے واپس چلے گئے۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور صفدر نے دیکھا کہ دو آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان کے کاندھوں پر کیپٹن شکیل اور نعمانی لدے ہوئے تھے۔ ان کی حالت بھی بالکل صفدر اور خاور جیسی تھی۔ وہ قطعی بے حس و حرکت نظر آ رہے تھے۔ پھر انہیں بھی ساتھ والی کرسیوں پر بٹھا کر رسیوں کے ساتھ

باندھ دیا گیا اور ایک بار پھر انہیں لے آنے والے کمرے سے باہر چ
گئے۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور اس بار رچ
اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے چیراٹی اور اس کے پیچھے دو مشین گنو
سے مسلح افراد تھے۔ چیراٹی نے جلدی سے ایک طرف رکھی ہوئی کرس
اٹھا کر صفدر اور اس کے ساتھیوں کی کرسیوں کے سامنے رکھ دی اور
رچرڈ اسی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اچھی طرح چیک کر لیا تھا ان کے یہی دو ساتھی ہی تھے اور تو ن
تھے"...... رچرڈ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے چیراٹی سے کہا۔

"یس باس۔ پوری طرح تسلی کر لی گئی ہے"...... چیراٹی نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ پہلے الماری سے میک اپ واشر نکالو اور ان چاروں کے
چہرے چیک کرو۔ ہو سکتا ہے یہ میک اپ میں ہوں"...... رچرڈ نے
کہا۔

"یس باس"...... چیراٹی نے جواب دیا اور ایک سائیڈ میں چلتا ہوا
غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دوبارہ نمودار ہوا تو اس کے ہاتھوں میں
ایک جدید میک اپ واشر موجود تھا اور پھر باری باری صفدر اور اس
کے تینوں ساتھیوں کے میک اپ واش کر دیئے گئے۔

"ہونہہ۔ تو یہ چاروں ایشیائی ہیں"...... رچرڈ نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... چیراٹی نے کہا اور میک اپ واشر اٹھا کر ایک با

سائیڈ میں غائب ہو گیا۔

"انہیں اچھی طرح باندھ دیا گیا ہے ناں"...... رچرڈ نے کہا۔

"یس باس"...... چیراٹی نے واپس آ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اب انہیں اینٹی گیس سنگھا دو۔ تاکہ ان سے تفصیلی پوچھ
ہو سکے"...... رچرڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور چیراٹی
نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے ایک لمبی گردن والی بوتل نکالی اور
فدر کی طرف بڑھ آیا۔ اس نے بوتل کے دہانے پر موجود ڈھکن ہٹایا
بوتل صفدر کی ناک سے لگا دی۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی
ر پھر صفدر کے ساتھ بیٹھے ہوئے خاور کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر کو
ں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں آگ کی تیز لہریں سی دوڑتی چلی جا
ی ہوں اور چند لمحوں بعد اسے اپنے جسم کے حرکت میں آنے کا
ساس ہونے لگا۔

"ویری گڈ مسٹر رچرڈ۔ تم نے واقعی ہمارا کام کافی آسان کر دیا
ہے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب وہ اپنے آپ کو پوری طرح
ت محسوس کر رہا تھا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں تمہاری بات"...... رچرڈ نے چونک
حیرت بھرے انداز میں صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم نے اس بات کو کنفرم کر دیا ہے کہ تمہارا تعلق بہرحال جی
پی سے ہے۔ اس لئے اب واقعی انتہائی اطمینان سے تم سے بات
بت ہو سکتی ہے"...... صفدر نے اسی طرح مطمئن لہجے میں مسکراتے

ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ میں کسی جی تھری وغیرہ کو نہیں جانتا"۔ رچا
نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو پھر تمہیں یہ ساری بھاگ دوڑ کرنے سے کیا حاصل ہوا۔ ہم نے
تمہارے کلب میں ڈاکہ تو نہیں ڈالا تھا"...... صفدر نے منہ بنا
ہوئے کہا۔

"تمہارا رویہ بے حد پراسرار تھا۔ اس لئے مجھے یہ سب کچھ کرنا پڑ
میرا بھی ایک گروپ سے تعلق ہے اور میرا خیال تھا کہ تم اس گرو
کے چکر میں آئے ہو۔ لیکن اب تمہارے میک اپ صاف ہو جانے
ساری صورتحال ہی بدل گئی ہے۔ تم ایشیائی ہو اور کسی ایشیائی
میرے گروپ سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ میں نے کبھی ا
میں کام ہی نہیں کیا"...... رچرڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"حالانکہ تم نے ایشیائی ملک پاکیشیا میں باقاعدہ مشن سرانجام
ہے"...... صفدر نے کہا۔

"پاکیشیا میں مشن۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تم کھل کر بات کرو۔
دوسری صورت میں میرے آدمی تم پر تشدد کر کے بھی تم سے سب
اگلوا لیں گے"...... رچرڈ نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سنو رچرڈ۔ اب بہتری یہی ہے کہ واقعی تم سے کھل کر بات
جائے۔ ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ گریٹ لینڈ حکومت نے پا
میں ایک دفاعی فیکٹری تباہ کرائی ہے۔ وہاں سے ایک اہم سا

فارمولا اڑانے کے لئے ایک مشن ترتیب دیا۔ لیکن چونکہ وہ براہ
راست سامنے نہ آنا چاہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے جی تھری کو درمیان
میں ڈالا۔ کیونکہ جی تھری صرف رابطے کا ہی کام کرتی ہے اور انتہائی
خفیہ انداز میں جی تھری نے یہ مشن پالینڈ کی ایک تنظیم ہائی ٹاورز کے
ذریعے مکمل کرایا۔ ہائی ٹاورز نے فیکٹری تباہ کر دی اور فارمولا حاصل
کر کے جی تھری کے حوالے کر دیا۔ جی تھری نے وہ فارمولا ایکریمیا میں
گریٹ لینڈ کے سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری کے حوالے کر دیا۔
لیکن فارمولا پاکیشیا حکومت کے پاس خطیر رقم کے عوض فروخت کر
دیا گیا۔ لیکن یہ آدھا فارمولا تھا اور حکومت پاکیشیا باقی آدھا فارمولا ہر
صورت میں حاصل کرنا چاہتی تھی۔ چنانچہ حکومت پاکیشیا نے ہماری
تنظیم کو اس سلسلے میں ہائر کیا۔ پاکیشیا میں ہماری تنظیم اس طرح کے
کام کرتی ہے۔ ہم نے کام شروع کر دیا اور پھر ہمیں آخری معلومات یہی
ملیں کہ حکومت گریٹ لینڈ نے آدھا فارمولا بیکار سمجھ کر جی تھری کو
واپس کر دیا ہے۔ اسے دیا ہوا اپنا معاوضہ واپس لے لیا ہے اور اب وہ
آدھا فارمولا جی تھری کی تحویل میں ہے۔ جی تھری نے حکومت گریٹ
لینڈ سے کہا کہ وہ چند ماہ بعد پاکیشیا سے آدھا فارمولا حاصل کرنے کی
کوشش کرے گی اور پھر مکمل فارمولا نئے سرے سے گریٹ لینڈ
حکومت کو فروخت کر دیا جائے گا۔ ہم نے چونکہ وہ آدھا فارمولا حاصل
کرنا تھا۔ اس لئے ہمیں جی تھری کو ٹریس کرنا تھا اور ہمیں اس سلسلے
میں ایک ٹپ مل گئی کہ تم جی تھری کے لئے رجسٹرار کا کام کرتے ہو۔

یعنی مشن رجسٹر کرتے ہو اور پھر آگے اپنی تنظیم کو پہنچا دیتے ہو۔ اس لئے ہم تمہارے پاس پہنچ گئے۔ ہم نے جان بوجھ کر تمہارے سامنے جی تھری کا نام لیا تھا اور تم جس طرح جی تھری کے نام پر چونکے تھے اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ ہمیں ملنے والا کلیو غلط نہ تھا۔ اس کے بعد تم نے جو کارروائی کی ہے۔ اس سے بھی یہ بات ثبوت کو پہنچ گئی ہے۔ بہرحال ہماری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے اور نہ ہی ہم تمہارے یا تمہاری تنظیم کے خلاف کوئی مشن مکمل کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارا مقصد صرف وہ آدھا فارمولا واپس حاصل کرنا ہے اور ہم اس کے لئے منہ مانگا معاوضہ دینے کے لئے تیار ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ جی تھری صرف ڈیلنگ کرتی ہے۔ وہ بذات خود فیلڈ میں کام نہیں کرتی اور نہ ہی فارمولے وغیرہ فروخت کرنے کا دھندہ کرتی ہے اور کرتی بھی ہو تو ادھورا فارمولا کوئی بھی خریدنے کے لئے تیار نہ ہو گا۔ صرف ایک ہی صورت ہے کہ اسے پاکیشیا خرید لے۔ جہاں تک گریٹ لینڈ کا تعلق ہے۔ تو اس نے اپنا معاوضہ جی تھری سے واپس لے لیا ہے۔ اس لئے اب اخلاقی طور پر بھی جی تھری آزاد ہو چکی ہے"...... صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم خاصے باخبر آدمی ہو۔ بہرحال اب تو تم مجھے یہ بتاؤ گے کہ میری ٹپ تمہیں کس نے دی ہے۔ اس کے بعد باقی باتیں ہوں گی"۔ رچرڈ نے کہا۔

"سوری رچرڈ۔ تم جانتے ہو کہ ایسی باتیں پرسنل سیکرٹ ہوتی ہیں"...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں۔ یہ بات میرے لئے سب سے اہم ہے۔ اگر جی تھری کو کسی بھی وقت یہ معلوم ہو گیا کہ میرا تعلق جی تھری سے ظاہر ہو گیا ہے تو پھر مجھے موت سے دنیا کی کوئی طاقت نہ بچا سکے گی۔ اس لئے میں اپنی زندگی کے لئے اس ذریعے کو ختم کرنا چاہتا ہوں اور سنو۔ بہرحال تمہیں یہ سب کچھ بتانا ہی پڑے گا۔ ظاہر ہے مجھے اپنی موت منظور نہیں ہو سکتی۔ چاہے مجھے تم چاروں کو کیوں نہ موت کے گھاٹ اتارنا پڑے"...... رچرڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میرا وعدہ۔ آخر میں بتا دوں گا۔ تم پہلے ہمارے اصل مقصد کے بارے میں بات کرو"...... صفدر نے جواب دیا۔

"سوری مسٹر۔ میں اس بارے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا اگر میں نے ذرا بھی منہ سے بات نکالی۔ تب بھی میری موت یقینی ہو جائے گی"...... رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلو ایسا کر لو۔ کہ تم اپنے طور پر یہ فیصلہ کر کے ہمیں بتا دو کہ ادھورا فارمولا اس وقت کہاں ہے اور کس کی تحویل میں ہے۔ اس کا میں تمہیں منہ مانگا معاوضہ بھی دوں گا اور ساتھ ہی تمہیں اس ٹپ کے بارے میں بھی تفصیلات بتا دوں گا۔ جو تم پوچھنا چاہتے ہو اور پھر ہم اس ملاقات کو بھول جائیں گے"...... صفدر نے اسے پیش کش کرتے ہوئے کہا۔

"کتنا معاوضہ دو گے"...... رچرڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد

کہا۔

"میں نے منہ مانگا معاوضہ کہا ہے اور مجھے یقین ہے کہ تم مناسب معاوضہ ہی مانگو گے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ایک لاکھ ڈالر معاوضہ لوں گا اور وہ بھی نقد۔ بولو۔ اگر یہ شرط منظور ہے تو میں ابھی معلوم کر لیتا ہوں کہ وہ فارمولا اس وقت کہاں ہے"...... رچرڈ نے کہا۔

"ایک لاکھ ڈالر تو بہت زیادہ ہیں۔ ہم تمہیں دس ہزار ڈالر دے سکتے ہیں"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ میں ایک لاکھ ڈالر سے ایک ڈالر بھی کم نہیں لوں گا۔ یہ میرا اصول ہے اور یہ بھی بتا دوں تم ساری عمر سر کھپاتے رہو اور کروڑوں ڈالر بھی خرچ کر دو تو تم اس بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں کر سکتے۔ جب کہ میں واحد آدمی ہوں۔ جو اس بارے میں معلوم کر سکتا ہوں"...... رچرڈ نے جواب دیا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ تم ایک لاکھ ڈالر لے لینا"...... صفدر نے ایسے لہجے میں کہا۔ جیسے مجبوراً وہ اس سودے پر رضامند ہو رہا ہو۔

"اوکے۔ نکالو۔ کہاں ہیں ایک لاکھ ڈالر"...... رچرڈ نے کہا۔ تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اگر اتنی بھاری رقم ہماری جیبوں میں ہے تو ہم تو اس وقت تمہاری قید میں ہیں۔ نکال لو ہماری جیبوں سے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیسے یہ ادا کرو گے"...... رچرڈ نے کہا۔

"تم معلومات مہیا کرو۔ پھر اپنا آدمی ہمارے ساتھ بھیج دینا۔ رقم تمہیں مل جائے گی"...... صفدر نے کہا۔

"سوری مسٹر۔ میں ایسی کچی گولیاں نہیں کھیلا کرتا۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ میں اپنا ایک آدمی تمہارے کسی آدمی کے ساتھ بھیج دوں۔ میرا آدمی تمہارے آدمی کو بے حس کر کے ساتھ لے جائے گا اور پھر رقم لے کر اسی حالت میں واپس جب آجائے گا۔ تو میں معلومات حاصل کر کے تمہیں دے دوں گا"...... رچرڈ نے کہا۔

"میرے کسی آدمی کو یہ معلوم نہیں کہ رقم ہماری رہائش گاہ پر کہاں موجود ہے۔ میں ان معاملات میں کسی پر اعتماد نہیں کرتا۔ اس لئے تم مجھے بے حس کر کے بھیج دو۔ میں رقم تمہارے آدمی کے حوالے کر سکتا ہوں"...... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے"...... رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ساتھ کھڑے چیراٹی کی طرف مڑ گیا۔

"چیراٹی۔ اس آدمی پر سیوک فائر کرو اور پھر اسے اپنے ساتھ کار میں بٹھا کر لے جاؤ اور رقم لے آؤ"...... رچرڈ نے کہا۔

"لیکن بے حس ہو جانے کے بعد تو نہ یہ بول سکے گا اور نہ ہی حرکت کر سکے گا۔ اس صورت میں اس کی رہائش گاہ کے بارے میں کیسے معلوم ہو گا اور پھر وہاں سے رقم کیسے حاصل کی جائے گی۔ کیوں

نہ میں اسے ہتھکڑی لگا کر ساتھ لے جاؤں اور رقم لے آؤں۔ یہ بندھا ہونے کی وجہ سے ہمارا کیا بگاڑ سکتا ہے"...... چیراٹی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چلو۔ ایسا کر لو۔ ویسے بھی اگر اس نے کوئی معمولی سی شرارت بھی کی تو اس کے دوسرے ساتھی بھی تو ہماری تحویل میں ہیں"۔ رچرڈ نے کہا۔

"مسٹر رچرڈ۔ جب ہمارا کام ہو رہا ہے۔ تو مجھے شرارت کرنے کی کیا ضرورت ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور رچرڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چیراٹی ایک طرف کو بڑھ گیا۔ اس نے دیوار میں نصب ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک کلپ ہتھکڑی نکالی اور پھر وہ صفدر کی کرسی کے عقب میں پہنچ گیا۔

"اس کی رسیاں کھولو"...... چیراٹی نے کمرے میں موجود ایک مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر کہا اور اس مسلح آدمی نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کو کاندھے سے لٹکایا اور صفدر کے سامنے آ کر اس نے سائیڈ پر لگی ہوئی رسی کی گانٹھ کو کھولنا شروع کر دیا۔ صفدر بڑے اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ اب صورتحال یہ تھی کہ اس کے عقب میں چیراٹی کھڑا تھا۔ جب کہ سامنے وہ مسلح آدمی۔ گانٹھ کھولنے کے ساتھ ہی اس آدمی نے تیزی سے صفدر کے جسم اور کرسی کی پشت کے گرد بندھی ہوئی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔ جب تمام رسیاں کھل گئیں تو وہ آدمی ایک قدم پیچھے ہٹا اور اسی لمحے صفدر بھی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

چیراٹی نے اس کے دونوں بازو پکڑ کر عقب میں کرنے ہی چاہے تھے کہ یکلخت صفدر کے جسم نے زوردار جھٹکا کھایا اور دوسرے لمحے چیراٹی اچھل کر پشت کے بل نیچے گرا ہی تھا کہ صفدر نے سامنے موجود مسلح آدمی کو اٹھا کر دیوار کے ساتھ کھڑے ہوئے دوسرے مسلح آدمی پر دے مارا اور کمرہ ان کی چیخوں اور ان دونوں کے گرنے کے دھماکوں سے گونج اٹھا۔ رچرڈ ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا ہی تھا کہ صفدر نے یکلخت اسے بازو سے پکڑا اور دوسرے لمحے رچرڈ چیختا ہوا اس کے سینے سے آ لگا اور صفدر بجلی کی سی تیزی سے پیچھے ہٹتا ہوا دیوار کے ساتھ جا لگا۔ اس کا ایک بازو رچرڈ کی گردن کے گرد اور دوسرا اس کی کمر کے گرد موجود تھا۔

"خبردار۔ اگر کسی نے حرکت کی تو میں رچرڈ کی گردن ایک لمحے میں توڑ دوں گا"...... صفدر نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رچرڈ کی گردن کے گرد بازو کو جھٹکا دیا۔ تو رچرڈ کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخ نکلی۔ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح بگڑ گیا تھا۔ اس نے شروع میں صفدر کے بازو سے نکلنے کی اضطراری کوشش ضرور کی تھی۔ لیکن پھر گردن پر پڑنے والے دباؤ نے اسے تقریباً بے کار کر دیا تھا۔

"میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔ سودا برقرار ہے۔ لیکن مجھے اپنے ساتھ اپنے ساتھیوں کا تحفظ چاہئے۔ اس لئے تم تینوں اسلحہ نیچے پھینک کر ایک طرف دیوار سے لگ کر کھڑے ہو جاؤ"...... صفدر نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر رچرڈ کی گردن کے گرد بازو کو جھٹکا دیا۔

"کہوان سے اسلحہ پھینک دیں۔ ورنہ میں ایک لمحے میں تمہاری
گردن توڑ دوں گا"...... صفدر نے جھٹکا دے کر بازو کو قدرے ڈھیل
کرتے ہوئے رچرڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔
"پھ پھ۔ پھینک دو اسلحہ۔ پھینک دو"...... رچرڈ نے گھٹے گھٹے
ہوئے لہجے میں کہا اور دونوں مسلح افراد نے اپنی مشین گنیں اور چیرائی
نے مشین پسٹل نیچے پھینک دیئے۔
"پیچھے ہٹ کر دیوار سے لگ جاؤ۔ فکر مت کرو۔ معاہدہ برقرار ہے
لیکن اگر تم نے حکم کی تعمیل نہ کی تو پھر رچرڈ کی گردن ایک لمحے میں
ٹوٹ جائے گی"...... صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔
"پیچھے ہٹ جاؤ۔ جیسے یہ کہہ رہا ہے۔ ویسے ہی کرو"...... رچرڈ نے
پہلے کی طرح گھٹے گھٹے لہجے میں کہا اور چیرائی اور اس کے دو ساتھی تیزی
سے ایک طرف کو ہٹے اور پھر دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑے ہوگئے
چیرائی کا مشین پسٹل کرسیوں کے عقب میں پڑا ہوا تھا۔ جب کہ ا
مسلح افراد کی مشین گنیں صفدر کے دائیں ہاتھ پر دیوار سے کچھ آ
فرش پر پڑی ہوئی تھیں۔ صفدر رچرڈ کو ساتھ گھسیٹتا ہوا تیزی سے ا
مشین گنوں کے قریب گیا اور دوسرے لمحے اس نے رچرڈ کو چیرائی
ان کے ساتھیوں کی مخالف سمت میں پوری قوت سے دھکیل دیا
رچرڈ چیختا ہوا تقریباً دوڑتا ہوا کافی آگے بڑھتا چلا گیا۔ رچرڈ کو دھکیلتے
صفدر نے بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے ایک مشین گن جھپٹی
دوسرے لمحے کمرہ مشین گن کی ریٹ ریٹ کے ساتھ ہی چیرائی اور

کے دونوں ساتھیوں کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ تینوں فرش پر گر کر
بری طرح تڑپ رہے تھے۔
"خبردار۔ اب تم ہاتھ اٹھا دو"...... صفدر نے بجلی کی سی تیزی سے
مشین گن کا رخ رچرڈ کی طرف کرتے ہوئے کہا۔ جو دوڑنے کے بعد
رک کر مڑ رہا تھا۔ اس کا چہرہ ہلدی کی طرح زرد پڑ گیا تھا۔
"تم۔ تم۔ تم نے یہ کیا کیا۔ یہ تم نے چیرائی اور اس کے
ساتھیوں کو مار دیا۔ تم نے تو کہا تھا کہ معاہدہ برقرار ہے"...... رچرڈ
نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز اور رویہ بتا رہا تھا کہ وہ فیلڈ کا
آدمی نہیں ہے۔ صرف بکنگ کا دھندہ کرتا ہے۔
"انہوں نے جیبوں سے مزید اسلحہ نکالنے کی کوشش کی تھی۔ اس
لئے مارے گئے۔ ادھر آؤ کرسی پر بیٹھو۔ تاکہ اب تم سے تفصیلی بات ہو
سکے۔ فکر مت کرو۔ معاہدہ واقعی برقرار ہے۔ بشرطیکہ کوئی شرارت نہ
کرو"...... صفدر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور رچرڈ کے
چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات نمودار ہوئے اور وہ اس کرسی پر آ
کر بیٹھ گیا۔ جس پر پہلے صفدر بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ صفدر نے وہ کرسی
ایک ہاتھ سے اٹھائی۔ جس پر پہلے رچرڈ بیٹھا ہوا تھا اور اس نے رچرڈ
کے بالکل سامنے رکھ دی۔ دوسرے لمحے اس کا وہ بازو بجلی کی سی تیزی
سے گھوما جس سے اس نے کرسی اٹھائی اور اس کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک
پوری قوت سے کرسی پر بیٹھے ہوئے رچرڈ کی کنپٹی پر پڑا اور رچرڈ چیختا ہوا
کرسی سمیت نیچے فرش پر ایک دھماکے سے جا گرا۔ پھر اس سے پہلے کہ

وہ اٹھتا۔ صفدر کی لات حرکت میں آئی اور اٹھتے ہوئے رچرڈ کی کنپٹی
پڑنے والی زوردار ضرب نے اسے دوسرے لمحے بے ہوشی کی دلدل م
دھکیل دیا۔ اس کے بے ہوش ہوتے ہی صفدر تیزی سے اپ
ساتھیوں کی طرف بڑھا۔ جو ہوش میں آنے کے باوجود اس طر
خاموش بیٹھے رہے تھے جیسے کرسیوں پر انسانوں کی بجائے بے جا
مجسموں کو رسیوں سے باندھ دیا گیا ہو۔

"ویل ڈن صفدر۔ تم نے واقعی ذہانت سے کام لیا ہے"...... کیپ
شکیل نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس رچرڈ کو صحیح سلامت رکھنے کے چکر میں پلاننگ لمبی ہو
ورنہ...... "صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ا
نے کیپٹن شکیل کے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسیوں کی گانٹھ کھ
شروع کر دی۔

"چیرائی عقب میں تھا۔ اس لئے واقعی مسئلہ بن گیا تھا۔ بہر
تم نے انتہائی ذہانت سے سارا سیٹ اپ بنایا ہے"...... اس بار
نے کہا اور صفدر مسکرا دیا۔ چند لمحوں بعد کیپٹن شکیل رسیوں
آزاد ہو چکا تھا۔

"باقی ساتھیوں کو کھول دو۔ میں اس دوران رچرڈ کو رسی
باندھ لوں۔ پھر باہر کا پتہ کریں گے۔ ویسے ابھی تک تو کس
مداخلت نہیں کی"...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
فرش پر الٹی پڑی ہوئی کرسی کو سیدھا کیا اور پھر فرش پر بے ہوش

ہوئے رچرڈ کو اٹھا کر اس نے کرسی پر بٹھایا اور رسی اٹھا کر اسے باندھنے
میں مصروف ہو گیا۔ جب کہ اس دوران کیپٹن شکیل نے نعمانی اور
خاور کو رسیوں کی گرفت سے آزاد کر دیا اور ابھی صفدر رسیاں باندھنے
میں مصروف تھا کہ وہ تیزی سے مشین گنیں اور مشین پسٹل لے کر
کمرے سے باہر نکل گئے۔ پھر ان کی واپسی تقریباً بیس منٹ بعد ہوئی۔

"یہ ایک چھوٹا سا مکان ہے اس میں اسکے علاوہ ایک اور تہہ خانہ
ہے جس میں منشیات بھری ہوئی ہے آدمی کوئی بھی نہیں ہے۔ البتہ
ایک کار پورچ میں موجود ہے"۔ نعمانی نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"فون تو ہو گا"...... صفدر نے کہا اور نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا

"تو پھر فون یہیں لے آؤ۔ شاید ضرورت پڑ جائے۔ میں اس دوران
رچرڈ کو ہوش میں لاتا ہوں۔ یہ آدمی واقعی کام کا ہاتھ آگیا ہے۔ اس سے
خاصی معلومات مل جانے کا امکان موجود ہے"...... صفدر نے کہا اور
نعمانی سر ہلاتا ہوا دوبارہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

"میں باہر رکتا ہوں۔ کہیں کوئی اچانک نہ آجائے"...... خاور نے
کہا اور صفدر کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ بھی بیرونی دروازے کی
طرف بڑھ گیا۔ صفدر نے رچرڈ کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند
کر دیا اور جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے۔ تو
صفدر پیچھے ہٹ گیا۔ اب کمرے میں اس کے ساتھ کیپٹن شکیل موجود
تھا۔ اسی لمحے نعمانی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں فون پیس موجود
تھا۔

"تم اب خاور کے ساتھ باہر نگرانی کرو نعمانی۔ کسی بھی لمحے کسی بھی مداخلت کا امکان ہو سکتا ہے"...... صفدر نے اس کے ہاتھ سے فون پیس لیتے ہوئے کہا اور نعمانی سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ صفدر نے فون پیس کرسی پر رکھ دیا اور خود وہ رچرڈ کی طرف متوجہ ہو گیا۔ چند لمحوں بعد رچرڈ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا تھا۔

"اب بولو رچرڈ۔ کتنی رقم لو گے"...... صفدر نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم۔ تم نے یہ کیا کر دیا۔ تم نے جب معاہدہ کر لیا تھا تو"۔ رچرڈ نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"معاہدہ تو اب بھی برقرار ہے۔ بشرطیکہ تم اسے برقرار رکھنا چاہو۔ لیکن اب چونکہ سچوئشن بدل گئی ہے۔ اس لئے اب شرائط ہماری ہوں گی۔ رقم تو وہی ایک لاکھ ڈالر ہی ملے گا۔ لیکن بعد میں۔ بولو۔ تیار ہو یا پھر تم سے کسی اور انداز میں بات کی جائے"...... صفدر کا لہجہ اس بار خشک تھا۔

"م۔ م۔ میں تیار ہوں۔ لیکن اگر تم نے بعد میں رقم نہ دی تو"۔ رچرڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اس کا تو بہرحال تمہیں اعتبار کرنا پڑے گا اور کوئی صورت نہیں ہے۔ ویسے فکر مت کرو۔ ہم ایشیائی لوگ جو وعدہ کرتے ہیں اسے

بہرحال پورا کرتے ہیں اور یہ بھی بتا دوں کہ ہم دھوکہ دینے والوں کا پیچھا قبر تک بھی نہیں چھوڑتے"...... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں فون کر کے ابھی معلوم کر لیتا ہوں"...... رچرڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کس سے معلوم کرو گے اور کس انداز میں۔ پہلے ہمیں تفصیل بتاؤ"...... صفدر نے کہا۔

"جی تھری ہیڈ کوارٹر میں میرا ایک دوست ہے فیرم۔ وہ ہیڈ کوارٹر میں ریکارڈ کیپر ہے اور انتہائی باخبر ہے۔ اسے ہر قسم کی معلومات ہوتی ہیں۔ ویسے بھی وہ مخبری کرنے والی ایک وسیع تنظیم کا چیف ہے۔ اس سے معلومات مل جائیں گی اور وہ حتمی ہوں گی۔ اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے"...... رچرڈ نے کہا۔

"کہاں رہتا ہے وہ"...... صفدر نے پوچھا۔

"اس کی رہائش ہائی فال کالونی میں ہے۔ کوٹھی نمبر ڈبل فور زیرو۔ اے بلاک۔ ویسے وہ ہیڈ کوارٹر میں رہتا ہے۔ جس کا علم ہیڈ کوارٹر میں کام کرنے والوں کے علاوہ اور کسی کو نہیں ہے اور جو لوگ ہیڈ کوارٹر میں مستقل کام کرتے ہیں۔ ان سے بھی حلف لیا گیا ہے کہ وہ اسے اپنے سائے سے بھی خفیہ رکھیں گے۔ شام کو وہ سینڈیچ کلب میں چلا جاتا ہے۔ جس کا وہ مالک بھی ہے اور جہاں اس کی اپنی تنظیم کا ہیڈ کوارٹر ہے اور رات کو گھر رہتا ہے"...... رچرڈ نے جواب دیا۔

"تم بکنگ کرتے ہو۔ اس کے بعد کس سے رابطہ کرتے ہو"۔

صفدر نے پوچھا۔

" بکنگ کا مطلب یہ ہے کہ مجھے مشن کے بارے میں بتایا جاتا ہے اے اے کی طرف سے اور پھر میرا کام صرف اتنا ہوتا ہے کہ میں ایک خاص فون نمبر ڈائل کر کے انہیں صرف اتنا کہہ دوں کہ۔اے اے۔ اور بس۔میرا کام ختم ہو جاتا ہے۔اب مجھے نہ اے اے کا علم ہے کہ وہ کون ہے اور کہاں سے فون کرتا ہے اور نہ اس فون نمبر کے اصل محل وقوع کا۔کیونکہ وہ۔ایک پبلک بوتھ کا نمبر ہے"...... رچرڈ نے جواب دیا۔

" تو پھر تمہاری دوستی ہیڈ کوارٹر کے آدمی فیرم سے کیسے ہو گئی"...... صفدر نے کہا۔

" وہ میرا پرانا دوست ہے اور اسی نے مجھے جی تھری کے ساتھ منسلک کیا تھا۔مجھے اس معمولی سے کام کا معقول معاوضہ مل جاتا ہے"۔رچرڈ نے جواب دیا۔

" کتنے افراد کو معلوم ہے کہ تم جی تھری کے لئے بکنگ کا کام کرتے ہو"...... صفدر نے پوچھا۔

" میرے کلب کے خاص خاص آدمیوں کو علم ہے۔یہ چیراٹی بھی میرا خاص آدمی تھا۔اسے بھی علم تھا"...... رچرڈ نے جواب دیا۔

" او کے۔اس وقت تم فیرم کو کہاں فون کرو گے"...... صفدر نے کہا۔

" وہ اس وقت سینڈیچ کلب میں ہو گا"...... رچرڈ نے جواب دیا۔

" فون نمبر بتاؤ"...... صفدر نے پوچھا اور رچرڈ نے نمبر بتا دیا۔صفدر نے کرسی پر رکھا ہوا فون پیس اٹھایا اور اسے آن کر کے رچرڈ کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" یس۔سینڈیچ کلب"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی اور صفدر نے فون پیس بندھے ہوئے رچرڈ کے کان سے لگا دیا۔

" ہیلو۔میں رچرڈ بول رہا ہوں۔ہائی سکائی کلب کا مالک رچرڈ۔فیرم سے بات کراؤ"...... رچرڈ نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔صفدر نے چونکہ جھک کر اپنا کان اس فون کے ساتھ لگایا ہوا تھا۔اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز بخوبی اس کے کان تک پہنچ رہی تھی۔

" ہیلو۔فیرم بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" رچرڈ بول رہا ہوں فیرم"...... رچرڈ نے کہا۔

" اوہ رچرڈ تم۔خیریت۔کیسے فون کیا"...... دوسری طرف سے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

" مجھے ایک لمبی رقم کمانے کا موقع مل رہا ہے۔پچاس ہزار ڈالر۔صرف چند معلومات کے عوض۔میں نے سوچا کہ معاہدے کے مطابق پچیس ہزار ڈالر تمہیں دے دوں"...... رچرڈ نے کہا۔

" اچھا۔کیا معلومات چاہئیں تمہیں"...... دوسری طرف سے فیرم

نے کہا۔

"پہلے وعدہ کرو۔ کہ تم بتاؤ گے ضرور"...... رچرڈ نے کہا۔

"اچھا۔ کیا کوئی خاص بات ہے۔ چلو وعدہ کہ اگر مجھے معلوم ہوا تو ضرور بتاؤں گا"...... فیرم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جی تھری کے ایک مشن کے بارے میں معلومات حاصل کرنی تھیں"...... رچرڈ نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ احمق تو نہیں ہو گئے۔ مرنے کا تو ارادہ نہیں ہے"..... دوسری طرف سے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا گیا

"اس میں نہ ہی جی تھری کا نقصان ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے کسی مشن کو نقصان پہنچتا ہے اور رقم ہمیں مفت میں مل جائے گی"۔ رچرڈ نے جلدی سے کہا۔

"اچھا۔ بولو کس قسم کی معلومات چاہئیں تمہیں"...... فیرم نے پوچھا۔

"حکومت گریٹ لینڈ نے جی تھری کو پاکیشیا میں ایک سائنسی مشن مکمل کرنے کے لئے دیا تھا۔ جو جی تھری نے پالینڈ کی کسی سائنسی تنظیم ہائی ٹاورز کے ذریعے مکمل کرایا اور وہاں سے ایک فارمولا اڑا لیا گیا تھا۔ جی تھری نے فارمولا ایکریمیا میں گریٹ لینڈ کے فرسٹ سیکرٹری تک پہنچا دیا۔ لیکن وہاں سے فارمولا آدھا حکومت گریٹ لینڈ کو بھجوایا گیا۔ آدھا روک لیا گیا۔ جسے بعد میں حکومت پاکیشیا کو فروخت کر دیا گیا۔ گریٹ لینڈ کے پاس جب آدھا فارمولا

پہنچا تو ان کے لئے وہ بیکار تھا۔ انہوں نے یہ آدھا فارمولا واپس جی تھری کو دے دیا اور اس سے اپنا معاوضہ واپس لے لیا۔ اب یہ آدھا فارمولا جی تھری کی تحویل میں ہے اور ایک پارٹی یہ آدھا فارمولا خریدنا چاہتی ہے۔ اس لئے صرف یہ معلوم کرنا تھا کہ آدھا فارمولا کس کے پاس ہے اور کس طرح اس سے خریدا جا سکتا ہے"...... رچرڈ نے صفدر کی بتائی ہوئی تفصیل کو مختصر کر کے دوہرا دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تمہیں اس قدر تفصیل کا علم کیسے ہوا ہے"...... فیرم کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"اسی پارٹی نے بتایا ہے۔ جس سے میری بات ہوئی ہے۔ وہ پارٹی پاکیشیا کی ہے اور میرے ایک دوست سے میری ٹپ لے کر یہاں آئی ہے"...... رچرڈ نے کہا۔

"لیکن تمہارے اس دوست کو کیسے معلوم ہوا کہ تمہارا تعلق جی تھری سے ہے"...... فیرم کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یہ بات تو میرے کلب کے آدمی بھی جانتے ہیں"...... رچرڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن رچرڈ تمہاری پارٹی کو غلط اطلاع دی گئی ہے کہ فارمولا واپس جی تھری کو دے دیا گیا ہے۔ جی تھری ایسے کام نہیں کیا کرتی۔ وہ تو مڈل پارٹی ہے۔ یہ درست ہے کہ آدھا فارمولا چوری کر لیا گیا اور یہ کام ایکریمیا میں گریٹ لینڈ کے سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری کی پرسنل سیکرٹری ٹریسا کا تھا اور آدھا فارمولا پاکیشیا میں فروخت بھی ہو گیا۔ اس ٹریسا اور اس کے دوست رابرٹ کو سزا دے

دی گئی۔ رابرٹ کو تو ہلاک کر دیا گیا جب کہ ٹریسا ابھی گریٹ لی
والوں کی تحویل میں ہی ہے۔ البتہ یہ بات دوسری ہے کہ وہ فارمو
گریٹ لینڈ کے اعلیٰ حکام نے حفاظتی نقطہ نظر سے ایکریمیا میں
رکھوایا ہوا ہے۔ یہاں کے ایک بنک کے سپیشل لاکر میں۔ کیو
انہیں خطرہ ہے کہ پاکیشیا کے سیکرٹ ایجنٹوں نے اگر یہ آدھا فارمو
گریٹ لینڈ سے برآمد کر لیا تو پھر گریٹ لینڈ اور پاکیشیا کے تعلقات
شدید خراب ہو جائیں گے۔ ان باتوں کا مجھے اس لئے علم ہے کہ مجھے
گریٹ لینڈ والوں نے اس ادھورے فارمولے کو جی تھری کی تحویل
میں رکھنے کی پیش کش کی تھی۔ لیکن جی تھری نے انکار کر دیا۔ کیونکہ ا
ایسے کام کرتی ہی نہیں۔ البتہ جی تھری کی مدد سے اسے سپیشل لاکر م
رکھ دیا گیا ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ اس لاکر کا علم بھی گریٹ لین
والوں کو نہیں ہے۔ البتہ انہوں نے جی تھری سے کہا ہے کہ کچھ عرصے
بعد جب پاکیشیا اپنی کوششیں کر کے تھک جائے گا تو جی تھری کس
بھی تنظیم کی مدد سے پاکیشیا میں موجود فارمولا واپس حاصل کرنے کے
لئے کام کر سکتی ہے۔ لیکن اس کی اطلاع بھی گریٹ لینڈ والے ہی دیں
گے۔ بس یہ ہے ساری بات"...... فیرم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کس لاکر میں ہے۔ تمہیں تو علم ہو گا"...... رچرڈ نے کہا۔

"ہاں۔ علم ہے۔ لیکن چونکہ یہ جی تھری کا راز ہے۔ اس لئے سوری
اور ہاں۔ چونکہ میں نے تمہیں معلومات مہیا کر دی ہیں اس لئے اب
رقم کا بھی حقدار بن چکا ہوں۔ بولو۔ کب پہنچا رہے ہو رقم"۔ فیرم نے

کہا۔

"جلدی پہنچ جائے گی رقم او کے"...... رچرڈ نے صفدر کے اشارے
پر کہا اور اس کے ساتھ ہی صفدر نے فون آف کر دیا۔

"اب تو تمہاری تسلی ہو گئی ہے۔ اب مجھے رقم دو اور آزاد بھی
کرو"...... رچرڈ نے کہا۔

"پہلے تمہیں آزاد کر دیں۔ پھر رقم کا بھی بندوبست ہو جائے گا"۔
صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ کھڑے کیپٹن شکیل کی طرف
مڑ گیا۔ جس کے ہاتھ میں چیرائی کا مشین پسٹل تھا۔ جب کہ مشین
گنیں خاور اور نعمانی کے پاس تھیں۔

"کیا خیال ہے کیپٹن۔ اسے آزاد کر دیں"...... صفدر نے کیپٹن
شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ اب اس کے سوا اور چارہ بھی کیا ہے"...... کیپٹن شکیل
نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ
سیدھا ہوا اور پھر اس سے پہلے کہ رچرڈ کچھ سمجھتا گولیاں ایک تواتر سے
اس کے دل میں اترتی چلی گئیں۔

"اس کا مرجانا ضروری تھا۔ بہرحال آؤ۔ اب ہمیں فوری طور پر اس
فیرم تک پہنچنا ہو گا"...... صفدر نے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"مجھے حیرت ہے کہ فیرم کے مطابق کو ڈاک کو کسی بنک لاکر
میں رکھا گیا ہے اور گریٹ لینڈ حکومت بھی اس سے واقف نہیں ہے
کیا اس قدر اندھا اعتماد بھی اس جی تھری پر کیا جا سکتا ہے"۔ کیپٹن

شکیل نے صفدر کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" جی تھری واقعی انتہائی خفیہ پارٹی ہے۔یہ تو خاور نے کام دکھا
ہے۔ورنہ ہم واقعی ٹکریں مارتے رہ جاتے۔گریٹ لینڈ والے دراصل
پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوفزدہ ہیں۔اس لئے انہوں نے وہاں کوئ
چیز بھی نہیں رکھی" ..... صفدر نے کمرے سے باہر راہداری میں پہنچ
ہوئے کہا۔

" اس لحاظ سے تو اس چیف سیکرٹری کی بات درست تھی ک
فارمولا واپس جی تھری کو دے دیا ہے۔اب یہ اور بات ہے کہ وہ کسی
بنک لاکر میں محفوظ ہے"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہ
اور صفدر نے بھی مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سیاہ رنگ کی بڑی اور جدید ماڈل کی کار خاصی تیز رفتاری سے
ایکریمیا کے دارالحکومت والنگٹن کی فراخ سڑک پر دوڑی چلی جارہی تھی
ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا جب کہ سائیڈ سیٹ پر جولیا بیٹھی ہوئی تھی
جب کہ عقبی سیٹ پر عمران سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں بند
کئے ہوئے بیٹھا ہوا تھا۔وہ اس وقت آرسیاتو کلب جا رہے تھے۔دو
گھنٹے پہلے وہ پالینڈ سے ایک چارٹرڈ جہاز کے ذریعے ایکریمیا پہنچے تھے۔
ڈارک کو انہوں نے وہیں ڈراپ کر دیا تھا اور ولنگٹن پہنچ کر عمران نے
اپنے مخصوص ذرائع کی مدد سے رہائش گاہ اور کار حاصل کر لی تھی اور پھر
رہائش گاہ پر نیا میک اپ کر کے وہ آرسیاتو کلب روانہ ہو گئے تھے۔

" میری سمجھ میں یہ نہیں آرہا۔کہ جب تم نے پالینڈ سے لارڈ
ارتھائس بن کر آرسیاتو سے معلومات حاصل کر لی ہیں کہ کوڈ واک
گریٹ لینڈ میں ہی ہے۔تو پھر تمہیں یہاں ایکریمیا آنے اور اس آرسیاتو

سے ملنے کی کیا ضرورت ہے"...... جولیا نے عقبی طرف رخ کر کے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے آرسیاتو نام بے حد پسند آیا ہے۔ بالکل ہسپانوی طرز کا نام ہے یوں لگتا ہے۔ جیسے کوئی آدمی پیانو بجا رہا ہو۔ بڑی موسیقیت ہے اس نام میں"...... عمران نے آنکھیں کھولے بغیر ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری کھوپڑی پر میں اپنی جوتی سے بھی پیانو بجا سکتی ہوں۔ تم مجھے اس کے بعد ہی صحیح جواب دو گے میرے سوال کا"...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ نے آج تک کبھی اپنے کہنے پر عمل تو نہیں کیا مس جولیا"۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران تنویر کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں کھول دی تھیں۔

"تم خاموش رہو۔ میں سنجیدہ ہوں"...... جولیا نے تنویر کو ڈانٹتے ہوئے کہا اور تنویر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

"جب کوئی خاتون سنجیدہ ہو جائے تو پھر خاموشی میں ہی عافیت ہوتی ہے۔ ورنہ زبان سے صرف تین الفاظ نکلتے ہی ساری عمر مرد کو عمر قید کی سزا مل جاتی ہے"...... عمران نے تنویر کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"میں اس عمر قید کے لئے تیار ہوں۔ مس جولیا حکم تو کریں"۔ تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم خاموش نہیں رہ سکتے تنویر۔ ہر وقت کا مذاق اچھا نہیں ہوتا۔

اب اگر تم نے کچھ کہا تو مجھ سے برا کوئی نہ ہو گا"...... جولیا کو سچ مچ غصہ آ گیا تھا۔

"آئی ایم سوری۔ مس جولیا"...... تنویر نے جولیا کو اس قدر غصے میں دیکھ کر معذرت کرنے میں ہی عافیت سمجھی۔

"ہاں۔ اب تم بتاؤ۔ کیوں جا رہے ہو آرسیاتو کلب"...... جولیا نے اسی لمحے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آرسیاتو سے ملنے"...... عمران نے بھی اس بار بڑی شرافت سے جواب دیا۔ کیونکہ وہ جولیا کی فطرت کو سمجھتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اب جولیا جھلاہٹ کے عروج پر پہنچ چکی ہے۔

"کیوں۔ کیا ضرورت ہے اس سے ملنے کی۔ جب اس سے بات ہو چکی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"آخر تم آرسیاتو سے ملنے پر اس قدر الرجک کیوں ہو رہی ہو"۔ عمران نے الٹا سوال کر دیا۔

"اس لئے کہ میرے خیال میں ایسا کرنے سے صرف وقت ضائع ہو گا۔ جب آرسیاتو بتا چکا ہے کہ فارمولا گریٹ لینڈ میں ہے تو پھر"...... جولیا نے کہا۔

"جولیا کیا تم لارڈ ارتھائس کو جانتی ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تو نہیں جانتی۔ تم تو جانتے ہو گے۔ اس لئے تم نے اس کا حوالہ دیا تھا آرسیاتو کو"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں تو اس صورت میں جان سکتا۔ اگر اس کا کوئی وجود ہوتا۔
جیرم نے بتایا تھا کہ آرسیا توجی تھری کے بورڈ آف گورنرز کا رکن ہے
اس کا مطلب ہے کہ وہ اس تنظیم میں انتہائی اہم آدمی ہے۔ جیرم اس
سے مزید بات چیت نہ کر سکتا تھا۔ جب کہ میں اسے مزید ٹٹولنا چاہتا
تھا۔ اس لئے میں نے ایک نفسیاتی داؤ استعمال کیا۔ مجھے معلوم ہے کہ
جس انداز میں جی تھری کو خفیہ رکھا گیا ہے اور جس بڑے پیمانے پر یہ
اس کے باوجود کام کر رہی ہے اس کا مطلب ہے کہ اس کا سیٹ اپ
انتہائی وسیع ہو گا۔ اس آئیڈیے کو ذہن میں رکھتے ہوئے میں نے لارڈ
ارتھائس اور اس کا عہدہ تخلیق کیا اور تم نے دیکھا بھی کہ بہرحال اس
نے کافی کچھ بتا دیا۔ لیکن اس کے باوجود میں پوری طرح مطمئن نہیں
ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اگر اس سے مل لیا جائے تو ہو سکتا ہے۔ اس
بارے میں مزید کسی بات کا علم ہو جائے اور آخری بات یہ ہے کہ
گریٹ لینڈ میں کیپٹن شکیل اور نعمانی صاحب پہلے ہی کام کر رہے ہیں
اگر فارمولا گریٹ لینڈ میں ہوتا تو اب تک اس سلسلے میں کوئی نہ کوئی
اطلاع وہ چیف کو دے چکے ہوتے اور چیف ہمیں اطلاع کر دیتا"۔
عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

"اوہ۔ لیکن تم نے بھی تو اس دوران چیف سے رابطہ قائم نہیں
کیا"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے جان بوجھ کر رابطہ نہیں کیا۔ کیونکہ مجھ میں اپنی
شکست کا اعلان سننے کی ہمت نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

"شکست۔ کیا مطلب"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
تنویر بھی حیرت سے بیک مرر میں عمران کو دیکھنے لگا۔

"اس بار تمہارے چیف نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے۔ مجھے تو
تم لوگوں کے ساتھ پالینڈ بھجوا دیا اور اس کے ساتھ ہی کیپٹن شکیل
اور نعمانی کو گریٹ لینڈ اور صفدر اور خاور کو ایکریمیا بھجوا دیا۔ تاکہ اگر
فارمولا گریٹ لینڈ میں ہو تو کیپٹن شکیل اور نعمانی اسے فوری حاصل
کر لیں۔ اس طرح میں سیکرٹ سروس کے مقابلے میں شکست کھا
جاؤں اور اگر فارمولا ایکریمیا میں ہو تو صفدر اور خاور اسے حاصل کر
کے مجھے شکست دے دیں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو تم اپنے آپ کو سیکرٹ سروس سے الگ سمجھتے ہو"...... جولیا
نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے۔ میں تو سیکرٹ سروس کا رکن ہی نہیں ہوں۔ فری
لانسر ہوں۔ معاوضہ لے کر کام کرتا ہوں"...... عمران نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا۔ آج پہلی بار یہ انکشاف ہوا ہے کہ عمران سیکرٹ
سروس سے کام کیوں نہیں لیتا اور خود سارا کام کیوں کرتا رہتا ہے۔
اس کا مطلب ہے کہ یہ جان بوجھ کر سیکرٹ سروس کو ناکارہ بنا رہا ہے
اور یہ خود اپنے آپ کو سیکرٹ سروس سے افضل و برتر سمجھتا ہے"۔
تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"عمران تمہاری اس بات نے مجھے شدید دکھ پہنچایا ہے۔ چیف تمہیں سیکرٹ سروس کا لیڈر بنا کر بھیجتا ہے۔ ہم سب تمہاری ماتحتی میں کام کرتے ہیں۔ اس کے باوجود تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہارے علاوہ اگر فارمولا کسی اور نے حاصل کر لیا تو یہ تمہاری شکست ہو گی"۔ جولیا کے لہجے سے واقعی بے حد دکھ کا اظہار نمایاں تھا۔

"اس میں دکھ کی کیا بات ہے۔ یہ تو سیدھا سادھا معاشی مسئلہ ہے اگر صفدر یا کیپٹن شکیل نے فارمولا حاصل کر لیا تو تمہارا چیف مجھے معاوضہ دینے سے صاف انکار کر دے گا اور میں اب اتنا تو امیر نہیں ہوں کہ جب تک دوسرا کوئی کیس آئے اور میں اسے مکمل کر کے معاوضہ نہ لوں تمہاری طرح ٹھاٹھ باٹھ سے گذارا کرتا رہوں۔ دن رات جان ماری کرنے کے باوجود مجھے اتنا معاوضہ نہیں دیا جاتا کہ سلیمان کی تنخواہ ادا کر سکوں اور سرے سے نہ ملنے کی صورت میں کیا ہو گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کیا کرو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم لمبی لمبی رقمیں مخصوص اداروں کو دیتے رہتے ہو یہ رونا دھونا تو تمہاری عادت بن گئی ہے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ لمبی لمبی رقمیں میری تھوڑی ہوتی ہیں۔ وہ تو سپرنٹنڈنٹ فیاض کی ہوتی ہیں۔ وہ سرکاری ملازم ہے۔ اپنے نام سے کسی کو دے نہیں سکتا۔ کیونکہ قوانین وضوابط آڑے آتے ہیں اور پھر پوچھ گچھ شروع ہو جاتی ہے کہ یہ رقم کہاں سے آئی۔ جب کہ تمہاری تنخواہ

اتنی ہے۔ پھر اس کی بیوی کنجوس خاتون ہے۔ اسے اگر پتہ چل جائے کہ فیاض نے اتنی بڑی رقم کسی یتیم خانے کو دے دی ہے اور وہ خود ایک پرفیوم کی شیشی بھی تنخواہ میں سے نہیں خرید سکتی تو ظاہر ہے فیاض کے سر پر موجود باقی بال بھی غائب ہو جاتے ہیں اور وہ ہے بھی اسم بامسمیٰ۔ مطلب یہ کہ اگر اس کا نام فیاض ہے تو وہ طبیعت کا بھی فیاض ہے۔ اس لئے فیاضی کے بغیر رہ نہیں سکتا۔ چنانچہ اس نے اس کام کے لئے مجھے رکھا ہوا ہے۔ میں اس سے رقمیں لے کر اپنے نام سے مخصوص اداروں کو دے دیتا ہوں اور تھوڑی بہت امداد انجمن غربا و مساکین کے اکاؤنٹ میں بھی پہنچ جاتی ہے۔ جس کا انچارج جناب آغا سلیمان پاشا صاحب ہیں۔ تاکہ میرے فلیٹ پر جو غربا و مساکین آئیں ان کی چائے پانی سے تواضع کی جا سکے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہارے فلیٹ میں غربا و مساکین۔ میں نے تو ایسے کسی آدمی کو وہاں آتے کبھی نہیں دیکھا"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"کیوں نہیں دیکھا۔ تم بتاؤ تنویر۔ تم کبھی میرے فلیٹ پر نہیں آئے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا۔ آپ نے دیکھ لیا کہ یہ ہمارے متعلق کیا رائے رکھتا ہے"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہونہہ۔ تو یہ بات ہے۔ تم ہم سب کے بارے میں یہی رائے رکھتے ہو۔ تمہیں شرم آنی چاہئے"...... جولیا نے واقعی غصے سے بڑبڑانے

والے لہجے میں کہا۔

" کس بات پر ۔ رائے رکھنے پر یا تمہاری غربت پر ۔ جہاں تک غربت کا تعلق ہے ۔ تو غریب عربی کا لفظ ہے اور اس کا مطلب ہوتا ۔ نادر ۔ منفرد ۔ اس لئے تو لفظ عجیب کے ساتھ غریب استعمال کیا جا ہے اور میرا خیال ہے کہ تم سمیت سیکرٹ سروس کے تمام اراکی واقعی نادر اور منفرد لوگ ہیں ۔ عام لوگوں کی طرح نہیں ہیں ا جہاں تک مسکین کا تعلق ہے ۔ تو یہ بھی عربی کا لفظ ہے اور اس کا معنیٰ شرافت بھی ہوتا ہے ۔ مثلاً کسی شریف آدمی کو کہا جاتا ہے کہ یہ صاحب تو مسکین طبع ہیں ۔ لہذا ان کی طبیعت میں شرارت کی بجائے شرافت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اور آج تک سیکرٹ سروس کے ارکان نے شرافت کا ہی مظاہرہ کیا ہے ۔ میں نے کبھی اخبار میں ان کے کسی سیکنڈل کے بارے میں نہیں پڑھا ۔ حالانکہ جسمانی طور پر صحت مند اور فٹ لوگ ہیں ۔ وجیہہ اور خوبصورت بھی ہیں ۔ بنک بیلنس بھی رکھتے ہیں ۔ اکیلے رہتے ہیں ۔ ایسے لوگوں کے ساتھ تو روزانہ ایک نیا سیکنڈل بننا چاہئے ۔ لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا ۔ تو اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ سیکرٹ سروس کے تمام ارکان واقعی مسکین لوگ ہیں ۔ مطلب ہے شریف ہیں ۔ باقی رہی بات میری رائے رکھنے کی ۔ تو شریف اور منفرد افراد کے بارے میں اچھی رائے رکھنے پر مجھے تو واقعی شرم نہیں آتی "...... عمران کی زبان رواں ہو گئی اور جولیا اور تنویر دونوں کے چہروں پر عجیب سی بے بسی پھیل گئی ۔ جیسے وہ مشکل

میں پھنس گئے ہوں کہ عمران کی اس وضاحت کے بعد اپنے آپ کو غریب اور مسکین کہنے پر غصے کا اظہار کیسے کریں ۔

" تم سے خدا سمجھے ۔ نجانے کس سکول میں پڑھتے رہے ہو ۔ ہر بات کا نجانے کیا مطلب نکال لیتے ہو ۔ بہر حال اب یہ موضوع ختم ۔ پہلے تم چیف کو کال کرو ۔ اس کے بعد ہم آرسیا تو کلب جائیں گے "...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آرسیا تو کلب تو آ بھی گیا ہے "...... تنویر نے کہا۔

" چلو کلب کے باہر پبلک بوتھ سے کال کر لیں گے "...... جولیا نے کہا۔

" اب تم مصر ہو تو ٹھیک ہے ۔ آخر بات تو ماننی ہی پڑتی ہے ۔ ورنہ گاڑی کیسے چل سکتی ہے "...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا ۔ جیسے مجبوراً آمادہ ہو رہا ہو ۔

" کون سی گاڑی "...... جولیا نے چونک کر پوچھا ۔

" وہی جسے دیکھ کر کبیرا رو دیا تھا "...... عمران نے جواب دیا ۔

" کیا کہہ رہے ہو ۔ یہ تمہارا دماغ اچانک خراب کیوں ہو جاتا ہے "...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا ۔

" مس جولیا ۔ یہ ایک قدیم شاعر کی شاعری کا حوالہ دے رہا ہے "۔ تنویر نے جولیا کو سمجھاتے ہوئے کہا ۔

" کیسا حوالہ "...... جولیا نے حیران ہو کر کہا ۔

" قدیم دور میں ایک شاعر ہوا کرتے تھے ۔ بھگت کبیر ۔ جن کا

تخلص کبیرا تھا۔ بڑا عجیب ۔ میرا مطلب ہے منفرد شاعر۔ وہ لوگوں کی
باتیں سن سن کر روتا رہتا تھا۔ کہ لوگ رنگی کو نارنگی کہتے ہیں۔ چلتی
کو گاڑی کہتے ہیں سبنے دودھ کو کھویا کہتے ہیں۔ مطلب ہے کہ نارنگی
رنگ دار ہوتی ہے۔ اسے رنگی کہنا چاہئے۔ لیکن لوگ اسے نارنگی کہتے
ہیں۔ یعنی بغیر رنگ کے۔ چلتی ہوئی چیز کو چلتی کہنے کی بجائے لوگ
گاڑی کہتے ہیں یعنی گڑی ہوئی رکی ہوئی۔ اس طرح جو دودھ بن جائے
یعنی قائم ہو جائے۔ اسے بنا ہوا دودھ کہنے کی بجائے کھویا کہتے ہیں۔
یعنی ضائع ہوا ہوا۔ بس اس قسم کی شاعری کرتا رہتا تھا۔ اب تم نے
پوچھا ہے کہ کون سی گاڑی تو میں نے تمہیں بتایا ہے کہ وہ گاڑی جسے
دیکھ کر کبیرا رو دیا تھا کہ یہ تو چلتی ہے۔ اسے گاڑی کیوں کہتے
ہیں"...... عمران نے مکمل وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"خدا کی پناہ۔ تم سے تو بات کر کے آدمی پھنس جاتا ہے۔ نجانے
کہاں کہاں کے حوالے دینا شروع کر دیتے ہو"...... جولیا نے بے بس
سے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار ہنس دیا۔ اسی لمحے تنویر نے گاڑی
آرسیاتو کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑ دی اور اسے پارکنگ کی طرف
لے جانے لگا۔ کلب کی عمارت خاصی جدید اور شاندار تھی۔ پارکنگ
میں بھی نئے ماڈل کی کاروں کی کثرت تھی اور کلب میں آنے جانے
والے لوگ بھی اعلیٰ سوسائٹی کے افراد ہی نظر آرہے تھے۔ تنویر نے کار
روکی اور پھر وہ سب نیچے اتر آئے۔ مین گیٹ سے کچھ پیچھے مقامی اور غیر
ملکی پبلک کال آفس موجود تھے۔ عمران نے ایک فارن کال آفس سے

ایکسٹو کے لئے کال ملائی۔ جولیا بوتھ میں ساتھ کھڑی ہو گئی تھی۔ جب
۔ تنویر باہر کھڑا رہا تھا۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی
دی اور ساتھ کھڑی جولیا کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے کسی
بھٹکے ہوئے بچے کے کان میں اچانک اپنے کسی عزیز کی آواز پڑ جائے۔

"علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ولد سر
عبدالرحمن۔ بندہ نادان۔ ہیچ مدان۔ حسن کا دربان۔ سس۔ سس۔
سوری۔ یہ تو آپ کو ہونا چاہئے"...... عمران نے گھبرائے ہوئے لہجے
میں کہا۔ تو پاس کھڑی جولیا نے ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے رسیور
چھین لیا

"جولیا بول رہی ہوں باس"۔ جولیا نے بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔

"یس۔ کیوں کال کی ہے"...... دوسری طرف سے انتہائی سرد لہجے
میں کہا گیا اور جولیا کے جوش پر جیسے اوس سی پڑ گئی۔

"باس۔ ہم ایکریمیا سے بول رہے ہیں۔ پالینڈ سے ہمیں معلومات
ملی ہیں کہ"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا۔ کیا اب مجھے یہ بتانا پڑے گا کہ یہ عام کال ہے"۔
ایکسٹو نے اس کی بات کاٹتے ہوئے پہلے سے زیادہ سرد لہجے میں کہا۔

"سس۔ سوری سر"...... جولیا نے تقریباً رو دینے والے لہجے میں کہا
اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور عمران کے ہاتھ میں دیا اور تیزی
سے بوتھ کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

”علی عمران - ایم ایس سی - ڈی .....“ عمران نے رسیور ہاتھ میں لیتے ہی ایک بار پھر اپنا تعارف شروع کرا دیا۔

”مسئلہ کیا ہے - کیوں کال کی ہے“ ..... دوسری طرف سے ایکسٹو نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

”مس جولیا - ہوم سکنس کا شکار نظر آ رہی تھیں - ان کا بڑا اصرار تھا کہ آپ کو کال کیا جائے اور آپ سے پوچھا جائے - کہ گریٹ لینڈ میں کیپٹن اور اس کی سنگل رکنی ٹیم اور ایکریمیا میں بڑے میاں اور چھوٹے میاں کا کیا حال ہے - کیونکہ پالینڈ میں ہمیں تو یہی بتایا گیا ہے کہ گوہر مقصود گریٹ لینڈ سے ملے گا“ ..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ سب کل ایکریمیا میں اکٹھے ہو چکے ہیں - کیونکہ دوسری طرف سے یہی رپورٹ دی گئی ہے کہ ہمارے مطلب کی چیز واپس جی تھری کے پاس پہنچ چکی ہے - تم ایکریمیا میں ٹرانسمیٹر پر ان سے بات کر کے تفصیلات حاصل کر سکتے ہو“ ..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا - عمران نے رسیور رکھا اور پھر مڑ کر بوتھ سے باہر آ گیا۔

”کیا ہوا“ ..... جولیا اور تنویر دونوں نے چونک کر پوچھا۔

”دونوں پہلوان ٹیمیں ایکریمیا میں اکٹھی ہو چکی ہیں - کیونکہ دونوں کی رپورٹ یہی ہے کہ فیصلہ جی تھری کے میدان میں ہو گا“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ابھی وہ لوگ بھی کچھ حاصل کرنے میں امیاب نہیں ہو سکے - لیکن وہ ہیں کہاں - ان سے رابطہ تو کیا جانا ہئے“ ..... جولیا نے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

”آرسیاتو سے مل لیں - پھر ان سے بھی رابطہ کر لیں گے“ - عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور دروازہ کھول کر ہال میں داخل ہو گیا - وسیع و عریض ہال میں تقریباً تمام میزیں پر تھیں - لیکن اس کے باوجود وہاں خاص قسم کی خاموشی طاری تھی - لوگ سرگوشیوں میں باتیں کر رہے تھے - کہیں کہیں کوئی ہلکا سا مترنم قہقہہ فضا میں ارتعاش پیدا کر دیتا تھا - ایک سائیڈ پر کاؤنٹر تھا - عمران اس کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا - جس کے پیچھے دو مقامی لڑکیاں کھڑی تھیں - ان کے جسموں پر مکمل لباس تھا اور چہرے مہرے سے بھی وہ تعلیم یافتہ اور مہذب دکھائی دے رہی تھیں۔

”جی فرمایئے“ ..... ایک لڑکی نے بڑے مہذب لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جناب آرسیاتو سے ملاقات کرنی ہے - ان سے وقت تو طے نہیں ہے - لیکن ملاقات بہت ضروری ہے - اب یہ کام آپ کا ہے کہ آپ ان سے ہماری ملاقات کس طرح کراتی ہیں“ ..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ کا نام“ ..... لڑکی نے سامنے رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"میں جیفرے انٹرپرائزر کا مالک جیفرے ہوں ۔ یہ میری سیکرٹری ہیں مس جولین اور یہ میرے بزنس منیجر ہیں ۔ جناب آرتھر میک" عمران نے باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا ۔ اس نے جان بوجھ جیفرے انٹرپرائزر کا نام لے دیا تھا ۔ جس کا ایکریمیا کی ایک ریاست میں سپورٹس کا بہت وسیع وعریض کاروبار تھا ۔

"اوہ ۔ اچھا"...... لڑکی نے بھی مرعوب ہوتے ہوئے کہا اور رسیور کان سے لگا کر اس نے جلدی سے دو تین بٹن پریس کر دیئے ۔

"کاؤنٹر سے سوزی بول رہی ہوں جناب"...... لڑکی نے کہا اور پھر اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا اسی طرح تعارف کرایا ۔ جس طرح عمران نے اس سے کرایا تھا ۔

"ٹھیک ہے سر"...... دوسری طرف سے بات سن کر اس نے کہا اور رسیور رکھ دیا ۔

"باس نے فوری ملاقات کا وقت دے دیا ہے ۔ ان کی پرسنل سیکرٹری آپ کے استقبال کے لئے آ رہی ہے ۔ آپ اس دوران کیا پینا پسند فرمائیں گے"...... لڑکی نے بڑے رخ ہذب مہذب میں کہا ۔

"شکریہ ۔ بزنس ڈیل کے دوران میں پینے سے احتراز ہی کرتا ہوں"...... عمران نے جواب دیا اور لڑکی نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔

تھوڑی دیر بعد ایک لفٹ سے ایک اور خاتون باہر آئی اور تیز تیز قدم اٹھاتی کاؤنٹر کی طرف آنے لگی ۔

"میرا نام آرلین ہے اور میں جناب آرسیاتو کی پرسنل سیکرٹری

ہوں"...... اس خاتون نے کاؤنٹر کے قریب آکر اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا ۔

"جیفرے"...... عمران نے کہا ۔

"آیئے ۔ تشریف لایئے ۔ باس آپ کے منتظر ہیں"...... لڑکی نے کہا اور واپس لفٹ کی طرف مڑ گئی ۔ تھوڑی دیر بعد عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک بڑے لیکن خوبصورت انداز میں سجے ہوئے دفتر میں پہنچ گیا دروازے کے پاس ہی آرسیاتو نے ان کا استقبال کیا ۔ وہ ادھیڑ عمر آدمی تھا اور چہرے مہرے سے کاروباری آدمی ہی لگ رہا تھا ۔ اس کے جسم پر تھری پیس سوٹ تھا ۔

"میں آپ کا مشکور ہوں مسٹر آرسیاتو کہ آپ نے ہمیں فوری وقت دے دیا ہے"...... تعارف اور رسمی جملوں کے بعد عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا ۔

"آپ جیسی معزز شخصیت کی میرے کلب میں آمد ہی میرے لئے باعث فخر ہے جناب"...... آرسیاتو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔

اسی لمحے ان کی پرسنل سیکرٹری آرلین اندرونی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی ۔ وہ ایک ٹرالی دھکیلتی ہوئی آ رہی تھی ۔ جس پر شراب کی دو بوتلیں اور جام رکھے ہوئے تھے ۔

"شکریہ مسٹر آرسیاتو ۔ لیکن میرا اصول ہے کہ بزنس ڈیل کے دوران میں کچھ پیا نہیں کرتا ۔ کاؤنٹر پر بھی مس سوزی نے آفر کی تھی ۔ لیکن میں نے ان سے بھی معذرت کر لی تھی"...... عمران نے نرم لہجے

میں کہا۔
"اوہ۔ اچھا اصول ہے۔ ٹھیک ہے۔ آرلین ٹرالی واپس لے جاؤ"...... آرسیاتو نے مسکراتے ہوئے کہا اور آرلین سر ہلاتی ہوئی واپس مڑی اور پھر ٹرالی دھکیلتی ہوئی اسی اندرونی دروازے سے باہر چلی گئی۔
"مسٹر آرسیاتو۔ ہم پاکیشیا کا ادھورا فارمولا خریدنا چاہتے ہیں"۔ عمران نے اچانک سنجیدہ لہجے میں کہا تو آرسیاتو بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ایک لمحے کے لئے ابھرے۔ لیکن اس نے جلد ہی اپنے آپ پر قابو پالیا۔
"جی کیا فرمایا آپ نے۔ پاکیشیا کا ادھورا فارمولا۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"...... آرسیاتو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ اب غور سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر الجھن اور حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
"مسٹر آرسیاتو۔ آپ کاروباری آدمی ہیں اور کاروباری آدمی کو اس قسم کی حیرت کے اظہار کی ضرورت نہیں ہوتی۔ آپ کا تعلق جی تھری سے ہے اور جی تھری نے پالینڈ کی تنظیم ہائی ٹاورز کے ذریعے پاکیشیا سے ایک سائنسی فارمولا جبراً حاصل کیا۔ جی تھری مڈل پارٹی ہے۔ اسے اس کام کے لئے گریٹ لینڈ نے ہائر کیا تھا۔ بہرحال وہ فارمولا جب گریٹ لینڈ بھیجا گیا تو وہ ادھورا تھا۔ آدھا فارمولا پاکیشیا واپس پہنچ گیا اور پاکیشیا نے اسے خرید لیا ہم پاکیشیا کے مفادات کے لئے کام

کر رہے ہیں اور ہم اب وہ باقی آدھا فارمولا بھی خریدنا چاہتے ہیں اور اس کی باقاعدہ قیمت ادا کریں گے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر جیفرے۔ میرا کوئی تعلق کسی جی تھری سے نہیں ہے اور نہ میں کسی فارمولے کے بارے میں کچھ جانتا ہوں"...... آرسیاتو نے اس بار سپاٹ لہجے میں کہا۔
"آپ سے لارڈ ارتھائس نے بات کی تھی۔ اس کا ٹیپ میرے پاس موجود ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ لارڈ ارتھائس میں خود ہوں اس لئے مزید وقت ضائع نہ کریں۔ قیمت بتا دیں اور فارمولا ہمیں فروخت کر دیں"...... عمران نے اس بار لارڈ ارتھائس کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ تو آرسیاتو بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر اس بار خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
"آپ۔ آپ لارڈ ارتھائس۔ مگر"...... آرسیاتو بری طرح بوکھلا گیا تھا۔
"آپ لوگ صرف مڈل پارٹی کا کام کرتے ہیں۔ فیلڈ میں کام نہیں کرتے۔ اس لئے آپ لوگوں میں ابھی وہ خاص ذہانت پیدا نہیں ہوئی جو فیلڈ میں کام کرنے والوں میں خود بخود پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس بات کو چھوڑیں اور مطلب کی بات کریں"...... عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ لیکن اس بار اس نے پہلے والے لہجے میں ہی بات کی تھی۔

"سوری جناب ۔ میں اس سلسلے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا
وہ فارمولا ہماری طرف سے تو گریٹ لینڈ کے حوالے کر دیا گیا تھا ۔
اب وہ ادھورا تھا یا مکمل ۔ اس سے ہمیں کوئی غرض نہیں ہے اور نہ ہی
ہمیں اس سلسلے میں کوئی شکایت ملی ہے" ...... آرسیاتو نے جواب دیا
اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا تھا کہ جو کچھ کہہ رہا ہے ۔ سچ کہہ
رہا ہے ۔

"آپ کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ آپ جی تھری کے بورڈ آف
گورنرز کے رکن ہیں ۔ اس حیثیت میں تو آپ کو علم ہونا چاہئے کہ
فارمولا گریٹ لینڈ بھیجنے کے بعد کیا حالات پیش آئے ہیں" ...... عمران
نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

"مجھے اس بات پر تو واقعی انتہائی حیرت ہے کہ آپ کو کیسے علم ہوا
کہ میں جی تھری کے بورڈ آف گورنرز کا رکن ہوں اور بورڈ آف گورنرز
کے اوپر بھی ایک سیٹ اپ ہے ۔ اس لئے تو جب آپ نے بطور لارڈ
ارتھائس اس سیٹ اپ کا حوالہ دیا تو میں مار کھا گیا اور آپ سے بات
کر لی ۔ لیکن اگر آپ کو ایسے خفیہ ترین سیٹ اپ کا علم ہے تو آپ کو
یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ جی تھری کی ساخت کیا ہے جی تھری کو خفیہ
رکھنے کے لئے انتہائی سخت تگ ودو کی جاتی ہے اور یہ اسے کو خفیہ رکھنے
کی بات ہے کہ مشن تو میں نے مکمل کرا یا ہے ۔ لیکن اس کے بعد کا
مجھے علم نہیں ہے ۔ کسی اور کو ہو گا" ...... آرسیاتو نے جواب دیا ۔

"آپ کو یہ مشن گریٹ لینڈ کے چیف سیکرٹری نے دیا تھا یا پرائم

منسٹر نے" ...... عمران نے پوچھا ۔

"ہمارا رابطہ چیف سیکرٹری سے ہے اور وہ بھی براہ راست نہیں
ہے ۔ چیف سیکرٹری بھی نہیں جانتا ہو گا کہ جی تھری میں وہ کس سے
بات کر رہا ہے ۔ بہرحال حکومت گریٹ لینڈ سے رابطہ چیف سیکرٹری
کے ذریعے ہی ہے ۔ پرائم منسٹر سے نہیں ہے اور نہ ہی پرائم منسٹر
جیسی شخصیت ایسے کاموں میں ملوث ہوتی ہے" ...... آرسیاتو نے جواب
دیتے ہوئے کہا ۔

"تو پھر آپ ہماری رہنمائی کریں کہ ہم اس فارمولے کو کس سے
خرید سکتے ہیں" ...... عمران نے کہا ۔

"آپ حکومت گریٹ لینڈ سے رابطہ کریں ۔ ان کے پاس فارمولا
ہے" ...... آرسیاتو نے جواب دیا ۔

"لیکن ان کا کہنا ہے کہ فارمولا ایکریمیا واپس پہنچ چکا ہے اور یہ بات
سچی ہے" ...... عمران نے کہا ۔

"پھر میں کچھ نہیں بتا سکتا جناب ۔ میں معذرت خواہ ہوں ۔ اس
لئے کہ میں واقعی لاعلم ہوں" ...... آرسیاتو نے جواب دیا ۔

"مسٹر آرسیاتو ۔ آپ شریف آدمی ہیں اور مجھے معلوم ہے کہ آپ
درست کہہ رہے ہیں ۔ لیکن ہم نے ہر صورت میں فارمولا خریدنا ہے ۔
آپ برائے کرم اس سلسلے میں گائیڈ کریں ۔ ہم اس گائیڈنس کے لئے
آپ کو معقول معاوضہ بھی دیں گے اور آپ کا نام خفیہ رکھنے کا حلف
بھی دیتے ہیں" ...... عمران نے کہا ۔

"کتنا معاوضہ دیں گے آپ"...... آرسیاتو نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"جو مناسب آپ سمجھیں۔ لیکن معلومات حتمی ہونی چاہئیں"۔ عمران نے کہا۔

"ایک لاکھ ڈالر اگر آپ دیں اور ساتھ ہی حلف بھی دیں کہ میرا نام درمیان میں نہ آئے گا تو میں معلوم کر کے آپ کو بتا سکتا ہوں"۔ آرسیاتو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں منظور ہے"...... عمران نے فوراً ہی رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

"رقم دیجئے اور حلف لیجئے۔ میں ابھی معلوم کر دیتا ہوں"۔ آرسیاتو نے کہا تو عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک لاکھ ڈالر کا ٹریولر گارنٹیڈ چیک نکال کر اس نے آرسیاتو کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے ایئر پورٹ سے ہی کرنسی تبدیل کرا کر بھاری مالیت کے گارنٹیڈ ٹریولر چیک حاصل کر لئے تھے۔ تاکہ جیبیں وزنی نہ ہو جائیں۔

"ٹھیک ہے۔ اب حلف۔ کیونکہ اس میں میری زندگی کی بات ہے"...... آرسیاتو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ تو عمران نے باقاعدہ حلف دے دیا۔

آرسیاتو صوفے سے اٹھا اور اس نے چیک کو میز کی دراز میں رکھا اور پھر میز پر پڑا ہوا فون اٹھا کر وہ واپس صوفے پر آ کر بیٹھ گیا۔ فون اس نے سامنے میز پر رکھا اور اس نے نیچے لگا ہوا لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا

اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ عمران کی نظریں نمبروں پر جمی ہوئی تھیں۔

"یس۔ رینگر کارپوریشن"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کٹوتھی سے بات کراؤ۔ میں آرسیاتو کلب سے آرسیاتو بول رہا ہوں"۔ آرسیاتو نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو کٹوتھی بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"آرسیاتو بول رہا ہوں۔ فون سیٹ کر لو۔ تم سے ڈائریکٹ بات کرنی ہے"...... آرسیاتو نے اسی طرح تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس سر۔ ایک منٹ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور آرسیاتو خاموش ہو گیا۔

"یس سر۔ اب آپ بات کر سکتے ہیں"...... کٹوتھی کی آواز چند لمحوں بعد سنائی دی۔

"کٹوتھی۔ اپنے طور پر ہیڈ کوارٹر سے معلوم کر کے مجھے بتاؤ کہ پاکیشیا سے جو سائنسی مشن ہائی ٹاورز کے ذریعے مکمل کرایا گیا تھا۔ اس کا فارمولا میں نے گریٹ لینڈ بھجوا دیا تھا۔ اس کے بعد کیا حالات پیش آئے ہیں اور اب وہ فارمولا کہاں ہے"...... آرسیاتو نے کہا۔

"آپ کا مطلب ٹرپل ایکس فور فورون مشن سے ہے"...... ٹوتھی نے کہا۔

"ہاں۔یہی نمبر تھا۔مجھے کچھ یاد نہ رہا تھا"...... آرسیاتو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے ٹوتھی نے کہا۔

"سنو۔درست اور حتمی معلومات چاہئیں۔سپیشل معاوضہ پہنچ جائے گا تمہیں"...... آرسیاتو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"ابھی تھوڑی دیر میں حتمی معلومات مل جائیں گی آپ کو۔اب آپ بتائیں کہ آپ کے لئے کون سا مشروب منگوایا جائے"...... آرسیاتو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کافی منگوا لیں"...... عمران نے کہا تو آرسیاتو نے اٹھ کر میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر کے کسی کو کافی بھیجنے کا کہا اور رسیور رکھ کر واپس صوفے پر آکر بیٹھ گیا۔تھوڑی دیر بعد اندرونی دروازہ کھلا اور اس کی پرسنل سیکرٹری آرلین ٹرالی دھکیلتی ہوئی دوبارہ اندر آئی۔اس بار ٹرالی پر ہاٹ کافی کا سامان موجود تھا۔کافی سرو کر کے وہ ٹرالی ایک طرف کھڑی کر کے واپس چلی گئی۔

"کیا آپ بتانا پسند کریں گے کہ آپ کو میرے متعلق یہ معلومات کہاں سے ملی ہیں"...... آرسیاتو نے کہا۔

"سوری مسٹر آرسیاتو۔اصول اصول ہوتا ہے۔جس طرح تم نے

مجھ سے حلف لیا ہے۔اسی طرح میں نے اس ذریعے کو بھی حلف دیا ہوا ہے کہ اس بات کو اوپن نہیں کیا جائے گا"...... عمران نے جواب دیا اور آرسیاتو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔میں آپ کو مجبور نہیں کروں گا۔لیکن یہ بات تو آپ بتا سکتے ہیں کہ کیا آپ واقعی جیفرے ہیں۔جیفرے کارپوریشن کے مالک ہیں"...... آرسیاتو نے کہا۔

"اس بات کو بھی آپ نہ ہی پوچھیں تو بہتر ہے۔آپ جتنا کم جانیں گے اتنا آپ کے لئے ہی بہتر رہے گا"...... عمران نے کافی پیتے ہوئے کہا اور آرسیاتو نے لمبا سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور آرسیاتو نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔آرسیاتو بول رہا ہوں"...... آرسیاتو نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹوتھی بول رہا ہوں باس۔ڈائریکٹ کال پر"...... دوسری طرف سے ٹوتھی کی آواز سنائی دی۔

"یس۔رپورٹ دو"...... آرسیاتو نے جواب دیا۔

"باس۔فارمولا گریٹ لینڈ کے فرسٹ سیکرٹری کو پہنچا دیا گیا تھا۔پھر جی تھری ہیڈ کوارٹر کو اطلاع ملی کہ فارمولا گریٹ لینڈ سفارت خانے کے فرسٹ سیکرٹری کی پرسنل اسسٹنٹ ٹریسا نے آدھا اڑا لیا ہے اور وہ آدھا فارمولا واپس پاکیشیا پہنچ گیا ہے۔باقی آدھا گریٹ لینڈ کے پاس تھا۔چونکہ یہ غلطی گریٹ لینڈ کے آدمیوں سے ہوئی تھی۔اس لئے جی تھری کا اس میں کوئی قصور نہ بنتا تھا پھر جی تھری ہیڈ کوارٹر

سے انہیں کہا گیا کہ اگر وہ باقی آدھے فارمولے کو پاکیشیا سے واپس حاصل کرنے کا مشن دینا چاہیں تو جی تھری اس پر کام کر سکتی ہے۔ لیکن گریٹ لینڈ حکام نے کہا کہ وہ فوری طور پر پاکیشیا میں یہ مشن مکمل نہیں کرنا چاہتے۔ البتہ چند ماہ بعد اسے مکمل کیا جائے گا۔ انہوں نے جی تھری سے کہا کہ وہ اس ادھورے فارمولے کو گریٹ لینڈ میں نہیں رکھنا چاہتے۔ اس لئے جی تھری اسے اس طرح اپنی تحویل میں رکھے کہ گریٹ لینڈ میں بھی کسی کو معلوم نہ ہو سکے کہ فارمولا کہاں ہے۔ چنانچہ جی تھری نے معقول معاوضے کے عوض یہ آفر قبول کر لی اور ادھورا فارمولا ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا۔ جہاں سے اسے انتہائی خفیہ طور پر ریاست الباما کے شہر مانٹور میں۔ مانٹور سٹی بنک کے خصوصی سپیشل لاکر میں محفوظ کر دیا گیا ہے اور وہ اب بھی وہیں ہے"۔ ٹموتھی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لاکر کا نمبر اور بنک کے متعلق تفصیل کیا ہے اور کس نام سے رکھا گیا ہے۔ مکمل تفصیل معلوم کریں"...... عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور پر رکھتے ہوئے آرسیاتو سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور سے ہاتھ اٹھا لیا اور آرسیاتو نے یہی بات دوہرا دی۔

"باس۔ اس کے لئے مجھے پھر کام کرنا پڑے گا اور"۔ ٹموتھی نے کہا۔

"کام مکمل ہونا ضروری ہے ٹموتھی"...... آرسیاتو نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ میں ابھی پوری تفصیلات معلوم کر کے پھر کال کرتا

ہوں"...... ٹموتھی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور آرسیاتو نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ تمہیں باس بھی کہتا ہے اور معاوضے پر بھی ضد کرتا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ معاشرہ ہی ایسا ہے۔ یہاں باپ بیٹے سے محبت کا اظہار کرنے کے لئے معاوضہ طلب کرتا ہے"...... آرسیاتو نے جواب دیا اور عمران نے بے اختیار اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی اور آرسیاتو نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ آرسیاتو سپیکنگ"...... آرسیاتو نے کہا۔

"جیمز بول رہا ہوں آرسیاتو"...... دوسری طرف سے ایک اور مردانہ آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"یس"...... آرسیاتو نے کہا۔

"زیرو سپلائی پہنچ گئی ہے۔ اب اس کا کیا کرنا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کرنا کیا ہے۔ نمبر الیون کو دے کر رقم وصول کر لو"...... آرسیاتو نے جواب دیا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور آرسیاتو نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے رسیور رکھتے ہی دوبارہ گھنٹی بج اٹھی اور آرسیاتو نے رسیور پھر اٹھا لیا۔

"یس۔ آرسیاتو بول رہا ہوں"...... آرسیاتو نے کہا۔

"ٹھوتھی بول رہا ہوں باس ۔ تفصیلات نوٹ کر لیں"...... ٹھوتھی نے کہا۔

"یس"...... آرسیاتو نے کہا۔

"مانٹور سٹی بنک ۔ گاسکر روڈ برانچ سپیشل لاکر نمبر ففٹی ون ۔ نام مسز فرانسو اور باس یہ بھی بتادوں کہ مسز فرانسو اسی بنک میں وائس پریذیڈنٹ ہے اور جی تھری کی ممبر ہے"...... ٹھوتھی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے ۔ تھینک یو ۔ معاوضہ پہنچ جائے گا"...... آرسیاتو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"بس جناب ۔ اب تو آپ کا کام مکمل ہو گیا"...... آرسیاتو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"شکریہ ۔ مسٹر آرسیاتو ۔ آپ واقعی سمجھ دار آدمی ہیں ۔ آپ کی جگہ کوئی احمق ہوتا تو یہ ساری باتیں اس وقت بتاتا جب اس کے جسم کی دس بارہ ہڈیاں ٹوٹ چکی ہوتیں ۔ بہرحال اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے اس فون سے وہاں الباما کال کر لوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کر لیں ۔ لیکن خیال رکھیں کہ آپ نے حلف دیا ہے کہ میرا نام درمیان میں نہ آئے گا"...... آرسیاتو نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فون سیٹ کو اپنی طرف کھسکا لیا۔

"آپ کے پاس ریاست الباما کا کوڈ نمبر تو ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"آپ کہاں فون کرنا چاہتے ہیں ۔ میری سیکرٹری ہی سب نمبر ملاتی ہے ۔ میں براہ راست تو بے حد کم فون کرتا ہوں"...... آرسیاتو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں صرف اتنا کنفرم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اب یہ سپیشل لاکر محفوظ ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ ۔ لیکن اس طرح تو وہ لوگ ہوشیار ہو جائیں گے ۔ کیونکہ لامحالہ مسز فرانسو کا تعلق جی تھری کے ہیڈ کوارٹر سے ہو گا اور جیسے ہی اس لاکر کے بارے میں اسے فون ملے گا ۔ وہ فوراً ہیڈ کوارٹر اطلاع کر دے گی اور نتیجہ یہ کہ لاکر فوری طور پر تبدیل کر دیا جائے گا اور اس کے ساتھ ہی انتہائی اعلیٰ سطح پر انکوائری بھی شروع ہو جائے گی اور آپ جی تھری کی کارکردگی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے ۔ جب یہ کچھ معلوم کرنے پر آ جائے تو قبر میں سے لاشوں کے کوائف بھی نکال لاتے ہیں ۔ اس انکوائری کے بعد ٹھوتھی اور میں ۔ ہم دونوں لازماً سامنے آ جائیں گے"...... آرسیاتو نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا ۔ تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"مسٹر آرسیاتو ۔ ہم اس طرح کام نہیں کرتے جس طرح تم سمجھ رہے ہو ۔ صرف ریاست الباما کا کوڈ رابطہ تم ہمیں معلوم کر دو ۔ پھر دیکھو ہم تمہارے سامنے بات کریں گے اور تمہیں بھی معلوم ہو جائے گا کہ ہم کس طرح کام کرتے ہیں ۔ ویسے تم قطعی بے فکر رہو ۔ ہم نے

تمہیں حلف دیا ہے ۔ تو اس حلف کی پاسداری بھی کریں گے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" میری دراز میں ڈائری ہے اس میں لکھا ہوگا رابطہ نمبر۔ سیکرٹری سے پوچھا تو ہو سکتا ہے ۔ کل کوئی بات ہو جائے ۔ تو وہ فوراً بتا دے گی"...... ارسیاتو نے کہا اور اٹھ کر میز کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک ڈائری اٹھائے واپس آیا ۔ یہ ڈائری ایکریمیا کی کسی فرم کی پبلسٹی ڈائری تھی ۔ اس میں واقعی ایکریمیا کی تمام ریاستوں کے کوڈ رابطہ نمبر چھپے ہوئے تھے ۔ ریاست الباما کا کوڈ رابطہ نمبر دیکھ کر عمران نے رسیور اٹھایا اور کوڈ رابطہ نمبر ڈائل کرنے کے ساتھ ہی جنرل انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

" یس ۔ انکوائری پلیز"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" شہر مانٹور کا رابطہ نمبر دے دیں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔ تو دوسری طرف سے رابطہ نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے شکریہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور دوبارہ ریاست الباما کا کوڈ رابطہ نمبر ڈائل کرنے کے بعد اس نے انکوائری آپریٹر کا بتایا ہوا شہر مانٹور کا رابطہ نمبر ڈائل کر دیا اور ساتھ ہی انکوائری کا جنرل نمبر بھی۔

"یس ۔ انکوائری پلیز"...... اس بار ایک اور نسوانی آواز سنائی دی۔

" مانٹور سٹی بنک گاسکر روڈ برانچ کا نمبر دے دیں"...... عمران نے کہا۔

" جنرل نمبر چاہیئے یا کسی خاص آفیسر کا نمبر چاہیئے"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

" انچارج کا نمبر دے دیں"...... عمران نے کہا۔

" بنک برانچ کا چیف تو پریذیڈنٹ ہوتا ہے ۔ اس کا نمبر بتا دیتی ہوں"...... دوسری طرف سے بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک نمبر بتا دیا گیا۔

" برائے کرم عہدے کے ساتھ ساتھ ان کا نام بھی بتا دیں"۔ عمران نے کہا۔

" میکملن"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور ایک بار پھر مسلسل نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ۔ عمران کے ساتھیوں کے علاوہ آرسیاتو بھی ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا ۔ البتہ اس کے چہرے پر ہلکے سے خوف اور ہلکے سے تجسس کے تاثرات نمایاں تھے۔

" یس ۔ پی اے ۔ ٹو ۔ پریذیڈنٹ"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" اوہ ۔ تو کیا فون ایکریمیا کے پریذیڈنٹ کی پی اے سے جا ملا ہے"...... عمران نے اس طرح چونک کر کہا ۔ جیسے اسے شدید حیرت ہو رہی ہو۔

" نہیں جناب ۔ پریذیڈنٹ آف مانٹور سٹی بنک گاسکر روڈ برانچ"...... دوسری طرف سے بنک پریذیڈنٹ کی پرسنل اسسٹنٹ کی

مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

" لیکن کسی بنک کے پریذیڈنٹ کے پی اے کی آواز اس قدر خوبصورت اور مترنم کیسے ہو سکتی ہے۔ اس قدر خوبصورت آواز کی مالکہ کو تو یقیناً پریذیڈنٹ آف ایکریمیا کی پی اے ہونا چاہئے اور آواز شناسی کے ماہرین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ خوبصورت اور مترنم آواز کی مالکہ لازماً خود بھی انتہائی خوبصورت ہوتی ہے کیونکہ ایسی خوبصورت آواز خوبصورت گلے سے ہی نکل سکتی ہے اور خوبصورت گلا خوبصورت جسم کا ہی مرہون منت ہوتا ہے"۔ عمران کی زبان رواں ہو گئی اور آرسیاتو کے چہرے پر عمران کی باتیں سن کر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" ایسے خوبصورت انداز میں تعریف کرنے کا شکریہ جناب۔ فرمائیے"...... دوسری طرف سے اس بار انتہائی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"خوب صورتی کسی تعریف کی محتاج نہیں ہوتی مس"...... عمران نے کہا۔

" روسیلا۔ میرا نام روسیلا ہے"...... دوسری طرف سے مسکراتے ہوئے لہجے میں جواب دیا گیا۔

" مس روسیلا۔ سچ پوچھیں تو مجھے بنک پریذیڈنٹ میکملن کی خوش قسمتی پر انتہائی رشک آ رہا ہے۔ حالانکہ میں بھی مانٹور میں ایک انٹرنیشنل فرم کا چیئرمین ہوں اور میرے آفس میں دس کے قریب

لیڈی سیکرٹریز اور آفس اسسٹنٹس ہیں۔ لیکن یقین کیجئے۔ آپ جیسی خوبصورت اور شہد میں ڈوبی ہوئی مترنم آواز ان میں سے کسی کی بھی نہیں ہے۔ آپ کی آواز سن کر تو مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے۔ جیسے کوئی پہاڑی جھرنا گنگناتا ہوا آگے بڑھ رہا ہو۔ میری طرف سے اس قدر خوبصورت آواز اور اس قدر خوبصورت ہونے پر مبارکباد قبول فرمائیں"...... عمران نے کہا۔

" بے حد شکریہ جناب"...... روسیلا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ڈارسن۔ چیئرمین ڈارسن کارپوریشن"...... عمران نے اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

" جناب ڈارسن۔ میں آپ کی بے حد مشکور ہوں۔ فرمائیے کیا حکم ہے"...... روسیلا نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" مجھے اطلاع ملی تھی کہ آپ کی برانچ میں سپیشل لاکرز کا سسٹم بھی موجود ہے"...... عمران نے کہا۔

" یس مسٹر ڈارسن۔ ہماری برانچ سپیشل لاکرز کے سسٹم میں پورے الباما میں معروف ہے۔ سپیشل لاکرز کے سلسلے میں اگر آپ نے بات کرنی ہے۔ تو پھر آپ کو مسز فرانسو سے بات کرنی ہو گی۔ وہ اسی شعبے کی انچارج ہیں۔ وائس پریذیڈنٹ مسز فرانسو۔ اگر آپ حکم دیں تو میں نمبر ملوا دوں"...... روسیلا نے کہا۔

" کیا یہ مسز فرانسو آپ جیسی خوبصورت آواز کی مالکہ ہیں"۔ عمران

نے کہا اور روسیلا ایک بار پھر مترنم آواز میں ہنس پڑی۔

" وہ ادھیڑ عمر خاتون ہیں ۔ مسز ہیں ۔ چار بچوں کی ماں ہیں ۔ اب انداز آپ خود لگا لیجئے "...... روسیلا نے ہنستے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ میں آپ جیسی خوبصورت آواز کے بعد کوئی ایسی آواز نہیں سننا چاہتا کہ سارا لطف ہی غارت ہو جائے ۔ میں اب یقیناً کسی روز آپ کے دیدار کے لئے خود حاضر ہوں گا۔ آپ برائے کرم ایک کام کیجئے کہ اپنے طور پر خود ہی مسز فرانسو سے بات کر کے صرف اتنا معلوم کر لیجئے کہ کیا سپیشل لاکرز میں دس بارہ لاکرز مل جائیں گے اور پھر مجھے اپنی خوبصورت آواز میں بتا دیجئے "...... عمران نے کہا۔

" او کے ۔ ہولڈ آن کیجئے "...... روسیلا نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ہیلو ۔ مسٹر ڈارسن "...... تھوڑی دیر بعد روسیلا کی آواز سنائی دی۔

" یس ۔ مس روسیلا "...... عمران نے کہا۔

" میں نے سپیشل لاکرز کے چیف ریکارڈ کیپر سے معلومات حاصل کی ہیں ۔ صرف چار سپیشل لاکرز خالی ہیں ۔ باقی لگے ہوئے ہیں ۔ آپ تو دس بارہ کی بات کر رہے تھے "...... روسیلا نے کہا۔

" اوہ پھر تو ہماری فرم کا کام نہیں ہو سکتا ۔ بہرحال بے حد شکریہ ۔ آپ سے ملاقات تو بہرحال ہو گی چاہے ایک بھی لاکر خالی نہ ہو "۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" شکریہ ۔ آپ جیسے خوبصورت انداز میں تعریف کرنے والے سے

ملاقات میرے لئے باعث فخر ہو گی "...... روسیلا نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے اسے گڈ بائی کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" کمال ہے ۔ آپ تو واقعی حیرت انگیز انداز میں کام کرتے ہیں جناب ۔ لیکن اس سے آپ کو کیا فائدہ ہوا "...... آرسیاتو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" مسٹر آرسیاتو ۔ مسز فرانسو کا تعلق جی تھری سے ہے ۔ کیونکہ اس قدر اہم فارمولا اس کے نام سے بنک لاکر میں رکھا گیا ہے اور آپ نے دیکھ لیا کہ میں نے اس کال سے یہ تصدیق کر لی ہے کہ واقعی اس برانچ کا وجود ہے ۔ اس میں مسز فرانسو بھی ہے اور سپیشل لاکرز بھی ۔ اس طرح ٹموتھی کی رپورٹ کی مکمل تصدیق بھی ہو گئی اور وہاں کسی کو معلوم ہی نہ ہوا کہ تصدیق کی گئی ہے ۔ حتیٰ کہ مسز فرانسو تک بات ہی نہیں پہنچی ۔ اب آپ کی تسلی ہو گئی کہ آپ کا نام درمیان میں نہیں آیا "...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ واقعی ۔ آپ نے انتہائی حیرت انگیز انداز میں کام کیا ہے ۔ لیکن اب آپ کیا کریں گے ۔ آپ کیا اس لاکر سے یہ فارمولا حاصل کریں گے "...... آرسیاتو نے کہا۔

" ارے نہیں مسٹر آرسیاتو ۔ ہمارا اس فارمولے کے حصول سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ ہمارا تعلق صرف معلومات مہیا کرنے کی حد تک ہے ۔ یہ معلومات ہم اپنی تنظیم کے سربراہ کو مہیا کر دیں گے اور وہ آگے حکومت پاکیشیا کو ۔ اب حکومت پاکیشیا کیا کرتی ہے اور کیا نہیں

اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے"...... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوہ۔ اچھا۔ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے۔ اب میں مطمئن ہوں۔ ویسے آپ نے مجھے میزبانی کا موقع نہیں دیا"...... آرسیاتو نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔ عمران کی آخری بات سن کر اس کے چہرے پر بھی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تعاون کا بے حد شکریہ آرسیاتو۔ پھر ملاقات ہو گی تو ہم آپ کی میزبانی کا بھرپور لطف اٹھائیں گے۔ اس وقت اجازت دیں"۔ عمران نے کہا اور پھر آرسیاتو سے مل کر وہ اپنے ساتھیوں سمیت اس کے دفتر سے باہر آگیا۔

"تم نے خواہ مخواہ اتنی بھاری رقم اس کے حوالے کر دی"۔ تنویر نے کار کو کلب کے کمپاؤنڈ سے باہر نکالتے ہی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو اور کیا کرتا۔ معلومات کیسے حاصل کرتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ معلومات تو اس کی ہڈیاں توڑ کر بھی حاصل کی جا سکتی تھیں"۔ تنویر نے اپنی فطرت کے عین مطابق جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کے پاس تو اصل معلومات تھیں ہی نہیں۔ اصل معلومات تو اس نے نجومی کے ذریعے حاصل کی ہیں اور اگر اس پر تشدد کیا جاتا تو وہ کبھی بھی نجومی کے ذریعے معلومات حاصل نہ کرتا۔ اس لئے عمران نے جو کچھ کیا ہے وہ درست ہے"...... جولیا نے وضاحت کرتے ہوئے

کہا اور جولیا کی اس طرح عمران کی حمایت پر تنویر کے بھنچے ہوئے ہونٹ کچھ اور زیادہ بھنچ گئے۔ جب کہ عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"لیکن یہ بتاؤ۔ کہ اس روسیلا کی آواز اور اس کی خوبصورتی کی اس قدر تعریف کرنے کی تمہیں کیا ضرورت تھی۔ تم تو اس طرح اس کی تعریفیں کر رہے تھے جیسے دنیا میں صرف اس کی آواز ہی خوبصورت ہے حالانکہ اس کی آواز کوے سے بھی زیادہ کرخت تھی"...... جولیا نے اس بار عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ۔ وہ۔ اب دیکھو ناں۔ آواز کی ہی تعریف کی تھی میں نے اور آواز تو آواز ہی ہوتی ہے۔ مم۔ مم۔ مجھے تو بھوت کی آواز بھی بے حد پسند ہے۔ چاہے وہ کار ہی کیوں نہ ڈرائیو کر رہا ہو اور اس کے ساتھ کوئی چڑیل۔ مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے کہ اس کے ساتھ کوئی پردار۔ اوہ۔ اوہ۔ سوری۔ وہ کیا مخلوق ہوتی ہے پرستان کی۔ وہ پروں والی لاحول والاقوۃ۔ ایک تو یہ یادداشت بھی عین موقع پر دھوکہ دے جاتی ہے"...... عمران نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارا مطلب ہے پری"...... جولیا نے بجائے غصے کے مسکراتے ہوئے کہا۔ جب کہ تنویر کا چہرہ غصے سے سرخ پڑ گیا تھا۔

"پری۔ اوہ نہیں۔ پری کو کیا ضرورت ہے کار میں بیٹھ کر سفر کرنے کی۔ وہ تو آسمانوں پر خود اڑتی ہے۔ لوگوں کے خوابوں میں آ جاتی ہے۔ اب کار میں بیٹھ کر تو وہ خوابوں میں آنے سے رہی"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"بکواس مت کرو۔ تو پھر تم کیا پردار پردار کی رٹ لگائے ہوئے تھے"...... جولیا نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ کیا کہتے ہیں۔ پردار اڑے پھرتے ہیں۔ بے پر کا خدا حافظ۔ اب تنویر کو مجبوراً خدا حافظ کہنا ہی پڑے گا۔ بے چارہ بے پر کا جو ہوا۔ اس لئے بیٹھا کار چلا رہا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ تمہارا کیا ہے۔ تم تو مکھی ہو مکھی۔ نہ گندگی دیکھتے ہو۔ نہ گڑ اور نہ شہد۔ تمہارے لئے تو سب برابر ہیں"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ نے سن لیا مس جولیا۔ آپ پردار بننے پر مصر ہو رہی تھیں"۔ عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یو شٹ اپ۔ میں نے تمہارے متعلق کہا ہے۔ مس جولیا کے متعلق نہیں"...... تنویر نے اس بار بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مم۔ میرے متعلق۔ مگر مکھی تو مؤنث ہوتی ہے اور اس وقت کار میں مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے کہ صرف ایک ہی محترمہ ہے"۔ عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بس۔ اب یہ بات ختم کرو۔ تم سے تو کوئی بات پوچھنا اپنے آپ کو عذاب میں ڈالنا ہے"...... جولیا نے غصیلے اور قدرے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کمال ہے۔ اب اتنی بھی کیا بے مروتی۔ اتنا طویل عرصہ ہو گیا ہے بے چارے تنویر کو دل میں حسرتوں کا طوفان پالتے ہوئے اور تم

کتنی آسانی سے کہہ رہی ہو کہ بات ختم۔ کسی کے جذبات کا کچھ تو لحاظ بھی کرنا چاہئے"...... عمران نے کہا۔ تو جولیا بے بسی سے ہنس پڑی

"تم سے خدا سمجھے۔ تم سے باتوں میں کوئی نہیں جیت سکتا۔ بہر حال بتاؤ کہ اب کیا پروگرام ہے"...... جولیا نے بڑے بے بس سے انداز میں کہا۔

"صرف باتوں میں ہی نہیں۔ مجھ سے کوئی سوئمبر بھی نہیں جیت سکتا"...... عمران نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"یہ تو وقت آئے گا تو پتہ چلے گا۔ میں تمہاری طرح زبانی دعویٰ کا قائل نہیں ہوں"...... تنویر نے بڑے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"وقت تو آ گیا ہے مسٹر تنویر۔ بے شک جولیا سے پوچھ لو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ یہ تم دونوں نے کیا احمقوں والی باتیں شروع کر دی ہیں نانسنس"...... جولیا نے شرمائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا تھا۔

"تو اسے منع کر دیں مس جولیا کہ میرے سامنے دعویٰ نہ کیا کرے"۔ تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ تم تو سنجیدہ ہو گئے۔ چلو میں اپنی شکست تسلیم کر لیتا ہوں۔ تم بے شک سوئمبر جیت لینا۔ میں خوش میرا خدا خوش"۔ عمران نے کہا۔ تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔ جب کہ تنویر کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ

عمران جولیا کے بارے میں اس طرح ہتھیار ڈال سکتا ہے ۔ جب کہ جولیا کے چہرے پر بھی یکلخت غصے کی سرخی سی چھانے لگی ۔

" کیا ۔ کیا مطلب ۔ یہ ۔ یہ ۔ تم ۔ کہہ رہے ہو "...... جولیا نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا ۔ ظاہر ہے وہ کھل کر تو بات نہ کر سکتی تھی ۔

" اب دیکھیں ناں مس جولیا ۔ یہ ضروری تو نہیں کہ جس کی آواز مترنم اور خوبصورت ہو ۔ وہ خود بھی خوبصورت ہو ۔ ہو سکتا ہے بیچاری روسیلا کی صرف آواز ہی خوبصورت ہو ۔ اس لئے کیا فائدہ ضا کرنے کا "...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا ۔

" تو ۔ تو ۔ تم روسیلا کے بارے میں کہہ رہے تھے "...... جولیا نے چونک کر کہا ۔

" آپ نے خود ہی تو پروگرام پوچھا تھا اور ظاہر ہے پروگرام یہی ہو سکتا ہے کہ ہم نے مانٹور جانا ہے اور اس سپیشل لاکر سے وہ ادھور فارمولا حاصل کرنا ہے اور مشن ختم اور جب ہم وہاں جائیں گے ت مس روسیلا سے بھی لامحالہ ملاقات ہونی ہے اور ہو سکتا ہے مسز فرانس سے بھی ہو جائے ۔ اب یہ تنویر کی مرضی ہے کہ جس کا چاہے انتخاب کر لے ۔ میں مداخلت کرنے والا کون ہوں "...... عمران نے جواب دیا ۔

جولیا بے اختیار ہنس پڑی ۔ جب کہ تنویر نے ایسے انداز میں ہونٹ بھینچ لئے جیسے اس نے فیصلہ کر لیا ہو کہ اب وہ کبھی بولے گا ہی نہیں اور اس کے ساتھ ہی کار اس کالونی میں داخل ہو گئی ۔ جس میں ان کی رہائش گاہ تھی ۔

سینڈیچ کلب کی عمارت کچھ زیادہ بڑی نہ تھی ۔ لیکن وہاں آنے جانے والے سب اچھے طبقے کے افراد نظر آ رہے تھے ۔ صفدر اور اس کے ساتھی بڑے اطمینان سے چلتے ہوئے کلب کے ہال میں داخل ہوئے اور پھر ایک طرف موجود خالی میز کی طرف بڑھ گئے ۔ ہال میں عورتوں کی تعداد مردوں سے کچھ زیادہ ہی نظر آ رہی تھی ۔ وہ جیسے ہی میز کے گرد موجود کرسیوں پر بیٹھے ۔ ایک ویٹر تیزی سے ان کے قریب آیا ۔

" یس سر ۔ کیا سب علیحدہ علیحدہ پارٹنر پسند کریں گے یا "...... ویٹر نے قریب آ کر باری باری سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور صفدر اور اس کے ساتھیوں نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا ۔ وہ اب اس کلب میں عورتوں کی اتنی زیادہ تعداد کی وجہ سمجھ گئے تھے ۔ یہاں اور ہی قسم کا دھندہ ہوتا تھا ۔

" فی الحال نہیں ۔ ہم یہاں ایک ضروری کام سے آئے ہیں ۔ ویسے

اس شاندار اور خوبصورت کلب کے مالک جناب فیرم صاحب ہی ہیں ناں"۔ صفدر نے جیب سے ایک چھوٹا سا نوٹ نکال کر ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ یس سر۔ فرمایئے۔ ان کی نسبت کوئی کام ہو تو۔ ویسے آپ کیا پینا پسند کریں گے"...... ویٹر کا لہجہ نوٹ لیتے ہی یکلخت بدل گیا تھا۔

"کیا تم کوئی ایسا طریقہ ہمیں بتا سکتے ہو کہ ہماری ملاقات فوری طور پر جناب فیرم سے ہو سکے۔ کیونکہ ہم ان سے فوری ملاقات چاہتے ہیں لیکن ہمارا تعلق ریاست ادھاما سے ہے۔ ہم یہاں اجنبی ہیں"۔ صفدر نے جیب سے ایک اور نوٹ نکال کر ویٹر کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ہاں۔ کیوں نہیں۔ آپ کاؤنٹر پر جا کر کہہ دیں کہ آپ ادھاما سے آئے ہیں اور آپ معلومات خریدنا چاہتے ہیں۔ بھاری معاوضے کے عوض آپ کی ملاقات کرا دی جائے گی۔ کیونکہ چیف کا دھندہ ہی یہی ہے"...... ویٹر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اچھا۔ شکریہ۔ اب ہاٹ کافی لے آؤ"...... صفدر نے ایک اور نوٹ پکڑاتے ہوئے کہا۔ جو قدرے بڑی مالیت کا تھا۔

"یس سر۔ میں ابھی لایا سر"...... ویٹر کی باچھیں ہی کھل گئی تھیں اور وہ تیزی سے واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ویٹر واپس آیا اور اس نے ہاٹ کافی سرو کر دی۔

"چیف دفتر میں موجود ہے"...... ویٹر نے آہستہ سے کہا اور تیزی

سے واپس چلا گیا۔

"تم لوگ کافی پیو۔ میں ذرا کاؤنٹر مین سے بات کر لوں"۔ صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اکٹھے چلیں گے۔ تم اطمینان سے کافی پیو"...... خاور نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کافی پی کر اس نے ویٹر کو بلا کر باقاعدہ بل اور بھاری ٹپ دی اور پھر وہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔ ویٹر بھی ان کے ساتھ ہی آ گیا۔

"راکی۔ یہ صاحبان ادھاما سے آئے ہیں۔ میں جانتا ہوں انہیں۔ یہ باس سے کچھ ضروری معلومات خریدنا چاہتے ہیں۔ بڑی پارٹی ہیں"۔ ویٹر نے کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر خود ہی ان کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ میں بات کرتا ہوں"...... کاؤنٹر مین نے کہا اور ساتھ ہی اس نے کاؤنٹر پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور تین نمبر پریس کر دیئے۔

"باس۔ ادھاما سے ایک بڑی پارٹی آپ سے ملنا چاہتی ہے۔ معلومات خریدنا چاہتے ہیں۔ ویٹر جیری انہیں ذاتی طور پر جانتا ہے۔ چار افراد ہیں"...... کاؤنٹر مین نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے بات سننے کے بعد اس نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

"جیری۔ تم خود ہی جا کر اپنی پارٹی کو باس کے دفتر چھوڑ آؤ"۔ کاؤنٹر

مین نے ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آیئے جناب"...... ویٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک دفتر کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں موجود تھے۔ میز کے پیچھے ایک لمبے قد اور چھریرے جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن اس آدمی کا چہرہ مہرہ اور اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ دفتر میں کام کرنے والا آدمی ہے۔

"تشریف رکھیئے جناب۔ کس ٹائپ کی معلومات آپ کو چاہئیں"۔ فیرم نے ان سے باقاعدہ مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور اس کی آواز سنتے ہی وہ پہچان گئے کہ وہ درست آدمی کے پاس پہنچ گئے ہیں۔

"مسٹر فیرم۔ ہم آپ کے تصور سے بھی زیادہ بھاری معاوضہ دینے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن معلومات ہمیں درست اور حتمی چاہئیں"۔ صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ پہلے بتائیں تو سہی کہ آپ کو کس ٹائپ کی معلومات چاہئیں پھر معاوضے کی بات بھی ہو جائے گی"...... فیرم نے خالص کاروباری انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا ہماری گفتگو کسی ایسے کمرے میں نہیں ہو سکتی جو ہر لحاظ سے محفوظ ہو۔ میرا مطلب ہے ساؤنڈ پروف ہو اور جہاں کوئی اچانک نہ آ سکے۔ ایک لاکھ ڈالر تک بھی معاوضہ ہو سکتا ہے اور وہ بھی نقد"۔ صفدر نے جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر اسے دوبارہ جیب میں رکھتے ہوئے کہا اور فیرم کی آنکھوں میں یکلخت ایک چمک ابھر

آئی۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ آیئے میرے ساتھ"...... فیرم نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ صفدر اور اس کے ساتھیوں کو لے کر اندرونی دروازہ کراس کر کے ایک راہداری میں گزر کر واقعی ایک بڑے سے ساؤنڈ پروف کمرے میں لے آیا۔

"اب کھل کر بات کیجئے۔ اب یہاں کوئی نہیں آسکتا اور نہ یہاں ہونے والی گفتگو کسی بھی صورت میں باہر جا سکتی ہے"...... فیرم نے کمرے کا دروازہ بند کر کے اسے باقاعدہ لاک کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ مسٹر فیرم۔ پاکیشیا سے جو فارمولا گریٹ لینڈ نے جی تھری سے حاصل کرایا تھا۔ وہ واپس جی تھری کی مدد سے کسی بنک کے لاکر میں رکھا گیا ہے۔ اس بنک اور لاکر کی تفصیلات لینی ہیں"۔ صفدر نے یکلخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ تو فیرم بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یکلخت بے پناہ حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا۔ کیا۔ کہہ رہے ہو۔ یہ کیسی معلومات ہیں۔ میں تو یہ سب کچھ پہلی بار سن رہا ہوں"...... فیرم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"رچرڈ سے تمہاری جو گفتگو ہوئی ہے وہ ہمارے پاس محفوظ ہے اور تم نے اس گفتگو میں رچرڈ سے یہی کہا ہے کہ تم جانتے ہو کہ فارمولا کس بنک میں ہے۔ لیکن جی تھری کی وجہ سے تم اسے بتاؤ گے نہیں۔ اس لئے ہمیں خود آنا پڑا ہے۔ بولو۔ معاوضہ لے کر بتاؤ گے یا"۔ صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آئی ایم سوری ۔ میں آپ کی کوئی خدمت نہیں کر سکتا ۔ آپ جا سکتے ہیں"...... فیرم نے کہا اور تیزی سے اٹھ کر دروازے کی طرف لپکا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر سامنے دیوار سے جا ٹکرایا ۔ صفدر نے اسے بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے دیوار کی طرف اچھال دیا تھا ۔ دیوار سے ٹکرا کر وہ نیچے گرا ہی تھا کہ یکلخت خاور نے آگے بڑھ کر اس کی کنپٹی پر لات جمادی اور وہ ایک بار پھر چیختا ہوا فرش پر رول ہوتا ہوا کچھ دور گیا پھر تڑپ کر ساکت ہو گیا۔

"اسے باندھ کر اس پر تشدد کرنا پڑے گا ۔ ویسے نہیں بتائے گا یہ"۔ نعمانی نے کہا۔

"نہیں ۔ یہ فیلڈ کا آدمی نہیں ہے ۔ اس لئے زیادہ تردد نہ کرنا پڑے گا ۔ خاور تم ایسا کرو کہ بیلٹ سے اس کی ٹانگیں باندھ دو اور نعمانی تم اپنی بیلٹ سے اس کے بازو عقب میں باندھ دو"...... صفدر نے کہا اور خاور اور نعمانی نے تیزی سے اس کی ہدایات کے مطابق کام شروع کر دیا ۔ چند لمحوں بعد فیرم کی دونوں ٹانگیں بندھ چکی تھیں اور ہاتھ بھی اور اس کے ساتھ ہی صفدر نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک باریک دھار کا تیز خنجر نکال کر ہاتھ میں لے لیا اور دوسرے لمحے اس نے خنجر کی نوک سے اس کی گردن پر خاصی گہری خراش ڈال دی اور خراش کے پڑتے ہی فیرم چیخ مار کر ہوش میں آ گیا ۔ ہوش میں آتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو صفدر نے خنجر کی نوک اس کی دائیں آنکھ کے نیچے پپوٹے پر رکھ دی ۔

"خبردار ۔ اگر حرکت کی تو خنجر آنکھ کے اندر گھس جائے گا"۔ صفدر نے غراتے ہوئے کہا اور فیرم یکلخت اس طرح ساکت ہو گیا۔ جیسے وہ پتھر کا بنا ہوا ہو ۔

"مم ۔ مم ۔ مجھے نہیں معلوم ۔ مجھے چھوڑ دو ۔ میں نے تو رچرڈ کو یہی کہہ دیا تھا"...... فیرم نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو فیرم ۔ آخری بار کہہ رہا ہوں ۔ سب کچھ تفصیل سے بتا دو تمہاری جان بچ سکتی ہے ۔ ورنہ جب تم دونوں آنکھوں سے محروم ہو جاؤ گے ۔ تمہارے جسم کی ساری ہڈیاں ٹوٹ چکی ہوں گی ۔ تمہارے جسم پر زخم ہی زخم ہوں گے ۔ تمہارا چہرہ اس حد تک بگڑ چکا ہو گا ۔ کہ تمہیں فیرم کی حیثیت سے کوئی پہچان ہی نہ سکے گا اور اس حالت میں جب تم سڑک پر پڑے سسک رہے ہو گے اور معلومات پھر بھی تمہیں مہیا کرنی ہی پڑیں گی ۔ تو بتاؤ تمہیں کیا فائدہ ہو گا ۔ جب کہ اب اگر تم تفصیلات بتا دو ۔ تو تمہیں ایک لاکھ ڈالر بھی مل جائیں گے اور تمہارے جسم پر بھی کوئی خراش نہ ہو گی اور کسی کو یہ بھی معلوم نہ ہو سکے گا کہ تم نے ہمیں کچھ بتایا ہے ۔ ان دونوں صورتوں میں جو تمہیں پسند ہو ۔ وہ آخری بار بتا دو"...... صفدر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"مگر ۔ مگر رچرڈ کو تو معلوم ہے ۔ وہ ۔ وہ...... جی تھری کو بتا دے گا"...... فیرم نے انتہائی خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"رچرڈ نے پہلی صورت پسند کی تھی ۔ اس لئے اس کی لاش کسی گٹڑ میں پڑی سڑ رہی ہو گی ۔ اس کی فکر مت کرو ۔ اپنی بات کرو اور سنو۔

ہاں یا ناں۔ آخری بار تمہیں مہلت مل رہی ہے"...... صفدر نے اور زیادہ سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں بتا دیتا ہوں۔ پلیز پلیز۔ مجھے کچھ مت کہو"۔ یکلخت فیرم نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بتاؤ۔ لیکن یہ سن لو کہ ہم پہلے تمہاری بات کی تصدیق کریں گے اور اگر تم نے ایک لفظ بھی غلط بتایا تو تمہارا انجام اس سے بھی زیادہ عبرت ناک ہوگا جو میں نے تمہیں بتایا ہے"۔ صفدر کا لہجہ اسی طرح سرد تھا۔

"وہ ریاست الباما کے شہر مونٹور کے بنک مونٹور سٹی بنک گاسکر روڈ برانچ کے سپیشل لاکر نمبر ففٹی ون میں رکھا گیا ہے"...... فیرم نے جلدی سے کہا۔ اس کے لہجے میں ایسا خوف تھا کہ صفدر سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"یہ لاکر کس کے نام ہے"...... صفدر نے پوچھا اور ساتھ ہی خنجر کی نوک کو ذرا سا دبا دیا۔

"مسز فرانسو کے نام۔ وہ اسی بنک میں آفیسر بھی ہے"...... فیرم نے جواب دیا۔

"اس مسز فرانسو کا تعلق جی تھری سے ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

"ظاہر ہے۔ ورنہ اس قدر اہم فارمولا وہاں کیسے رکھا جاتا"۔ فیرم نے کہا۔

"اس کمرے میں فون نظر نہیں آرہا"۔ صفدر نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"ادھر الماری میں کارڈلیس فون ہے۔ سپیشل نمبر ہے۔ جس کا لنک کلب سے نہیں ہے۔ میں اس سیٹ سے خصوصی فون کرتا ہوں"...... فیرم نے سر کی مدد سے ایک الماری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور صفدر کے پیچھے کھڑے ہوئے خاور نے تیزی سے مڑ کر الماری کھولی۔ اس میں واقعی ایک کارڈلیس فون سیٹ موجود تھا۔ اس نے سیٹ باہر نکالا اور الماری بند کر دی اور پھر سیٹ لا کر صفدر کے ہاتھ میں دے دیا۔

"کمرے کا دروازہ تھوڑا سا کھول دو"...... صفدر نے فون سیٹ لیتے ہوئے خاور سے کہا اور خاور سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"اب مجھے نمبر بتاؤ۔ تاکہ میں اس بنک سے یہ تصدیق کر لوں کہ وہاں واقعی سپیشل لاکر بھی ہوتے ہیں اور مسز فرانسو نام کی کوئی عورت بھی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"مجھے نمبروں کا علم نہیں ہے اور نہ میں نے کبھی وہاں کال کی ہے۔ میں نے تو یہ سب کچھ ہیڈ کوارٹر کی ایک خفیہ فائل میں پڑھا تھا۔ تم انکوائری سے معلومات حاصل کر سکتے ہو"...... فیرم نے کہا تو صفدر نے سر ہلاتے ہوئے انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔ الباما ریاست کا کوڈ نمبر معلوم کر کے اس نے وہاں کی انکوائری سے مانٹور شہر کا نمبر بھی اور پھر مانٹور شہر کی انکوائری سے اس نے بنک کی اس مخصوص برانچ کا نمبر حاصل کر لیا۔

"یس۔ مانٹور سٹی بنک گاسکر روڈ برانچ"...... بنک سے رابطہ قائم

ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔
"یہاں مسز فرانسو ہوں گی"...... صفدر نے کہا۔
"یس سر۔ ہولڈ کریں۔ میں ملاتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا
گیا اور پھر چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ اور آواز کے
مطابق وہ ادھیڑ عمر عورت لگتی تھی۔
"مسز فرانسو۔ میں ناراک سے بول رہا ہوں۔ الیگزینڈر انٹرنیشنل
کارپوریشن کا جنرل مینجر انتھونی"...... صفدر نے کہا۔
"اوہ۔ اچھا۔ فرمایئے۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں"۔
دوسری طرف سے قدرے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔
"مسز فرانسو۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ کے بنک میں سپیشل
لاکرز بھی ہوتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔
"یس سر۔ ہمارا بنک تو اس سلسلے میں بہترین خدمات پیش کرتا
ہے اور میں ہی اس شعبے کی انچارج ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا
"ہماری کمپنی مانٹور میں اپنا بزنس آفس قائم کرنا چاہتی ہے اور اس
سلسلے میں ہمیں سپیشل لاکر کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس لئے میں نے
فون کیا تھا۔ کیا کوئی لاکر فوری طور پر مل سکتا ہے"...... صفدر نے کہا
"یس سر۔ چار لاکر خالی ہیں۔ ویسے ایک ہفتے بعد ہم سپیشل لاکرز
کی نئی کیبنٹ بھی نصب کر رہے ہیں۔ پھر پچاس لاکرز مزید بھی میسر ہو
سکیں گے"...... مسز فرانسو نے جواب دیا۔
"او کے۔ شکریہ۔ بس یہی معلوم کرنا تھا۔ گڈ بائی"...... صفدر نے

ہا اور فون آف کر دیا۔
"ٹھیک ہے۔ مسٹر فیرم۔ تم نے واقعی درست بتایا ہے اور اس کا
تمہیں انعام بھی ملنا چاہئے"...... صفدر نے فون سیٹ کو ایک طرف
کرسی پر رکھتے ہوئے کہا اور فیرم کے چہرے پر اطمینان اور سکون کے
تاثرات چھا گئے۔
"شکریہ۔ میں جان کے مقابلے میں اور کسی چیز کو اہمیت نہیں
دیتا"...... فیرم نے مطمئن سے لہجے میں کہا۔
"دینی بھی نہیں چاہئے۔ کیونکہ جان ہی تو سب سے قیمتی چیز ہوتی
ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
جیب سے ریوالور نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ فیرم احتجاج کے لئے منہ
کھولتا۔ صفدر نے ٹریگر دبا دیا اور گولی ٹھیک فیرم کے دل میں اترتی
چلی گئی اور فیرم زیادہ تڑپ بھی نہ سکا۔
"بیلٹس کھول لو نعمانی اور جلدی کرو۔ ہمیں فوری طور پر مانٹور
پہنچنا ہے"...... صفدر نے ریوالور واپس جیب میں رکھتے ہوئے کہا اور
نعمانی بجلی کی سی تیزی سے فیرم کی ٹانگوں میں بندھی ہوئی بیلٹ
کھولنے میں مصروف ہو گیا۔
"ہمیں میک اپ اور لباس بھی تبدیل کرنا پڑے گا۔ ورنہ فیرم کی
لاش ملتے ہی پولیس پاگل کتوں کی طرح ہمارے پیچھے دوڑ پڑے
گی"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سرہلا دیا۔

مانٹور کے چھوٹے سے ایئرپورٹ سے باہر نکلتے ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹیکسی ڈرائیوروں نے گھیر لیا۔

"سنو۔ سنو۔ سب سن لو۔ ہم نے ہوٹل براس جانا ہے۔ پہلے بتاؤ کہ وہاں تک کا کرایہ کتنا ہے"...... عمران نے اس طرح ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔ جیسے وہ نیلامی کی بولی لگانے والوں میں سے ہو۔

"میں بیس ڈالر لوں گا۔ آیئے ادھر۔ اے ون ٹیکسی ہے"۔ ایک لمبے قد کے ڈرائیور نے اونچی آواز میں کہا۔

"اس سے کم کون بولی دے گا۔ بولو۔ جلدی کرو۔ دس ڈالر ایک"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"نو ڈالر"...... ایک اور ادھیڑ عمر ڈرائیور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ کیا نیلامی شروع کر دی ہے تم نے"...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نو ڈالر۔ اور کون مہربان قدر دان۔ جو اس سے کم بولی لگائے۔ بولو۔ بولو قدر دان۔ مہربان بولو"...... عمران نے اور زیادہ اونچی آواز میں کہا۔

"سات ڈالر"...... اچانک ایک اور آواز سنائی دی اور سب ڈرائیورز مڑ کر اس طرف دیکھنے لگے۔

"واہ۔ سات ڈالر۔ اور کوئی۔ سوچو مت۔ یہ سوچنے کا وقت نہیں ہے۔ جلدی بولو اور کوئی کم بولی دے گا۔ سات ڈالر ایک۔ سات ڈالر"...... عمران واقع کسی منجھے ہوئے بولی دینے والے کی طرح چیخ رہا تھا۔

"پانچ ڈالر"...... اچانک ایک اور نوجوان نے کہا اور اس کے پانچ ڈالر کہتے ہی باقی سب ڈرائیور منہ بناتے ہوئے تیزی سے واپس اپنی اپنی ٹیکسیوں کی طرف بڑھ گئے۔

"ارے اتنی جلدی بھاگ گئے۔ کمال ہے۔ میں تو سمجھا تھا کہ فری کے بعد پیسے دینے کی نیلامی شروع ہو گی کہ جو ڈرائیور ہمیں لے جائیگا وہ ساتھ کتنے ڈالر دے گا۔ حد ہے۔ بھائی بڑے کاروباری لوگ ہیں یہاں کے۔ پہلے ہی بھاگ گئے۔ اب مجبوری ہے۔ پانچ ڈالر کو ایک دو تین کہنا ہی پڑے گا"...... عمران نے بڑے مایوسانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"جناب آپ واقعی دلچسپ مسافر ہیں۔ میری آدھی زندگی ٹیکسی چلاتے گذر گئی ہے۔ لیکن اس انداز میں کبھی کسی نے کرایہ کم نہیں

کرایا"...... ڈرائیور نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک طرف کھڑی اپنی ٹیکسی کی طرف بڑھ گیا ٹیکسی کی حالت بے حد خستہ سی نظر رہی تھی۔

"اس ٹیکسی کا کرایہ تو واقعی بولی میں ہی طے ہونا چاہئے تھا" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈرائیور ہنس پڑا۔اس نے سائیڈ سیٹ کا دروازہ کھولا اور جولیا کو بیٹھنے کے لئے کہا۔جب کہ عمران اور تنویر عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے۔

"جناب۔کیا آپ ہر جگہ ایسا ہی کرتے ہیں"...... ڈرائیور نے کار کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اب تو سوچ رہا ہوں کہ جو ڈرائیور کرایہ کی بولی دے وہ ساتھ اپنی ٹیکسی بھی دکھائے۔اب مجھے اپنے طریقہ کار میں تبدیلی لانی پڑے گی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ڈرائیور ہنس پڑا۔

"آپ فکر نہ کریں۔یہ ٹیکسی بس باڈی کے لحاظ سے ہی ختم ہے۔انجن کے لحاظ سے نہیں"...... ڈرائیور نے ہنستے ہوئے کہا اور واقعی ٹیکسی خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑ رہی تھی۔لیکن اس کی باڈی سے جو آوازیں سنائی دے رہی تھیں اس سے یہی محسوس ہوتا تھا کہ انتہائی جدید آرکسٹرا پر انتہائی خوفناک قسم کی دھن بجائی جا رہی ہو۔

"تمہیں کس نے کہا تھا کہ تم وہاں کھڑے ہو کر بولی شروع کر دو۔یہ ٹیکسی ہے یا بیل گاڑی"...... اب تک خاموش بیٹھی ہوئی جولیا یکلخت پھٹ پڑی۔

"میڈم پانچ ڈالر میں تو بیل گاڑی بھی آپ کو ہوٹل براس تک نہ لے جاتی۔یہ تو پھر کار ہے"...... ٹیکسی ڈرائیور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جواب دینے کی ضرورت نہیں سمجھے۔خاموشی سے ٹیکسی چلاؤ"...... عقب سے تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹیکسی کی رفتار بڑھا دی اور کار کی رفتار بڑھتے ہی نہ صرف کار کی باڈی سے نکلنے والی آوازیں اب باقاعدہ چیخوں اور کراہوں میں بدل گئیں بلکہ تنویر اور جولیا کو یوں محسوس ہونے لگا۔جیسے کسی نے انہیں اچھلنے والے گھوڑے پر بٹھا دیا ہو۔وہ اس طرح اچھل رہے تھے جیسے نیچے سیٹوں میں مسلسل انتہائی طاقتور کرنٹ انہیں لگ رہا ہو۔لیکن عمران بڑے اطمینان سے سیٹ کی پشت سے سر لگائے آنکھیں بند کئے اس طرح بیٹھا ہوا تھا جیسے کوئی بچہ جھولے میں بیٹھ کر لطف اندوز ہوتا ہے۔گو اس کا جسم اچھل بھی رہا تھا اور انتہائی خطرناک حد تک مسلسل تھرتھرا بھی رہا تھا۔لیکن اس کے باوجود اس کے چہرے پر بے پناہ اطمینان اور سکون طاری تھا۔

"واہ۔لطف آ گیا۔سفر بھی طے ہو رہا ہے اور جھولا بھی جھولنے کو مل رہا ہے"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"شٹ اپ۔یہ سب عذاب تمہاری وجہ سے ہم جھیل رہے ہیں"...... جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔لیکن دوسری لمحے ٹیکسی

ایک زور دار جھٹکے سے رک گئی اور جولیا کا سر ونڈ سکرین سے ٹکراتے
ٹکراتے بچا۔
"کیا ہوا"..... جولیا اور تنویر دونوں نے بیک وقت غصے سے چیختے
ہوئے کہا۔
"پلیز۔ اب میں اپنی ٹیکسی کی مزید توہین برداشت نہیں کر سکتا۔
میں نے آپ سے کوئی کرایہ نہیں لیا۔ آپ دوسری ٹیکسی لے لیں"۔
ڈرائیور نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔
"ارے ارے۔ اتنا غصہ اچھا نہیں ہوتا۔ چلو چلو۔ کوئی بات نہیں۔
ایسا ہوتا رہتا ہے"..... عمران نے آنکھیں کھول کر مسکراتے ہوئے
کہا اور ڈرائیور نے عمران کے کہنے پر کار آگے بڑھا دی۔ لیکن اس بار اس
نے رفتار آہستہ رکھی تھی۔ جولیا اور تنویر دونوں قدرے بیزار سے بیٹھے
ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ہوٹل براس کے کمپاؤنڈ گیٹ میں مڑ
گئی اور پھر جیسے ہی وہ مین گیٹ کے سامنے جا کر رکی تنویر اور جولیا
دونوں اس قدر تیزی سے ٹیکسی سے نیچے اترے جیسے اگر انہیں ایک
لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو ٹیکسی کسی بم کی طرح پھٹ جائے گی۔ عمران
البتہ بڑے اطمینان سے نیچے اترا۔ اس نے جیب سے سو ڈالر کا نوٹ
نکالا اور ٹیکسی ڈرائیور کی طرف بڑھا دیا۔
"سو ڈالر کا نوٹ۔ مگر سر میرے پاس تو چینج نہیں ہے۔ میری ٹیکسی
کو دیکھ کر کوئی بیٹھتا بھی نہیں۔ آج کے آپ پہلے مسافر ہیں"۔
ڈرائیور نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں مسٹر"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"جاسی۔ میرا نام جاسی ہے"..... ڈرائیور نے جواب دیا۔
"کوئی بات نہیں مسٹر جاسی۔ یہ نوٹ تم رکھ لو اور اب سے تم
س وقت تک مستقل ہمارے لئے بک ہو گئے ہو۔ جب تک ہم
انٹور میں ہیں"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ
ی اس نے سو ڈالرز کے نوٹوں کی گڈی جیب سے نکالی اور ڈرائیور کی
ود میں بڑی لاپرواہی سے پھینک دی۔
"یہ پیشگی ہے"..... عمران نے کہا اور پھر تیزی سے مین دروازے
ی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ جاسی ہاتھ میں نوٹوں کی گڈی پکڑے کبھی
حیرت سے اس گڈی کو دیکھتا اور کبھی مین گیٹ کی طرف جاتے ہوئے
عمران کی طرف۔ جس نے اتنی بھاری مالیت کے نوٹ دینے کے باوجود
ایک بار بھی مڑ کر نہ دیکھا تھا۔
"کیا ضرورت تھی اس احمق کو اس قدر بھاری رقم دینے کی۔ نجانے
تمہیں کیا ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی تو مجھے محسوس ہوتا ہے کہ تم اس
طرح دولت لٹا کر اپنے کسی احساس محرومی کو تسکین پہنچاتے ہو"۔
کمرے میں پہنچ کر جولیا نے کہا۔
"ارے تم تو نفسیات کی ماہر ہو گئی ہو۔ ظاہر ہے محرومی تو ہے۔
جب جیبیں خالی کرنے والی آ جائے گی تو پھر نہ جیبوں میں دولت ہو گی
اور نہ محرومی کی شکایت ہو گی"..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب
دیا۔ تو جولیا کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"اب پروگرام کیا ہے"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ گو انہوں نے علیحدہ علیحدہ کمرے بک کرائے تھے۔ لیکن وہ سب اس وقت عمران کے نام سے بک ہونے والے کمرے میں ہی تھے۔

"پروگرام کیا ہونا ہے۔ آج آرام کریں گے۔ کل جا کر اس محترمہ روسیلا کے درشن کریں گے۔ اس کے بعد کیا ہوگا۔ یہ کسی نجومی سے پوچھنا پڑے گا"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کے بعد تمہارے سر پر جوتیوں کی بارش ہوگی۔ میں تیار ہوں نجومی سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے"...... جولیا نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سن لیا تنویر اور پوچھو پروگرام اور اب بھگتو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے تنویر سے مخاطب ہو کر اس طرح کہا۔ جیسے جولیا نے یہ فقرہ تنویر کے لئے کہا ہو۔

"میں تمہارے متعلق کہہ رہی ہوں۔ سمجھے"...... جولیا نے اور زیادہ بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران سمیت تنویر اور جولیا بھی بے اختیار چونک پڑے کیونکہ یہاں آئے ہوئے انہیں ابھی چند ہی لمحے ہوئے تھے اور یہاں ان کا کوئی واقف بھی نہ تھا۔ تو پھر فون کس نے کیا ہوگا۔

"ہوٹل سروس کا فون ہوگا"...... عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر

رسیور اٹھا لیا۔

"میں مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے ہوٹل کے رجسٹر میں موجود اپنا نام دوہراتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ ٹیکسی ڈرائیور جاسی آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ کیا اسے آپ کے کمرے میں بھیج دوں یا آپ فون پر ہی بات کرنا پسند کریں گے"...... دوسری طرف سے کاؤنٹر گرل کی آواز سنائی دی اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اسے کمرے میں بھیج دو"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا ہوا۔ کون آ رہا ہے"...... جولیا اور تنویر نے حیران ہو کر پوچھا کیونکہ لاؤڈر نہ ہونے کی وجہ سے دوسری طرف سے آنے والی آواز انہیں سنائی نہ دی تھی۔

"ٹیکسی ڈرائیور جاسی"...... عمران نے کہا۔

"اسے اتنی دولت مل گئی ہے۔ پھر کیوں آ رہا ہے"...... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اس کا خیال ہوگا کہ اگر ایک گڈی مل سکتی ہے تو اور بھی مل سکتی ہے"...... تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جب کہ میرا خیال ہے کہ وہ گڈی واپس کرنے آ رہا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"واپس کرنے کیوں۔ کیا وہ پاگل ہے"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"بعض لوگ واقعی ایسے معاملات میں پاگل ہوتے ہیں۔ بہرحال آنے دو اسے"...... عمران نے کہا اور تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس کم ان"...... عمران نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور جاسی اندر داخل ہوا۔

"ڈسٹرب کرنے کی معذرت چاہتا ہوں جناب۔ آپ شاید بھول کر یہ گڈی مجھے دے آئے ہیں۔ میں اسے واپس کرنے آیا ہوں"۔ جاسی نے اندر داخل ہو کر قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی جیب سے وہی گڈی نکالی اور بڑے احترام سے عمران کے سامنے میز پر رکھ دی۔

"ارے ہاں۔ واقعی میں تو بھول گیا تھا۔ میں سمجھا تھا دس ڈالر کے نوٹ ہیں۔ بے حد شکریہ"...... عمران نے کہا۔ تو جاسی کے چہرے پر یکلخت ایسے اطمینان کے تاثرات نمودار ہوئے جیسے اس کے سر سے کوئی بڑا بوجھ اتر گیا ہو۔

"اسے چیک کر لیجئے جناب۔ پوری ہے"...... جاسی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مسٹر جاسی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی جیب سے بڑے نوٹوں والی ایک دوسری گڈی نکالی اور اسے پہلے والی گڈی کے اوپر رکھ کر اس نے دونوں گڈیاں جاسی کی طرف کھسکا دیں۔

"یہ دونوں گڈیاں لے جاؤ اور کوئی نئی ٹیکسی کار خرید کر لے آؤ۔ کار کے کاغذات اپنے نام سے بنوانا۔ ہم ابھی کچھ دن یہاں ہیں۔ جب تک ہم یہاں ہیں۔ وہ کار ہماری رہے گی۔ مطلب ہے کہ تم ہم سے کرایہ نہ لو گے۔ جب ہم واپس چلے جائیں گے۔ تو پھر وہ کار تمہاری ہو گی اور ہاں۔ پھر ہم جب بھی مانٹور آئیں تو تم نے ہمیں فری سروس دینی ہے۔ اب ٹھیک ہے۔ جاؤ لے جاؤ۔ دونوں گڈیاں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ مگر جناب۔ ان دو گڈیوں میں تو یہاں تین نئی ٹیکسیاں آجائیں گی"...... جاسی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اگر تم بیک وقت تین ٹیکسیاں چلا سکتے ہو تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر جناب"...... جاسی کی حالت واقعی حیرت کی شدت سے غیر ہوتی جا رہی تھی۔

"لے جاؤ مسٹر۔ دونوں گڈیاں یہ صاحب ایسے ہی ہیں۔ اگر تم نے زیادہ ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا تو اس رقم کے ساتھ ساتھ اپنی اس پھٹیچر ٹیکسی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو گے"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تھینک یو سر۔ ٹھیک ہے سر۔ آپ جب بھی مانٹور تشریف لائے۔ میں آپ کی خدمت کروں گا"...... جاسی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور دونوں گڈیاں اٹھا کر جلدی سے جیب میں ڈال

لیں اور عمران کے سرہلانے پر وہ تیزی سے مڑا اور اسی تیزی سے چلتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔

"واقعی اسے نئی ٹیکسی کی اشد ضرورت تھی"...... جولیا نے جاسی کے جاتے ہی مسکرا کر کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"میرا خیال ہے۔ ہمیں اس بنک کا چکر لگا لینا چاہئے۔ جہاں یہ سپیشل لاکر ہیں۔ تاکہ کم از کم اس کے محل وقوع کا تو علم ہو جائے"...... تنویر نے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے۔ رات کو وہاں نقب زنی کی جائے"۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"تو اور کیا کرنا ہوگا۔ ویسے تو کوئی ہمیں اس لاکر سے فارمولا نکال کر دینے سے رہا"...... تنویر نے کہا۔

"نہیں مسٹر تنویر۔ ایسا سوچنا بھی حماقت ہے۔ یہاں سپیشل لاکرز کی حفاظت انتہائی زبردست سائنسی آلات سے کی جاتی ہے۔ کسی اہم ترین لیبارٹری کی بھی اتنی حفاظت نہ کی جاتی ہو گی جتنی لاکرز کی ہوتی ہے اور اسی لئے انہیں سپیشل لاکرز کہا جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر تم نے کیا سوچا ہے"...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ یہ لاکر مسز فرانسو کے نام پر ہے۔ اس لئے ہمیں مسز فرانسو سے ملنا پڑے گا۔ مسز فرانسو اگر چاہے تو وہ بڑے اطمینان سے اس لاکر سے فارمولا نکال کر ہمارے حوالے کر سکتی

ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ آئیڈیا۔ ٹھیک ہے۔ چلو اس مسز فرانسو کا گھر ش کرتے ہیں۔ پھر میں اسے مجبور کر دوں گا کہ وہ لاکر سے فارمولا ل کر ہمارے حوالے کر دے"...... تنویر نے بڑے پرجوش لہجے میں ا۔

"مسز فرانسو کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ مسز ہے اور مسز صرف اپنے ہر کی بات مانتی ہے۔ سمجھے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے اب دیا، تو جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ جب کہ تنویر کے رے پر ہلکی سی شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔ اسے واقعی اپنی بچگانہ ت پر اب خود شرمندگی ہو رہی تھی۔

"تو آخر تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ کیا یہاں ہوٹل میں بند ہو کر بیٹھنے کے لئے ہم نے اتنا طویل سفر کیا ہے"...... چند لمحوں بعد جولیا نے کہا۔

"اگر تم اجازت دو۔ تو میں کوشش کروں"...... عمران نے سنجیدہ لجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ میری اجازت کا مسئلہ درمیان میں کہاں سے آگیا"۔ جولیا نے چونک کر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے معاملہ مسز کا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا کر کریڈل کو دو تین بار دبایا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں مانٹور میں مانٹور سٹی بنک میں ایک خاتون افسر ہیں۔ مسز

فرانسو۔ کیا آپ ان سے کال ملوا سکتی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"مسز فرانسو۔ یس سر۔ میں چیک کرتی ہوں۔ آپ فون بند کر دیجئے۔ رابطہ ہونے پر میں بیل دے دوں گی"...... دوسری طرف سے ہوٹل ایکس چینج کی آپریٹر نے کہا اور عمران نے اس کا شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا اور پھر چند لمحوں بعد ہی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"سر۔ مسز فرانسو اپنی رہائش گاہ پر نہیں ہیں۔ ان کے شوہر موجود ہیں اگر آپ ان سے بات کرنا چاہیں تو کال ملوا دیتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ ان سے بات کرا دیں"...... عمران نے کہا۔

"ہیلو۔ فرانسو بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"مسٹر فرانسو۔ میں مائیکل بول رہا ہوں۔ ہوٹل براس سے"۔ عمران نے کہا۔

"مائیکل۔ مگر"...... فرانسو کے لہجے میں حیرت تھی۔

"آپ سے پہلے ملاقات نہیں ہوئی۔ اس لئے آپ کو حیرت ہو رہی ہے۔ ہم آج ہی ریاست ولنگٹن سے آئے ہیں۔ آپ کی بیگم یہاں جس بنک میں کام کرتی ہیں۔ میرا مطلب ہے مانٹور سٹی بنک۔ اس میں جس کمپنی کے سپیشل لاکرز یونٹ نصب ہیں۔ ہمارا تعلق ایسی ہی

لاکرز کمپنی سے ہے۔ ہم اس سلسلے میں آپ کی مسز سے بات کرنا چاہتے تھے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اچھا۔ تو آپ تشریف لے آیئے۔ مارگریٹ ہمسائے کے گھر گئی ہے۔ ابھی تھوڑی دیر میں آجائے گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"شکریہ۔ آپ اپنے گھر کا ایڈریس بتا دیں"...... عمران نے کہا۔ تو دوسری طرف سے ایڈریس بتا دیا گیا۔

"ہم حاضر ہو رہے ہیں"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ۔ اس مسز فرانسو سے تفصیلی بات ہونے کے بعد ہی کوئی پروگرام بنائیں گے کہ فارمولا کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے۔ کم از کم حفاظتی انتظامات کے بارے میں تفصیلات کا تو پتہ چل جائے گا"...... عمران نے کہا اور جولیا اور تنویر دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

مانٹور کے ایک درمیانے درجے کے ہوٹل کے ایک کمرے میں صفدر، کیپٹن شکیل، نعمانی اور خاور چاروں موجود تھے۔ انہیں مانٹور آئے ہوئے آج دوسرا روز تھا اور اس دوران وہ نہ صرف اس بنک کی برانچ میں گھوم پھر آئے تھے بلکہ انہوں نے بنک کے گرد چکر لگا کر بھی اس کا سارا محل وقوع چیک کر لیا تھا۔ صفدر نے واپس آکر بنک کا اندرونی اور بیرونی نقشہ تیار کیا تھا اور اس وقت یہ نقشے ان سب کے درمیان موجود میز پر موجود تھے۔

"انتہائی سخت ترین حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں۔ میرا خیال ہے ہمیں یہ ڈکیتی والا آئیڈیا ڈراپ کر کے کسی دوسرے پہلو پر سوچنا چاہئے"...... نعمانی نے کہا۔

"دوسرا آئیڈیا تو یہی ہو سکتا ہے کہ اس مسز فرانسو کو اغوا کیا جائے اور پھر اسے لاکر سے فارمولا نکلنے پر مجبور کر دیا جائے"...... خاور نے

کہا۔

"نہیں۔ میں نے اس سسٹم کو چیک کر لیا ہے۔ لاکر کو کھولنے کے لئے اس آدمی کی وہاں موجودگی اشد ضروری ہے۔ جس کے نام لاکر ہوتا ہے۔ اس کے بغیر لاکر نہیں کھل سکتا اور مسز فرانسو بھلا کس طرح وہاں جا کر فارمولا دینے پر آمادہ ہو سکتی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"اسے ڈرایا دھمکایا تو جا سکتا ہے"...... نعمانی نے کہا۔

"نہیں نعمانی۔ اس کا تعلق جی تھری سے ہے اور جی تھری نے آخر کچھ سوچ کر ہی اس کا انتخاب کیا ہو گا۔ میرا خیال ہے۔ ہمیں یہ کام بالا بالا ہی کرنا ہو گا اور مسز فرانسو کو اس کا علم تک نہیں ہونا چاہئے"۔ صفدر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"تو پھر خواہ مخواہ کی دردسری کی کیا ضرورت ہے۔ یہاں اسلحہ عام ملتا ہے۔ فل ریڈ ایکشن کیا جائے۔ بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے گا"۔ خاور نے کہا۔

"اس طرح ہم نے اگر فارمولا حاصل بھی کر لیا تو ہمیں یہاں سے نکلنے کون دے گا۔ یہاں کی پولیس بے حد مستعد ہے۔ ایک لمحے میں مکمل ناکہ بندی ہو جائے گی"...... صفدر نے کہا۔

"ڈکیتی کی صورت میں یہاں کی پولیس کا شبہ یہاں کے جرائم پیشہ افراد کے خلاف ہی ہو گا۔ وہ پہلے ان کی چھان بین کریں گے اس طرح ہمارے بچ نکلنے کے امکانات بڑھ جائیں گے"...... صفدر اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔

" صفدر میرا خیال ہے کہ ہمیں ڈکیتی والا آئیڈیا ڈراپ کر کے کچھ اور سوچنا چاہئے ۔ جس قسم کے حفاظتی انتظامات وہاں ہیں ۔ ان حفاظتی انتظامات کے پیش نظر وہاں ڈکیتی کی واردات کامیاب نہیں ہو سکتی اور خاص طور پر سپیشل لاکر والے حصے میں تو معاملہ بے حد سنجیدہ ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ ہم باوجود بنک کے سارے عملے کو بے بس کرنے کے اس حصے میں داخل بھی نہ ہو سکیں "...... کیپٹن شکیل نے جو اس سارے وقت میں خاموش بیٹھا رہا تھا آخر کار بات کرتے ہوئے کہا ۔ تو صفدر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا ۔

" اگر تم بھی خاور اور نعمانی کے ہمنوا بن گئے ہو تو پھر میرا اکیلا ووٹ تو کچھ بھی نہیں کر سکتا "...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا ۔

" خاور اور نعمانی جو حل بتا رہے ہیں وہ بھی ناقابل عمل ہیں ۔ ہم بری طرح پھنس جائیں گے ۔ میں کوئی ایسا حل سوچنا چاہتا ہوں کہ بات بھی بن جائے اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو سکے " ۔ کیپٹن شکیل نے کہا ۔

" واہ ۔ اگر ایسا حل مل جائے تو مزہ نہ آجائے "...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ تو کیپٹن شکیل بھی مسکرا دیا ۔

" ایسا حل تو ایک ہی ہو سکتا ہے کہ ہمیں کہیں سے سلیمانی ٹوپی مل جائے اور ہم وہ پہن کر بنک میں جائیں اور لاکر سے فارمولا لے آئیں "...... خاور نے ہنستے ہوئے کہا ۔

" اگر اس مسز فرانسو کو کوئی ایسا چکر دیا جائے کہ وہ خود ہی اس

لاکر سے وہ فارمولا نکال کر ہمارے حوالے کر دے تو کیسا رہے " ۔ نعمانی نے کہا ۔

" پھر تو ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ اس کی اپنے خاوند سے ناچاقی ہو اور وہ تمہاری وجاہت پر مرمٹے "...... خاور نے جواب دیا اور کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا ۔

" میں سوچ رہا ہوں کہ اگر ہماری جگہ عمران ہوتا تو وہ کیسی ترکیب سوچتا "...... کیپٹن شکیل نے کہا ۔

" وہ عمران نہیں ہے بلکہ جدید دور کا عمرو عیار ہے اور اس کی زنبیل اس کا دماغ ہے ۔ جس میں ہر مسئلہ کا بنا بنایا حل پہلے سے موجود ہوتا ہے "...... خاور نے کہا اور کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا ۔

" ایک کام ہو سکتا ہے کہ مسز فرانسو کو جی تھری ہیڈ کوارٹر سے یہ پیغام دیا جائے کہ وہ لاکر سے فارمولا نکال کر اسے اپنے گھر میں رکھے جہاں سے جی تھری کا آدمی اسے کلکٹ کر لے گا "...... کیپٹن شکیل نے کہا ۔

" لیکن ہمیں جی تھری ہیڈ کوارٹر کے کوڈ وغیرہ کا تو علم نہیں ۔ واقعی غلطی ہو گئی ہے ۔ فیرم سے اس بارے میں بھی مجھے تفصیلات معلوم کر لینی چاہئے تھیں "...... صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

" ٹرائی تو کی جا سکتی ہے "...... کیپٹن شکیل نے کہا ۔

" نہیں کیپٹن شکیل ۔ اس طرح بات نہیں بنے گی ۔ جی تھری کوئی عام تنظیم نہیں ہے ۔ بلکہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ چوکنا ہو جائے اور

پھر فارمولا ہی یہاں سے غائب کر دیا جائے"۔ صفدر نے کہا

"میں ایک تجویز بتاتا ہوں گو کہ یہ تجویز ہے تو انتہائی گھٹیا سی لیکن مجبوری کے عالم میں جائز ہو سکتی ہے"...... نعمانی نے کہا۔

"کیا"...... سب نے چونک کر نعمانی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مسز فرانسو کے بچے ہوں گے۔ اگر ہم یہاں کوئی پرائیویٹ رہائش گاہ حاصل کر لیں اور پھر اس مسز فرانسو کے بچے کو اغوا کر کے لے جائیں اور اس کے ساتھ شرط لگا دیں کہ اگر مسز فرانسو لاکر سے فارمولا نکال کر ہمارے حوالے کر دے۔ تو بچہ زندہ اسے واپس مل سکتا ہے۔ ورنہ نہیں تو مجھے یقین ہے کہ مامتا کے ہاتھوں مسز فرانسو یقیناً یہ کام کرنے پر تیار ہو جائے گی"...... نعمانی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں ...... یہ انتہائی گھٹیا حرکت ہے اور یہ ہم سے ہونی بھی نہیں۔ اس لئے ہمیں کچھ اور سوچنا چاہیے"...... صفدر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"پھر تو یہی صورت ہے کہ وہاں واقعی ڈکیتی کی جائے"...... نعمانی نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں مسز فرانسو سے مل تو لینا چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ ہم اس کی کوئی ایسی کمزوری چیک کر لیں۔ جس کی مدد سے کام کو آگے بڑھایا جا سکے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مل لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس وقت بنک کا

ٹائم ہے۔ وہ بنک میں موجود ہو گی"...... صفدر نے بھی رضا مند ہوتے ہوئے کہا۔

"چلو۔ پھر وقت ضائع کرنے کا کیا فائدہ"...... خاور نے کہا اور وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ٹیکسی میں بیٹھے بنک کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ گو وہ پہلے عام آدمیوں کی طرح بنک کے اندر گھوم آئے تھے۔ لیکن انہوں نے کسی سے ملاقات نہ کی تھی۔ صرف جائزہ لینے تک ہی اپنے آپ کو محدود رکھا تھا۔ ٹیکسی نے تھوڑی دیر بعد انہیں بنک کے سامنے پہنچا دیا۔ ٹیکسی سے اتر کر وہ جیسے ہی بنک کی طرف بڑھے۔ مین گیٹ پر لگے ہوئے نوٹس بورڈ نے انہیں چونکا دیا۔ مین گیٹ پر "وقفہ برائے لنچ" کا نوٹس لگا ہوا دور سے دکھائی دے رہا تھا

"اوہ ...... لنچ کا وقفہ ہو گیا ہے۔ مسز فرانسو یقیناً یہیں کہیں قریب ہی لنچ کرتی ہوں گی۔ وہیں اس سے ملا جا سکتا ہے"...... صفدر نے کہا اور پھر وہ مین گیٹ کے ساتھ کھڑے ہوئے باوردی دربان کی طرف بڑھ گیا۔

"وقفہ کتنی دیر کا ہوتا ہے"...... صفدر نے دربان کے قریب جا کر اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ایک گھنٹے کا جناب"...... دربان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہم نے مسز فرانسو سے ملنا ہے۔ وہ کہاں لنچ کرتی ہیں"...... صفدر نے پوچھا۔

"جی ساتھ ہی سٹی ہوٹل ہے۔ تمام آفیسرز وہیں لنچ کرتے ہیں۔ میڈم بھی وہیں ہوں گی"...... دربان نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور صفدر اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے سٹی ہوٹل کی طرف بڑھ گیا۔ سٹی ہوٹل کا ہال خاصا وسیع و عریض تھا اور اس وقت اس میں رش بھی کافی تھا۔ عورتیں اور مرد بھرے ہوئے تھے اور واقعی لنچ ہو رہا تھا۔ وہاں موجود افراد اپنے لباس اور انداز سے ہی ملازم پیشہ دکھائی دے رہے تھے۔

"آیئے صاحب۔ ادھر میز خالی ہے"...... ایک ویٹر نے تیزی سے ان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"یہاں قریب ہی مانٹور سٹی بنک ہے۔ اس میں مسز فرانسو آفیسر ہیں۔ ہم نے ان سے ملنا ہے۔ کیا تم انہیں جانتے ہو"......... صفدر نے کہا۔

"مسز فرانسو۔ یس سر۔ وہ لنچ کر رہی ہیں اور میز بھی ان کے ساتھ ہی خالی ہے۔ آیئے۔ میں آپ کو لے جاتا ہوں"...... ویٹر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم نے ہمارے متعلق ان سے کچھ نہیں کہنا۔ صرف ہمیں دکھا دینا ہے"...... صفدر نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر ویٹر کی مٹھی میں دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اچھا سر......... لیکن سر ایک درخواست ہے۔ مسز فرانسو انتہائی شریف خاتون ہیں۔ غلطی یقیناً ان سے ہوئی ہے کہ انہوں نے

اپنے شوہر کے علاج کی رقم کے حصول کے لئے لمبا قرضہ حاصل کر لیا ہے۔ لیکن جناب میری درخواست ہے کہ آپ ان سے کوئی سخت سلوک نہ کریں"...... ویٹر نے میز کی طرف بڑھتے ہوئے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ ہم ایسی کوئی بات نہیں کریں گے۔ جس سے مسز فرانسو کو تکلیف پہنچے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

وہ سمجھ گیا تھا کہ مسز فرانسو نے کسی ادارے سے بھاری قرضہ اٹھا لیا ہے اور اب وہ اسے اتار نہیں پا رہی اور ویٹر نے صفدر اور اس کے ساتھیوں کے ڈیل ڈول اور ان کے انداز سے یہی سمجھا ہے کہ یہ لوگ قرضہ وصول کرنے آئے ہیں۔ ایسے ادارے اپنے قرضوں کی وصولی کے لئے ایسے ہی افراد کو بھرتی کر لیتے ہیں۔

"یہ جناب نیلے اسکرٹ میں مسز فرانسو ہیں"...... ویٹر نے ایک خالی میز کے قریب لے جا کر ساتھ والی میز پر بیٹھی ہوئی ایک ادھیڑ عمر عورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آہستہ سے کہا۔ جو لنچ کرنے کے ساتھ ساتھ سامنے بیٹھے ہوئے ایک آدمی سے باتیں کرنے میں مصروف تھی۔

"شکریہ"...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے اس سے مینو لے کر اس پر نشانات لگا کر اسے سب کے لئے لنچ لے آنے کا کہہ دیا اور ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"دیکھو اینڈری۔ میں سچ کہہ رہی ہوں کہ میرے پاس فی الحال اتنی

رقم نہیں ہے کہ میں قرضہ تو کیا اس کا سود بھی ادا کر سکوں ۔ تم مجھے مہلت دو ۔ میں بندوبست کر رہی ہوں "...... مسز فرانسو کی آواز سنائی دی وہ انتہائی پریشانی کے عالم میں بول رہی تھی ۔

" سنو مارگریٹ ۔ اب تک تمہیں بہت مہلتیں دی گئی ہیں ۔ اب ایسا ممکن نہیں ہے اب یہ حتمی فیصلہ کر لیا گیا ہے کہ اگر تم نے ایک ہفتے کے اندر تمام رقم مع منافع واپس نہ کی تو پھر تمہیں اس کے نتائج بہرحال بھگتنے پڑیں گے اور پھر نتائج تمہارے تصور سے بھی زیادہ خوفناک ہو سکتے ہیں ۔ تمہارے دونوں بچے اغوا کر کے فروخت کئے جا سکتے ہیں ۔ تمہارے رہائشی مکان پر مع سامان قبضہ کیا جا سکتا ہے ۔ تمہارے بنک کو اطلاع دی جا سکتی ہے اور تم جانتی ہو کہ اس کا نتیجہ کیا نکلے گا ۔ تم نوکری سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو گی ۔ اس لئے جو چاہے کرو ایک ہفتے کے اندر ہمیں ہر حالت میں رقم چاہئے ۔ ہر صورت میں اور اسے لاسٹ وارننگ سمجھنا "...... اس آدمی نے انتہائی تلخ اور ترش لہجے میں کہا ۔

" مم ۔ میرے بچے ۔ اوہ گاڈ ۔ اوہ ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو ۔ پلیز میری مدد کرو ۔ میں اتنی بھاری رقم ایک ہفتے میں کیسے حاصل کر سکتی ہوں "...... مسز فرانسو نے رو دینے والے لہجے میں کہا ۔

" جو چاہے کرو ۔ ہمیں اس سے غرض نہیں اور اب ہم ایک ہفتے بعد آئیں گے ۔ اس کے بعد وہی ہو گا جو ہم نے کہا ہے "...... اس آدمی نے پہلے سے زیادہ سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے

اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا اور مسز فرانسو نے بے اختیار دونوں ہاتھوں میں اپنا سر تھام لیا ۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے ۔ صفدر اپنی کرسی سے اٹھا اور اس آدمی کی خالی کردہ کرسی پر جا کر بیٹھ گیا ۔

" مادام ۔ آپ رو رہی ہیں ۔ رونے سے تو مسئلے حل نہیں ہوا کرتے "...... صفدر نے نرم لہجے میں کہا تو مسز فرانسو نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا اور پھر جلدی سے ہاتھ میں موجود ٹشو پیپر سے اپنے آنسو پونچھنے لگیں ۔

" آپ کی ہمدردی کا شکریہ "...... مسز فرانسو نے گلوگیر سے لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھنے لگیں ۔

" تشریف رکھیں ۔ میرا نام جانسن ہے ۔ میں آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں "...... صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" مم ۔ مم ۔ مگر میں تو آپ کو جانتی ہی نہیں ۔ پھر "...... مسز فرانسو نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔ ظاہر ہے ۔ وہ جس معاشرے کی فرد تھی ۔ اس سفاک معاشرے میں کسی اجنبی سے کسی ہمدردی کی تو توقع ہی نہیں کی جا سکتی تھی ۔

" انسانیت سب سے بڑا تعارف ہے مادام "...... صفدر نے کہا ۔

" مسز فرانسو ۔ میں اور میرے ساتھی ساتھ والی میز پر موجود تھے اور میں نے آپ کی اور اس آدمی کی باتیں سنی ہیں ۔ جو آپ کو انتہائی خوفناک دھمکیاں دے رہا تھا ۔ آپ مجھے بتائیں کہ اصل بات کیا ہے ۔

آپ قطعی بے فکر رہیں ۔ آپ کا مسئلہ بہرحال حل کر دیا جائے گا"۔ صفدر نے کہا۔

" ایسا ممکن ہی نہیں ہے مسٹر جانسن ۔ بہرحال میں آپ کی ہمدردی کی مشکور ہوں ۔ کم از کم آپ نے اتنا تو کہا ۔ اس معاشرے میں تو لوگ ہمدردی کرنا بھی وقت ضائع کرنا سمجھتے ہیں"...... مسز فرانسو نے کہا۔

" مادام ۔ کوئی چیز ناممکن نہیں ہوتی ۔ آپ مجھے بتائیں تو سہی بات کیا ہے"...... صفدر نے کہا۔

" میرا شوہر بے حد بیمار ہو گیا ۔ اس کو ایسی بیماری ہو گئی کہ اس کی جان خطرے میں پڑ گئی ۔ میں یہاں بنک میں آفیسر ہوں ۔ میں نے اپنی جمع پونجی بھی علاج پر خرچ کر دی ۔ بنک سے بھی قرضہ لے کر خرچ کر دیا ۔ ادھر ادھر ملنے والوں سے بھی جس قدر مل سکتا تھا لگا دیا۔ لیکن بیماری ایسی تھی کہ اس کا علاج بے حد مہنگا تھا اور میڈیکل انشورنس والوں نے اس قدر مہنگا علاج کرانے سے معذرت ظاہر کر دی تھی ۔ کیونکہ اس کا علاج ناراک کے ایک ہسپتال میں ممکن تھا جو بے حد مہنگا ہسپتال ہے ۔ لیکن چونکہ مجھے اپنے شوہر سے بے حد محبت تھی ۔ اس لئے میں نے یہاں کے ایک قرضہ دینے والے ادارے سے دس لاکھ ڈالر قرض لیا اور شوہر کا جا کر علاج کرایا ۔ میرا شوہر تو ٹھیک ہو گیا ۔ لیکن اب میں پھنس چکی ہوں ۔ حالانکہ میں نے کافی رقم ادا کر دی ہے لیکن اس ادارے کا سود اس قدر تیزی سے بڑھتا ہے کہ دس لاکھ

ڈالر اب دو سالوں میں پچاس لاکھ ڈالر بن چکے ہیں اور اب وہ ساری رقم اکٹھی مانگ رہے ہیں اور اگر میں اپنا مکان اور سب کچھ بیچ بھی دوں تب بھی میں اس کا ایک تہائی بھی نہیں اتار سکتی ۔ وہ لوگ وصولی کے معاملے میں بے حد ظالم ہیں ۔ لیکن میں مجبور ہوں"...... مسز فرانسو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اگر آپ کو پچاس لاکھ ڈالر مہیا کر دیئے جائیں تو یقیناً آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا"...... صفدر نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" کیا ۔ کیا ۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں ۔ کیا آپ واقعی پچاس لاکھ ڈالر دیں گے مگر"...... مسز فرانسو نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا ۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اسے صفدر کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

" بالکل ۔ ایک گھنٹے کے اندر یہ رقم آپ کو مہیا کی جا سکتی ہے"...... صفدر نے کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ مگر اس کے بدلے میں ۔ اس کے معاوضے میں آپ کیا چاہیں گے ۔ آخر آپ اتنی بڑی رقم ویسے تو نہیں دیں گے"...... مسز فرانسو نے انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔

" اس کی آپ فکر نہ کریں ۔ ویسے آپ کی بات درست ہے ۔ اتنی بڑی رقم بغیر کسی معاوضے نہیں دی جا سکتی ۔ لیکن ہم جو معاوضہ آپ سے طلب کریں گے وہ ایسا نہیں ہوگا کہ آپ کو اس کی ادائیگی میں کسی قسم کی پریشانی کا سامنا کرنا پڑے اور نہ ہی کسی کو اس کے بارے میں کسی قسم کا علم ہوگا"...... صفدر نے کہا۔

"کیا۔ کیا۔ آپ پلیز۔ ذرا کھل کر بات کریں"...... مسز فرانسو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا یہاں کوئی ایسی جگہ ہو گی جہاں آپ سے کھل کر بات کی جا سکے۔ کاروباری بات"...... صفدر نے کہا۔

"اوہ۔ ہاں۔ ضرور۔ ادھر سپیشل رومز ہیں۔ آیئے ادھر چلتے ہیں۔ مگر آپ کے ساتھی"...... مسز فرانسو نے کہا۔

"وہ یہیں رہیں گے۔ صرف میں آپ سے بات کروں گا اور آپ بے فکر رہیں۔ سب کچھ آپ کی منشا کے مطابق ہو جائے گا"...... صفدر نے کہا تو مسز فرانسو اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اوہ۔ مگر آپ نے تو لنچ بھی نہیں کیا۔ سوری میں نے آپ سے پوچھا تک نہیں"...... مسز فرانسو نے کہا۔

"شکریہ۔ بعد میں کر لیں گے۔ آیئے"...... صفدر نے کہا اور مسز فرانسو اسے ساتھ لئے ایک طرف راہداری سے گزر کر ایک کمرے میں آ گئی۔

"تشریف رکھیں۔ یہ سپیشل روم ہے۔ یہاں طلب کئے بغیر کوئی نہیں آئے گا"...... مسز فرانسو نے دروازہ بند کر کے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور صفدر شکریہ ادا کر کے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مسز فرانسو۔ اب بہتر ہے کہ کھل کر باتیں ہو جائیں۔ تاکہ آپ کا مسئلہ جلد از جلد حل ہو جائے۔ ہمیں معلوم ہے کہ آپ کا تعلق ایک خفیہ ایجنسی جی تھری سے ہے"...... صفدر نے کہا۔ تو مسز فرانسو بے

اختیار اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ شدید خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے

"آپ۔ آپ۔ کون ہیں۔ آپ"...... مسز فرانسو نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"گھبرائیں نہیں۔ میں آپ کا دوست اور ہمدرد ہوں۔ تشریف رکھیں"...... صفدر نے کہا۔ تو مسز فرانسو کرسی پر بیٹھ گئی۔ لیکن اس کے چہرے پر ابھی تک خوف اور حیرت کے ملے جلے تاثرات موجود تھے۔

"مسز فرانسو۔ ہمارا جی تھری سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی ہم اس کے مخالف ہیں۔ ہمارا ایک اپنا مسئلہ ہے۔ ہم اس سلسلے میں آپ سے ملنا چاہتے تھے۔ پھر آپ کا مسئلہ سامنے آیا۔ تو میں نے سوچا کہ آپ سے کھل کر بات کر لی جائے۔ تاکہ آپ ہمارا مسئلہ حل کر دیں ہم آپ کا۔ اس طرح دونوں کا کام ہو جائے گا۔ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے ہمیں معلوم ہے کہ آپ کا تعلق جی تھری کے ہیڈ کوارٹر سے ہے اور جی تھری کے ہیڈ کوارٹر سے ایک فارمولا آپ کے ذریعے۔ آپ کے بنک کے سپیشل لاکر نمبر ففٹی ون میں رکھا ہوا ہے۔ یہ لاکر آپ کے نام ہے۔ ہم یہ فارمولا حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس کے بدلے ہم آپ کو پچاس لاکھ ڈالر کیش دے سکتے ہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ جب جی تھری ہیڈ کوارٹر طلب کرے گا اور فارمولا نہ ہوگا تو وہ تو مجھے میرے بچوں اور شوہر سمیت گولیوں سے اڑا دیں گے۔ نہیں جناب ایسا تو قطعی ناممکن ہے"...... مسز فرانسو نے کہا۔

" مسز فرانسو ۔ ہر بات کا حل موجود ہوتا ہے ۔ یہ بات بھی سن لیں
کہ یہ تو اتفاق ہے کہ آپ کے قریب والی میز پر بیٹھنے کی وجہ سے آپ کی
اور اس آدمی کی باتیں سن کر ہمیں معلوم ہو گیا کہ آپ کو رقم کی
ضرورت ہے ۔ اس سے پہلے ہمیں ایک ویٹر نے بھی یہی کہا ہے کہ آپ
بے حد پریشان رہتی ہیں ۔ ورنہ ہم نے تو بہرحال فارمولا حاصل کرنا تھا
ہمارا ارادہ تو کچھ اور تھا ۔ مثلاً آپ کے بچوں کو اغوا کر کے آپ کو
فارمولا دینے پر مجبور کر دیا جائے یا آپ کو اغوا کر کے اور آپ پر تشدد کر
کے آپ کو مجبور کر دیا جائے ۔ اس قسم کی بے شمار صورتیں ہمارے
ذہنوں میں تھیں ۔ لیکن ہم نے محسوس کیا ہے کہ آپ بے حد پریشان
ہیں اور انتہائی گھمبیر مسئلے میں پھنسی ہوئی ہیں ۔ اس لئے ہم نے آپ کو
آفر کر دی ہے کہ آپ اپنا مسئلہ حل کریں اور اس کے بدلے ہمارا
مسئلہ حل کریں ۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جب جی تھری
آپ سے فارمولا طلب کرے گا تو آپ انکار کریں گی تو اس کا حل بھی
موجود ہے "...... صفدر نے کہا ۔

" کیسا حل "...... مسز فرانسو نے کہا ۔

" مسز فرانسو ۔ ظاہر سی بات ہے کہ آپ سائنسدان نہیں ہیں اور نہ
ہی جی تھری ہیڈ کوارٹر میں سائنسدان ہوتے ہیں ۔ یہ فارمولا سائنسی
کوڈ میں ہے اور لازماً یہ ایک بند پیکٹ کی شکل میں ہوگا ۔ اگر ایسا کر
دیا جائے کہ آپ یہ فارمولا ہمیں دے دیں اور ہم آپ کو اس کی نقل
دے دیں اور وہ نقل آپ اسی طرح پیک کر کے واپس لاکر میں رکھ

دیں اور جب جی تھری آپ سے فارمولا مانگے تو آپ یہ بند پیکٹ اسے
دے دیں ۔ اس طرح کسی کو معلوم تک نہ ہوگا کہ یہ کیا ہوا اور نہ ہی
آپ پر کوئی حرف آئے گا اور آپ کو پچاس لاکھ ڈالر بھی مل جائیں گے
اور آپ ہر قسم کی فکروں سے بھی آزاد ہو جائیں گی "...... صفدر نے کہا
تو مسز فرانسو بے اختیار چونک پڑی ۔

" کیا ۔ کیا واقعی ایسا ہو سکتا ہے ۔ اگر ایسا ہو جائے تو میں تیار
ہوں "...... مسز فرانسو نے کہا ۔

" بالکل ایسا ہوگا ۔ کسی کو معلوم تک نہ ہو سکے گا کہ کیا ہوا ہے ۔
آپ صرف اتنا کریں کہ آج بنک میں لاکر سے فارمولا نکال کر اپنے
پاس رکھیں اور کسی ایسی جگہ کا ہمیں پتہ بتا دیں جہاں اور کوئی نہ ہو ۔
ہم وہاں رقم لے کر پہنچ جائیں گے ۔ ہم آپ کو پچاس لاکھ ڈالر بھی دے
دیں گے اور وہیں آپ کے سامنے اس کی نقل بھی تیار کر کے آپ کو
دے دیں گے ۔ آپ کل واپس جا کر اسے لاکر میں رکھ دیں اور پھر
مطمئن ہو جائیں "...... صفدر نے کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔ میری ایک سہیلی ہے ویالی ۔ وہ اکیلی رہتی ہے اور
میری راز دار اور با اعتماد سہیلی ہے ۔ میں آپ کو اس کا پتہ دے دیتی
ہوں ۔ آپ شام کو چھ بجے وہاں پہنچ جائیں ۔ میں اسے فون بھی کر دوں
گی اور فارمولا لے کر وہاں پہنچ جاؤں گی ۔ لیکن مسٹر جانسن پلیز یہ خیال
رکھیں کہ میں آپ پر اعتماد کر رہی ہوں ۔ ایسا نہ ہو کہ آپ "...... مسز
فرانسو نے کہا ۔

"آپ کا اعتماد بحال رہے گا مسز فرانسو۔ ہمارے لئے پچاس لاکھ ڈالر کی رقم کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اس لئے آپ بے فکر رہیں ویسے ہی ہوگا۔ جیسا میں نے کہا ہے"...... صفدر نے کہا۔ تو مسز فرانسو نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پرس کو کھولا اس کے اندر سے ایک کارڈ نکالا اور اس پر قلم سے ایک پتہ لکھ کر صفدر کے ہاتھ میں دے دیا۔

"آپ چھ بجے اس پتے پر پہنچ جائیں"...... مسز فرانسو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب آپ صرف ایک کام اور کریں۔ اتنا بتا دیں کہ یہاں مانٹور میں مشینی جوا کھیلنے کا کوئی بڑا کلب بھی ہے۔ جہاں لمبا جوا کھیلا جا سکے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ رابرٹ گیم کلب ڈسمنڈ روڈ پر مشہور گیم کلب ہے۔ وہاں کروڑوں ڈالرز کا جوا ہوتا ہے اور کوئی بے ایمانی نہیں ہوتی۔ آپ وہاں کھیل سکتے ہیں"...... مسز فرانسو نے کہا۔

"شکریہ۔ ٹھیک ہے۔ اب آپ سے چھ بجے ملاقات ہوگی اور قطعی بے فکر رہیں۔ کوئی پریشانی نہ ہوگی"...... صفدر نے کہا اور پھر وہ مسز فرانسو کے ساتھ کمرے سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہال میں پہنچ گئے مسز فرانسو تو بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ جب کہ صفدر اس ٹیبل کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں اس کے ساتھی ابھی تک موجود تھے۔

"کیا ہوا"...... سب نے صفدر کے وہاں پہنچتے ہی سوالیہ لہجے میں کہا اور صفدر نے انہیں ساری باتیں تفصیل سے بتا دیں۔

اوہ۔ ویری گڈ۔ یہ تو قدرت نے ہمیں خود موقع دے دیا ہے۔ گڈ

شو"...... سب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب خاور نے اپنا کام دکھانا ہے اور اس رابرٹ گیم کلب سے پچاس لاکھ ڈالر جیتنے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"میرے لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے"...... خاور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

"میں لنچ کر لوں۔ پھر اس رقم کے بندوبست کے لئے روانہ ہو جائیں گے"...... صفدر نے کہا اور باقی ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد صفدر اکیلا ہی لنچ کرنے میں مصروف تھا۔

"اس فارمولے کی نقل کیسے تیار کرو گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"وہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ کاغذوں پر حروف ہی لکھنے ہیں لکھ دیں گے۔ کسی بھی کوڈ میں اور پھر اس کی مائیکرو فلم بنوالیں گے"۔ صفدر نے کہا۔

"کیوں نہ خالی فلم پیکٹ میں رکھ دیں"...... خاور نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح بیچاری مسز فرانسو ماری جائے گی"...... صفدر نے جواب دیا۔

"ایسا کیوں نہ کریں۔ کہ ہم اس فارمولے کی فلم بنا لیں اور فارمولا یہیں رہنے دیں"...... نعمانی نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح اصل فارمولا یہیں رہ جائے گا۔ جبکہ یہ پاکیشیا کی ملکیت ہے۔ اسے یہاں کسی قیمت پر بھی نہیں چھوڑا جا سکتا اس کی

نقل بنا کر رکھ دی جائے گی اور اس کا علم اس وقت ہو گا جب یہ واپس
گریٹ لینڈ کے سائنسدانوں کے پاس پہنچے گا۔ پہلے نہیں اور ظاہر ہے
جی تھری اس کی ذمہ دار نہ ہو گی۔ کیونکہ انہوں نے تو فارمولا صرف
تحویل میں لیا ہے"...... صفدر نے کہا اور باقی ساتھیوں نے اثبات میں
سر ہلا دیا۔ لنچ کرنے کے بعد وہ سب اس ہوٹل سے باہر آ گئے۔ تھوڑی
دیر بعد ٹیکسی نے انہیں رابرٹ گیم کلب پہنچا دیا اور پھر ایک گھنٹے میں
خاور پچاس لاکھ ڈالر جیت چکا تھا۔ رقم لے کر وہ گیم کلب سے نکلے اور
واپس ہوٹل پہنچ گئے۔ کیونکہ ابھی شام میں کافی وقت رہتا تھا۔ مسز
فرانسو سے معاہدے کے مطابق وہ ٹھیک چھ بجے اس کی سہیلی کے
مکان پر پہنچ گئے۔

"جی فرمایئے"...... کال بیل کے جواب میں دروازے پر آنے والی
ادھیڑ عمر عورت نے حیرت سے صفدر اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے
ہوئے کہا۔

"مسز فرانسو نے ہمیں آپ کے مکان کا پتہ دیا تھا اور چھ بجے پہنچنے کا
کہا تھا۔ میرا نام جانسن ہے"...... صفدر نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ آیئے"...... اس ادھیڑ عمر عورت جس کا نام
مسز فرانسو نے ویالی بتایا تھا کہا اور چند لمحوں بعد وہ ایک بڑے سے
کمرے میں پہنچ گئے۔

"کیا مسز فرانسو ابھی تک نہیں آئیں"...... صفدر نے پوچھا۔

"نہیں۔ کیا آپ رقم لے آئے ہیں"...... ویالی نے کہا۔

"جی ہاں۔ اس بریف کیس میں رقم موجود ہے"...... صفدر نے
جواب دیا۔

"کیا آپ یہ رقم مجھے دکھائیں گے۔ معاف کیجئے ہم پورا اطمینان
کرنا چاہتے ہیں"...... ویالی نے کہا۔

"بالکل دیکھ لیں"...... صفدر نے کہا اور بریف کیس اٹھا کر میز پر
رکھا اور پھر اسے کھول دیا۔ بریف کیس میں بڑی مالیت کے نوٹوں کی
گڈیاں بھری ہوئی تھیں۔

"اچھی طرح چیک کر لیجئے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور
ویالی نے گڈیاں بریف کیس سے باہر نکالیں اور پھر انہیں باقاعدہ گننا
شروع کر دیا۔ وہ خاصی محتاط عورت دکھائی دے رہی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ پچاس لاکھ ڈالر ہی ہیں۔ لیکن آپ ناراض نہ ہوں تو
میں انہیں چیک کر لوں کہ یہ جعلی تو نہیں"...... ویالی نے کہا تو صفدر
بے اختیار مسکرا دیا۔

"کیا آپ کو اصلی اور جعلی کرنسی کی پہچان ہے"...... صفدر نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ میں بھی ایک بنک میں کام کرتی ہوں اور کیش کا ہی
کام کرتی ہوں"...... ویالی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اچھی طرح تسلی کر لیں"...... صفدر نے کہا اور ویالی
نے ایک ایک گڈی اٹھائی اور اسے ٹیبل لیمپ کے سامنے لے جا کر
بغور چیک کرنے لگی۔

"ٹھیک ہے۔ واقعی یہ اصلی ہیں۔ شکریہ"...... ویالی نے کہا اور پھر
اس نے ساتھ پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنا
شروع کر دیئے۔
"ویالی بول رہی ہوں۔ میں نے سب چیکنگ کر لی ہے۔ سب
اوکے ہے۔ آجاؤ"...... ویالی نے رابطہ قائم ہوتے ہی کہا اور رسیور رکھ
دیا۔
"آپ کیا پینا پسند کریں گے"...... ویالی نے رسیور رکھ کر
مسکراتے ہوئے کہا۔
"کچھ نہیں۔ آپ کوئی تکلیف نہ کریں"...... صفدر نے کہا اور ویالی
خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گئی۔ تقریباً بیس منٹ بعد کال بیل بجی تو
ویالی اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ چند لمحوں بعد وہ واپس
آئی تو اس کے ساتھ مسز فرانسو تھی۔
"آپ اس چیکنگ پر ناراض تو نہیں ہوئے۔ دراصل صورتحال ہی
ایسی ہے کہ"...... مسز فرانسو نے کمرے میں آکر صفدر سے مخاطب ہو
کر کہا۔ جو اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔
"کسی وضاحت کی ضرورت نہیں مسز فرانسو۔ آپ نے جو کچھ کیا
ہے۔ حالات کے مطابق درست کیا ہے"...... صفدر نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا۔
"یہ لیجئے یہ پیکٹ۔ یہ میں لاکر سے نکال لائی ہوں۔ لیکن اگر یہ
واپس لاکر میں نہ گیا تو پھر آپ جانتے ہیں کہ کیا ہوگا"...... مسز فرانسو

نے پرس میں سے ایک چھوٹا سا پیکٹ نکال کر صفدر کی طرف بڑھاتے
ہوئے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔
"آپ پریشان نہ ہوں۔ یہ واپس بھی جائے گا اور کسی کو اس کی
تبدیلی کا علم بھی نہ ہو سکے گا"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور
مسز فرانسو کے ہاتھ سے پیکٹ لے لیا۔ لیکن چاروں کونوں پر مہریں لگی
ہوئی تھیں۔ صفدر نے ان مہروں کو غور سے دیکھا تو اس کی آنکھوں
میں چمک آگئی۔ کیونکہ یہ حکومت گریٹ لینڈ کی سرکاری مہریں تھیں
اس کا مطلب تھا کہ یہ وہی فارمولا تھا۔ جس کی انہیں تلاش تھی۔
"اسے آپ کیسے کھولیں گے۔ اس پر تو مہریں لگی ہوئی ہیں۔ کھلنے پر
تو فوراً معلوم ہو جائے گا"...... اس بار ویالی نے کہا۔
"فکر مت کریں۔ کسی کو علم نہ ہو سکے گا۔ آپ کے یہاں الیکٹرک
استری اور کاٹن کلاتھ ہوگا"...... صفدر نے کہا۔
"جی ہاں۔ کیوں"...... ویالی نے جواب دیا۔
"یہ دونوں چیزیں لے آئیں۔ پھر دیکھیں کہ یہ پیکٹ کس طرح
کھلتا ہے اور پھر کس طرح بند ہوتا ہے کہ کسی کو معلوم تک نہ ہو سکے
گا"...... صفدر نے کہا تو ویالی اٹھی اور اس کمرے سے باہر نکل گئی۔
تھوڑی دیر بعد وہ دونوں چیزیں لے آئی۔ صفدر نے پیکٹ میز پر رکھا۔
اس پر کپڑا ڈال کر اس نے بجلی کا پلگ لگایا اور اسے آن کر دیا۔ چند
لمحوں بعد جب استری ایک خاص حد تک گرم ہو گئی تو اس نے استری
اس کپڑے پر پھیرنی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد جب اس نے کپڑا

اٹھایا تو پیکٹ کا جڑا ہوا حصہ خود بخود کھل چکا تھا۔

"حیرت ہے۔ یہ تو عجیب طریقہ ہے"...... ویالی اور مسز فرانسو دونوں نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ طریقہ خطوط سنسر کرنے والے استعمال کرتے ہیں۔ گرم استری سے خط کھولتے ہیں اور اسے پڑھ کر پھر جب اس پر استری پھیرتے ہیں تو وہ پہلے کی طرح بند ہو جاتا ہے اور کسی کو معلوم تک نہیں ہوتا کہ اسے کھولا بھی گیا ہے یا نہیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پیکٹ کے اندر انگلیاں ڈالیں اور اندر موجود ایک مستطیل سی چٹ باہر نکال لی۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ تو کمپیوٹر گرافک ریکارڈ ہے۔ میں سمجھا تھا کہ شاید عام مائیکرو فلم میں فارمولا ہو گا"...... صفدر نے چونک کر کہا۔

"تو پھر"...... مسز فرانسو نے چونک کر کہا۔

"اس کی نقل تیار کرنے کے لئے تو مشینری کی ضرورت پڑے گی۔ بہر حال آپ فکر نہ کریں۔ میرے ساتھی مارکیٹ سے یہ مشینری خرید لائیں گے۔ یہ عام مل جاتی ہے"...... صفدر نے کہا اور پھر وہ نعمانی کی طرف مڑ گیا۔

"تم یہ کام کر لو گے یا"...... صفدر نے نعمانی کا نام لئے بغیر کہا۔

"ہاں۔ بڑی آسانی سے۔ میرا تو مشغلہ ہی یہی ہے"...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر جاؤ اور جا کر ضروری مشینری خرید لاؤ۔ تاکہ کام جلد از جلد

ٹ جائے"...... صفدر نے کہا تو نعمانی اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں"...... کیپٹن شکیل نے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آیئے۔ میں آپ کو بیرونی دروازے تک چھوڑ آؤں"...... ویالی نے بھی اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ نعمانی اور کیپٹن شکیل کو ساتھ لئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

مسز فرانسو کا گھر ایک عام سا گھر تھا۔ باہر ایک چھوٹا سا لان تھا اور لان کے باہر لکڑی کا پھاٹک تھا۔ لان کے بعد برآمدہ اور اس کے بعد چند کمرے تھے۔ ایسے گھر انہوں نے یہاں مانشور میں بہت زیادہ دیکھے تھے۔ شاید یہ یہاں کا مقبول طرز تعمیر تھا۔ لکڑی کے پھاٹک کے باہر کال بیل کا بٹن موجود تھا۔ عمران نے کال بیل بجائی۔ تو چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی جو جسمانی لحاظ سے خاصا کمزور سا لگ رہا تھا۔ پھاٹک پر نظر آیا۔

"میرا نام مائیکل ہے۔ اور ابھی ہم نے فون کیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اچھا۔ آیئے تشریف لایئے"...... اس نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور پھر عمران جولیا اور تنویر کے اندر داخل ہونے پر اس نے پھاٹک بند کر دیا اور لان کے درمیان بنے ہوئے راستے پر ان کے آگے

تا ہوا مکان کی طرف بڑھنے لگا۔

"آپ مسٹر فرانسو ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ میرا نام فرانسو ہے"...... فرانسو نے مڑے بغیر ہی جواب یا اور عمران سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک ڈرائنگ وم میں پہنچ گئے۔ اوسط درجے کا ڈرائنگ روم تھا۔ یہاں موجود فرنیچر ی حالت بتا رہی تھی کہ یہاں کے مکینوں کی معاشی حالت زیادہ بہتر نہیں ہے۔

"تشریف رکھیں۔ مارگریٹ ابھی تک نہیں آئی۔ اسے گئے ہوئے کافی دیر ہو گئی ہے۔ جاتے ہوئے اس نے کہا تھا کہ وہ جلد آ جائے گی"۔ فرانسو نے کہا اور ان کے ساتھ ہی خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ بزنس کرتے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"میں کچھ نہیں کرتا۔ کیونکہ میں طویل عرصے سے بیمار ہوں۔ میری بیماری نے اس گھر کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ آپ گھر کی حالت دیکھ رہے ہیں۔ مارگریٹ بیچاری کام کرتی ہے۔ کچھ مجھے میڈیکل پنشن ل جاتی ہے۔ دو بچے ہیں۔ بیماری کے علاج کے سلسلے میں اس قدر قرضہ چڑھ گیا ہے کہ اب تقریباً ساری آمدنی قرض میں اٹھ جاتی ہے اور ہم ایک ایک دن گن گن کر گزارتے ہیں"...... مسٹر فرانسو نے جواب دیا۔

"لیکن آپ کی میڈیکل انشورنس کمپنی نے کیوں نہیں آپ کا علاج کرایا"...... عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ کیونکہ یورپ اور

ایکریمیا میں میڈیکل کا سارا خرچہ انشورنس کمپنیاں برداشت کرتی تھیں
"مجھے جو بیماری تھی۔وہ انشورنس کے زمرے میں نہ آتی تھی"
فرانسو نے جواب دیا۔اس طرح کی باتوں کے دوران انہیں ایک گھنٹہ
سے زیادہ گذر گیا۔لیکن مسز فرانسو نہ آئی۔

"کیا آپ کی مسز کہیں دور گئی ہوئی ہیں۔ابھی تک ان کی واپسی
نہیں ہوئی"...... عمران نے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی دیکھتے ہوئے
کہا۔

"مجھے تو یہی کہہ کر گئی ہے کہ وہ آدھے گھنٹے بعد آئے گی۔جس
وقت آپ کا فون آیا تھا۔اس وقت آدھا گھنٹہ تقریباً گذر ہی گیا تھا۔
اس لئے میں نے آپ کو بلا لیا تھا۔لیکن اب تو واقعی کافی دیر ہو گئی ہے
اور وہ یہ بھی بتا کر نہیں گئی کہ کہاں جا رہی ہے۔ورنہ میں فون کر کے
ہی معلوم کر لیتا"...... فرانسو نے کہا۔

"کیا وہ پہلے بھی اس طرح جاتی رہتی ہیں"...... عمران نے کسی
خیال کے تحت پوچھا۔

"اس کی کئی فرینڈز ہیں۔بس کبھی کبھار ان سے ملنے چلی جایا کرتی
ہے۔ایک فرینڈ ویالی ہے۔اکثر اس کے پاس ہی جاتی ہے"۔فرانسو
نے جواب دیا۔

"تو آپ وہاں فون کر لیں"...... عمران نے کہا۔

"اچھا۔میں دیکھتا ہوں"...... فرانسو نے کہا اور اٹھ کر کمرے سے
باہر نکل گیا۔تھوڑی دیر بعد اس کی واپسی ہوئی۔

"وہ وہاں نہیں ہے۔میں نے اس کی دوسری فرینڈز سے بھی پوچھا
ہے وہاں بھی نہیں ہے۔ہو سکتا ہے کسی اور فرینڈ کے گھر چلی گئی ہو۔
وہ بیچاری بھی ذہنی طور پر بے حد دباؤ میں رہتی ہے اور بعض اوقات تو
وہ کئی کئی گھنٹے پارک میں جا کر بیٹھی رہتی ہے"...... فرانسو نے کہا اور
دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ مزید گزر گیا اور اب
عمران نے فیصلہ کر لیا کہ اب انہیں واپس چلا جانا چاہئے کہ اچانک
کال بیل کی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔مارگریٹ آگئی ہے"...... فرانسو نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے
دروازے کی طرف بڑھ گیا۔تھوڑی دیر بعد وہ واپس اکیلا ہی آیا۔

"وہ آ رہی ہے"...... فرانسو نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا
دیا اور پھر تقریباً دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر عورت
اندر داخل ہوئی۔عمران اور اس کے ساتھی اس کے استقبال کے لئے
اٹھ کھڑے ہوئے۔مسز فرانسو جسمانی لحاظ سے خاصی بھاری خاتون
تھیں۔لیکن چہرے کے لحاظ سے قبول صورت تھیں اور اس وقت تو
ان کے چہرے پر گہرا اطمینان اور سکون سا طاری صاف دکھائی دے رہا
تھا۔جب کہ مسٹر فرانسو کے چہرے پر بے بسی اور بیچارگی کا اثر زیادہ
نمایاں تھا۔رسمی تعارف کے بعد وہ سب وہیں بیٹھ گئے۔

"آپ کو کافی دیر تک انتظار کرنا پڑا۔میں اس کے لئے انتہائی
معذرت خواہ ہوں۔میں ایک انتہائی ضروری کام میں پھنس گئی تھی۔
اس لئے دیر ہو گئی۔فرمائیے۔میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں"۔

مسز فرانسو نے کہا۔

"آپ کے بنک میں کس کمپنی کے سپیشل لاکرز یونٹ نصب ہیں"۔ عمران نے پوچھا۔

"سکائی راڈ کمپنی کے۔ آپ کا تعلق کس کمپنی سے ہے"...... مسز فرانسو نے پوچھا۔

"فورڈ کمپنی سے"...... عمران نے جواب دیا۔ تو مسز فرانسو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا آپ ہمیں سپیشل لاکرز کے حفاظتی انتظامات کے بارے میں تفصیلات بتا سکیں گی۔ ہم دراصل اپنی کمپنی اور سکائی راڈ کمپنی کے حفاظتی انتظامات کے درمیان فرق کا جائزہ لینا چاہتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ میں معذرت خواہ ہوں۔ یہ بزنس سیکرٹ ہے اور میں اسے اوپن نہیں کر سکتی"...... مسز فرانسو نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہم اس کے لئے آپ کو معقول معاوضہ دینے کے لئے تیار ہیں"۔ عمران نے کہا۔ تو مسز فرانسو بے اختیار ہنس پڑی۔

"آپ چار پانچ گھنٹے پہلے اگر ایسی آفر کرتے تو یقیناً مجھے بے حد خوشی ہوتی۔ کیونکہ اس وقت ہمارے لئے ایک ایک ڈالر بے حد اہمیت رکھتا تھا۔ لیکن اب ایسا نہیں ہے۔ اس لئے سوری"...... مسز فرانسو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا ان چار پانچ گھنٹوں میں آپ کی ضرورت پوری ہو گئی ہے"۔ اچانک عمران نے چونک کر کہا تو مسز فرانسو نے ہنستے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مارگریٹ۔ یہ کیا کہہ رہی ہو۔ صرف تفصیلات بتا دینے سے اگر کچھ مل جاتا ہے تو"...... مسز فرانسو کے شوہر نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے قدرے احتجاجی لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ اب ایسا نہیں ہے۔ اب ہمیں اس طرح کے معاوضوں کی ضرورت نہیں رہی۔ میں تمہیں بعد میں بتاؤں گی"...... مسز فرانسو نے شوہر سے مخاطب ہو کر کہا۔ تو اس کے شوہر کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ جیسے اسے مسز فرانسو کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔ لیکن وہ کندھے اچکا کر خاموش ہو گیا۔

"مسز فرانسو آپ کے نام پر بھی بنک میں کوئی لاکر ہے"۔ عمران نے کہا۔ تو مسز فرانسو بے اختیار چونک پڑی۔

"ہاں۔ ایک لاکر ہے۔ مگر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں اور جناب میرا خیال ہے۔ اب ہم میاں بیوی کو اجازت دیں تو زیادہ بہتر ہے۔ ہم نے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں"...... مسز فرانسو نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ظاہر ہے۔ اب وہ براہ راست تو عمران اور اس کے ساتھیوں کو جانے کا نہ کہہ سکتی تھی۔ اس لئے اس نے قدرے مہذب انداز اپنایا تھا۔

"ان چند گھنٹوں میں آپ کہاں رہی ہیں"...... اچانک عمران نے

پوچھا۔

"سوری۔ یہ میری نجی مصروفیات ہیں۔ پلیز اب آپ......" مسز فرانسو نے اور زیادہ برافروختہ ہوتے ہوئے کہا۔

"مسز فرانسو آخری بات۔ آپ کے نام جو لاکر ہے۔ اس میں کیا رکھا گیا ہے"...... عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"دیکھیں۔ میں بھی آخری بار کہہ رہی ہوں کہ آپ برائے کرم اب تشریف لے جائیں"...... اس بار مسز فرانسو پھٹ پڑی۔

"تمہیں کیا ہو گیا ہے مارگریٹ۔ پہلے تو تم نے کبھی مہمانوں سے ایسا سلوک نہیں کیا تھا۔ تم کچھ بدلی بدلی سی لگ رہی ہو"...... اس بار مسٹر فرانسو نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔ شاید اسے مسز فرانسو کی عمران اور اس کے ساتھیوں سے گفتگو پسند نہ آئی تھی۔

"پہلے اور اب میں بہت فرق پڑ چکا ہے ڈیئر۔ اب میرے ذہن سے تمام بوجھ اتر چکا ہے اور اب میں اس بوجھ اترنے کا جشن منانا چاہتی ہوں۔ نجانے کتنے سالوں بعد یہ لمحے آئے ہیں اور یہ صاحبان خواہ مخواہ اپنی فضول باتوں سے مجھے بور کر رہے ہیں۔ تم چاہو تو ان سے باتیں کرتے رہو۔ میں جا رہی ہوں"...... مسز فرانسو نے کہا اور وہ تیزی سے دروازے کی طرف مڑی ہی تھیں کہ اچانک ساتھ کھڑے عمران کا بازو گھوما اور دوسرے لمحے مسز فرانسو چیختی ہوئی اچھل کر ایک دھماکے سے فرش پر گری۔

"یہ۔ یہ۔ کیا۔ کیا"...... مسٹر فرانسو نے چیختے ہوئے کہا۔ لیکن

عمران کا بازو ایک بار پھر گھوما اور دبلا پتلا مسٹر فرانسو لمبی چیخ مار کر اچھل کر کئی گز دور جا گرا۔ مسز فرانسو نے گر کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران کی لات چلی اور ایک اور چیخ مار کر وہ ساکت ہو گئی۔ جب کہ مسٹر فرانسو کے ساتھ یہی کام تنویر نے کر دیا۔

"جولیا جا کر دیکھو ان کے بچے ہوں گے۔ انہیں بھی بے ہوش کر دو"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور جولیا سر ہلاتی ہوئی تیز تیز قدم اٹھاتی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"اس عورت کا انداز بتا رہا ہے کہ کوئی خاص چکر چل گیا ہے اور میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ یہ چکر اسی فارمولے کے سلسلے میں ہی چلا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر مسز فرانسو کا بازو پکڑا اور ایک جھٹکے سے اسے اچھال کر صوفے پر ڈال دیا۔ جب کہ تنویر نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے مسٹر فرانسو کو اٹھا کر دوسرے صوفے پر لٹا دیا...... تھوڑی دیر بعد جولیا واپس کمرے میں آ گئی۔

"دو۔ بچے ہیں۔ میں نے انہیں بے ہوش کر دیا ہے"...... جولیا نے کہا۔ تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تنویر۔ سٹور سے جا کر کوئی رسی ڈھونڈ لاؤ۔ مسز فرانسو سے مجھے طویل گفتگو کرنی پڑے گی"...... عمران نے کہا اور تنویر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ سب تم نے کیوں کیا ہے۔ کیا تم زبردستی اس عورت کو فارمولا لاکر سے نکالنے پر مجبور کرو گے"...... جولیا نے کہا۔

"میرا خیال ہے صورتحال کچھ گڑبڑ ہو چکی ہے۔ مسز فرانسو کا چار گھنٹے غائب رہنا اور پھر ایسی باتیں کرنا کہ اس کا شوہر بھی حیران ہو ہے اور خاص طور پر اس لاکر کے تذکرے پر اس کا اس انداز میں چونکنا اور مزید بات کرنے سے گریز کرنا یہ سب کچھ میرے ذہن میں خطرے کی گھنٹیاں بجا رہی ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ مسز فرانسو نے اس فارمولے کا کسی سے سودا کر دیا ہے"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ تم نے صحیح بات کی ہے۔ گو میرے ذہن میں یہ بات واضح نہ تھی۔ لیکن اب تمہاری بات سے ہی واضح ہو گیا ہے"...... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ کس طرح ممکن ہے۔ دوسری کون سی پارٹی ہو سکتی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ہو سکتا ہے۔ کسی پارٹی نے سوچا ہو کہ یہاں سے کوڈ واک حاصل کر کے اسے دوبارہ گریٹ لینڈ کے ہاتھ فروخت کر دیا جائے۔ بہرحال ابھی صورتحال واضح نہیں ہے۔ میں خود بے حد الجھا ہوا ہوں"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جولیا کوئی بات کرتی تنویر کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں رسی کا بنڈل موجود تھا اور پھر مسز فرانسو اور اس کے شوہر کو علیحدہ علیحدہ باندھ دیا گیا۔

"جولیا۔ تم اب مسز فرانسو کو ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے ایک کرسی گھسیٹ کر مسز فرانسو کے سامنے رکھتے ہوئے کہا اور جولیا

نے آگے بڑھ کر مسز فرانسو کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا جب کہ عمران نے کوٹ کی جیب سے ریوالور نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔ چند لمحوں بعد جب مسز فرانسو کے جسم میں حرکت کے آثار نمایاں ہوئے تو جولیا پیچھے ہٹ گئی۔ تھوڑی دیر بعد مسز فرانسو نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پھر پوری طرح شعور میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن پھر اس کے چہرے پر شدید ترین خوف کے تاثرات ابھر آئے اور اسی لمحے اس کی نظریں سامنے بیٹھے ہوئے عمران اور اس کے ہاتھ میں موجود خوفناک ریوالور پر پڑیں تو خوف کی شدت سے اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی۔ وہ خوف کی شدت سے بے ہوش ہو چکی تھی

"اسے دوبارہ ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے جولیا سے کہا۔

"بے چاری سیدھی سادھی سی عورت ہے۔ خوف کے مارے کہیں مر ہی نہ جائے"...... جولیا نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے ایک بار پھر اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔

"ہم تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچانا چاہتے مسز فرانسو۔ ہم نے صرف چند معلومات حاصل کرنی ہیں"...... عمران نے مسز فرانسو کے دوبارہ ہوش میں آتے ہی نرم لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم کون ہو۔ تم نے یہ سب کچھ کیوں کیا ہے۔ تم۔ تم"۔ مسز فرانسو کی حالت واقعی خراب تھی۔

"مسز فرانسو۔ میری بات کان کھول کر سن لو۔ اگر تم نے ہماری

باتوں کے درست جواب دیئے اور ہمارے ساتھ تعاون کیا۔ تو تمہیں تمہارے شوہر اور بچوں کو خراش تک نہ آئے گی۔ لیکن اگر تم نے چکر چلانے کی کوشش کی تو پھر وہ سب کچھ ہو سکتا ہے جس کا شاید تم تصور بھی نہ کر سکو"...... عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"تم کیا چاہتے ہو۔ کیا تم ڈاکو ہو۔ لیکن تمہیں کیسے معلوم ہو گیا کہ میرے پاس بھاری رقم آ رہی ہے۔ میرے تو شوہر کو بھی اس کا علم نہیں ہے۔ پھر تمہیں کیسے علم ہو گیا"...... مسز فرانسو نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔ تو عمران اس کی سادگی پر بے اختیار مسکرا دیا جو خود اپنے منہ سے بھاری رقم کا اعتراف کرتی چلی جا رہی تھی۔

"ہمیں وہ فارمولا چاہئے۔ جو تمہارے نام سے سپیشل لاکر میں ہے اور جو جی تھری نے تمہیں وہاں رکھنے کے لئے دیا ہے"...... عمران نے صاف اور واضح بات کرتے ہوئے کہا۔

"فف۔ فف۔ فارمولا۔ وہ۔ وہ۔ وہ تو لاکر میں ہے اور لاکر تو کل صبح ہی کھل سکتا ہے۔ تم۔ تم آخر ہو کون"...... مسز فرانسو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم چند گھنٹے غائب رہی ہو۔ کہاں رہی ہو تم اور اب تم کہہ رہی ہو کہ تمہارے پاس بھاری رقم ہے۔ بولو کہاں سے رقم لی ہے اور کس لئے۔ جب کہ تمہارا شوہر بے حد پریشان اور مایوس نظر آ رہا تھا"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"تمہیں اس سے کیا مطلب۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ میں نے

کوئی غلط کام نہیں کیا۔ میرا شوہر جانتا ہے کہ میں کبھی کوئی غلط کام نہیں کر سکتی"...... مسز فرانسو نے کہا۔ اب اس کا لہجہ خاصا سنبھلا ہوا تھا اور اس کے لہجے سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ اب پہلے کی نسبت ذہنی طور پر سنبھل چکی ہے۔

"اس کے بچے کو اٹھا لاؤ اور اس کی نظروں کے سامنے اس کا گلا خنجر سے کاٹ دو۔ یہ عورت کچھ ضرورت سے زیادہ چالاک بننے کی کوشش کر رہی ہے"...... اچانک عمران نے ساتھ کھڑے تنویر کی طرف مڑتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ابھی لے آتا ہوں۔ پھر دیکھنا میں کیسے اسے ذبح کرتا ہوں"...... تنویر نے بھی بڑے سفاک لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف بڑھنے لگا تو مسز فرانسو نے بے اختیار ہولناک انداز میں چیخنا شروع کر دیا۔

"ایسا مت کرو۔ اوہ۔ اوہ۔ ایسا مت کرو۔ مت مارو میرے بچے کو۔ اوہ۔ اوہ۔ ایسا مت کرو"...... مسز فرانسو کی حالت یکلخت انتہائی غیر ہو گئی تھی۔ لیکن وہ بے ہوش نہ ہوئی تھی۔

"تو پھر سب کچھ بتا دو۔ پوری تفصیل سے"...... عمران نے سفاک لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں۔ میں بتا دیتی ہوں۔ میرے بچے کو مت مارو۔ ہم پر رحم کرو"...... مسز فرانسو نے چیخ کر کہا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو آبشار کی طرح بہنے لگے تھے۔

"بتاؤ اور سنو۔ یہ تمہارے آنسو ہم پر اثر نہیں کر سکتے"...... عمران کا لہجہ اور زیادہ سفاک ہو گیا۔ وہ جان بوجھ کر ایسا کر رہا تھا تاکہ مسز فرانسو سچ بات اگل دے۔

"میرا شوہر بیمار رہا ہے اور اس کی بیماری کی وجہ سے ہم پر بے حد قرضہ چڑھ گیا تھا۔ اس کے علاج کے لئے میں نے یہاں کے ایک سنڈیکیٹ سے بھاری رقم قرضے پر لی تھی اور وہ رقم اب پچاس لاکھ ڈالر ہو گئی ہے۔ جس کی ادائیگی میرے لئے ناممکن ہو کر رہ گئی تھی۔ میں آج دوپہر ہوٹل میں لنچ کر رہی تھی کہ اس سنڈیکیٹ کے ایک آدمی نے آکر دھمکی دی۔ میں سخت پریشان ہو گئی۔ پھر ایک آدمی میری میز پر آیا وہ ساتھ والی میز پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے مجھے آفر کی کہ وہ مجھے پچاس لاکھ ڈالر دے سکتا ہے۔ اگر میں لاکر میں موجود فارمولا اس کے حوالے کر دوں۔ لیکن میں نے انکار کر دیا۔ کیونکہ جی تھری بہت بڑی تنظیم ہے۔ جب وہ فارمولا طلب کرے گی اور فارمولا اسے نہ ملا تو وہ مجھے اور میرے سارے خاندان کو گولیوں سے اڑا دیں گے۔ اس پر اس نے تجویز پیش کی کہ وہ اس فارمولے کی ایسی نقل بنا دے گا کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے گا اور مجھ پر بھی حرف نہیں آئے گا۔ مجھے چونکہ رقم کی اشد ضرورت تھی۔ اس لئے میں رضامند ہو گئی آج شام چھ بجے کا وقت طے ہوا۔ میں نے اپنی ایک رازدار سہیلی دیالی کی رہائش گاہ اس کام کے لئے منتخب کی اور لاکر سے فارمولا نکال کر لے آئی شام چھ بجے میں وہاں گئی تو وہ آدمی جس نے اپنا نام جانسن بتایا تھا۔ اپنے تین ساتھیوں کے ساتھ موجود تھا۔ ان کے پاس پچاس لاکھ ڈالر کی رقم بھی موجود تھی۔ میں نے انہیں لاکر سے نکلنے والا پیکٹ دے دیا اور رقم لے لی۔ انہوں نے اس پیکٹ کو جس پر مہریں لگی ہوئی تھیں اس طرح کھولا کہ اس کے کھلنے کا پتہ نہ چل سکے۔ اندر ایک چوکور سی ڈبیا تھی۔ جس میں ایک کارڈ تھا جس پر بے شمار دندانے سے بنے ہوئے تھے۔ اس نے کہا کہ یہ تو کمپیوٹر میں استعمال ہونے والی کوئی چیز ہے۔ ان میں سے ایک اس کا ماہر تھا۔ وہ دوسرے ساتھی کے ساتھ بازار گیا اور پھر وہ عجیب سی مشینری خرید لائے۔ دیالی کی رہائش گاہ کے تہہ خانے میں جا کر انہوں نے ایک گھنٹے تک کام کیا اور پھر ویسی ہی ڈبیا لا کر انہوں نے سامنے پیکٹ میں بند کی اور پیکٹ مجھے دے دیا اور خود چلے گئے۔ میں وہ پیکٹ اور رقم لے کر واپس آ گئی اور تم لوگ یہاں پہلے سے موجود تھے۔ بس یہی ہے ساری بات۔ فار گاڈ سیک مجھ پر اور میرے بچوں پر رحم کھاؤ۔ ہمیں کچھ نہ کہو"...... مسز فرانسو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران کے ذہن میں پنکھے سے چلنے لگے۔ اس کا خدشہ درست ثابت ہوا تھا کہ فارمولا اڑا لیا گیا تھا۔

"ان افراد کے حلیے کیا تھے۔ کس تنظیم سے ان کا تعلق تھا"۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں نے ان سے پوچھا۔ لیکن انہوں نے بتانے سے انکار کر دیا۔ ویسے وہ چاروں کے چاروں لمبے تڑنگے اور ٹھوس جسموں والے افراد تھے چہروں سے وہ سب ایسے لگتے تھے۔ جیسے ناراک یا ونگٹن جیسے بڑے

شہروں میں رہتے ہوں ۔ بہرحال مانٹور میں وہ اجنبی تھے "...... مسز فرانسو نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے حلیے بتانے شروع کر دیئے ۔ لیکن ظاہر ہے یہ حلیے عمران کے لئے اجنبی تھے ۔

" ان دونوں کو کھول دو "...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور تنویر اور جولیا نے آگے بڑھ کر دونوں میاں بیوی کی رسیاں کھولنی شروع کر دیں ۔

" سنو مسز فرانسو ۔ ہمارے متعلق کسی کو اطلاع دی تو تمہیں تمہارے بچوں سمیت بموں سے اڑا دیا جائے گا ۔ ویسے ہم نہ تمہاری رقم لے جا رہے ہیں اور نہ وہ نقلی فارمولا ۔ اس لئے اطلاع دے کر بھی تمہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا "...... عمران نے سرد لہجے میں کہا ۔

" مم ۔ مم ۔ میں کیوں اطلاع دوں گی ۔ تمہارا بے حد شکریہ ۔ تم بھی ان کی طرح اچھے لوگ ہو ۔ ورنہ مجھے یہی خطرہ تھا کہ وہ لوگ بھی رقم دیئے بغیر فارمولا لے جائیں گے ۔ اگر وہ ایسا کرتے تو میں اور میری سہیلی ان کا کیا بگاڑ سکتی تھیں ۔ لیکن انہوں نے بھی اپنے وعدے پورے کئے ہیں "...... مسز فرانسو نے رہا ہوتے ہی کہا ۔

" کوئی ایسی نشانی بتاؤ ۔ جس کی مدد سے انہیں پہچان لیا جائے ۔ ان کی قومیت ۔ ان کی چال ڈھال یا ان کی رہائش گاہ وغیرہ ۔ کوئی ایسی بات "...... عمران نے کہا ۔

" حلیے میں نے بتا دیئے ہیں ۔ لباس کی تفصیلات بھی بتا دی ہیں ۔ باقی جو کچھ مجھے معلوم تھا ۔ وہ میں نے پہلے ہی بتا دیا ہے ۔ ہاں ایک

بات مجھے یاد آ گئی ہے ۔ ان میں سے ایک نے دوسرے کو اچانک ایک ایشیائی نام سے پکارا تھا ۔ پھر وہ فوراً ہی نام بدل دیا تھا ۔ مجھے حیرت تو ہوئی تھی ۔ لیکن میں خاموش رہی ۔ کچھ عجیب سا نام تھا ۔ شک ۔ شک یا ایسا ہی نام تھا ۔ بہرحال نام تھا ایشیائی "...... مسز فرانسو نے کہا ۔ تو عمران بے اختیار چونک پڑا ۔

" شکیل تو نہیں تھا "...... عمران نے انتہائی بے چین سے لہجے میں پوچھا ۔

" ہاں ہاں ۔ یہی نام تھا ۔ بالکل یہی نام تھا ۔ کیا تم انہیں جانتے ہو "...... مسز فرانسو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا ۔

" ہاں ۔ جانتا ہوں "...... عمران نے کہا اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ تنویر اور جولیا بھی اس کے پیچھے تھے ۔ ان کے چہروں پر بھی حیرت کے تاثرات تھے ۔

" کیا مطلب ۔ کیا یہ فارمولا حاصل کرنے والا کیپٹن شکیل تھا " ۔ جولیا نے باہر کھڑی کار میں بیٹھتے ہی کہا ۔

" ہاں ۔ اب تو یہ بات واضح ہو گئی ہے ۔ بہرحال ابھی تصدیق ہو جاتی ہے "...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی اور پھر کچھ دور لے جا کر اس نے کار روکی اور جیب سے ایک محدود حیطہ عمل کا ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی

"ہیلو ہیلو...... پرنس آف ڈھمپ کالنگ کیپٹن اوور"...... عمران نے فریکونسی ایڈجسٹ کرتے ہی اپنے اصل لہجے میں کال دینی شروع کر دی۔

"یس ...... کیپٹن اٹنڈنگ یو اوور"...... اچانک ٹرانسمیٹر سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔ لیکن اس کے لہجے میں حیرت تھی اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ ظاہر ہے اب اس بات کی تصدیق ہو گئی تھی کہ کیپٹن شکیل اور اس کے ساتھی مانٹور میں ہیں۔

"کیپٹن۔ کہاں رہ رہے ہو تم۔ میں مانٹور سے ہی کال کر رہا ہوں اوور"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اچھا۔ آپ بھی یہاں پہنچ گئے ہیں۔ ہم ہوٹل روچا میں ہیں۔ کمرہ نمبر ایک سو ایک۔ دوسری منزل۔ لیگن روڈ پر ہے یہ ہوٹل اوور"...... دوسری طرف سے کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم آرہے ہیں۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"انتہائی حیرت انگیز۔ اس کا مطلب ہے کہ کیپٹن شکیل نے پہلے میدان مار لیا ہے۔ کمال ہو گیا ہے"...... جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تو وہاں جا کر معلوم ہو گا کہ میدان انہوں نے مارا ہے یا میدان نے انہیں مار دیا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کار آگے

بڑھا دی۔

"یہ ہوئی ناں بات۔ آج پہلی بار سیکرٹ سروس نے تمہیں واضح شکست دی ہے"...... اچانک عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تنویر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو جولیا چونک پڑی۔

"شکست۔ کیا مطلب۔ اس میں شکست فتح کا کیا تعلق ہے۔ مجھے تو یہ سوچ کر ہی خوشی ہو رہی ہے کہ کیپٹن شکیل نے یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ ورنہ اگر ان کی جگہ کوئی اور ہوتے تو فارمولا تو ایک بار پھر ہاتھ سے نکل چکا تھا"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ تو آپ اس عمران کے دل سے پوچھیں کہ اس پر کیا گزر رہی ہے۔ ہر بار یہی کامیاب ہوتا تھا۔ اس نے ساری سیکرٹ سروس کو تابع مہمل بنا کر رکھا ہوا تھا۔ اب اسے پتہ چل رہا ہو گا کہ سیکرٹ سروس اسے بھی شکست دے سکتی ہے"...... تنویر نے کہا۔ اس کے لہجے میں اس قدر مسرت تھی جیسے کیپٹن شکیل کی بجائے اس نے خود عمران کو شکست دے دی ہو۔

"مجھے شکست سے کیا۔ مجھے تو اس بات کی فکر لاحق ہے کہ اب میں تمہارے چیف سے چیک کیسے وصول کروں گا اور اگر چیک نہ ملا تو پھر آغا سلیمان پاشا مجھے فلیٹ میں نہ گھسنے دے گا"...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"ویسے عمران۔ اس بار ہوا تو کمال ہے کہ کیپٹن شکیل نے معرکہ بھی مار لیا اور ہم صرف بھاگتے ہی رہ گئے"...... جولیا نے مسکراتے

ہوئے کہا۔ شاید عمران کے رونے والے لہجے اور بسورتی ہوئی شکل دیکھ کر وہ بھی دل ہی دل میں محظوظ ہو رہی تھی۔

"مسز فرانسو نے بتایا ہے کہ کیپٹن شکیل کے ساتھ تین افراد او بھی تھے اور سارے لمبے تڑنگے اور ٹھوس جسموں کے مالک تھے۔ اس مطلب ہے کہ صرف کیپٹن شکیل اور نعمانی ہی نہیں بلکہ صفدر ا خاور بھی ساتھ تھے اور میں جانتا ہوں کہ نعمانی کمپیوٹر مشینری کا ما ہے۔ اس نے فارمولے کی نقل تیار کی ہو گی"...... عمران نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"مجھے تو اس بات پر حیرت ہو رہی ہے کہ سیکرٹ سروس والوں نے پچاس لاکھ ڈالر جیسی انتہائی خطیر رقم مسز فرانسو کو کیسے ادا کر دی اتنی بھاری رقم کی تو چیف کسی صورت بھی اجازت نہیں دے سکتا"...... جولیا نے کہا۔

"کچھ لینے کے لئے قربانی تو دینی ہی پڑتی ہے مس جولیا۔ تم پچاس لاکھ ڈالر کی بات کر رہی ہو۔ میں کہتا ہوں کہ عمران کو اس طرح شکست دینے پر اگر پچاس کروڑ ڈالر بھی خرچ آ جائے تو سودا مہنگا نہ تھا۔ اگر چیف اجازت نہیں دے گا۔ تو ہم سب سیکرٹ سروس والے چندہ کر کے رقم پوری کر لیں گے"...... تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اس سے واقعی مسرت سنبھالے نہ سنبھل رہی تھی۔

"تنویر ...... عمران ہمارا ساتھی ہے۔ ہمیں کم از کم آپس میں تو اس فتح و شکست کے متعلق نہیں سوچنا چاہئے"...... جولیا نے عمران کی

طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جس کے کندھے سکڑے ہوئے تھے۔ جسم آگے کو جھکا ہوا تھا۔ اور اس کے چہرے پر ایسی مایوسی اور ویرانی تھی جیسے واقعی اس شکست نے اسے ذہنی اور اعصابی طور پر شدید دھچکا پہنچایا ہو۔

"مجھے معلوم ہے کہ پچاس لاکھ ڈالر ان لوگوں نے کہاں سے حاصل کئے ہوں گے۔ کاش میں تنویر کو ساتھ رکھنے کی بجائے خاور کو ساتھ رکھ لیتا۔ پھر میں دیکھتا کہ کیپٹن شکیل اور صفدر کیسے پچاس لاکھ ڈالر کا انتظام کرتے اور اگر پچاس لاکھ ڈالر کا انتظام نہ ہوتا تو یہ کسی صورت بھی مسز فرانسو سے فارمولا حاصل نہ کر سکتے"...... عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے خاور نے بندوبست کیا ہو گا اتنی بھاری رقم کا"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ وہ مشینی جوئے کا ماہر ہے۔ اگر وہ چاہے تو مشینی جوئے سے پچاس لاکھ ڈالر تو کیا پچاس ارب ڈالر بھی کما سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو اور بھی لطف آ گیا۔ اب تو چیف کی منظوری والا مسئلہ بھی ختم ہوا"...... تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اسی لمحے عمران نے کار ایک تین منزلہ ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ میں روک لی اور اسے پارکنگ کی طرف لے جانے لگا۔ پارکنگ میں کار روک کر وہ نیچے اترے اور پھر ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ لیکن تنویر اور

عمران دونوں کی چال میں فرق نمایاں تھا۔ تنویر اس طرح سینہ تان کر چل رہا تھا۔ جیسے اس نے کوئی ملک فتح کر لیا ہو۔ جب کہ عمران اس طرح ڈھیلے انداز میں چل رہا تھا جیسے وہ اپنا سب کچھ ہار کر جا رہا ہو۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کمرے کے دروازے پر پہنچ گئے۔ جس کا نمبر کیپٹن شکیل نے ٹرانسمیٹر پر بتایا تھا۔ دروازہ بند تھا۔ تنویر نے ہاتھ اٹھا کر دستک دی۔

"کون ہے"..... اندر سے ایک اجنبی آواز سنائی دی۔

"تنویر"..... تنویر نے اونچی آواز میں کہا۔

"اوہ اچھا"..... اس بار آواز خاور کی تھی اور چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور تنویر اس کے بعد جولیا اور سب سے آخر میں عمران اندر داخل ہوا۔ گو کمرے میں موجود افراد ایکریمین میک اپ میں تھے۔ لیکن ظاہر ہے۔ عمران ایک ہی نظر میں انہیں پہچان گیا کہ وہ صفدر اور اس کے ساتھی تھے۔

"آپ بھی یہاں مانٹور میں موجود تھے عمران صاحب"..... سلام دعا کے بعد صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کاش یہاں موجود نہ ہوتا تو کم از کم مجھے تنویر کی باتیں تو نہ سننی پڑتیں"..... عمران نے انتہائی مایوسانہ لہجے میں کہا اور ایک کرسی پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے میلوں دور سے دوڑتا ہوا آ رہا ہو۔

"تنویر کی باتیں۔ کیا مطلب"..... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تم لوگوں نے سیکرٹ سروس کا نام اونچا کر دیا ہے۔ تم نے عمران کو شکست دے کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ سیکرٹ سروس احمقوں کا ٹولہ نہیں ہے۔ یہ اپنے آپ کو عقل کل سمجھتا تھا۔ آج اسے پتہ چلا ہے کہ شکست کیا ہوتی ہے"..... تنویر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو صفدر اور دوسرے ساتھیوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"شکست عمران صاحب کو ہم نے دی ہے۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"..... صفدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے عمران سے پہلے مسز فرانسو سے وہ فارمولا حاصل کر لیا ہے اسے سیکرٹ سروس کی جیت اور عمران کی شکست کہہ رہا ہے اور جب سے اس نے یہ بات سنی ہے۔ اس کی مسرت کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں رہا"..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو آپ مسز فرانسو سے ملے ہیں کب اور آپ کو کیسے پتہ چل گیا کہ ہم نے اس سے فارمولا حاصل کر لیا ہے"..... صفدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا مگر عمران اسی طرح سر جھکائے خاموش بیٹھا رہا۔ جب کہ جولیا نے مانٹور پہنچنے اور مسز فرانسو سے ملنے سے لے کر یہاں تک آنے کی ساری تفصیلات بتا دیں۔

"اوہ ..... اوہ ..... تو آپ بھی مسز فرانسو تک پہنچ گئے تھے۔ بہر حال وقت کا ہی فرق پڑا ہے۔ اگر آپ پہلے پہنچ جاتے تو یقیناً فارمولا آپ لے اڑتے۔ اب یہ اتفاق ہے کہ ہم پہلے پہنچ گئے اور فارمولا

ہمارے ہاتھ لگ گیا۔ مقصد تو فارمولا حاصل کرنے کا تھا۔ وہ مل گیا
اس میں کسی شکست یا فتح کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے"...... صفدر نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن شکیل کا نام کس نے لیا تھا"...... اچانک عمران نے پوچھا

"وہ بس اچانک ہی میرے منہ سے نکل گیا تھا۔ لیکن اچھا ہوا کہ
ایسا ہو گیا اور آپ کو ہمارے متعلق علم ہو گیا۔ ورنہ تو آپ نجانے
کہاں کہاں ہمیں ڈھونڈتے پھرتے"...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ڈھونڈتے پھرنے کی بات نہیں ہے۔ اگر شکیل کا نام سامنے نہ آ
جاتا تو پھر صورتحال دوسری ہو جاتی۔ پھر تم لوگ حریف ہوتے اور تم
جانتے ہو کہ میں حریفوں کو واپس نہیں جانے دیا کرتا۔ مانٹور چھوٹا سا
شہر ہے اور تمہارے حلیے اور لباسوں کی تفصیل میں نے معلوم کر لی
تھی"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور صفدر بے
اختیار ہنس پڑا۔

"وہ فارمولا ہے کہاں۔ مجھے تو دکھاؤ۔ سنا ہے نعمانی نے بڑا کام کیا
ہے۔ باقاعدہ بازار سے مشینری خریدی ہے اور اس ویالی کی رہائش گاہ پر
اس فارمولے کی نقل تیار کر کے مسز فرانسو کو دی ہے"۔ عمران نے
کہا۔

"عمران صاحب۔ اب ایسا تو کرنا ہی تھا"۔ نعمانی نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"وہ مشینری وہیں چھوڑ آئے ہو یا ساتھ لے آئے ہو"...... عمران نے

کہا۔

"نہیں۔ ساتھ لے آئے ہیں۔ ہمارا پروگرام تھا کہ فارمولے کا
پیکٹ ہم کسی انٹرنیشنل کوریئر کمپنی کے ذریعے پہلے ہی چیف کو بھجوا
دیں۔ اس کے بعد مشینری ہم کسی بھی دکان پر نصف قیمت پر فروخت
کر دیں گے اور پھر اطمینان سے واپس چلے جائیں گے پیکٹ ہم نے تیار
کر لیا تھا۔ اگر آپ کی کال دو چار منٹ اور نہ آتی تو ہم سب اسے بک
کرانے کے لئے چل پڑے تھے"...... صفدر نے جواب دیا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک پیکٹ نکال کر عمران کی طرف بڑھا
دیا۔ یہ گتے کا ڈبہ تھا۔ جسے باقاعدہ سیلڈ کیا گیا تھا۔ عمران نے اس کی
ایک سائیڈ کھولی اور پھر اس کے اندر موجود کمپیوٹر گرافک ڈسک باہر
نکال لی۔ وہ چند لمحوں تک اسے مسلسل الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا۔

"یہ تو سادہ ڈسک ہے۔ اس میں تو کوڈ واک فیڈ ہی نہیں ہے"۔
اچانک عمران نے کہا تو کمرے میں موجود سب افراد اس طرح اچھل
پڑے جیسے کمرے میں اچانک بم پھٹ پڑا ہو۔

"اوہ۔ کیا۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ہم نے اسے باقاعدہ مانیٹر پر
چیک کیا ہے اور پھر اس کی نقل تیار کی اور اس کے بعد نعمانی نے اس
نقل میں میری ہدایات پر بے شمار جگہوں پر ایسی تبدیلیاں کر دی ہیں
کہ نقل میں آنے والا کوڈ واک ایک لحاظ سے ناکارہ ہو کر رہ گیا تھا۔ اگر
اس میں کوڈ واک فیڈ نہ ہوتا تو اس کی نقل کیسے تیار ہو سکتی تھی"۔
صفدر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مانیٹر ہے تمہارے پاس"...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"جی ہاں ہے۔ ادھر دوسرے کمرے میں ہے"...... صفدر نے کہا۔

"جا کر یہیں لے آؤ اور اسے چیک کرو"...... عمران نے کہا اور نعمانی اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی موجود تھی۔

"کیا آپ واقعی سنجیدگی سے یہ سب کچھ کہہ رہے ہیں"...... اس بار کیپٹن شکیل نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ابھی جو کچھ ہے سامنے آجائے گا"...... عمران نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور صفدر اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ تنویر کا مسرت سے تمتماتا ہوا چہرہ بھی یکلخت مایوسی کی وجہ سے لٹک سا گیا۔ چند لمحوں بعد نعمانی واپس آیا تو اس نے ایک بڑا سا کمپیوٹر اٹھایا ہوا تھا۔ اس نے کمرے کا دروازہ لاک کر دیا اور پھر بیگ میں سے مانیٹر نکال کر اسے میز پر رکھا اور اسے ایڈجسٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ سب کی نظریں مانیٹر پر جمی ہوئی تھیں۔ نعمانی نے وہ ڈسک اٹھا کر مانیٹر کے مخصوص خانے میں ڈالی اور پھر مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ ایک بٹن دبتے ہی مانیٹر کی سکرین روشن ہو گئی سب کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

"میں ڈسک آن کر رہا ہوں"...... نعمانی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دو بٹن بیک وقت دبا دیئے۔ سکرین پر جھماکا سا ہوا اور اس پر چند الفاظ ابھر آئے اور جیسے ہی یہ الفاظ ابھرے کمرے میں موجود ہر

شخص کے چہرے پر جیسے بشاشت سی دوڑ گئی۔ لیکن عمران اسی طرح سپاٹ چہرہ لئے بیٹھا رہا۔

"فیڈنگ تو آرہی ہے عمران صاحب"...... صفدر نے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ اچانک سکرین ایک جھماکے سے سپاٹ ہو گئی اور اس پر ٹیڑھی ترچھی ہلکی ہلکی لہریں اور لکیریں سی بننے اور پھیلنے لگیں۔ جب کہ اس کے ساتھ ہی ایک خانے میں نمبر تیزی سے بدلتے چلے جارہے تھے۔

"یہ۔ یہ تو واقعی فیڈنگ سپاٹ ہو گئی ہے۔ یہ تو ڈسک صاف ہو چکی ہے"...... یکلخت نعمانی کی پریشانی سے بھرپور آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سب کے چہروں پر یکلخت جیسے انتہائی مایوسی نے ڈیرے ڈال دیئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ سب کیسے ہو گیا ہے۔ فیڈنگ کیسے سپاٹ ہو گئی۔ یہ۔ یہ کیا ہوا"...... نعمانی نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔ لیکن ظاہر ہے کوئی اس کی بات کا کیا جواب دیتا اور پھر کچھ دیر بعد سکرین صاف ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی نمبر بدلنے بھی رک گئے۔

"سب کچھ ختم ہو گیا۔ سارا کوڈ ڈاک ہی ختم ہو گیا"...... نعمانی نے تقریباً رو دینے والے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مانیٹر آف کرنا شروع کر دیا۔

"یہ۔ یہ۔ ہوا کیسے۔ وہاں تو فیڈنگ موجود تھی۔ میں نے خود دیکھا تھا"...... صفدر کے لہجے میں بھی شدید ترین پریشانی نمایاں تھی۔

"تم نے اس کی نقل ڈبل کراس سکس تھری پر تو نہیں بنا دی تھی"۔ عمران نے اچانک نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں ۔ اور نقل بنتی ہی اسی گراف پر ہے"...... نعمانی نے جواب دیا۔

"لیکن تم نے اس ڈسک کو نہیں دیکھا تھا۔ یہ سنگل کراس ڈسک ہے ۔ اسے تم نے ڈبل کراس پر کیوں چلا دیا تھا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سنگل کراس ۔ اوہ نہیں عمران صاحب ۔ یہ ڈبل کراس ڈسک ہی ہے"...... نعمانی نے اور زیادہ پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"نکالو اسے باہر اور مجھے دکھاؤ"...... عمران نے کہا اور نعمانی نے جلدی سے ڈسک باہر نکالی اور اسے ایک لمحہ غور سے دیکھنے کے بعد عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ سائز سے تو ڈبل کراس لگتی ہے"...... نعمانی نے کہا۔

"یہ دیکھو ۔ یہ نشانی دیکھ رہے ہو ۔ اس کے درمیان سنگل لکیر ہے یا ڈبل ۔ بولو"...... عمران نے ایک گول ابھرے ہوئے پنسل کے دائرے نما نشان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ جس کے درمیان ایک لکیر سی نظر آ رہی تھی ۔ یہ ہوتا ہے ڈسک کراسنگ نشان ۔ تم سائز کے چکر میں پڑے ہوئے ہو ۔ کافی عرصہ پہلے سائزوں سے معلوم کیا جاتا تھا ۔ اب تو ایک ہی سائز آ رہا ہے اور باقاعدہ نشان لگایا جاتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"یہ تو واقعی سنگل کراس ہے ۔ میں نے تو سائز کی وجہ سے اسے ڈبل کراس سمجھا تھا"...... نعمانی نے بجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لیکن نقل تو صحیح ہو گئی تھی پھر"...... صفدر نے کہا۔

"یہی تو مسئلہ بنا ہے ۔ یہ ڈسک سنگل کراس تھی ۔ نعمانی نے اسے ڈبل کراس سمجھ لیا ۔ اس طرح ایک نقل ہونے کے بعد یہ ختم ہو گئی ۔ اگر یہ ڈبل کراس ہوتی تو پھر لامحالہ ایک نقل ہو جانے کے بعد اس میں بھی فیڈنگ رہ جاتی"...... عمران نے ڈسک کو الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ تمہیں کیا ضرورت پڑی تھی کہ تم اس موٹی مسز فرانسو کو نقل بنا کر دو اور پچاس لاکھ ڈالر دو ۔ گولی مار کر ختم کر دینا تھا اسے ۔ یہ تمہاری شرافت اور ہمدردی لے ڈوبی ناں ہم سب کو"...... تنویر نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ بے چاری مجبور عورت تھی ۔ رقم خاور نے ایک گیم کلب سے جیت لی تھی ۔ وہ ہم نے کونسی اپنی جیب سے دی ہے ۔ باقی رہی نقل تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے اس طرح طویل عرصے تک کوڈ واک کی واپسی کا پتہ نہ ہی جی تھری کو لگ سکے گا اور نہ گریٹ لینڈ والوں کو ورنہ تو وہ فوراً پیچھے بھاگ پڑتے"...... صفدر نے جواز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"تو اب کیا کریں ۔ اب چیف کو کیا جواب دیں گے ۔ وہ تو ہم سب کو گولیوں سے اڑا دے گا" تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہم سب میں سے مجھے علیحدہ رکھو تنویر۔ یہ کارنامہ سیکرٹ سروس کا ہے اور میں سیکرٹ سروس کی اس شاندار فتح میں شامل نہیں ہوں"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تمہیں تو خدا ایسا موقع دے۔ اب تم کیوں شامل ہونے لگے سیکرٹ سروس کے ساتھ"...... تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم تو جشن فتح منا رہے تھے۔ اب کیا ہوا۔ چلے تھے سیکرٹ سروس کو فتح دلانے۔ اگر سیکرٹ سروس اس قابل ہوتی تو مجھے تمہارا چیف کیوں چیک دینے پر مجبور ہوتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہم سے واقعی غلطی ہو گئی ہے۔ ہم ویسے تو اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے تھے۔ لیکن اس سائنسی چکر میں آکر مار کھا گئے ہیں۔ تنویر درست کہہ رہا ہے۔ اگر مجھے ذرا بھی اندازہ ہو جاتا کہ ہمارے ساتھ ایسے ہو سکتا ہے تو میں ایک لمحہ ہچکچائے بغیر اس مسز فرانسو اور اس کی فرینڈ ڈیالی کو گولی مار کر ڈسک لے آتا اور یہ بھی مجھے اندازہ ہے کہ جب چیف کو اس ساری بات کا علم ہو گا تو وہ واقعی ہمیں گولیوں سے اڑا دے گا۔ ہم نے نادانی میں پاکیشیا پر ظلم کیا ہے۔ لیکن آپ ماسٹر مائینڈ ہیں۔ پلیز فار گاڈ سیک اس کا کوئی حل بتائیں"۔ صفدر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا حل نکالوں۔ ڈسک تو صاف ہو گئی۔ اب کیا کروں۔ جو نقل

تھی۔ اسے بھی تم نے تبدیل کر دیا۔ ورنہ وہی نقل ہی ہم ساتھ لے جاتے۔ اب تو وہ بھی بیکار ہے۔ میں تو سوچ رہا ہوں کہ میں تمہیں کال نہ کرتا اور تم یہ ڈسک اپنے چیف کو بھجوا دیتے اور جب اسے اس ساری تفصیل کا پتہ چلتا تو پھر تمہیں بھی معلوم ہو جاتا کہ فتح کسے کہتے ہیں اور شکست کسے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو اب واقعی اس کا کوئی حل نہیں ہے"...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ وہ بڑی امید بھری نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

"کون سی ایسی مشکل ہے جس کا حل نہ ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو ان سب کے چہرے یکلخت کھل اٹھے۔

"اوہ۔ اوہ۔ خدایا تیرا شکر ہے۔ عمران صاحب آپ کے اس فقرے نے ہمارے مردہ دلوں کو پھر زندہ کر دیا ہے"...... صفدر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"حل تو واقعی ہر مشکل کا ہوتا ہے۔ لیکن حل کرنے والا اگر چاہے تو اور میرا کیا تعلق ہے سیکرٹ سروس سے۔ میں تو سیکرٹ سروس سے شکست کھا چکا ہوں۔ میں کیوں حل نکالوں گا اس کا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہیں حل نکالنا پڑے گا۔ سمجھے۔ یہ میرا حکم ہے"...... جولیا نے یکلخت غصیلے لہجے میں آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"ارے واہ۔ خواہ مخواہ حل نکالوں۔ کیوں۔ مجھے کیا ضرورت

ہے"...... عمران واقعی لطف لے رہا تھا۔

"تو تم اب میری بات بھی نہ مانو گے"...... جولیا کا لہجہ بڑا شکستہ سا ہو گیا تھا۔

"تمہاری بات۔ میں کیا۔ سیکرٹ سروس کا کوئی بھی رکن نہیں ٹال سکتا۔ بے شک تنویر سے پوچھ لو۔ لیکن ایک صورت میں ابھی اس کا حل نکل سکتا ہے کہ تنویر مجھ سے درخواست کرے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں تم سے درخواست کرتا ہوں"...... تنویر نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اب اس کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہا ہو اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہارا تو میرے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں۔ رقیب روسیاہ۔ سوری۔ رقیب روسفید۔ تمہاری درخواست میں کیسے رد کر سکتا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی ڈسک نعمانی کی طرف بڑھا دی۔

"یہ لو۔ اسے دوبارہ مانیٹر میں ڈالو اور چیک کرو"...... عمران نے کہا۔

"لیکن"...... نعمانی نے ڈسک لیتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم چیک تو کرو۔ اللہ تعالیٰ بڑا رحیم و کریم ہے۔ وہ اپنے گناہ گار بندوں کی بھی عزت رکھ لیتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

اور نعمانی نے جلدی سے ڈسک مانیٹر میں فیڈ کی اور بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد سکرین پر جھماکا ہوا اور پھر وہی پہلے والے الفاظ سکرین پر ابھرے۔ لیکن اس کے بعد مسلسل لفظ ابھرتے رہے اور سوائے عمران کے باقی سب حیرت کی شدت سے آنکھیں پھاڑے سکرین کو دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ سکرین پر نظر آنے والے واضح ہندسوں کا مطلب تھا کہ ڈسک میں فیڈنگ موجود ہے۔ کوڈ واک محفوظ ہے۔

"یہ۔ یہ۔ کیسے ہو گیا ہے۔ یہ۔ کیا مطلب۔ پہلے یہ سپاٹ کیوں ہو گئی تھی"...... نعمانی کے منہ سے حیرت کی شدت سے الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر نکل رہے تھے۔

"اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے۔ وہی ہوتا ہے۔ وہ اگر نمرود کے دماغ میں مچھر پہنچا کر اسے اپنے غلاموں سے جوتیاں لگوا سکتا ہے۔ تو وہ تنویر سے درخواست نہیں کرا سکتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تو یہ تم نے کوئی چکر چلایا تھا۔ تم نے اپنا رعب جمانے کے لئے یہ سب کچھ کیا تھا۔ تم سے سیکرٹ سروس کی فتح اور اپنی شکست برداشت نہ ہو سکی تھی"...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ ابھی تو تم بڑے رو دینے والے لہجے میں درخواست کر رہے تھے۔ اب اس طرح غرا رہے ہو یار تم آدمی ہو یا گرگٹ۔ ویسے جتنی جلدی تم رنگ بدلتے ہو۔ بیچارہ گرگٹ بھی نہ بدل سکتا ہو گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ڈسک ختم ہو چکی تھی اور

نعمانی نے بٹن دبا کر مانیٹر آف کر دیا۔

"مگر عمران صاحب۔ یہ سب ہوا کیسے۔ آپ نے تو نہ مانیٹر کو ہاتھ لگایا اور ڈسک کو بھی نہیں کھولا۔ یہ۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ کیا آپ جادوگر ہیں"...... نعمانی کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"اچھا صلہ دے رہے ہو تم مجھے۔ اب مجھے جادوگر بھی بنا دیا۔ ابھی ایکسٹو کے خوف سے تمہارے چہرے بگڑے ہوئے تھے۔ تم منتیں کر رہے تھے اور اب مجھے جادوگر بنا رہے ہو۔ دکھاؤ مجھے ڈسک"۔ عمران نے مصنوعی غصے سے کہا۔

"نہیں۔ ہرگز نہیں۔ اسے مت دینا۔ یہ واقعی جادوگر ہے۔ پتہ نہیں پھر کیا کر دے"...... تنویر نے بے ساختہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ ہم سب دلی طور پر آپ کو لیڈر مانتے ہیں۔ تنویر تو جذباتی ہے اور اس کے جذباتی پن کو آپ بھی جانتے ہیں۔ اس لئے آپ اس کی بات کا برا نہ مانیں۔ ویسے آپ ہمیں بتائیں تو سہی۔ کہ یہ سب ہوا کیسے ہے۔ کیا واقعی آپ اب شعبدہ بازی سیکھ گئے ہیں"۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے تو خود اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا۔ بظاہر تو واقعی عمران نے کچھ بھی نہیں کیا۔ لیکن"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ اس بار تو آپ نے مجھے بھی حیرت زدہ کر دیا ہے"...... کیپٹن شکیل بھی بول پڑا۔

"ارے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ تم خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہو۔ فیڈنگ تو پہلے بھی موجود تھی۔ بس میں نے سوچا کہ چلو تنویر سے درخواست کرائی جائے۔ کیونکہ تنویر جب منہ لٹکا کر درخواست کرتا ہے۔ تو مجھے اس کا چہرہ بے حد اچھا لگتا ہے"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر فیڈنگ موجود تھی تو پھر پہلے کیوں یہ سکرین پر سپاٹ رہی"...... نعمانی نے کہا۔

"اس لئے کہ ابھی تم اس بارے میں وہ کچھ نہیں جانتے جو میں جانتا ہوں اور اس جاننے کے لئے بڑی محنت کرنا پڑتی ہے۔ دماغ کھپانا پڑتا ہے۔ راتوں کو جاگنا پڑتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہمیں تو بتائیں"...... نعمانی نے کہا۔

"تم نے مجھ سے بالا بالا ہی کمپیوٹر سائنس میں مہارت حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ بغیر استاد کے جو ایسا کرتا ہے اس کا یہی حشر ہوتا ہے۔ تم نے سوچا کہ دس گز کی پگڑی اور دس کلو مٹھائی کا خرچہ بچایا جائے۔ یہ اس کا نتیجہ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ واقعی مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ بس آج سے آپ میرے استاد اور میں آپ کا شاگرد وعدہ رہا کہ نہ صرف آپ کو بلکہ سب ساتھیوں کو جی بھر کر مٹھائی کھلواؤں گا"...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ پگڑی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"پگڑی بھی پہناؤں گا"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ایک شرط پر پگڑی پہنوں گا۔ کہ اس کے ساتھ سہرا بھی منسلک ہونا چاہیے۔ کیوں جولیا"...... عمران نے کہا۔

"تمہیں تو خواب بھی سہرے کے آتے ہیں۔ تمہارے مقدر میں سہرا پہننا ہے ہی نہیں"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ویسے اس کے چہرے کا رنگ گلنار سا ہو گیا تھا۔

"جس کے مقدر میں جوتیوں کا ہار ہو۔ وہ سہرا کیسے باندھ سکتا ہے"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"ارے ابے پھر وہی بات۔ پھر"...... عمران نے مصنوعی غصے سے کہا تو کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"عمران صاحب۔ اب تو میں آپ کا شاگرد بن گیا ہوں۔ اب تو آپ بتا دیں۔ دراصل میرا ذہن سوچ سوچ کر پاگل ہو رہا ہے۔ کہ آخر آپ نے کیا کیا ہے"...... نعمانی نے کہا۔

"اچھا چلو بتا دیتا ہوں۔ یہ استادی گر بھی۔ دکھاؤ مجھے ڈسک"۔ عمران نے کہا اور نعمانی نے جلدی سے مانیٹر سے ڈسک نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔

"دیکھو۔ یہ وہی سرکل ہے ناں۔ جس کے متعلق میں نے تمہیں پہلے بتایا تھا کہ اس میں ایک لکیر ہے۔ اس لئے یہ سنگل کراس ڈسک ہے۔ اب دیکھو اس میں لکیر ہے"...... عمران نے کہا۔

"ارے واقعی اس میں اس وقت تو لکیر تھی۔ کہاں گئی"...... نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ انتہائی جدید ڈسک ہے۔ یہ اس کا سیفٹی لاک ہے۔ یہ دیکھو میں نے صرف اتنا کیا ہے کہ اسے الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے ناخن میں موجود بلیڈ سے اسے گھما دیا اور سیفٹی لاک لگ گیا اور ڈسک پر موجود فیڈنگ آف ہو گئی۔ دوبارہ میں نے اسے گھما کر لاک کھول دیا اور فیڈنگ آ گئی۔ یہ دیکھو اس طرح"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ناخن سے اسے گھما کر بھی دکھا دیا۔

"اوہ۔ تو یہ بات تھی۔ یہ سیفٹی لاک والی بات واقعی میرے لئے نئی تھی۔ میں تو سمجھا تھا کہ یہ کمپیوٹر چیکنگ ہے۔ جیسے اوروں میں ہوتی ہے"...... نعمانی نے کہا۔

"یہ اب آنے لگی ہیں۔ پہلے واقعی نہیں ہوتی تھی۔ بہرحال دیکھو۔ ناخن کی معمولی سی حرکت سے میں نے اپنی شکست کو فتح میں تبدیل کر دیا ہے۔ کیوں تنویر"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم سے خدا سمجھے۔ تم اپنا ہاتھ اونچا رکھنے کے لئے کوئی نہ کوئی چکر چلا ہی لیتے ہو"...... تنویر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"ویسے عمران صاحب۔ آپ جسے معمولی حرکت کہہ رہے ہیں۔ اس معمولی حرکت نے ہمارے جسموں کا سارا خون خشک کر دیا تھا۔ اگر واقعی یہ ڈسک صاف ہوتی تو چیف ہمیں کچا چبا جاتا"...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کچا چبا جاتا۔ارے باپ رے۔تو ایسا ہے تمہارا چیف۔یہ تو خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے سیکرٹ سروس میں شامل ہونے سے ابھی تک محفوظ رکھا ہوا ہے"...... عمران نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا تو کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد